جلد دوم

خطباتِ الٰہ آبادی



خطیبِ دلنشین

حضرت مولانا محمد شریف الٰہ آبادی

جمع و ترتیب

عبد الرؤف تابانی

مکتبہ ربانیہ عثمان والا قصور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

اور نصیحت کیجئے کیونکہ نصیحت اہل ایمان کے لیے نفع بخش ہوتی ہے۔

خطباتِ الٰہ آبادی



جلد دوم

حضرت مولانا محمد شریف الٰہ آبادی

جمع و ترتیب

عبد الرؤف تابانی

واحد تقسیم کار

مکتبہ محمدیہ

Mob.: 0300-4826023

ناشر

مکتبہ ربانیہ

فیض مارکیٹ منڈی عثمان والا، تحصیل و ضلع قصور

جملہ حقوق طباعت واشاعت محفوظ ہیں

نام کتاب ---------- خطبات الٰہ آبادی

مصنف ---------- مولانا محمد شریف الٰہ آبادی

جمع وترتیب ---------- عبدالرؤف تابانی

طابع ---------- حافظ محمد ربانی

کمپوزنگ ---------- نعمت اللہ تبسم

طبع اول ---------- فروری 2008ء

تعداد ---------- 1100

ناشر ---------- مکتبہ ربانیہ

قیمت ---------- 250/- روپے

ملنے کے پتے

محمدی کیسٹ ہاؤس 18-اردو بازار لاہور۔ فون: 7223046

اردو بازار لاہور

نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ فون: 7321865 ● اسلامی اکیڈمی الفضل مارکیٹ فون: 7357587

دارالفرقان الفضل مارکیٹ اردو بازار فون 7231602 ● کتاب سرائے الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ

مکتبہ اسلامیہ غزنی سٹریٹ 042-7244973 ● مکتبہ قدوسیہ۔ رحمٰن مارکیٹ۔ غزنی سٹریٹ۔

دارالکتب السلفیہ شیش محل روڈ لاہور۔ 042-7237184

فیصل آباد

مکتبہ اسلامیہ۔ بیرون امین پور بازار بالمقابل شیل پٹرول پمپ ● ملک سنز۔ کارخانہ بازار

مکتبہ اہل حدیث، بالمقابل مرکز جامع مسجد اہل حدیث امین پور بازار ● مکتبہ قدوسیہ امین پور بازار

گوجرانوالہ

والی کتاب گھر اردو بازار 4441613 ● مدینہ کتاب گھر اردو بازار

ساہیوال

اشفاق کیسٹ ہاؤس نزد جامعہ عزیزیہ پل بازار 0300-7830059

چیچہ وطنی

اسلامی کتب خانہ ڈاکخانہ بازار نزد پانی والی ٹینکی چیچہ وطنی ضلع ساہیوال 0300-4085081

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ ناشر

میں تو سورج ہوں ستارے میرے آگے کیا ہیں
شب ہے کیا چیز شب کے سہارے میرے آگے کیا ہیں
جو ہمیشہ رہے شاہوں کے ثنا خواں ربانی
یہ سخن ساز بیچارے میرے آگے کیا ہیں

مولانا شریف الٰہ آبادی کے خطبات کا مجموعہ ''خطبات الٰہ آبادی'' کی دوسری جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے' اس سے پہلے الحمدللہ ہم آپ کی خدمت میں خطبات کے مجموعہ کی پہلی جلد پیش کر چکے ہیں' مولانا کے خطبات میں آپ کو ایسی انفرادیت نظر آئے گی جو شاذ ہی کسی اور جگہ نظر آئے۔

مولانا کے خطبات کے اندر اصلاح معاشرہ کا ایک نہایت ہی روشن پہلو موجود ہے۔
مولانا معاشرہ میں موجود بدعت وخرافات کو قرآن وسنت کے دلائل سے ختم کرنے اور لادینی وجہالت کے خاتمہ کے لئے بروقت کمربستہ وسربکف ہیں۔
الٰہ آباد میں مولانا عرصہ دراز سے خطبات کے موتی بکھیر رہے ہیں' جن کو چننے کیلئے لوگ جوق در جوق بڑے ذوق شوق سے کھنچے چلے آتے ہیں۔
مولانا کی مصروفیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ تقریباً پورا سال ملک کے مختلف مقامات پر آپ کی تقاریر کے پروگرام ہوتے رہتے ہیں۔
دور دراز شہروں کے لوگ چمنستان اسلام کے اس پھول کی خوشبو سے مستفید ومستفیض ہونے کے لئے کشاں کشاں آ کر اپنی دینی پیاس بجھاتے ہیں۔
دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا کو حاسدین کی نظر بد سے بچائے اور ان کے علم و برہان میں برکت کثیر عطا فرمائے اور ہماری اس کاوش کو مسلمانوں کے عمل وعقیدہ میں اصلاح کا سبب بنائے اور مولانا کے ساتھ ساتھ ناشرین ومعاونین اور ہمارے اساتذہ کرام کیلئے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین

والسلام

فہد علی' حافظ محمد ربانی
31-01-2008

ابتدائیہ

ناظرین کرام!

مولانا محمد شریف صاحب الہ آبادی کے نام نامی سے سبھی واقف ہیں' اللہ پاک نے آپ کو خوبصورت لحن سے نوازا ہے' آپ دعوت و تبلیغ کی غرض سے ملک کے دور دراز علاقوں میں بھی تشریف لے جاتے ہیں' کتنے ہی خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو آپ کے وعظ و بیان کے آب حیات سے اپنے دلوں کے کشتِ ویراں کو سیراب کرتے ہیں۔

بلا شبہ آپ ایک عوامی خطیب ہیں۔

الحمد للہ میں نے مولانا کی نئی تقاریر کے مجموعہ کو کتابی شکل دے کر برادران اسلام کی خدمت میں پیش کر دیا ہے' ایسی کتب لوگوں کے افکار و نظریات میں انقلاب برپا کرنے کے لئے اور عمل و کردار کی راہ پر گامزن کرنے کا موثر ترین ذریعہ ہیں' فرقہ پرستی کے اس پُرفتن دور میں قرآن وسنت کی تعلیم و تبلیغ کی اشد ضرورت ہے۔

اللہ کریم نے واشگاف الفاظ میں فرمایا کہ ''تم میں ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کا حکم کرے اور برائی سے منع کرے۔''

خطبات الہ آبادی بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے' اس لئے کتابوں کو اپنا ہمسفر بنایئے۔

میں **مکتبہ ربانیہ** کا تذکرہ بھی ضروری سمجھتا ہوں جن کو اللہ کریم نے یہ توفیق عطا فرمائی کہ انہوں نے دینی و مسلکی خدمت کے پیش نظر خطبات کی دوسری جلد بھی شائع کرنے کی سعادت حاصل کی اور جہاد بالقلم کا فریضہ سرانجام دیا۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کوشش کو مولف' ناشر اور قارئین کیلئے توشۂ آخرت بنائے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

ابوعمران

عبدالروف تابانی

گکھڑ منڈی 31-01-2008

ذالك فضل الله

زبان کا سوز اور قرآن وسنت کا ساز ہم آہنگ ہوتو دل اثر لئے بغیر نہیں رہ سکتا اور بارگاہ ایزدی سے یہ عطیہ قسمت والوں کو ہی نصیب ہوتا ہے۔ ان چند خوش نصیبوں میں جماعت کے معروف عالم دین' مبلغ اسلام' واعظ خوش الحان حضرت مولانا محمد شریف اللہ آبادی ﷾ بھی شامل ہیں۔

جن کی شب وروز سعی جمیلہ سے ملک کے دور دراز علاقوں میں لوگ مستفید ہو رہے ہیں۔

اللہ کرے زورِ بیاں اور زیادہ

دین اسلام کی اشاعت ایک فریضہ بھی ہے اور سعادت بھی' جہاں اس فریضہ کو ادا کرنے کے لئے' افراد اور ادارے اپنی اپنی استطاعت کے مطابق کتب' کیسٹ اور دیگر ذرائع سے اس فریضہ کو سرانجام دے رہے ہیں' وہاں الحمدللہ مکتبة ربانية بھی اپنی استطاعت کے مطابق اس فریضہ کو بحسن وخوبی سرانجام دے رہا ہے۔

مکتبہ کے روح رواں محترم **حافظ محمد ربانی** صاحب بفضل اللہ تعالیٰ پورے خلوص اور جذبہ سے سرگرم عمل ہیں۔

رب کریم کی مہربانیوں اور اس کے فضل وکرم سے روز بروز ان کے جذبہ کے ساتھ ساتھ ان کا اشاعتی پروگرام بھی ترقی کی منازل طے کر رہا ہے۔

علاقہ قصور ہی نہیں بلکہ پاکستان بھر کے مذہبی ذوق رکھنے والے احباب ان کی خدمات سے بہرہ مند ہو رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کی کوششوں کو شرف قبولیت سے نواز کر ہمیں دنیا اور آخرت کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ آمین

کاشف سلیم' یاسر سلیم

31-01-2008



اللھم

صل علی محمد وعلی آل محمد

کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم

انک حمید مجید

اللھم

بارک علی محمد وعلی آل محمد

کما بارکت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم

انک حمید مجید

عرش کا سایہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّ نُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ○ (النسآء:۵۷)

ہر قسم کی حمد وثناء اللہ جل جلالہٗ کی ذات اقدس کے لئے' بے شمار اور ان گنت درود وسلام سید الاولین والاخرین' امام کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی پر۔

بھائیو! میں نے سورۃ النساء کی ایک آیت کریمہ آپ کے سامنے تلاوت کی ہے' دعا ہے کہ اللہ کریم مجھے صحیح بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور پھر ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

دوستو! آج ان شاء اللہ' اللہ پاک کی توفیق سے یہ عرض کرنا ہے کہ قیامت کے دن کون کون سے عمل انسان کے کام آئیں گے اور کن کن اعمال کی وجہ سے آدمی کی عزت بنے گی' دعا کریں اللہ کریم قیامت کے دن کی بے عزتی اور ذلت سے محفوظ فرمائے۔ (آمین)

اگر یہاں پولیس والے کسی شخص کو پکڑ لیں تو وہ کہتا ہے' یار مجھے ہتھکڑی نہ لگانا' میرے شریک دیکھ کر کیا کہیں گے کہ اس کو ہتھکڑی لگا کر لے جا رہے ہیں' وہ رشوت دیتا ہے' سفارش کرواتا ہے کہ مجھے تھوڑے سے آدمی نہ دیکھیں' لیکن قیامت کے دن آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک جتنی دنیا آنے والی ہے سب وہاں موجود ہوں گے پھر اس دن کتنی پریشانی اور شرم کی بات ہوگی' سارے جہان کے سامنے ایک آدمی کا اعلان کیا جائے گا کہ یہ فلاں شخص' فلاں کا بیٹا' اس کے اعمال اچھے تھے اس لئے اس کو جنت مل گئی' ہے اور فلاں شخص' فلاں کے بیٹے کے اعمال اچھے نہیں تھے اس لئے اس کو ہتھکڑیاں لگا کر جہنم کی

طرف ذلیل کیا جا رہا ہے' دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت اسرافیل علیہ السلام جن کی عبادت ہی یہ ہے کہ وہ صور مونہہ میں لے کر اپنی نظریں رب تعالیٰ کے عرش کی طرف جمائے ہوئے اس انتظار میں ہیں کہ کب آرڈر ملے اور میں پھونک ماروں' پہلی پھونک سے آسمان ٹوٹ جائیں گے' ستارے جھڑ جائیں گے' سورج بے نور ہو جائے گا' پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے' اس نفخہ بجنے کے چالیس سال یا چالیس دن کے بعد جب سب کچھ ختم ہو جائے گا' پھر اللہ پاک اسرافیل علیہ السلام کو پیدا فرما کر صور دیں گے اور فرمائیں گے اس کے اندر پھونک مار' اس کے اتنے سوراخ ہوں گے جتنے آدمی ہیں' وہ پھونک ماریں گے تو ہر روح آدمی کے جسم میں داخل ہو جائے گی' لوگ نئے سرے سے کھڑے ہو جائیں گے اور حال کیسا ہوگا' زمین بالکل صاف اور چٹیل میدان ہوگی' قرآن کہتا ہے:

وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ۝

لوگوں کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوگا کہ انہوں نے نشہ پیا ہوا ہے' یہ نشہ کی حالت میں بے حال ہیں لیکن یہ بے ہوش نہیں ہوں گے' نشہ نہیں ہوگا بلکہ اللہ پاک کا عذاب ہی بڑا سخت ہے جسے دیکھ کر ان کے ہوش اڑ جائیں گے۔

جو دوزخ آج سات زمینوں کے نیچے ہے اس کو زمین سے نکال کر زمین کے اوپر لایا جائے گا' اس کو ستر ہزار لگامیں پڑی ہوگی' ایک ایک لگام کے ساتھ ستر ستر ہزار فرشتہ لگا ہوگا' پھر بھی محسوس ہوگا کہ یہ جہنم ابھی بے قابو ہو کر بندوں کو گرفتار کرتی ہے' سو سو سال کے سفر سے اس کی کڑکتی ہوئی آواز آنا شروع ہو جائے گی' اور اللہ کریم کی جنت جو ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے' یہ بھی زمین پر لائی جائے گی' پانچ سو سال کے سفر سے جنت کی خوشبو آنا شروع ہو جائے گی' پہلے آسمان کے فرشتے آئیں گے تو نور کی کرنیں لگیں گی' لوگ دیکھ کر کہیں گے' اللہ کی ذات آ رہی ہے' فرشتے کہیں گے' سبحان اللہ! اللہ کی پاکی ہے' ہم تو اللہ پاک کے فرشتے ہیں' پھر دوسرے آسمان کے فرشتے' پھر تیسرے

آسمان کے فرشتے، پھر چوتھے، پانچویں، چھٹے اور ساتویں آسمان کے فرشتے آ جائیں گے اور پھر اللہ پاک کا عرش زمین پر آ جائے گا، آج اللہ پاک کے عرش کو چار فرشتوں نے اٹھایا ہوا ہے لیکن قیامت کے دن اللہ کریم کے عرش کو آٹھ فرشتے اٹھائیں گے، اللہ پاک اپنے جاہ وجلال میں ہوں گے، اللہ پاک نے رحمت کے سو حصے کیے ہیں، آج دنیا میں ایک حصہ تقسیم کیا ہے اور باقی ننانوے حصے قیامت کے دن تقسیم کرنے ہیں، (بلکہ مسلم کی ایک حدیث کے مطابق، ایک حصہ جو دنیا میں تقسیم کیا تھا اس کو بھی بقیہ ننانوے میں ملا کر سو پورا کر کے تقسیم فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس میں حصہ دار بنا دے) جس دن کوئی سایہ نہیں ہوگا اور حالت ایسی ہوگی کہ خاوند جا کر اپنی بیوی سے کہے گا، اے اللہ والی! تو میری بیوی ہے، آج مجھے ایک نیکی کی ضرورت پڑ گئی ہے، تو مجھے ایک نیکی دے دے؟ وہ کہے گی، یہی مسئلہ میرے ساتھ ہے، اگر میں تجھے نیکی دے دوں، مجھے ضرورت پڑ گئی تو میں کس طرف جاؤں گی، پھر یہ اپنے ماں باپ کے پاس جائے گا، بھائیوں اور ساتھیوں کے پاس جائے گا، اپنے پیروفقیروں جن کو نذریں نیازیں دی ہوئی تھیں، جو کہتے تھے، تم ہمارا پلڑا پکڑ کر گذر جاؤ گے، ان کے پاس جائے گا تو وہ دور سے ہی دیکھ کر بھاگ جائیں گے بلکہ ان کی ایک خاص قسم کی پہچان ہوگی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

قیامت کے دن اس کے پیچھے خطرے کی جھنڈی لگی ہوگی، لوگ دیکھ کر پہچانیں گے کہ یہ "ٹھگ صاحب" ہیں جو دنیا میں ہم کو داؤ لگایا کرتے تھے، اس دن کوئی نیکی نہیں دے گا۔

قرآن کہہ رہا ہے:

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ۝ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ۝ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ۝

(عبس: ۳۴-۳۶)

بھائی بھائی کو دیکھ کر بھاگ جائے گا، ماں بیٹے سے، بیٹا باپ سے، بیوی خاوند سے اور خاوند بیوی سے۔

کوئی رشتہ نہیں رہ جائے گا، سب کو اپنی اپنی پڑی ہوگی، نفسی نفسی کا عالم ہوگا حتیٰ کہ نبی

بھی نفسی نفسی پکار رہے ہوں گے‘ حافظ صاحب لکھتے ہیں اگر کسی کے پاس ستر انبیاء علیہم السلام کے عمل بھی ہوئے تو اس کو بھی فکر پڑی ہوگی‘ پتہ نہیں آج اللہ پاک نے معاف کرنا ہے یا نہیں؟

دوستو! غور کرنا‘ اس دن کوئی سایہ نہیں ہوگا‘ پہاڑ ختم ہو جائیں گے‘ درخت نہیں ہوں گے‘ چٹیل میدان ہوگا‘ جو زمین آج مٹی کی ہے یہ تانبے کی بنی ہوگی‘ جو سورج آج نو کروڑ میل دور ہے قیامت کے دن ایک میل کے فاصلہ پر یا اس سے بھی قریب ہو جائے گا‘ لوگ اس طرح تڑپ رہے ہوں گے جس طرح کڑاہی میں مکئی وغیرہ کے دانے تڑپتے ہیں‘ لوگ پسینے میں شرابور ہوں گے‘ بعض کو کمر تک‘ بعض کو گھٹنوں تک‘ بعض کو ٹخنوں تک اور بعض بے چارے اپنے پسینے میں غوطے کھا رہے ہوں گے‘ اور اس دن سوائے اللہ کریم کے عرش کے اور کسی چیز کا سایہ نہیں ہوگا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے چار مقامات پر یہ حدیث بیان کی کہ سات آدمی‘ (حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں بڑی جستجو اور محنت سے اٹھائیس آدمی اور امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ایک کتاب "تَمْهِيْدُ الْفَرْشِ فِي اَطْفَالِ' الْمَوْدِيَّةِ يُظِلُّ الْعَرْشَ" میں لکھا ہے کہ قیامت کے دن ستر آدمی) اللہ کے عرش کے نیچے ہوں گے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ کون لوگ ہیں جن کو اللہ کریم نے اپنے عرش کا سایہ نصیب فرمانا ہے‘ پہلے بخاری شریف کی حدیث سنیں‘ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ۔

سات قسم کے آدمی جن کو قیامت کے دن اللہ کریم اپنا سایہ نصیب کریں گے‘ اس دن کوئی سایہ نہیں ہوگا‘ صرف اللہ تعالیٰ کے عرش کا ہی سایہ ہوگا‘ وہ کون لوگ ہیں؟

(۱) نبی علیہ السلام فرماتے ہیں‘ امام عادل‘ پہلا آدمی عادل بادشاہ ہوگا جو انصاف کرتا ہے اگر اس کو انصاف کرنا نصیب ہوگیا ہے اس نے انصاف کیا ہے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا ایک جھگڑے کا انصاف سے فیصلہ کرنا ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے‘ لیکن انصاف تو کرے۔

تھانیدار انصاف کرے---- سپاہی انصاف کرے

اے سی انصاف کرے ---- جج اور قاضی انصاف کرے

صدر اور وزیر اعظم انصاف کریں' کائنات کے سردار نبی علیہ السلام فرماتے ہیں' قیامت کے دن یہ اللہ پاک کے عرش کے سائے تلے رب تعالیٰ کے دائیں طرف کھڑے ہوں گے' اس لئے اے لوگو! انصاف کیا کرو۔

اگر دو بیویاں ہیں تو انصاف کیا کرو۔

اگر اولاد ہے تو بچوں کے درمیان انصاف کیا کرو۔

(۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں' "وَالشَّابُّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللّٰهِ" دوسرا وہ شخص جو جوانی میں اللہ پاک کی عبادت کرتا ہے' جوانی میں نمازیں پڑھتا ہے' جوانی میں قرآن پڑھتا ہے' جوانی میں حج کیا ہے' اپنی جوانی برباد نہیں کرتا' اپنی جوانی ٹی وی' وی سی آر دیکھ کر ضائع نہیں کی' رب تعالیٰ نے اس کو جوانی دی ہے تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں گذارتا ہے۔

یہ جوانی مستانی ہوتی ہے' اسی لئے اللہ پاک نے اتنی شان رکھی ہے' جو جوان اللہ پاک سے ڈر کر اپنی جوانی گذارتا ہے تو یہ قیامت کے دن رب کے عرش کے سائے تلے ہوگا اور جنہوں نے جوانی ایسے ہی ضائع کر دی ہوگی تو اللہ پاک ان کو قیامت کے دن اپنے دربار میں کھڑا کر کے فرمائیں گے' میں تجھے پیر بھی نہیں ہلانے دوں گا' پہلے مجھے یہ بتا میں نے تجھے جوانی دی تو نے جوانی کہاں ضائع کی' وہاں کیا جواب دیں گے کہ ڈاکے مار کر' چوری' بدمعاشی اور شراب پی کر جوانی ضائع کی تھی۔

کائنات کے سردار نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

(۳) تیسرا آدمی "وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اِجْتَمَعَا عَلٰى ذٰلِكَ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ" دو آدمیوں کا پیار ہے تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہے' دنیا کا کوئی مطلب نہیں' یہ مطلب نہیں کہ میں اس کے پاس جاؤں گا تو یہ مجھے چار پیسے دے کر میری خدمت کرے گا' بلکہ محبت ہے تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہے' اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں اور

اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ہی جدا ہوتے ہیں' آواز آتی ہے تم قیامت کے دن عرش کے سائے کے نیچے کھڑے ہوگے۔

(۴) کائنات کے سردار نبی فرماتے ہیں' رَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ۔

جن لوگوں کے دل اللہ پاک کے گھروں کے ساتھ لگ گئے ہیں' مساجد سے پیار ہوگیا ہے کبھی صفیں سیدھی کرتا ہے' کبھی پانی کا بندوبست کرتا ہے' کبھی مسجد میں جھاڑو دیتا ہے یا پھر اس طرح سمجھ لیں' اس نے ظہر کی نماز پڑھی ہے تو اب عصر کی انتظار میں ہے' عصر پڑھی ہے تو مغرب کی انتظار میں ہے' آواز آتی ہے' تو آج میرے گھر کے ساتھ پیار کرتا ہے' قیامت کے دن میرے عرش کے سائے کے نیچے کھڑا ہوگا۔

دعا فرمائیں' اللہ کریم ہم کو مساجد سے پیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بعض لوگوں کا مساجد سے بڑا پیار اور محبت ہے' وہ ہر وقت مسجد کی خیر خواہی سوچتے رہتے ہیں اور بعض پاپی اس طرح کے بھی ہیں جو مسجد کی ویرانی سوچتے ہیں کہ مسجد میں جھگڑا کر کے شور کیسے ڈالیں۔

(۵) نبی علیہ السلام فرماتے ہیں: "وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمُ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهٗ۔" پانچواں آدمی وہ ہے جو دائیں ہاتھ سے صدقہ کرتا ہے اور بائیں کو پتہ نہیں چلنے دیتا' کسی غریب کی مدد کی ہے تو کسی کو پتہ نہیں چلنے دیا' یہ جانتا ہے یا اس کا اللہ تعالیٰ جانتا ہے' اللہ تعالیٰ کے لئے دیتا ہے تو چھپا کر دیتا ہے' یہ شخص بھی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ میں ہوگا۔

صدقہ دونوں طرح جائز ہے' آدمی کسی وقت اس نظریہ سے دکھا کر بھی دے دے کہ میری طرف دیکھ کر کوئی اور بھی خرچ کرے گا پھر اس کو ثواب اتنا ملے گا' جتنا سب کو ثواب ملا ہے اللہ کریم اس اکیلے کو اتنا اجر عطا فرما دیں گے۔

(۶) اللہ کے نبی علیہ السلام فرماتے ہیں: "وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتَ مَنْصَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّيْ اَخَافُ اللّٰهَ۔" چھٹا آدمی وہ ہے جس کو کوئی حسین وجمیل عورت برائی کی دعوت دیتی ہے تو یہ کہتا ہے "اِنِّيْ اَخَافُ اللّٰهَ" بی بی مجھے اللہ پاک سے ڈر آرہا ہے'

اس کو بھی قیامت کے دن رب کے عرش کا سایہ نصیب ہو جائے گا۔

جس طرح جناب یوسف علیہ السلام نے کردار ادا کیا تھا' قرآن پاک نے اس طرح بیان کیا ہے' فرمایا:

وَ لَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝ وَ رَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَ غَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَ قَالَتْ هَیْتَ لَكَ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْۤ اَحْسَنَ مَثْوَایَ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ (یوسف: ۲۲-۲۳)

یہ بی بی اصرار کر رہی ہے' یوسف علیہ السلام نے اپنی نظریں نیچے کی ہوئی ہیں' آپ اوپر دیکھتے ہی نہیں' یہ بی بی کہتی ہے "هَیْتَ لَكَ" اے یوسف! اس وقت کس کا ڈر ہے' ذرا میری طرف دیکھ تو سہی' آپ فرماتے ہیں' معاذ اللہ! بی بی میں تجھے دیکھوں' میں تو اپنے دیکھنے والے کی طرف دیکھوں گا' اب یہ بی بی دھمکیاں دیتی ہے' کہتی ہے' اے یوسف' اگر تو نے میری بات نہ مانی تو میں تجھے جیل میں بند کروا کر ذلیل کروں گی' جناب یوسف علیہ السلام نے ہاتھ اٹھا دیئے' فرماتے ہیں:

رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْۤ اِلَیْهِ وَ اِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ كَیْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَیْهِنَّ وَ اَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِیْنَ ۝ (یوسف: ۳۳)

اللہ کے نبی فرماتے ہیں: یا اللہ! اس بے غیرتی سے جیل کی کوٹھڑی اچھی ہے' جناب یوسف علیہ السلام نے کئی سال جیل کی صعوبتیں برداشت کر لیں لیکن غیر عورت کی طرف دیکھنا برداشت نہیں کیا' قیامت کے دن اللہ کریم کے عرش کا سایہ ان لوگوں کو ملے گا۔

(۷) اللہ کے نبی علیہ السلام فرماتے ہیں: "وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاهُ" ساتواں آدمی وہ ہے جو اکیلا بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتا ہے تو اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے گر جاتے ہیں' آواز آتی ہے' آج تو نے مجھے اکیلے میں بیٹھ کر رو کر دکھایا ہے' قیامت کا دن ہو گا میں تیری اس آنکھ سے نکلے ہوئے قطرہ کی وجہ سے جہنم کی آگ بھی

تیرے لئے حرام کر دوں گا اور اپنے عرش کا سایہ بھی تجھے عطا کر دوں گا۔

اس لئے میرے بھائی کہیں اکیلا بیٹھ کر رب کو راضی کیا کر' اگر سات سمندروں کے پانی جہنم کی آگ پر ڈال دیئے جائیں تو ان سمندروں کے پانی سے بھی جہنم کی آگ بھسم نہیں ہوگی' جو تیری آنکھ کے ایک قطرہ سے بھسم ہو جائے گی' وہ کون کون سی آنکھیں ہیں جن کو قیامت کے دن جہنم کی آگ کا دھواں بھی نہیں پڑے گا۔

ایک آنکھ وہ ہے جو اللہ پاک سے ڈر کر آنسوؤں کے قطرے بہا دیتی ہے' آدھی رات کا وقت ہے' اس نے نرم گرم بستر چھوڑ کر مصلیٰ پکڑ لیا ہے اور اللہ کریم سے ڈر کر اس کی آنکھوں نے آنسوؤں کی جھڑی لگا دی ہے' اللہ پاک فرماتے ہیں' میں تجھے کئی عظمتیں دوں گا' ایک شان تو یہ دوں گا' تجھے پوچھوں گا ہی نہیں کہ تو کیا کر کے آیا ہے' کتنی عبادت کر کے لایا ہے' بغیر حساب کے جنت دوں گا اور تیرا قیامت کا دن میرے عرش کے نیچے کھڑے ہی گذر جائے گا۔

دوسری آنکھ وہ ہے جو اسلامی لشکر کا پہرہ دیتی ہے' تیسری آنکھ وہ ہے جو حرام سے رک جاتی ہے۔

حرام چیزیں نہیں دیکھتی' اس کو کنجریوں کے گیت اچھے نہیں لگتے' وہ اللہ پاک سے ڈر جاتا ہے۔

اللہ کے پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں' یہ آنکھیں قیامت کے دن جہنم کے دھوئیں سے بھی محفوظ رہیں گی' جس دن کیا ہوگا۔

مولانا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ع

تانبا تپے زمیں جس ویلے سورج سر پر ہووے
عرش منور اس پر فضلوں تمبو تان کھلووے

میرے بھائی! اور کون کون سے آدمی اللہ کریم کے عرش کے سائے تلے ہوں گے' صحیح مسلم کی روایت ہے۔

(۸) ایک آدمی وہ بھی ہوگا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں' جو کسی کو قرضہ دیتا ہے' اس کا

کاروبار نہیں چلا' کاروبار بند ہے' جس کی وجہ سے یہ وعدہ پر پیسے واپس نہیں دے سکا' یا یہ اس کو خود ہی کہہ دیتا ہے' بھائی ابھی تیرا کاروبار نہیں چلا' تو نے فلاں دن کا وعدہ کیا ہوا تھا' ہوسکتا ہے ابھی تجھ سے پیسے بنے ہی نہ ہوں' یہ اس کو مہلت دے دیتا ہے کہ کوئی بات نہیں اور دس دن کے بعد دے دینا' آج اس نے قرض خواہ کو مہلت دی ہے' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں' قیامت کے دن میں تجھے عرش کا سایہ نصیب کر دوں گا۔

اللہ کریم کے دربار میں ایک آدمی ایسا بھی پیش ہوگا اللہ پاک فرمائیں گے میرے فرشتو' اس کی نیکیاں دیکھو' اس کا نیکیوں والا کھاتہ ہلکا ہوگا' اللہ پاک فرمائیں گے' تو کیا کرتا رہا ہے' یہ بول کر کہے گا' یا اللہ! تو نے مجھے پیسے دیئے تھے' لوگ آ کر مجھ سے ادھار لے جاتے تھے' اور وعدہ کر جاتے تھے لیکن وہ وعدے پورے نہیں کر سکتے تھے' پھر وہ میرے پاس آ کر مہلت مانگتے تھے' میں ان کو مہلت دے دیتا تھا اور بعض ایسے غریب بھی ہوتے تھے جو پیسے واپس دے ہی نہیں سکتے تھے' میں نے اپنے منشی کو آرڈر کر دیا تھا' ان کے کھاتے صاف کر کے معاف ہی کر دو' اللہ کریم فرمائیں گے' اگر تو بندہ ہو کر میرے بندوں کو معاف کر سکتا ہے تو میں رب ہو کر تجھے معاف کیوں نہیں کر سکتا؟ اگر تو نے ان کو معاف کیا تھا' تو جا آج میں نے تجھے معاف کر دیا ہے۔

بھائیو! یہ کام مشکل بڑا ہے' لیکن کسی تنگدست اور غریب آدمی کو مہلت دینے کا مقام بھی بڑا ہے۔

(۹) ایک آدمی اللہ پاک کے راستہ میں جہاد کے لئے جا رہا ہے' ایک شخص پاس سے اٹھ کر کہتا ہے' بھائی مجاہد' میں تو جہاد پر جا نہیں سکتا' میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اور کاروبار بڑا ہے' مجھے اتنی فرصت نہیں' یہ اپنی جیب سے اس کی مدد کرتا ہے' کہتا ہے' یہ میرے پیسوں سے راستہ میں کرایہ خرچ کرتے جانا' اپنے لئے کھانے پینے کا سامان لے لینا' یہ مجاہد کی خدمت کرتا ہے' آواز آتی ہے' میں اس مجاہد کی خدمت کرنے والے کو بھی اپنے عرش کا سایہ نصیب کر دوں گا۔

(۱۰) ایک غلام آزاد ہو رہا ہے' اس غلام نے اپنے مالک سے یہ مکاتبت کی ہے کہ میں محنت کر کے تجھے اتنے پیسے دے دوں گا' تو مجھے آزاد کر دے' اللہ کے نبی علیہ السلام فرماتے ہیں' جو اس کی مدد کرتا ہے' یہ بھی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ میں ہوگا۔

(۱۱) کائنات کے سردار نبی ﷺ فرماتے ہیں' ایک آدمی اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرنے کے لئے گیا ہوا تھا' اب یہ جہاد کر کے غازی بن کر واپس آیا ہے' اس کو اتنا ٹائم نہیں ملا کہ یہ کوئی اچھا سا مکان بنالے' کوئی آدمی اس غازی شخص کو سائبان لے کر اس کا سر ڈھانپ دیتا ہے' آواز آتی ہے اے میرے بندے' قیامت کے دن تجھے مجھ سے میرے عرش کا سایہ مل جائے گا۔

(۱۲) کائنات کے سردار نبی علیہ السلام فرماتے ہیں: "اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ تَحْتَ ظِلِّ الْعَرْشِ" جو آدمی دوکاندار ہے' نیت کے ساتھ صحیح کاروبار کرتا ہے' جو چیز دکھائی ہے وہی دی ہے' دھوکہ نہیں دیتا' جو دوکاندار ایمانداری سے مال فروخت کرتا ہے' یہ بھی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ میں ہوگا۔

دوستو! اللہ پاک نے سچائی میں بڑی برکت رکھی ہوئی ہے' آپ کو دوکان میں نقصان کیوں اٹھانا پڑتا ہے' پریشانیاں کیوں آتی ہیں' اس کی وجہ یہ ہے کہ دل میں کھوٹ ہے' جب دل میں کھوٹ ہو تو برکت اٹھ جاتی ہے' صاف نیت سے مال فروخت کرو بیچو گے تو اللہ پاک دگنی برکتیں فرما دیں گے اور اگر کھوٹی نیت سے مال فروخت کرو گے تو برکتیں اٹھ جائیں گی۔

مولانا خادم رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ع

اوتھے کدی وی رب نئیں رحم کر دا
جتھے نیتاں دے وچ کھوٹ ہووے
اوتھوں برکتاں رب اٹھا لیندا
جتھے وچ بھراواں انجوٹ ہووے

جُھگا کدی او خیر نال وسیا نئیں
جتھے وسدا نت دا سوٹ ہووے
اس بات وچ نفع نئیں کوئی ہندا
گل گل اندر جتھے چوٹ ہووے

جو شخص ایمانداری سے خرید و فروخت کرتا ہے' دھوکہ دہی سے کام نہیں لیتا' تو یہ شخص بھی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ کے نیچے ہوگا۔

(۱۳) اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں' سردی کا موسم ہے' عشاء یا فجر کی اذان ہوگئی ہے' اب بندہ نے نماز تو پڑھنی ہے' ٹھنڈے پانی سے وضو کرنے کو دل نہیں چاہتا لیکن ٹھنڈے پانی سے وضو کرتا ہے' آواز آتی ہے' آج تو نے سردی کے موسم میں ٹھنڈے پانی سے وضو کیا ہے' قیامت کے دن تو میرے عرش کے سائے تلے ہوگا۔

(۱۴) اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں: اندھیری رات ہے' بجلی کوئی نہیں' ایک آدمی ہے اس کا گھر بھی مسجد سے ذرا دور ہے لیکن یہ کوشش کرتا ہے کہ میں مسجد میں ہی چل کر جاؤں' جو شخص اندھیری رات میں مسجد آتا ہے' تو وہ شخص بھی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے کے نیچے ہوگا۔

(۱۵) نبی ﷺ فرماتے ہیں: ایک شخص وہ ہے' جو روٹی پکا کر بھوکوں اور غریبوں کا خیال کرتا ہے اور اپنے تیار کیے ہوئے کھانے سے بھوکوں کو کھلاتا ہے' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے میرے بندے تو بھی قیامت کے دن میرے عرش کے سائے کے نیچے ہوگا۔

(۱۶) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ شخص جو کسی یتیم کی پرورش کرتا ہے' یتیم کے سر پر دست شفقت رکھتا ہے' یتیموں سے پیار کرتا ہے' یتیموں کا مال نہیں کھاتا' یہ آدمی بھی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے کے نیچے ہوگا' نبی علیہ السلام فرماتے ہیں جو یتیم سے پیار کرتا ہے وہ قیامت کے دن اس طرح میرے ساتھ کھڑا ہوگا' جیسے ایک ہاتھ کی دونوں انگلیاں ہیں' اس لئے یتیم سے پیار کیا کر' اس کا مال نہ کھایا کر!

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا۔ (النسآء:۱۰)

جو یتیموں کا مال ظلماً کھاتے ہیں۔

اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا۔ (النسآء:۱۰)

اللہ پاک فرماتے ہیں آج چاول' روٹیاں اور مرغے ہیں لیکن یہ اپنے پیٹ میں جہنم کے انگارے داخل کر رہے ہیں۔

(۱۷) ایک عورت بیوہ ہوگئی ہے' اس کے چھوٹے چھوٹے یتیم بچے ہیں' کائنات کے سردار نبی علیہ السلام فرماتے ہیں' بیوہ عورت کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا بھی قیامت کے دن عرش کے سائے کے نیچے ہوگا۔

(۱۸) نبی ﷺ فرماتے ہیں: ایسا شخص جس کا اخلاق اچھا ہے' جس کی زبان میٹھی ہے' میٹھا بولتا ہے' حسن اخلاق کا مالک ہے' یہ قیامت کے دن نور کے منبروں اور کستوری کے ٹیلہ پر رب تعالیٰ کے عرش کے نیچے بیٹھا ہوگا۔

(۱۹) رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: وہ شخص جو چیز اپنے لئے پسند کرتا ہے تو وہی لوگوں کے لئے پسند کرتا ہے' یہ بھی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے تلے ہوگا۔

(۲۰) آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص لوگوں کی خیر خواہی کرتا ہے' یہ شخص بھی اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے کے نیچے ہوگا۔

(۲۱) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ وہ آدمی جس کو اللہ پاک نے کوئی عہدہ دے دیا ہے' اس میں نرمی ہے' یہ اچھے اخلاق کا مالک ہے' یہ فخر اور تکبر نہیں کرتا' یہ بھی اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے کے نیچے ہوگا۔

(۲۲) امام کائنات ﷺ نے فرمایا: ایک وہ شخص' کسی مسلمان کا بچہ فوت ہوگیا ہے' یہ جا کر اس کو تسلی دیتا ہے کہ یہ تو اللہ پاک کا ہی مال تھا' یہ بچے دینے والا بھی اللہ تعالیٰ ہے اور دے کر واپس لینے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے' یہ اپنے مسلمان بھائی کو اس کے بچے کی

وفات پر حوصلہ دیتا ہے' تو یہ بھی اللہ کریم کے عرش کے نیچے ہوگا۔

میرے بھائی! بچے کی وفات پر بڑا صدمہ ہوتا ہے' اتنا صدمہ کہ کائنات کے سردار نبی ﷺ کی آنکھیں بہہ جاتی ہیں' میرے نبی علیہ السلام کے دو بیٹے مکہ مکرمہ میں ہی فوت ہوگئے' اب ایک بیٹا اللہ پاک نے اماں جی ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے پیٹ سے مدینہ منورہ جانے کے بعد دیا' میرے نبی نے اپنے بابا ابراہیم علیہ السلام کے نام پر اس کا نام بھی ابراہیم ہی رکھ دیا' ابراہیم اٹھارہ ماہ کے ہوکر بیمار ہوگئے ہیں' سیدہ زینب رضی اللہ عنہا آ کر عرض کرتی ہیں' ابو جی میرا بھائی ابراہیم بیمار ہے' آپ گھر تشریف لایئے' آپ ﷺ فرماتے ہیں' میری بیٹی زینب میرا دل بڑا نرم ہے' بچے کی جان نکل رہی ہوگی' میں برداشت نہیں کرسکتا' سیدہ زینب رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں' ابو جی آ کر دعا ہی فرما دیں' آخری وقت ہے' آ کر میرے بھائی کو دیکھ ہی لیں' سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے اصرار پر اللہ کے نبی علیہ السلام گھر تشریف لے جاتے ہیں' سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اپنے بھائی کو ام المؤمنین سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کی گود سے اٹھا کر نبی ﷺ کی گود میں ڈال دیتی ہیں' نبی ﷺ اٹھا کر کبھی اپنے بیٹے ابراہیم کی طرف دیکھتے ہیں اور کبھی آسمان والے کی طرف دیکھتے ہیں' آپ ﷺ فرماتے ہیں' اللہ تو شفا دے سکتا ہے اگر تو شفا دے دے تو تیرے لئے کوئی مشکل نہیں' لیکن اللہ پاک اس نبوت کے باغ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کرنے لگے ہیں' کہیں کل کوئی شخص یہ نہ کہے' محمد کریم ﷺ کا بیٹا وہاں کھڑا یہ کام کر رہا تھا' ابراہیم رضی اللہ عنہ آخری ہچکیاں لے رہے ہیں اور میرے نبی ﷺ کی آنکھوں سے زاروقطار آنسو جاری ہیں' آپ فرماتے ہیں:

يَا إِبْرَاهِيمُ إِنَّا بِفِرَاقِكَ لَمَحْزُونُونَ۔

اے ابراہیم! میں تیری جدائی میں بڑا ہی پریشان ہوں' اگر کسی فوت شدہ پر بین ڈالنا جائز ہوتا تو میں اس طرح کا بین ڈالتا جو قیامت تک کے لئے مثال بن جاتا' لیکن میں وہی کہوں گا جو اللہ کریم نے فرمایا ہے:

الَّذِينَ إِذَآ أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوٓا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّآ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ○

(البقرۃ:۱۵۶)

اللہ تعالیٰ ہی دینے والا ہے اور وہی دے کر واپس لینے والا ہے۔

بیٹے نے آخری ہچکی لی اور میرے محمد ﷺ کی گود خالی ہوگئی' کائنات کے سردار نبی علیہ السلام فرماتے ہیں' کسی مسلمان کا بچہ فوت ہو جائے تو دوسرا مسلمان جا کر اس کو تسلی دیتا ہے' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں آج تو نے اپنے مسلمان بھائی کو تسلی دی ہے' قیامت کے دن تو میرے عرش کے سائے کے نیچے ہوگا۔

(۲۳) نبی ﷺ فرماتے ہیں: وہ شخص جو مسلمان سے پیار اور محبت کرتا ہے' جو صلہ رحمی کرتا ہے' رشتہ داری جوڑتا ہے' ان کو بھی قیامت کے دن عرش کا سایہ نصیب ہوگا۔

(۲۴) نبی ﷺ فرماتے ہیں: وہ عورت جس کا خاوند فوت ہوگیا' اس کے چھوٹے چھوٹے یتیم بچے ہیں' اس کے سر پر جوانی ہے لیکن یہ آگے نکاح اس لئے نہیں کرتی کہ بچے خوار ہو جائیں گے' یہ محنت مزدوری کر کے اپنے بچوں کو کھلاتی پلاتی ہے' آواز آتی ہے' قیامت کے دن تو بھی میرے عرش کے سائے تلے ہوگی۔

(۲۵) نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے بڑا بہترین اور عمدہ کھانا تیار کیا ہے' جب کھانا پک کر تیار ہوگیا تو یہ کسی یتیم کو تلاش کر کے لاتا ہے' کہتا ہے بیٹا تیرا ماں باپ فوت ہوگیا ہے' تجھے اس طرح کے کھانے کہاں سے مل سکتے ہیں' میں نے کھانا تیار کیا ہے تو بھی میرے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھالے' یتیم کو کھانا کھلاتا ہے' آواز آتی ہے' اے میرے بندے تو بھی قیامت کے دن میرے عرش کے سائے کے نیچے ہوگا اور میں تجھے اپنے عرش کا سایہ نصیب کر دوں گا۔

(۲۶) وہ اللہ کا بندہ جہاں جاتا ہے' اس کے ذہن میں آتا ہے' میں جہاں بھی ہوں میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے' اللہ پاک فرماتے ہیں'

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ۔ (الانعام:۱۰۳)

''مجھے کوئی نہیں دیکھ سکتا لیکن میں ہر ایک کو دیکھتا ہوں۔''

بندہ گناہ کرتے وقت یہی سوچ لے کہ میرا اللہ دیکھ رہا ہے تو میرے خیال میں وہ گناہ نہیں کرے گا' اس لئے کہ اس کو پتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے' اس نے پوچھ لینا

ہے' اللہ فرماتے ہیں: آج تو مجھ سے ڈر گیا ہے' میں قیامت کے دن تجھے بھی اپنے عرش کا سایہ نصیب کر دوں گا۔

(۲۷) نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ شخص' جس پر بڑی غریبی آ گئی ہے' کبھی اسے کھانے کے لئے ملتا ہے اور کبھی نہیں ملتا' فاقہ کشی میں زندگی بسر کرتا ہے لیکن صبر کرتا ہے' اللہ پاک کا شکوہ نہیں کرتا' غریبی برداشت کر جاتا ہے' جو غربت اور فاقے برداشت کر لیتا ہے' یہ بھی عرش کے سائے تلے ہوگا۔

(۲۸) رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ ایسا شخص جو اللہ تعالیٰ کے دین کی تبلیغ کرتا ہے' اللہ پاک کے کلمہ کو بلند کرتا ہے' نیکیاں کرتا ہے' ملامت کرنے والے ملامت کرتے ہیں' طعنے اور جھڑکاں دیتے ہیں لیکن یہ کسی کی پرواہ نہیں کرتا' اللہ پاک کے معاملہ میں وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے ڈرتا ہی نہیں' یہ شخص بھی قیامت کے دن عرش کے سائے کے نیچے ہوگا۔

(۲۹) آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ آدمی جس کو بڑی غربت آ گئی ہے' یہ بڑا پریشان ہے لیکن کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتا' کہتا ہے عرش والے جس طرح تو راضی ہے اسی طرح میں راضی ہوں' اگر تو مجھے بھوکا رکھ کر راضی ہے تو میں بھی بھوکا رہ کر راضی ہوں' یہ شخص بھی قیامت کے دن عرش کے سائے کے نیچے ہوگا۔

حافظ صاحب رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ع

پاٹا موٹا پہن' بھراؤ تے حمد الٰہی کہیے
سُکی مِسّی جیہو جئی لبھے کھایئے' تے شاکر رہیے

جو پھٹا' پرانا' موٹا' چھوٹا ملے اس پر اللہ کا شکر ادا کرے۔

(۳۰) نبی ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص جو حرام سے بچتا ہے اور حلال کھاتا ہے' وہ بھی اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ میں ہوگا۔

(۳۱) اور کون ہے جو اللہ کے عرش کے سائے تلے ہوگا' وہ آدمی جو کسی کی چغلی نہیں کرتا'

چغلی نہ کرنے والا شخص بھی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے کے نیچے ہوگا۔

(۳۲) نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ وہ شخص جو حسد نہیں کرتا' لوگوں کا گلہ نہیں کرتا' یہ شخص بھی قیامت کے دن اللہ کے عرش کے سائے تلے ہوں گے۔

دعاء فرمائیں' اللہ پاک یہ صفات ہم میں بھی پیدا فرمائے۔

میرے بھائیو! وہاں پچاس ہزار سال کا دن ہوگا' کیا وہاں سائے کی ضرورت نہیں کہ جہاں سورج بھی بالکل سر کے قریب ہے' اگر ہم بھی ایسی ہی نیکیاں کریں گے تو اللہ کریم ہم کو بھی اپنے عرش کا سایہ نصیب فرمائیں گے۔

اللہ پاک مجھے اور آپ کو نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

اطاعت رسول ﷺ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا○ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا○ (النسآ:۶۹-۷۰)

اللہ پاک کی حمد وثناء اور نبی کریم ﷺ پر درود وسلام کے بعد' قرآن کریم کے پانچویں پارے' سورۃ النساء کی دو آیات آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں' اس مالک سے دعا ہے کہ اللہ کریم مجھے صحیح بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور مولا کریم میرے سمیت سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بھائیو! یہ آیات اس وقت نازل ہوئیں جب دو جہانوں کے سردار و پیر جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ جہانوں کے پیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے' پیر نے دیکھا کہ مرید کی طبیعت بڑی پریشان ہے' چہرے کا رنگ اڑا ہوا ہے' آمنہ کے لال علیہ السلام اس کا چہرہ پڑھتے ہی فرماتے ہیں' ثوبان رضی اللہ عنہ تجھے کیا تکلیف ہے' تو آج پریشان سا نظر آتا ہے' کیا بات ہے؟

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں' آقا اور کوئی پریشانی نہیں' مجھے کوئی بخار کی شکایت نہیں' طبیعت میں کوئی تکلیف نہیں' آج میں صرف ایک بات سوچ رہا ہوں' وہ بات سوچ کر میرے چہرہ کا رنگ اڑ گیا ہے۔

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں ثوبان' تو کیا سوچتا ہے' جس نے تجھے فکر میں ڈال دیا ہے' جس نے تیری طبیعت کمزور کر دی ہے؟

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں' اے جہانوں کے پیر جب ہم گھر میں اپنے بیوی بچوں میں ہوتے ہیں' اگر ہمیں کوئی پریشانی اور تکلیف آ جائے تو ہم آ کر آپ کی زیارت کر لیتے ہیں اور رب کریم ہماری پریشانی دور کر دیتے ہیں۔

یارو! میرے مصطفیٰ علیہ السلام کی شخصیت ہی ایسی تھی' میرا تو ایمان ہے کہ جو آمنہ کے لال کو ایمان کی حالت میں دیکھ لیتا تھا' رب کریم اس شخص کے زندگی بھر کے گناہ معاف کر دیتے تھے' اللہ پاک نے اپنے محبوب کو یہ عظمت دی ہے' اسی لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رب کے رسول کے علاوہ اور کوئی چیز اچھی نہیں لگتی تھی' وہ دن رات اسی فکر میں ہوتے تھے کہ اللہ کے پاک نبی محمد ﷺ ہوں اور ہم دیکھتے ہی رہیں۔

دوستو! سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تو سب کچھ اسی لئے ہی لٹا دیا' عرض کرتے ہیں آقا' میری تو دلی تمنا ہے' اَلنَّظْرُ اِلٰی وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ! محبوب میری تو خواہش یہ ہے کہ چہرہ مصطفیٰ کا ہو اور آنکھیں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہوں' اور میں دیکھ دیکھ کر دیکھتا ہی رہوں۔

صحیح مسلم کی روایت ہے سیدنا ربیع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی علیہ السلام کی خدمت کرتا تھا' میں کبھی آپ کا جوڑا لا کر آپ کو دیتا' کبھی وضو کیلئے پانی کا لوٹا بھر کر رکھ دیتا' کبھی آپ کا بستر صحیح کر دینا' کبھی آپ کی چھڑی پکڑا دیتا اور اکثر میں حضرت کے ساتھ ساتھ رہتا۔

ایک دن میرے نبی ﷺ! اس صحابی رضی اللہ عنہ کی خدمت سے خوش ہوئے اور خوشی میں آ کر فرماتے ہیں اے ربیع! آج وقت ہے' جو کچھ مانگنا ہے مانگ لے' آج تو جو مانگے گا' وہ تجھے مل جائے گا۔

میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے صدقے جاؤں' سیدنا ربیع رضی اللہ عنہ نے کیا مانگا' کوٹھی نہیں مانگی --- بنگلہ نہیں مانگا --- جائیداد نہیں مانگی --- عورت نہیں مانگی --- دولت نہیں مانگی --- اگر مانگا ہے تو یہی مانگا ہے کہ آقا دعا فرما دیں' رب کریم جنت میں آپ کا پڑوس نصیب فرما دے۔

واہ ربیع رضی اللہ عنہ' میں تجھ پر اپنی جان قربان کروں' تجھے میرے مصطفیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیسا

پیار ہے' آپ کے ساتھ کیسی عقیدت اور محبت ہے' عرض کرتے ہیں' اے اللہ کے رسول! اور کسی چیز کی ضرورت نہیں' صرف یہی دعا فرما دیں کہ میں جنت میں آپ کا خادم اور نوکر بن کر آپ کے نزدیک رہوں۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں' اے ربیع (رضی اللہ عنہ) تو نے ایک بہت بڑی اور اونچی چیز مانگ لی' اب ایک کام تو کر پڑوس لے کر تجھے میں دے دوں گا' سیدنا ربیع (رضی اللہ عنہ) عرض کرتے ہیں' اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ کیا؟

فرمایا! اَعِنِّیْ بِکَثْرَۃِ السُّجُوْدِ' اگر تو میرا پڑوس لینا چاہتا ہے تو رب کو لمبے لمبے سجود کیا کر' اگر تو میرا ساتھ چاہتا ہے تو نفل زیادہ ادا کیا کر۔

اے مسلمان! کیا تجھے بھی کبھی یہ فکر لگی ہے' کیا تو نے بھی کبھی سوچا ہے کہ آمنہ کے لال علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار کیسے ہوگا' میرے مصطفیٰ علیہ السلام کا پڑوس کیسے ملے گا' کبھی سوچ لیا کر' اگر پڑوس اچھا ہو تو زندگی بڑی اچھی گذرتی ہے' اور پھر پڑوس میرے مصطفیٰ علیہ السلام کا ہو' حبیب کبریا کا ہو' تو رب کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ ان کو دیکھنے سے بھوک ختم ہو جاتی تھی۔

میرے نبی کے یار کی بے تابی اللہ پاک کو گوارہ نہ ہوئی' اللہ کریم نے فوراً قرآن پاک نازل کر دیا' آواز آئی جبرائیل' اے اللہ میں حاضر' فرمایا میرے نبی کا ایک دیوانہ مستانہ پریشان بیٹھا ہے جا کر اس کی پریشانی دور کر دے' یا اللہ کیا کہوں' فرمایا:

وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیْقًا٥

(النسآ:۶۹)

میرے نبی کے یار کو بتا دو کہ جو میری اور میرے مصطفیٰ کی اطاعت اور تابعداری کرے گا' اپنی من مانی نہیں کرے گا' اپنی ناک کو نکیل پہنا کر آمنہ کے لال علیہ السلام کے ہاتھ میں پکڑا دے گا' آپ نے!

جہاں بٹھایا' وہیں بیٹھ جائے۔

جہاں کھڑا کیا' وہیں کھڑا ہو جائے۔

جو اس طرح کا ہو جائے گا تو میں اس کو محمد ﷺ کا ساتھ نصیب فرما دوں گا۔ اللہ پاک اپنے محبوب کی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔

ایک دفعہ میرے پیر و مرشد علیہ الصلوٰۃ والسلام خطبہ دے رہے ہیں' اور کچھ لوگ ادھر ادھر چل پھر رہے ہیں' منبر سے آواز آئی' اے چلنے پھرنے والے میرے صحابہ بیٹھ جاؤ' سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ابھی جوتوں والی جگہ پر آ رہے تھے کہ وہاں ہی بیٹھ گئے' نبی ﷺ خطبہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں: اے عبداللہ! تو وہاں ہی بیٹھ گیا۔

عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر آگے آتا تو آپ کی نافرمانی کا خطرہ تھا' آپ فرماتے ہیں' اے عبداللہ بن مسعودؓ آگے آ جا۔

یہ دیکھ لے کیسی اطاعت اور محبت ہے' سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اٹھ کر نہیں بلکہ اسی طرح گھسٹ کر آ رہے ہیں' آمنہ کے لال علیہ السلام فرماتے ہیں' تو اٹھ کر کیوں نہیں آتا؟ عرض کرتے ہیں آقا آپ نے یہ فرمایا ہے' آگے آ جاؤ' یہ نہیں فرمایا' اٹھ کر آؤ' میں نے سوچا کہ اگر اٹھ کر گیا تو کہیں محمد ﷺ کی نافرمانی نہ ہو جائے۔

یہ کیسی فرمانبرداری ہے' اور ہم بہانے تلاش کرتے ہیں' حیلے ٹٹولتے ہیں' فریب ڈھونڈتے ہیں کہ کہیں سے کوئی تھوڑی سی گنجائش اور رعایت مل جائے' ایسے ہی رب نے میرے مصطفےٰ علیہ السلام کے صحابہ کو جنت کے سرٹیفکیٹ نہیں دیئے' آخر کوئی بات تھی۔

ایک صحابی کی انگلی میں میرے مصطفےٰ علیہ السلام نے سونے کی انگوٹھی دیکھی' آپ نے فرمایا (سوائے ایک دو جگہ کے) سونا میری امت کے مردوں پر حرام ہے۔

وہ سراقہ بن مالک بن جعشم علیہ السلام جو میرے مصطفےٰ علیہ السلام کو گرفتار کرنے کے لئے آپ کے پیچھے گیا تھا' صرف اس کو میرے مصطفےٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا' اے سراقہ تو آج تو میرے پیچھے دوڑ رہا ہے' محمد ﷺ کی پیشگوئی سن لے' وہ وقت بھی آنے والا ہے کہ ہاتھ تیرے ہوں گے اور کنگن قیصر و کسریٰ کے ہوں گے' تو سونے کے کنگن پہنے گا۔

آج اگر کسی کو زیادہ ہی شوق ہے تو وہ آدھے تولے کی چاندی کی انگوٹھی پہن سکتا ہے اور کوئی گنجائش نہیں، سونا تو بالکل ہی حرام ہے، اور بعض ہمارے نوجوان سونے کی انگوٹھی پہن لیتے ہیں، ان سے پوچھیں کہ تو نے یہ انگوٹھی کس لئے پہنی ہے؟

وہ کہتا ہے جی! یہ میرے سسرال والوں کی سوغات ہے، یہ میرے فلاں دوست کی نشانی ہے، تو سسرال کی سوغات پہن، آمنہ کے لال علیہ السلام نے فرمایا ہے، رب آگ کی بنا کر تیرے ہاتھ میں ڈال دے گا، بتا کیا تو چاہتا ہے کہ آگ کی پہن لے۔

میرے بھائی! غور کر، میرے اور آپ کے پیرو مرشد علیہ السلام نے صحابی کی انگلی میں سونے کی انگوٹھی دیکھی، ہوسکتا ہے، وہ اس کے سسرال والوں کی طرف سے ہی آئی ہو، کیونکہ وہ قیمتی چیز ہوتی ہے اور بعض تو ان کی چیز بھی قیمتی نہیں سمجھتے۔

کہتے ہیں: ایک پاگل آدمی بڑی قیمتی چادر سے اپنی جوتی صاف کر رہا تھا، اس کو کسی نے کہا کہ یہ تیرا صافہ دو آنے کا ہے، تو اس سے صاف نہیں کر رہا، اور چادر بڑی قیمتی ہے، اس سے صاف کر رہا ہے۔

وہ کہتا ہے، صافہ میں نے اپنے پیسوں سے خریدا ہے، اور چادر مجھے سسرال والوں کی طرف سے آئی ہے، اس پر ان کے پیسے لگے ہیں، اور بعض تو بڑی قیمتی سمجھتے ہیں کہ یہ انگوٹھی میرے سسرال والوں کی ہے، میں اسے نہیں اتاروں گا، یہ سوغات ہے۔

میرے مصطفےٰ علیہ السلام فرماتے ہیں، میرے صحابی، کیا تو یہ پسند کرتا ہے کہ انگوٹھی آگ کی بن جائے، جو شخص آج سونے کی انگوٹھیاں پہنتا ہے، وہ اپنے ذہن میں بٹھا لے کہ اللہ کے پاک نبی علیہ السلام کا فرمان ہے اس کو جنت کا سونا نصیب نہیں ہوگا، وہ جنت کے سونے سے محروم رہے گا۔

حافظ محمد لکھوی رحمۃ اللہ علیہ اللہ اس بزرگ کی قبر نور سے منور فرمائے، آپ نے نواب کے ہاتھ میں سونے کے کنگن دیکھے، نواب حافظ صاحب سے مصافحہ کرنے لگا تو آپ نے ہاتھ پیچھے کر لئے اور فرماتے ہیں، تیرے ہاتھ میں سونے کے کنگن ہیں، اس لئے میں حافظ محمد

تجھ سے مصافحہ نہیں کروں گا' یہ کیسا ایمان ہے' اللہ پاک ہم کو بھی ایسا ایمان نصیب فرمائے۔

ہم کو ایک اور مصیبت بنی ہوئی ہے' جن بے چاروں نے مدارس کھول رکھے ہیں' کسی نے داڑھی منڈانے والے کو گلے لگایا ہوا ہے' کسی نے اس کی صدارت میں جلسہ رکھا ہوا ہے کہ اگر ان کی "آؤ بھگت" نہ کی تو انہوں نے دو آنے مسجد کے لئے بھی نہیں دینے' ایک الجھن تو یہ بنی ہوئی ہے۔

لیکن وہ بزرگ ہستیاں تھیں' نواب کے ہاتھ میں سونے کے کنگن دیکھے تو حافظ صاحب نے فرمایا' میں نے تیرے ساتھ مصافحہ نہیں کرنا' نواب کہنے لگا' چل پھر یہاں سے نکل جا۔

حافظ صاحب فرمانے لگے' کوئی پرواہ ہی نہیں' وہاں سے چھوڑ کر ادھر آ گئے تو پیچھے سے دریا میں سیلاب آ گیا' لوگوں نے آ کر نواب صاحب کو بتایا کہ تم نے حافظ صاحب کو ناراض کیا ہے' اس لئے دریا کے رب کو غصہ آیا ہے' نواب کہتا ہے جاؤ' اس کو منت سماجت کر کے لاؤ' یہ حافظ صاحب کی منتیں کر کے لے کر گئے کہ وہ کہتا ہے میں سونے کے کنگن اتار دیتا ہوں' حافظ صاحب آ جائیں' حافظ صاحب کہتے ہیں: یا اللہ! اگر تیرا ڈھانا مقصود ہے تو میں بھی ساتھ لگتا ہوں' اور اگر ڈھانا نہیں تو دریا کو روک دے' وہ دریا ابھی تک بہہ رہا ہے لیکن یہ ایمان کی قیمت ہے' اللہ کریم ہم کو بھی ایمان نصیب فرمائے۔

میرے مصطفیٰ علیہ السلام نے سونے کی انگوٹھی دیکھی تو آپ فرماتے ہیں: اے میرے صحابی! اللہ پاک نے میری امت کے مردوں پر سونا حرام کیا ہے' آپ نے سونے کی انگوٹھی اپنے صحابی کی انگلی سے اتار کر پھینک دی' جہانوں کے پیر چلے گئے تو ساتھی کہنے لگے' بھائی یہ انگوٹھی پکڑ لے' یہ اپنی بیوی کو جا کر دے دینا' یا بیچ کر کوئی اور چیز خرید لینا۔

صحابی علیہ السلام کہتا ہے اے میرے بھائیو! جس کو میرے مصطفیٰ علیہ السلام نے اتار کر پھینک دیا ہے' میں نے اسے ہاتھ ہی نہیں لگانا' جو میرے محمد علیہ السلام کو پسند نہیں' وہ تو رب کو بھی پسند نہیں' میرے اللہ کی پسند' میرے مصطفیٰ کی پسند۔

میرے مصطفےٰ کی پسند' میرے اللہ کی پسند۔

جو چیز میرے رب کو پسند نہیں' میں نے اسے کیا کرنا ہے' بے شک وہ سونے کی ہی کیوں نہ ہو۔

سیرت کی کتب کا مطالعہ کر کے دیکھ' اب یہ انگوٹھی پڑی ہوئی ہے' اسے کوئی ہاتھ نہیں لگاتا' اس لئے کہ جہانوں کے پیر نے اتار کر پھینک دی ہے۔ اللہ کے نبی نے پسند نہیں کی' یہ آمنہ کے لال علیہ السلام کی زندگی میں وہاں ہی پڑی رہی' پھر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا' اس انگوٹھی کو کوئی ہاتھ نہیں لگاتا' اور آج کے مسلمان مسجد میں ٹوٹی ہوئی جوتی بھی نہیں چھوڑتے' اللہ ہدایت نصیب فرمائے۔

مسجد سے جوتیاں چرانا' مسجد سے گھڑیاں اتار کر بیچنا کیا یہ بھی ایمان ہے' کیا تو ابھی بھی مسلمان ہے' یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان دیکھ' اسی لئے تو عرش والے نے قرآن پاک میں بیان کیا ہے!

فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا۔ (البقرۃ:۱۳۷)

میں اس کا ایمان قبول کروں گا' جس کا ایمان میرے نبی کے صحابہ جیسا ہوا' اللہ ہمیں صحابہ جیسا ایمان نصیب فرمائے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سوا دو سال تک خلافت کرتے رہے لیکن اس انگوٹھی کو کسی نے ہاتھ نہیں لگایا تھا' پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے' آپ نے دس سال خلافت کی' لیکن انگوٹھی کو کوئی ہاتھ نہیں لگاتا' وہ سونے کی تھی لیکن وہ' وہ پسند کرتے تھے' جو مدینہ والے کی پسند تھی۔

ایک دفعہ میرے مصطفےٰ علیہ السلام بازار سے گذرے تو ایک چوبارہ دیکھا' چوبارہ اللہ جانے کیسا تھا' اس کی بناوٹ کیسی تھی' آپ نے فرمایا' یہ کس کا چوبارہ ہے؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بتایا' اے اللہ کے رسول! یہ آپ کے فلاں انصاری صحابی کا چوبارہ ہے' نبی علیہ السلام چلے گئے' یہ بعد میں مسجد نبوی میں گیا' میرے مصطفےٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے: السلام علیکم' میرے نبی نے مونہہ دوسری طرف کر لیا' اب یہ

دوستوں سے پوچھتا ہے' کیا بات ہے' آج رب کے رسول نے میری طرف سے مونہہ کیوں پھیر لیا ہے؟

ساتھیوں نے بتایا کہ کوئی اور بات تو نہیں' صرف اتنی بات ہے کہ آج رسول اللہ ﷺ تیرے چوبارہ کے قریب سے گذرے تھے' تو آپ نے پوچھا تھا کہ یہ چوبارہ کس کا ہے؟

یہ سن کر وہ صحابی چلا گیا' اور چوبارہ کو گرانا شروع کر دیا' یہ چوبارہ' توڑ رہا ہے' اور ساتھ زبان حال سے چوبارے کے ساتھ باتیں کر رہا ہے کہ تجھ پر میری بڑی لاگت آئی ہے' تو مجھے بڑا خوبصورت لگتا تھا لیکن تو میرے نبی کی نظروں میں ''جچا'' نہیں' اب میں نے تجھے کیا کرنا ہے' جس کو میرا نبی پسند نہ کرے' میں نے اسے کرنا بھی کیا ہے' چوبارہ گرا دیا' اب آ کر عرض کرتا ہے' آقا میں نے وہ چوبارہ گرا دیا ہے' جو آپ کی نظروں کو اچھا نہیں لگا۔

سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے جنگل میں رات پڑ گئی' میں نے رات گذارنے کے لئے ایک درخت کے نیچے جگہ تلاش کی' ابھی میں لیٹا ہی تھا کہ جنگل سے ایک شیر نکلا جس نے مجھے دیکھ کر شور ڈالنا شروع کر دیا' گرجا' اس شیر نے سمجھا کہ آج مجھے شکار ملا ہے' میں کھا جاؤں گا لیکن میرے مصطفےٰ کا شیدائی' آقا علیہ السلام کا دیوانہ اور مستانہ اپنی بولی میں اسے سمجھاتا ہے اور کہتا ہے ع

کاہنوں تو شیرا ایڈیاں پھہاں اے ماردا ۔۔۔ خوف نئیں تینوں کوئی رب جبار دا
میں خادم' غلام مکی مدنی سرکار دا ۔۔۔ شان جس دا حد نائیں
ٹھہر جا او شیرا' میرے نیڑے نئیں آوناں ۔۔۔ ایس وجود تائیں تو نئیں کھاوناں
ایہہ میں نبی دیاں جتیاں وچ خاک رلاوناں ۔۔۔ تیرا کوئی حق ایتھے نائیں

سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اے شیر یہ جسم تو میں نے اللہ کے نبی ﷺ کے دین کی خاطر قربان کرنے کے لئے رکھا ہوا ہے اور تو ویسے ہی زور لگا رہا ہے' میں مدینہ والے کا غلام ہوں' میرے پاس ہوش کے ساتھ آنا۔

سیرت کی کتب میں لکھا ہے کہ جس وقت سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ نے اپنا تعارف کروایا

کہ میں محمد ﷺ کا غلام ہوں' شیر زبان حال سے کہتا ہے' اگر تو محمد ﷺ کا غلام ہے تو میں تیرا غلام ہوں۔

دیکھ لے' جو نبی علیہ السلام سے مل گیا اس کو شان کیسی ملی ہے' سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں سو گیا اور شیر چوکیدار بن گیا' شیر چوکیدار بن کر پہرہ دے رہا ہے' بلکہ اس طرح سمجھو کہ اگر جنگل سے اور کوئی چیز نکلتی ہے تو شیر اس کی طرف دوڑ کر جاتا ہے اور اس کو اپنی بولی میں سمجھاتا ہے' کہ اے جنگل کے درندو' یہاں سرکار مدینہ کا ایک خادم سویا ہوا ہے' شور نہ ڈالو' کہیں اس کی گستاخی نہ ہو جائے کہیں اس کی نیند میں خلل نہ آ جائے۔

یہ دیکھ! شیر' میرے محمد ﷺ کے دیوانوں کا دیوانہ ہے اور جو گستاخ ہے اس کا بھی علاج شیر کرتا ہے' جب میرے مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نبوت کا اعلان کیا' اس وقت آپ کی دو بیٹیوں کے نکاح ابولہب کے دو بیٹوں سے ہو چکے تھے' لیکن ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی' آپ نے ایک رب کی توحید بتائی تو سب سے پہلا مخالف ابولہب بے ایمان اٹھا' یہ اپنے بیٹوں کو کہتا ہے' تم میرے بیٹے ہو' میں تم سے اس وقت خوش ہوں گا جب تم نبی کے مونہہ پر جا کر کہو کہ ہم نے تیری بیٹیوں سے نکاح نہیں کرنا' جہاں تیرا دل چاہے ان کا نکاح کر لے۔

ذرا تصور کی دنیا میں آؤ اگر میرے اور آپ کے ساتھ ایسی بات ہو تو زمین جگہ نہیں دیتی' پھر کیا میرے مصطفےٰ علیہ السلام' ان میں سے ایک کچھ بھلا مانس تھا اور دوسرا بڑا تیز طرار تھا' یہ میرے مصطفےٰ علیہ السلام کو جا کر کہتا ہے' اگر تو نے ایک رب کی توحید بتانا ہے تو اپنی بیٹیوں کے جہاں مرضی نکاح کر لے' ہم نہیں لیں گے۔

یہ سن کر میرے مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان پاک سے یہ کلمات نکل گئے' آپ فرماتے ہیں' ''اَللّٰهُمَّ سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْبًا مِّنَ الْكِلَابِ'' اے اللہ! اس نے تیرے نبی کو دکھ پہنچایا ہے' تو اس پر جنگل کے کتوں میں سے ایک کتا مسلط کر دے۔

میرے نبی ﷺ کو کتنا دکھ پہنچا' لوگ کہتے ہیں: جس کی بیٹی ''سکھی'' اس کی ''جد سکھی'' ہوتی ہے اور جس کی بیٹی دکھی ہو تو اس کا سارا خاندان دکھی ہوتا ہے۔

بیٹیوں والو! ذرا تصور کرو میرے مصطفےٰ علیہ السلام بیٹیوں کے معاملہ میں بڑے ہی پریشان ہوئے' آپ فرماتے ہیں' جا اگر تو نے مجھے پریشان کیا ہے' تو تو بھی جنگل کے شیروں کا لقمہ بنے گا' تجھے بھی چیتے اور شیر ہی کھائیں گے' جب یہ گھر آیا تو اس کے چہرے کا رنگ اڑا ہوا ہے' باپ ابولہب پوچھتا ہے' بیٹا کیا ہوا ہے؟

بیٹا کہتا ہے' ہونا کیا ہے' میں نے آپ کو راضی کرنے کے لئے کہا تھا کہ ہم نے آپ کی بیٹیوں سے نکاح نہیں کرنا' جہاں تیرا دل چاہتا ہے ان کا نکاح کر لے' آمنہ کے لال علیہ السلام کی زبان سے یہ کلمات نکلے ہیں کہ جا پھر تجھے جنگل کا شیر کھا جائے' باپ کافر ہونے کے باوجود کہتا ہے' بس اب تو جتنی دیر گھر میں ہے' اتنی ہی دیر تیری زندگی ہے' جب تو گھر سے نکلے گا تو تجھے شیر ہی کھائے گا۔

ان کو میرے مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان اطہر پر یقین ہے لیکن ایمان نصیب نہیں ہوا' وہ بڑا کاروباری تھا' ابولہب نے اسے گھر بٹھا لیا' تاجر آئے' کہنے لگے' چوہدری صاحب اپنے بیٹے کو ہمارے ساتھ بھیجیں تا کہ ہم تجارت کر کے آئیں۔

ابولہب کہنے لگا' اس نے نہیں جانا' تاجر پوچھنے لگے' کیا بات ہے' ابولہب کہتا ہے کوئی بات نہیں' کہنے لگے پھر ہم نے لے کر جانا ہے تو اپنے بیٹے کو پردہ کراتا ہے' جیسے لوگ لڑکیوں کو گھر بٹھاتے ہیں ایسے تو اپنے بیٹے کو بٹھاتا ہے' کہنے لگا میں نے نہیں بھیجنا' انہوں نے بڑا مجبور کیا تو ابولہب کہتا ہے' ٹھیک ہے میری ایک شرط ہے' جہاں جنگل میں رات پڑ جائے' وہاں سارا سامان اکٹھا کر کے اوپر میرے بیٹے کو سلانا اور چاروں طرف خود سونا' پھر اس کے بعد چاروں طرف اونٹوں کی باڑ لگانا' اگر تمہیں یہ شرط منظور ہے تو میں بھیج دیتا ہوں' یہ کہنے لگے چوہدری جس طرح تو کہتا ہے ہم اسی طرح کر لیتے ہیں' تاجر اس کو ساتھ لے کر چلے گئے' شام' مصر یا کسی اور ملک کی تجارت کا پروگرام ہے' راستہ میں جنگل میں رات پڑ گئی' قافلہ والوں نے اس کو اسی طرح سامان کے اوپر سلا دیا اور چاروں طرف خود سو گئے' پھر اونٹوں کی باڑ لگائی۔

میرے بھائی! یہ دیکھ محمد ﷺ کے گستاخوں کی سزا کیا ہے' رات پڑ گئی' اللہ کریم نے جنگل کے ایک شیر کو حکم دیا' اے شیر' یہاں میرے محمد ﷺ کا ایک گستاخ سویا ہوا ہے' شیر زبان حال سے پوچھتا ہے' یا اللہ! پھر کیا کروں؟

مولا کریم فرماتے ہیں' اے شیر وہاں جا کر اس کی بوٹیاں بوٹیاں کر دے' شیر نے چھلانگ لگائی' اونٹوں کی باڑ کراس کر کے سب کے مونہہ سونگھتا ہے کہ کون گستاخ ہے جس نے اللہ کے نبی کو ستایا ہے' شیر سب کے مونہہ سونگھتا ہے' لیکن وہ شخص نظر نہیں آیا' اب شیر چھلانگ لگا کر سامان کے اوپر چڑھ جاتا ہے' یہ سب (تاجر) نظریں چھپا کر دیکھ رہے ہیں' شیر اس کو گردن سے دبوچ لیتا ہے اور تھوڑا سا دور لے جا کر بوٹیاں بوٹیاں کر دیتا ہے' اور ساتھ ہی زبان حال سے کہتا ہے' جو اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ کا گستاخ ہو تو اس کے ساتھ ایسے ہی سلوک ہوتا ہے۔

میرے بھائی! کہیں شیر پہرے دار بنے بیٹھے ہیں اور کہیں نبی ﷺ کے گستاخوں کیلئے عذاب بنے بیٹھے ہیں' محمد ﷺ کی چوکیداری تو کر لے' سارا جہان تیرا چوکیدار ہو جائے گا۔

ایک جگہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جہاد کے لئے گئے' ان کا وہاں چھاؤنی بنانے کا پروگرام بنا' ساتھیوں نے امیر لشکر کو بتایا' سرکار یہاں تو بڑے سانپ' بچھو اور دیگر بڑی موذی اشیاء ہیں' یہ رات کو ڈس کر ہمیں تکلیف پہنچائیں گی۔

یہ صحابی رضی اللہ عنہ کہتا ہے اے نبی ﷺ کے دیوانو! گھبراؤ نہیں' صحابہ رضی اللہ عنہم پوچھنے لگے' آپ کیا کریں گے' یہ صحابی کہتا ہے' میں تمہارے لئے میدان خالی کرواتا ہوں' صحابی رسول اونچی پہاڑی پر چڑھ کر اعلان کرتا ہے' کہتا ہے' اے جنگل کے جانورو! درندو' چرندو اور شیرو "نَحْنُ اَصْحَابُ رَسُوْلٍ" ہم مدینہ والی سرکار کے صحابہ ہیں' اور ساتھ کہتے ہیں ع

مہلت میں دینا' ایک صبح تے شام دی
آوے گی کل ایتھے' فوج اسلام دی

چلے جاؤ ایتھوں ایہہ جے' گل آرام دی
پھر نہ کہنا ساڈے تائیں

میں تمہیں ایک صبح اور شام کی مہلت دیتا ہوں' ہم نے یہاں چھاؤنی بنانا ہے' ہم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیوانے اور مستانے ہیں' ہم نے یہاں پڑاؤ ڈالنا ہے۔

صحابی رضی اللہ عنہ کہتا ہے ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا' جب جانوروں نے میرے مصطفےٰ علیہ السلام کے یار کی آواز سنی تو ع

سن کے آوازاں اٹھے' سارے حیوان نیں
مونہواں وچ بچے پکڑے' ہوئے روان نیں
چھڈ کے چلے سارے' خالی میدان نیں
چھوڑ کے جنگل خالی تائیں

ہاتھی نے اپنے مونہہ میں بچے دبا لئے ہیں' شیر نے اپنے بچے پکڑ لئے ہیں' یہ دیکھتا ہے کہ سانپ بھی دوڑے جا رہے ہیں' گیدڑ بھی بھاگے جا رہے ہیں' سب ہی اپنی اپنی اولاد اٹھا کر چلے جا رہے ہیں' اور ساتھ ہی زبان حال سے کہتے جا رہے ہیں' اے اللہ کے نبی کے یارو!

اگر آپ نبی کے خادم ہیں تو ہم آپ کے خادم ہیں۔

اگر آپ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نوکر ہیں تو ہم آپ لوگوں کے نوکر ہیں۔

میرے بھائی! میرے مصطفےٰ علیہ السلام کی اطاعت میں اللہ پاک نے بہت کچھ رکھا ہوا ہے اگر تجھے ولایت ملے گی تو میرے مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت سے ملے گی' تو اپنے آپ ولی نہیں بن سکتا۔

تیری نماز تب نماز بنے گی' اگر تو میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں پڑھے گا۔

تیرا حج تب حج بنے گا' اگر تو میرے مصطفےٰ علیہ السلام کی اطاعت میں کرے گا۔

تیری ایک ایک نیکی تب نیکی بنے گی' اگر ان پر میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی مہر لگی

ہوئی ہوگی۔ اللہ کریم ہمیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سچا پیار نصیب فرمائے۔

ایک پیار تو اوپر اوپر سے ہوتا ہے کہ میں صدقے جاؤں' قربان جاؤں' تم کہو داڑھی رکھو' یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے' کہے گا میں مانتا ہوں میں صدقے جاؤں' قربان جاؤں' اور جب اللہ اور رسول کا کہنا ماننا ہو تو کسی اور کے چلا جاؤں' اس کا نام محبت اور پیار نہیں۔

دیکھ لے! میرے مصطفےٰ علیہ السلام نے صحابی کی انگوٹھی اتار کر پھینکی تو اسے' نہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں کسی نے ہاتھ لگایا' نہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں کسی نے ہاتھ لگایا' بارہ سال عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے خلافت کی لیکن کسی نے ہاتھ نہیں لگایا' جب تک شور نہیں پڑا' محمد ﷺ کی اتاری ہوئی چیز کو کسی نے ہاتھ ہی نہیں لگایا۔

یہ ایسا پیار ہے' اور تو سوکھے پیار لئے پھرتا ہے' میرے محمد ﷺ سے سچا پیار اور محبت کر' پھر آواز سن لے!

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَ اللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ○ (ال عمران:۳۱)

اے میرے محبوب! ان کو کہہ دو کہ اگر میرے ساتھ تعلق جوڑنا چاہتے ہو تو میرے نبی کے پیچھے لگ جاؤ' میرے ساتھ پیار ڈالنا چاہتے ہو' رب کے ولی بننا چاہتے ہو تو جہاں سے ولایت ملتی ہے' وہاں جا کر اس کے جوتے پکڑ لو' ایک طرف زمین اور آسمان بھر کر رب کی راہ میں سونا خرچ کر دینے سے' میرے مصطفےٰ علیہ السلام کی ایک بات مان لینا بہتر ہے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں' اے میرے صحابہ صبح آپ لوگوں نے جنگ کیلئے روانہ ہو جانا ہے' ساتھی صبح صبح ہی چلے گئے' جب قافلہ تشکیل دیا' اس دن جمعرات تھی اور صبح جمعہ تھا۔

سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے سوچا کہ میری سواری بڑی تیز ہے' میدان جنگ میں جا رہے ہیں' زندگی کا کوئی پتہ نہیں کہ وہاں شہید ہو جائیں' آج جمعۃ المبارک ہے' مسجد نبوی ہے اور امام محمد ﷺ ہوں گے' یہاں ایک پڑھوں گا تو اللہ تعالیٰ پچاس ہزار نیکیاں عطا فرمائیں گے' ساتھی چلے گئے اور میں نیکی کے شوق میں یہیں رہ گیا۔

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، جمعہ کا دن ہے، مسجد نبوی ہے، اور میرے مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جمعہ پڑھانا ہے، میرے مصطفیٰ علیہ السلام نے دیکھا تو فرمایا، اے عبداللہ! تو یہیں پھر رہا ہے، میں نے تو تجھے فلاں قافلہ کے ساتھ بھیجا تھا؟

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں، آقا میرا ارادہ سن لیں، میں نے سوچا کہ زندگی کا کیا پتہ ہے، پھر پتہ نہیں آپ کے پیچھے جمعہ پڑھنے کا موقع ملتا ہے یا نہیں ملتا، میں جمعہ پڑھ کر سواری تیز تیز دوڑا کر پیچھے سے جا کر قافلہ کو مل جاؤں گا۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں، دیکھ لے، تیری نیت کیسی ہے لیکن بات سن لے جو میرا کہنا مان کر صبح چلے گئے ہیں، مجھے اللہ پاک کی قسم ہے تو زمین بھر کر بھی سونا خرچ کر دے پھر بھی ان کے مقام کو نہیں پہنچ سکتا، انہوں نے میری بات مان لی ہے اور تو نے میری بات نہیں مانی بلکہ اپنی طرف سے نیکی کرتا ہے۔

میرے بھائی! معلوم ہوتا ہے نیکی وہی ہوتی ہے جس پر میرے مصطفیٰ علیہ السلام کی مہر ہو، جس پر نبی علیہ السلام کی مہر نہیں، تو وہ نیکی نہیں، اللہ پاک اپنے محبوب سے محبت و پیار نصیب فرمائے۔

میرے مصطفیٰ علیہ السلام کا ایک حبیب نامی صحابی ہے، نبی ﷺ نے اسے ایک خط دیا اور فرمایا، جاؤ، جھوٹے نبی مسیلمہ کذاب کو جا کر دین کی دعوت دو، سیدنا حبیب انصاری رضی اللہ عنہ جب خط لے کر گئے، خط مسیلمہ کے پاس پہنچا، مسیلمہ نے میرے مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خط دیکھا تو اسے بڑا غصہ آیا، جھوٹے نبی کے ماننے والے بھی جھوٹے اردگرد بیٹھے ہوئے ہیں، یہ جلاد کو بلا کر سیدنا حبیب انصاری رضی اللہ عنہ کو کہنے لگا، کیا تو گواہی دیتا ہے کہ محمد (ﷺ) اللہ کے سچے رسول ہیں؟

سیدنا حبیب رضی اللہ عنہ فرمانے لگے، ہاں میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ رب کے سچے نبی ہیں، پھر وہ کہتا ہے، کیا تو اس چیز کی گواہی دیتا ہے کہ میں بھی اللہ کا رسول ہوں۔

سیدنا حبیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اے مسیلمہ! تیری یہ بات میرے کان ہی نہیں سنتے، میں نے ان کانوں میں جگہ دی ہے تو مدینہ والے کو دی ہے، میں نے بات سنی ہے تو مدینہ

والے کی سنی ہے۔

میرے بھائی! ذرا تصور کی دنیا میں آنا' یہ صحابی لوہے یا پلاسٹک کا نہیں بلکہ تیرے میرے جیسا انسان ہے' آدم علیہ السلام کا بیٹا ہے' میرے مصطفےٰ علیہ السلام کا صحابی ہے اور وہاں دین کا داعی بن کر گیا ہے۔

مسیلمہ جلاد کو کہتا ہے کہ اس کے دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی کاٹ دو' انگلی کاٹ کر وہ سیدنا حبیب رضی اللہ عنہ سے پوچھتا ہے' اب بتا' کیا میری نبوت کی گواہی دیتا ہے؟

سیدنا حبیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اے مسیلمہ! میں تیری بات سن ہی نہیں سکتا' میں تو صرف گواہی محمد ﷺ کی دیتا ہوں' مسیلمہ پھر حکم دیتا ہے' اس کی دوسری انگلی بھی کاٹ دو' دوسری انگلی کاٹ دی گئی' پھر کہتا ہے' تیسری کاٹ دو' اب تیسری بھی کاٹ دی گئی' پھر کہتا ہے چوتھی کاٹ دو' اب پانچوں کی پانچوں انگلیاں کاٹ دی گئیں' مسیلمہ خود دیکھ رہا ہے اور کہتا ہے' اور اب اس کے بائیں پیر کی چھوٹی انگلی کاٹ دو' پھر دوسری کاٹ دو' پھر تیسری کاٹ دو' پھر چوتھی' پھر پانچویں' حتیٰ کہ بائیں پیر کی بھی پانچوں انگلیاں کاٹ دی گئیں' پہلے دائیں ہاتھ' پھر بائیں پیر کی' پھر کہتا ہے' اب بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی کاٹ دو' پھر دوسری' پھر تیسری' پھر چوتھی' پھر پانچویں' بائیں ہاتھ کی بھی پانچوں انگلیاں کاٹ دی گئیں' کہتا ہے اب دائیں پیر کی پانچوں انگلیاں کاٹ دو' وہ بھی کاٹ دی گئیں لیکن صحابی پھر بھی کہتا ہے!

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔

مسیلمہ کہتا ہے' تلوار مار کر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دو' صحابی کہتا ہے ٹکڑے ٹکڑے ہونا منظور ہے' لیکن ''محمد ﷺ کا دامن چھوڑنا منظور نہیں۔''

اللہ کے رسول ﷺ کو اطلاع پہنچی کہ مسیلمہ نے آپ کا یار شہید کر دیا ہے' ماں کو پتہ چلا' ماں دوڑ کر آئی اور آکر کہتی ہے اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے مبارک دو' میرا بیٹا شہید ہو گیا ہے' میرا بیٹا آپ کے دین کے کام آ گیا ہے' میں نے تو اس کی پرورش ہی اس لئے کی

تھی، میں نے اسے پالا ہی اس لئے تھا کہ میرے مصطفےٰ علیہ السلام کے دین پر قربان ہو جائے۔

آپ ﷺ نے فرمایا! اماں حوصلہ نہ چھوڑنا' اماں عرض کرتی ہے' اے اللہ کے رسول میں تو قائم ہوں' جب تک مسیلمہ کذاب سے جنگ نہ ہوگی میں قائم ہی رہوں گی۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو مسیلمہ کذاب سے بڑی سخت جنگ ہوئی' جس میں آمنہ کے لال علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سات سو قرآن کے قاری شہید ہو گئے۔

یہ شہادت تو مومن کا زیور ہے' مومن شہادتوں سے گھبراتا نہیں' یہ شہادتیں اللہ پاک کی طرف سے سعادتیں ہیں' اللہ کریم ہم سب کو شہادت کی موت نصیب فرمائے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پھر جرأت کی' مسیلمہ کے ساتھی ایک باغ نما قلعہ کے اندر داخل ہو گئے اور دروازہ بند کر لیا' اب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس کوئی منجنیق سیڑھی یا اور کوئی انتظام نہیں' ایک صحابی اپنے ساتھیوں کو کہنے لگا' ہمارے پاس کوئی سیڑھی نہیں' آپ اس طرح کریں کہ آپ کے پاس جو نیزے ہیں' ان کی پچھلی سائیڈیں اکٹھی کر کے مجھے ان کے اوپر بٹھا دو' اور قلعہ کی دیوار کے ساتھ میرا ہاتھ لگوا دو' یہ صحابی دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نیزوں کی اوپر کی سائیڈ پر بیٹھ جاتا ہے' صحابہ اسے قلعہ کی دیوار کے ساتھ کھڑا کر دیتے ہیں' وہاں صحابی کا ہاتھ اٹک جاتا ہے' اب وہ دیوار پر چڑھ جاتا ہے' سامنے دیکھتا ہے کہ دشمن کی فوج سے قلعہ بھرا ہوا ہے' وہ بڑے مسلح ہو کر کھڑے ہیں لیکن یہ صحابی رسول اپنی تلوار لے کر قلعہ کی دیوار سے قلعہ کے اندر چھلانگ لگا دیتا ہے' اس نے اپنی جان کی پرواہ نہیں کی' اس نے یہی سمجھا ہے کہ میں جو قلعہ کے اندر چھلانگ لگانے لگا ہوں یہ جنت کی چھلانگ ہے' اب یہ نبی کا یار ان سے لڑتا لڑتا قلعہ کے دروازہ تک پہنچ گیا' دروازہ کھول دیا گیا' محمدی فوج اندر داخل ہو گئی' ادھر پریشانی بن گئی اور ادھر رب نے فتح دے دی' سیدنا حبیب رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ نے بھی لاٹھی پکڑی ہوئی ہے' کہتی ہے آج میں نے بھی بدلہ لے کر چھوڑنا ہے اور ایک وہ وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ جس نے سید الشہداء سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا' وہ بھی اپنا حربہ لے کر پھرتا ہے' وہ بھی رب کے آگے دعا کر رہا

ہے' کہتا ہے اللہ جس طرح تو نے مجھ سے دین کا ایک ستون گروایا ہے' اسی طرح آج مجھ سے کفر کا ستون بھی گروا دے' یا اللہ جس طرح میں نے دین کے ایک جرنیل سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا ہے' میں وحشی دعا کرتا ہوں کہ آج مسیلمہ کذاب کی موت آئے تو میرے ہاتھ سے آئے' تا کہ بدلہ ہو جائے' اگر تو قیامت کے دن پوچھ لے' تو میں یہ کہہ سکوں' اے عرش والے اگر میں نے اسلام میں ایک جرنیل کو شہید کیا ہے تو میں نے کفر کا بھی ایک ستون گرا کر دکھا دیا ہے' وحشی رضی اللہ عنہ نے حربہ استعمال کیا تو مسیلمہ کذاب وہیں ڈھیر ہو کر جہنم میں پہنچ گیا۔

سیدنا حبیب انصاری رضی اللہ عنہ کی والدہ کہتی ہیں' مجھے بتاؤ مسیلمہ کذاب کہاں ہے' لوگوں نے دکھایا' اے اماں' دیکھ لے' مسیلمہ کذاب یہ پڑا ہوا ہے۔

یارو! وہ میرے محمد ﷺ کے دیوانے تھے' ان کو اللہ تعالیٰ کے نبی سے پیار تھا' اور رب کا وعدہ ہے کہ ؏

ہتھ نبی دے پھڑائی جنے نتھ اپنی　　چھڈی ستھ اپنی تے گل کتھ اپنی
بس پچھے پچھے چلنا وہار ہوگیا　　سوہنے نبی جی دے سنگ جیہدا پیار ہوگیا
اوہ بھانویں کیڈا گناہ گار بیڑا پیار ہوگیا

کوئی متر دھیاں مار کے دوارے آوندا　　پڑھ دا کلمہ تے عزتاں ایہہ جیاں پاوندا
جبرئیل اوہدی شکل دا اوتار ہوگیا　　سوہنے نبی جی دے سنگ جیہدا پیار ہوگیا
اوہ بھانویں کیڈا گناہ گار بیڑا پار ہوگیا

اللہ تعالیٰ کا اعلان سن لو!

وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًاؕ (النسآء: ٦٩)

ایک شخص میرے مصطفیٰ علیہ السلام کے پاس آیا' آکر سوال کرتا ہے' آقا قیامت کب آئے گی؟

آپ ﷺ فرماتے ہیں' تو قیامت کے متعلق پوچھ رہا ہے' بتا تو نے قیامت کے لئے کیا تیار کیا ہے؟

بھائیو! ہم نے قیامت کے لئے کیا تیار کیا ہے' وہ بڑا لمبا سفر ہے' کیا ہم نے اس کے لئے کچھ تیار کیا ہے' وہاں بڑی ضروریات ہوں گی' جیسے یہاں ضروریات ہیں' ایسے ہی جنت میں جانے کے لئے جو سفر ہے' وہاں بھی اس کے زادِ راہ کی ضرورت ہے' اگر تو نے یہ تیار نہیں کیا تو تو یہ کہاں سے لے گا' اس لئے تیاری کر لے' اللہ کریم اسی کی تیاری کی توفیق دے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں' اے قیامت کے بارہ میں پوچھنے والے تو نے کیا تیاری کی ہے؟ صحابی کہتا ہے: اے اللہ کے رسول! کچھ بھی تیار نہیں کیا' میری کوئی تیاری نہیں' آپ فرماتے ہیں: پھر پوچھنے کی کیا ضرورت ہے؟

وہ صحابی کہتا ہے میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہو۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں' تو قیامت کے دن اس کے ساتھ ہی ہوگا جس کے ساتھ محبت ہوگی' "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ" قیامت کے دن ہر شخص اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔

جس کو کنجریوں کے ساتھ پیار ہے' وہ وہاں ان کے ساتھ ہی ہوگا' جس طرح ان کو جوتے پڑیں گے' اسی طرح ان عاشقوں کو بھی وہاں جوتے پڑیں گے اور جس کو رب کریم کے نیک بندوں سے پیار ہے' وہ قیامت کے دن نیکوں کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔

جس کو اللہ والوں سے پیار ہے' وہ ان کے ساتھ ہوں گے۔

جس کو صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ پیار ہے وہ صحابہ کے ساتھ ہوں گے اور انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ پیار کرنے والے میرے محمد ﷺ کے پاس کھڑے ہوں گے۔

دعا کریں اللہ کریم ہمیں وہاں جگہ نصیب فرمائے۔

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کیا آپ کو معلوم ہے کہ یہ کتنی قیمتی بی بی ہے؟ حدیث کی کتب میں لکھا ہے کہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سو سال زندہ رہیں مگر نہ ان کا دانت گرا ہے' نہ داڑھ ٹوٹی ہے' نہ کانوں سے بہری ہوئی ہیں اور نہ ہی بینائی ختم ہوئی ہے۔

آپ کی جس طرح جوانی میں بینائی ہے' اسی طرح آپ کی سو سال کی عمر میں بینائی ہے۔

جس طرح جوانی کے دانت' اسی طرح سو سال کی عمر میں دانت ہیں۔

یہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں اور اماں جی عائشہ رضی اللہ عنہا کی سوتیلی بہن مگر باپ سے سگی ہیں' اماں جی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی والدہ اور ہے اور سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی والدہ اور ہے لیکن محبت و پیار بہت زیادہ ہے' جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سارا سامان لے کر میرے مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس چلے گئے تو دادا ابو قحافہ بیٹیوں کو کہنے لگا: بیٹو! کیا ابوبکر تمہارے لئے کچھ چھوڑ گئے ہیں؟

اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں' ہم نے سوچا کہ یہ بوڑھی عمر کے ہیں' کہیں ان کو ہارٹ اٹیک نہ ہو جائے' ہم نے چھوٹے چھوٹے کنکر اکٹھے کر کے اوپر کپڑا ڈال دیا' میں نے کہا بابا گھبرانا نہیں' یہ دیکھئے' یہ سب کچھ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے لئے ہی چھوڑ گئے ہیں۔

میرے مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشکیزہ باندھنے کے لئے کوئی چیز نہیں' سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنا ''کمر بندھن'' توڑ کر دو حصے کر دیا' ایک کے ساتھ اپنی کمر باندھ لی اور ایک کے ساتھ میرے محمد ﷺ کا مشکیزہ باندھ دیا۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں' اے اسماء! مجھ سے سن لے' رب جنت میں تجھے اس سے بہتر عطا فرمائیں گے' ان کو میرے مصطفےٰ علیہ السلام کے ساتھ کیسا پیار ہے' یہ نبی کریم علیہ السلام کے پھوپھی زاد بیٹے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں' خود مسلمان ہیں اور ماں مسلمان نہیں' سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کو ان کی والدہ ملنے کے لئے مدینہ آئیں' سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا ملنے سے پہلے ماں سے پوچھتی ہیں' اے اماں' کیا تو مجھے ملنے کے لئے آئی ہے' ماں کہتی ہے' ہاں بیٹی' ملنے کے لئے آئی ہوں۔

فرمایا: وہاں دروازہ پر کھڑی ہو جا' ماں دروازہ پر کھڑی ہو گئی' ماں کہتی ہے اے میری بیٹی تو میرے ساتھ کیا کرے گی' کیا تو مجھے ملے گی نہیں' میں بڑی دیر کے بعد آئی ہوں' میں بڑی اداس ہوں۔

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، ٹھہر جا، میں نے جس محبوب کے ہاتھ میں اسلام کا فارم پر کر کے دیا ہے، پہلے اس سے اجازت لوں گی کہ کیا تجھے ملنا بھی ہے یا نہیں، آپ دوڑتی ہوئی میرے مصطفیٰ علیہ السلام کے پاس گئیں، عرض کرتی ہیں، اے اللہ کے رسول ﷺ میری والدہ بڑی مدت کے بعد مجھے ملنے کے لئے آئی ہے اور وہ ابھی مسلمان نہیں ہوئی کیا میں اسے ملوں یا نہ ملوں؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں، اسماء جا جا کر اس کو مل۔

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے، ماں کو پتہ چلا تو دھوپ میں بیٹھ گئی، کہتی ہے اے سعد، جب تک نبی علیہ السلام سے کفر نہ کرے گا، میں نہ کچھ کھاؤں گی، نہ پیوں گی، بھوک ہڑتال کر دوں گی، دھوپ میں بیٹھی ہوں، سایہ میں بھی نہیں جاؤں گی، بھوکی پیاسی مر جاؤں گی، میرا قتل تجھ پر پڑ جائے گا۔

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے بڑا سمجھایا لیکن ماں اپنے ارادہ پر پکی رہی، سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ بہت بڑی آزمائش آ گئی ہے، اللہ تعالیٰ اب اس پر پورا اترنے کی توفیق عطا فرمانا، سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے ماں کو آخری دھمکی دے دی، فرماتے ہیں ع

سعد کہیا کھا قسم اللہ دی، سن اے ماں پیاری
جے سو جان جائے مل تینوں، میں اس سوہنے اتوں واری
کول میرے سب نکل جاون، تے اک اک ہو کے تیری
تاں بھی کلمہ کدی نہ چھوڑاں

بھائیو! انبیاء کرام، صدیقین اور شہداء کا ساتھ تب ملے گا،
اگر ایمان پختہ ہوا، اگر میرے مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ پکی محبت ہوئی کیا آپ کو بھی ہے؟
ذرا، اپنے چہرہ پر ہاتھ پھیریں، داڑھی کس کس کی ہے، ادھوری ہے یا پوری ہے۔
اللہ تعالیٰ ہمیں پکی سچی محبت نصیب فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔



شفاعت مصطفیٰ ﷺ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا o ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا o اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا o (النباء:۳۸۔۴۰)

''اس دن جبرائیل اور فرشتے صفیں بنا کر کھڑے ہوں گے' کسی کو جرأت نہیں ہوگی کہ کوئی اللہ پاک سے کلام کر سکے' لیکن وہ بندے جن کو اللہ پاک نے اپنے ساتھ باتیں کرنے کی اجازت دی اور انہوں نے بات بھی اچھی کہی' یہ قیامت کا دن حق ہے' جو شخص چاہتا ہے وہ اللہ کی طرف اپنا ٹھکانہ بنا سکتا ہے' ہم نے تم کو قریب کے عذاب سے ڈرایا ہے' اس دن ہر شخص دیکھ لے گا جو اس نے کمائی کی ہے اور کافر کہے گا' کاش میں مر کر مٹی ہو جاتا۔''

ہر قسم کی حمد و ثنا اللہ رب رحمٰن کے لئے' بے شمار اور ان گنت درود و سلام سید الاولین والاخرین' امام کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتی گرامی پر۔

دوستو اور بزرگو! آج کے خطبہ جمعہ میں' میں نے تیسویں پارہ سے پہلی سورۃ کی آخری تین آیات آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں' اللہ پاک سے دعا ہے کہ اللہ کریم مجھے صحیح بیان کرنے اور پھر ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے' اصل بات تو عمل سے بنتی ہے' اللہ پاک ہمیں عملی زندگی بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

بھائیو! قیامت کا دن ایسا دن ہے کہ کوئی شخص اللہ کریم کے دربار میں دم نہیں مار سکے

گا' لیکن وہ بندے جن کو اللہ پاک نے اجازت دی ہے' ان میں سب سے پہلے اور سب سے بڑی ہستی جن کا نام نامی محمد ﷺ ہے' ان کو اجازت دی جائے گی اور آپ اللہ تعالیٰ کے دربار میں سفارش کریں گے' ایک جگہ جس کا نام "مقام محمود" (تعریف کی ہوئی جگہ) ہے' جس کا تذکرہ اللہ پاک نے اپنے قرآن میں کیا ہے' اللہ پاک فرماتے ہیں:

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا٥ (بنی اسرائیل:۷۹)

محبوب! آپ رات کو تہجد پڑھا کریں' تہجد پڑھنا آپ کا کام ہے اور مقام محمود عطا کرنا میرا کام ہے۔

صحیح بخاری شریف کی حدیث ہے' قیامت کا دن بڑی سخت گھبراہٹ کا دن ہے' قیامت کے دن سارا جہان اکٹھا ہوگا' آدم علیہ السلام سے لے کر جتنی بھی اللہ پاک کی مخلوق ہے وہ ساری جمع ہوگی' لوگ اپنے اپنے پسینے میں غرق ہوں گے' نیک آدمیوں کا بھی تھوڑا تھوڑا پسینہ نکلا ہوگا' لوگ بڑے پریشان ہوں گے' مومنوں میں سے کچھ لوگ اکٹھے ہو کر آپس میں کہیں گے' آج تو بڑی سختی ہے' کوئی شخص اس طرح کا تلاش کرو جو اللہ پاک کے دربار میں پیش ہو کر سفارش کر دے' "فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ" تو تمام مومن اکٹھے ہو کر ابوالبشر آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور جا کر کہیں گے بابا جی! "خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ" اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کو اپنی قدرت کے ہاتھوں سے گوندھ کر بنایا ہے اور پھر فرشتوں سے سجدہ کروایا ہے۔

یہ کتنی بڑی سعادت ہے کہ اللہ پاک نے!

آسمان "کُنْ" کہہ کر بنایا ------------ زمین "کُنْ" کہہ کر بنائی۔

پہاڑ "کُنْ" کہہ کر بنائے ------------ سمندر کُنْ کہہ کر بنائے۔

سارا جہان "کُنْ" کہہ کر بنایا لیکن جب آدم علیہ السلام کی باری آئی تو قرآن کہتا ہے "خَلَقْتُ بِيَدَيَّ" اللہ کریم نے اپنی قدرت کے ہاتھوں سے گوندھ کر بنایا اور پھر نوریوں

سے فرمایا' خاکی کو سجدہ کرو۔

میرے بھائی! لوگ کہیں گے بابا جی' آج آپ کی ساری اولاد پریشان ہے' آپ اللہ کے دربار میں جا کر سفارش کر دیں' آدم علیہ السلام فرمائیں گے "لَسْتُ هُنَاكَ" نہیں میرے بیٹو! میں نے اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر ایک دانہ کھا لیا تھا' اس لئے آج میں رب تعالیٰ کو مونہہ نہیں دکھا سکتا' لوگ کہیں گے' بابا جی' بتاؤ پھر آج کس کو جا کر کہیں؟

آدم علیہ السلام فرمائیں گے' نوح علیہ السلام کی طرف جاؤ' "فَيَاتُوْنَ نُوْحًا" مومن اکٹھے ہو کر نوح علیہ السلام کے پاس آ جائیں گے اور عرض کریں گے' آپ "عَبْدًا شَكُوْرًا" اللہ تعالیٰ کے شکر گذار بندے اور آدم ثانی ہیں' لوگ پریشان ہیں' چلیں سفارش کر دیں؟ نوح علیہ السلام بھی فرمائیں گے "لَسْتُ هُنَاكَ" میرا ایک بیٹا مشرک تھا' میں اس کو کہتا رہا' "يٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا" بیٹا میری کشتی میں سوار ہو جا' بیٹے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

سَاٰوِيْٓ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ ۔ (هود:۴۳)

ابا جی! میں آپ کی کشتی میں سوار نہیں ہوں گا' میں پہاڑ پر چڑھ کر جان بچا لوں گا۔

میں نے اسے کہا:

لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ۔ (هود:۴۳)

آج رب کے عذاب سے کوئی بچ نہیں سکے گا۔

میں جہاز (کشتی) لے کر کھڑا تھا اور میرا بیٹا سامنے پہاڑ پر کھڑا تھا بیٹے کے گلے تک پانی آیا' وہ غوطے کھانے لگا تو میں نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی۔

رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ ۔ (هود:۴۵)

یا اللہ! میرا بیٹا ڈوب رہا ہے' اللہ پاک نے فرمایا:

اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۔

اے میرے نوح! تیرے بیٹے کے کام اچھے نہیں' اس لئے ہم نے اسے تیری آل سے ہی نکال دیا ہے' اب اگر تو نے اپنے مشرک بیٹے کے لئے سفارش کی!

اِنِّیْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ۝ (ھود:۴۶)

تو میں نبیوں کی لسٹ سے تیرا نام ہی خارج کر دوں گا۔

میرے بھائی! اگر رب بیٹا دے تو اچھا ہی دے' اس اولاد کا کیا فائدہ جو نبی کو رب سے ناراضگی کی باتیں سنوائے۔

نوح علیہ السلام فرمائیں گے میں اپنے مشرک بیٹے کے حق میں سفارش کر بیٹھا تھا' لوگ کہیں گے' اے جناب نوح علیہ السلام! اب ہم کہاں جائیں؟

نوح علیہ السلام فرمائیں گے تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ' لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جا کر عرض کریں گے' حضرت جی! اللہ پاک نے آپ کو اپنا خلیل بنایا ہے' (کون خلیل اللہ جس کی لڑی سے اللہ کریم نے اسی ہزار انبیاء کرام علیہم السلام پیدا فرمائے ہیں) لوگ پریشان ہیں' چل کر اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارش کر دیجئے' ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے' مجھ سے تین باتیں ایسی ہوئیں' جن کا تعلق جھوٹ سے ہے لیکن میں نے وہ باتیں اللہ تعالیٰ کے لئے کی تھیں' اس لئے آج میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش نہیں ہو سکتا۔ وہ تین باتیں یہ ہیں۔

(۱) جب قوم کا میلہ آیا تو میں نے ان کے بتوں کو توڑ دیا' ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے' انہوں نے مجھ سے پوچھا' کیا یہ کام تو نے کیا ہے' میں نے کہا' اس بڑے نے کیا ہوگا۔

(۲) میں اپنی بیوی سارہ (رضی اللہ عنہا) کے ساتھ سفر پر تھا' دوران سفر مجھے پتہ چلا کہ مصر کا حکمران ظالم ہے' جس کے ساتھ اس کی بیوی ہو تو وہ خاوند کو قتل کر دیتا ہے' میں نے سارہ (رضی اللہ عنہا) سے کہا کہ اس وقت زمین پر میں مسلمان ہوں یا تو مسلمان ہے' میں کہوں گا یہ میری اسلامی بہن ہے' تو بھی کہنا' یہ میرا اسلام کا بھائی ہے۔

(۳) جب میری قوم نے مجھے کہا' آؤ میلہ دیکھنے چلیں' میں نے کہا' میں میلے پر نہیں جاؤں گا' میں بیمار ہوں۔

میں نے یہ تین باتیں کی ہیں' اس لئے میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر نہیں ہو سکتا' لوگ کہیں گے حضرت پھر اب ہم کہا جائیں؟

ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے' تم موسیٰ کلیم اللہ کے پاس جاؤ' مومن جناب موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور کہیں گے حضرت آپ کلیم اللہ ہیں' آپ کوہ طور پر جا کر رب تعالیٰ سے باتیں کر لیتے تھے' آج جہان پریشان ہے' چلیں سفارش کر دیں' موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام فرمائیں گے' مجھ سے غلطی سے ایک آدمی قتل ہوگیا۔ (موسیٰ علیہ السلام نے مکا مارا تو ایک آدمی مر گیا تھا) لہٰذا مجھے ڈر لگتا ہے' کہیں اللہ پاک مجھ سے پوچھ نہ لیں' لوگ کہیں گے حضرت جی' پھر کہاں جائیں؟

موسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے' عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ' اب لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور کہیں گے حضرت جی! آپ سفارش کر دیں' جناب عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے' مجھے اور میری ماں کو لوگوں نے رب بنالیا تھا' مجھے ڈر لگتا ہے کہیں اللہ پاک مجھے پوچھ نہ لیں' لوگ کہیں گے حضرت پھر ہم کہاں جائیں؟ کس سرکار کا جا کر دروازہ کھٹکھٹائیں؟

عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے' تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ' چنانچہ آدم علیہ السلام کی تمام اولاد لوگ آمنہ کے لال علیہ السلام کے پاس آجائے گی اور کہے گی آقا! آج سب نے جواب دے دیا ہے' آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک کسی نبی نے ہاتھ نہیں پکڑایا' ہم آپ کے پاس آگئے ہیں' اب کیا کریں' آپ علیہ السلام فرمائیں گے کیا بات ہے؟ لوگ عرض کریں گے آقا جہان پریشان ہے' بڑی سختی ہے' کھانے پینے کے لئے کوئی چیز نہیں مل رہی' گرمی میں کھڑے کھڑے ہزار سال گذر گئے ہیں اور دماغ ابل رہے ہیں۔

اللہ پاک حافظ محمد لکھوی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر منور فرمائے' فرماتے ہیں ؏

وقت حشر دے ہانڈی وانگوں' گرمی مغز ابالے
کجھ نہ سجے لوکاں تائیں' ہیبت دہشت گالے
شکلاں ہیبت ناک دسیون تے دہشت ناک آوازے
سال ہزار کھلوتیاں گذرن یا چالی سال اندازے

آقا! آپ سفارش کر دیں؟ نبی ﷺ ہاں کر دیں گے' اللہ کریم کی طرف سے بھی

اجازت مل جائے گی' جناب جبرائیل علیہ السلام پھر براق لے کر آ جائیں گے اور میرے نبی براق پر بیٹھ جائیں گے' سارا جہان دیکھ رہا ہے کہ خوبصورت چہرہ والے محمد ﷺ آج پھر براق پر بیٹھ گئے ہیں' اگلے پچھلے سارے میرے محمد ﷺ کی تعریفیں کریں گے' فرشتے تعریفیں کر رہے ہیں' اللہ تعالیٰ خود بھی تعریفیں کر رہا ہے کہ میں نے اپنے محبوب کو بڑی شان دی ہے۔

اللہ پاک نے ہر نبی کو ایک دعا کا اختیار دیا تھا' اے میرے انبیاء کی جماعت! ایک دعا کر لو' تم جو دعا کرو گے میں قبول فرما لوں گا' ہر نبی نے دنیا میں دعا کر لی۔ اللہ پاک فرماتے ہیں' محبوب! آپ بھی جو چاہیں ایک دعا کر لیں میں قبول فرما لوں گا' آمنہ کے لال اور ساری کائنات کے سردار علیہ السلام عرض کرتے ہیں' میرے اللہ میں دنیا میں دعا نہیں کروں گا' میں قیامت کے دن تیرے عرش کے نیچے سجدہ میں گر کر دعا کروں گا۔

میرے بھائی! اس کے بعد نبی ﷺ مقام محمود پر چلے جائیں گے' اللہ کے نبی علیہ السلام رب تعالیٰ کے سامنے سجدہ میں گر جائیں گے اور اتنا لمبا سجدہ کریں گے کہ سات راتیں اور آٹھ دن سجدہ میں ہی پڑے رہیں گے۔

سجدہ میں ہی تو لذت آتی ہے اگر کبھی آپ رات کے وقت لمبا سجدہ کریں اور زبان سے پڑھ رہے ہوں' رَبِّ اغْفِرْ لِيْ یا سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى یا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ۔ یا پھر جس چیز کی آپ کو ضرورت ہے' سجدہ میں پڑ کر رب سے مانگ لیں' اللہ پاک فرماتے ہیں' یہ تو اسی طرح ہے' کوئی شخص کسی سے معافی مانگے تو ہاتھ جوڑ کر کہتا ہے' یار مجھے معاف کر دے' اے بندے تو نے نماز میں پہلے میرے سامنے ہاتھ جوڑے ہیں کہ مجھے معاف کر دے' میں معاف کرنے کے لئے تیار کھڑا ہوں اور اگر کوئی شخص معاف نہ کرے تو بندہ تھوڑا سا جھک جاتا ہے اور کہتا ہے' یار معاف کر دے اب تو میں تیرے سامنے جھک گیا ہوں' پھر بھی وہ معاف نہ کرے تو اس کے پیروں میں اپنے سر کا کپڑا اتار کر رکھ دیتا ہے اور کہتا ہے' اب میں نے اپنا اپنے سر کا کپڑا تیرے

پیروں میں رکھ دیا ہے اب تو معاف کر دے وہ بندہ معاف کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بندے تو نے اس کپڑے والا سر ہی میرے پیروں میں رکھ دیا ہے اب میں تیری نہ مانوں تو کون مانے گا؟

نبی پاک ﷺ سجدہ میں گرے ہوئے ہیں آپ علیہ السلام نے بڑا لمبا سجدہ کیا ہے اللہ کریم فرماتے ہیں:

اِرْفَعْ رَاْسَكَ سَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ۔

محبوب سر سجدہ سے اٹھالیں آپ جو مانگتے جائیں گے میں دیتا جاؤں گا آپ جس جس کی سفارش کریں گے میں اسے جنت الاٹ کر دوں گا۔

اللہ کے پاک پیغمبر براق پر بیٹھ کر واپس آ جائیں گے لوگ پوچھیں گے آقا! آپ واپس آ گئے ہیں آپ علیہ السلام فرمائیں گے بات بن گئی ہے اللہ پاک نے مان لیا ہے کہ اے محبوب جس طرح آپ کہیں گے میں اسی طرح کرلوں گا۔

میرے بھائی! اب یہ معلوم کرنا ہے کہ نبی پاک ﷺ کس کس کی سفارش کریں گے۔

(۱) اللہ کے پاک نبی علیہ السلام فرماتے ہیں جو شخص صدق دل سے کلمہ پڑھ لیتا ہے میں ضرور اس کی سفارش کروں گا۔

(۲) وہ شخص سفارش کا حقدار ہوگا جس نے زندگی میں بحالت ایمان نبی پاک ﷺ کی زیارت کی ہوگی اور حالت ایمان میں ہی دنیا سے رخصت ہوگیا ہے۔

وہ کتنے خوش نصیب تھے جو دن رات نبی پاک ﷺ کو دیکھتے تھے اور دیکھتے دیکھتے تھکتے بھی نہیں تھے۔

سیدنا ربیع نامی ایک صحابی شادی نہیں کرواتا آپ فرماتے ہیں ربیع یار تو شادی کیوں نہیں کرواتا وہ صحابی رضی اللہ عنہ عرض کرتا ہے آقا! چاہتا ہوں کہ میں ہر وقت آپ کو دیکھتا ہی رہوں یہ صحابی رضی اللہ عنہ دن رات آپ ﷺ کے دروازہ پر بیٹھا ہوا ہے کہ نبی پاک ﷺ کو کسی کام کی ضرورت پڑے تو میری قسمت جاگ پڑے ایک دن آپ ﷺ اتنا خوش

ہوئے' فرماتے ہیں' اے میرے ربیع! اب کچھ وقت بن گیا ہے' مانگ لے' تو جو مانگے گا میں تجھے رب سے لے کر دوں گا' ہم جیسا ہوتا تو پتہ نہیں کیا مانگتا' کوئی دو کان مانگ لیتا' کوئی مکان مانگ لیتا' کوئی گاڑی مانگ لیتا' کوئی زمین کا مربع مانگ لیتا لیکن صدقے جاؤں سیدنا ربیع رضی اللہ عنہ کے' ان کی نظریں نیچے جھکی ہوئی ہیں' سوچ رہے ہیں کیا مانگوں؟ ادھر نبی پاک ﷺ فرماتے جا رہے ہیں' "سَلْ مَا شِئْتَ" مانگ کیا مانگنا ہے' صحابی سوچ سوچ کر عرض کرتا ہے' آقا اور کسی چیز کی ضرورت نہیں اگر رب سے لے کر دیتے ہیں تو جنت میں اپنا پڑوس لے کر دے دیں' یہ سن کر آپ علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا' ٹھیک ہے تو میرا پڑوسی ہے' بلکہ آپ ﷺ فرماتے ہیں' ربیع ایک کام تم کرو' پڑوس میں لے کر دوں گا۔ سیدنا ربیع رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں' آقا! کیا؟ نبی ﷺ فرمایا: زیادہ نفل پڑھا کر یا پھر رب کے آگے لمبے لمبے سجود تو کیا کر' اپنا پڑوس میں تجھے لے کر دوں گا۔

(۳) نبی پاک ﷺ نے فرمایا' جو شخص میری زیارت کرتا ہے' میں اس کی ضرور سفارش کروں گا' اب آپ کی زیارت کرنے والے اور اللہ کے محبوب نبی علیہ السلام تو رب تعالیٰ کے پاس چلے گئے ہیں' یہ درویش اور فقیر بندے پیچھے رہ گئے ہیں' آقا! اب ہم کیا کریں' آواز آتی ہے:

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ حَلَّتْ لَــهُ شَفَاعَتِیْ۔

جو شخص میری قبر کی زیارت کر لے گا' میں اس کی بھی سفارش کر دوں گا۔

اب مدینہ جاؤ اور نبی پاک علیہ السلام کی قبر کی زیارت کرو' اس طرح نبی پاک ﷺ کی شفاعت نصیب ہو جائے گی۔

(۴) اللہ کے نبی ﷺ اور کس کی سفارش کریں گے' آپ علیہ السلام فرماتے ہیں' جو شخص اذان کے بعد یہ دعا پڑھتا ہے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَـائِمَـةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَـةَ وَالْفَضِيْلَـةَ وَابْـعَثْـهُ مَقَـامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَـهٗ۔

جو شخص یہ دعا یاد کر کے ہر اذان کے بعد پڑھتا ہے تو میں ضرور اس کی سفارش کروں گا۔

(۵) میرے بھائی! اور کون ہے، جس کی نبی پاک علیہ السلام سفارش کریں گے، وہ شخص جو صبح وشام دس دس مرتبہ نبی پاک ﷺ پر درود پڑھتا ہے، اللہ کے نبی علیہ السلام اس کی بھی سفارش کریں گے۔

نبی پاک ﷺ نے فرمایا ہے، جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ سے زیادہ درود پڑھتا ہے تو میں اس کی بھی ضرور سفارش کروں گا۔

بھائیو! اگر تمہارا کوئی مسئلہ حل نہ ہوتا ہو، آپ مشکل میں پھنس جائیں تو نبی علیہ السلام پر درود پاک پڑھیں، اللہ کریم آپ کا مسئلہ حل فرما دیں گے۔

مولانا رحمہ اللہ نے بڑی پیاری بات لکھی ہے، فرماتے ہیں ؏

اوہدی جتی اتوں تخت قربان کر دیاں
جے او منگے تے پیش سو سو جان کر دیاں
میں نئیں خوش خانقاہاں تے غیراں دے وچ
دل لگدا اے نبی جی دے پیراں دے وچ
مینوں دھروئی نہ پھڑ اپناں شہراں دے وچ
صمصام رکھ شُغل توں درود پاک دا
شالا ہووے جے خمیر تیرا اوسے خاک دا
مل جائے تھوڑا جیا تھاں اوہدے پیراں دے وچ
دل لگدا اے محمد دے پیراں دے وچ

شفاعت کبریٰ آپ علیہ السلام کے علاوہ اور کوئی نہیں کر سکے گا، اس کا نام شفاعت کبریٰ (سب سے بڑی سفارش) ہے۔

اسی لئے مولانا خادم رحمہ اللہ نے لکھا ہے ؏

ل شاہ نوں چھڈ دے تے توڑی نوں چھڈ دے زمانے دی ساری پسوڑی نوں چھڈ دے

پر اس ہادی نوں چھڈ تاں گوارہ نئیں ہونا محمد نوں چھڈیاں گزارہ نئیں ہونا
جتھے آدم تے عیسیٰ تے موسیٰ وی ڈولے یوسف تے یونس لکن سارے اولے
ہر نبی اوتھے ایہو بول بولے بناں مصطفیٰ دے چھٹکارہ نئیں ہونا
محشر دے دن جدوں دھپ نے ستاؤناں کوئی وی ملنگ تیرا نظری نئیں آنا
دربان جنت دے کنڈا نئیں لاؤناں جب تک محمدی اشارہ نئیں ہونا

(۶) نبی پاک ﷺ نے فرمایا ہے' جو شخص مدینہ منورہ میں رہتا ہے' اس کو مدینہ کی آب وہوا موافق نہیں آتی' وہ مدینہ کی تکالیف اور مصائب برداشت کر کے وہیں فوت ہو جاتا ہے لیکن مدینہ نہیں چھوڑتا' میں اس کی بھی ضرور سفارش کروں گا۔

میرے بھائی! اب جن کو رب چاہے گا ان کو اجازت مل جائے گی۔

چھوٹے چھوٹے معصوم اور نابالغ بچے جو فوت ہو گئے ہیں' یہ رب کے عرش کے نیچے چل پھر رہے ہوں گے' اللہ پاک ان کو فرمائیں گے' تم جنت میں چلے جاؤ' یہ چھوٹے چھوٹے معصوم بچے کہیں گے' یا اللہ ہم جنت میں نہیں جائیں گے' اللہ پاک فرمائیں گے' تم کیوں نہیں جاؤ گے' بچے کہیں گے یا اللہ! جب تک ہمارے ماں باپ ہمارے ساتھ جنت میں نہیں جائیں گے اتنی دیر تک ہم بھی نہیں جائیں گے۔ (چنانچہ ان کی سفارش مسلمان والدین کے لئے قبول کی جائے گی)

اور کون سفارش کرے گا' اللہ پاک حاجی صاحب کو بلا کر فرمائیں گے' اے حاجی' لوگ زمین اور مربعے خرید لیتے تھے' دوکانیں اور دنیا کا سامان خرید لیتے تھے لیکن تو نے ڈیڑھ لاکھ روپیہ لگا کر میرے گھر کا حج کیا تھا' تیرے گاؤں اور تیری برادری کے چار سو آدمی جن کا چالان جہنم کی طرف مکمل ہو چکا ہے' ایک مرتبہ تو ان کے بارہ میں کہہ دے تو میں جنت دے دوں گا' اللہ پاک فرمائیں گے' میں نے تیرے حج کا اتنا قدر پایا ہے' جا ان کو جنت میں لے جا۔

اگر کوئی شخص کسی کو تھانے سے چھڑوا کر لے آئے تو وہ کہتا ہے کہ جی میں گیا ہوں تو

تھانیدار نے میری بڑی عزت کی ہے' اس نے کہا ہے' اپنا بندہ لے جاؤ' کوئی شخص ایک بندہ چھڑوا لے تو اس کا پیر زمین پر نہیں ٹکتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں نے حاجی کے ساتھ چار سو آدمی جنت میں بھیج دینا ہے۔

اب شہید کی باری آجائے گی' اللہ پاک شہید کو فرمائیں گے' آخر تو نے بھی میرے دین کی خاطر اپنی جان کی بازی لگا دی تھی' تیری برادری کے ستر آدمی جن کے چالان جہنم کی طرف مکمل ہو چکے ہیں' ان ستر افراد کی سفارش تو کر دے اور جنت میں دے دوں گا' شہید ستر افراد کی سفارش کرے گا تو اللہ پاک جنت دے دیں گے۔

اب حافظ قرآن کی باری آجائے گی' اللہ پاک فرمائیں گے' تو نے میرا قرآن یاد کیا تھا' ایسے دس آدمی جن کے چالان جہنم کی طرف مکمل ہو گئے ہیں' تو ایک دفعہ ان کی سفارش کر دے' تیرے قرآن یاد کرنے کی برکت سے میں ان دس افراد کو جنت دے دوں گا۔

مولوی صاحب جنت میں جا رہے ہیں' اللہ پاک مولوی صاحب کو فرمائیں گے' تو بھی ٹھہر جا' مولوی صاحب عرض کریں گے' یا اللہ میرے لئے کیا آرڈر ہے' اللہ تعالیٰ فرمائیں گے' تو بھی اپنے بعض مقتدیوں کی سفارش کر لے۔

مؤذن جنت کی طرف جا رہا ہو گا' اللہ پاک مؤذن سے فرمائیں گے تو بھی بعض کی سفارش کر لے۔

اب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی باری آجائے گی' اکیلے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی وجہ سے اللہ کریم پچاس ہزار افراد کو جنت دے دیں گے۔ (اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ)

بھائیو! ایک ایک آدمی سفارش کر کے کئی کئی افراد جنت میں لے جائے گا' کیا کسی کو پانی کا گھونٹ پلانے سے پیسے خرچ ہوتے ہیں؟

ایک آدمی کی نیکیاں کم اور گناہ زیادہ ہوں گے' آرڈر آجائے گا کہ اسے دوزخ میں لے جاؤ' فرشتے اسے گرفتار کر کے دوزخ کی طرف لے جا رہے ہوں گے' یہ اِدھر اُدھر

دیکھے گا کہ کوئی شخص مل جائے جو میری سفارش کر دے' اچانک اس کی نظر ایک اللہ کے نیک بندے پر پڑ جائے گی' یہ فرشتوں سے کہے گا' مجھے اس کے پاس لے چلو' فرشتے اس کے پاس لے جائیں گے' یہ اس کو جا کر کہے گا' حضرت صاحب کیا آپ نے مجھے پہچانا ہے یا نہیں' حضرت صاحب فرمائیں گے میں تجھے نہیں پہچان سکا' یہ کہے گا ایک دن میں نے آپ کو مسواک دی تھی' پانی کا گلاس پلایا تھا یا وضو کروایا تھا' میرا چلان جہنم کی طرف ہو رہا ہے' فرشتے مجھے گرفتار کر کے لے جا رہے ہیں' آپ نیک اور جنتی آدمی ہیں' ذرا رب تعالیٰ سے کہہ دیں' یہ اللہ کا نیک بندہ سجدہ میں پڑ جائے گا اور کہے گا' اللہ اس نے میرے ساتھ نیکی کی تھی' تو اس کو معاف کر دے۔

میرے بھائی! آپ بھی کسی کے ساتھ نیکی کیا کریں' کسی غریب کو پانی یا چائے پلا دیا کریں' کپڑے نہ ہوں تو کپڑوں کا جوڑا لے کر دے دیا کریں' کبھی اس طرح نیکی کریں گے تو تمہارے کام آئے گی۔

نبی پاک علیہ السلام فرشتوں سے پوچھیں گے' میری امت کا کیا حال ہے' فرشتے عرض کریں گے' محبوب! ابھی آپ کے بہت زیادہ امتی جہنم میں جل رہے ہیں۔ (اللہ پاک نے وعدہ کیا ہے وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ٥ (الضحیٰ:۵) محبوب' میں آپ کو اتنا دوں گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے)

نبی پاک ﷺ پھر اللہ پاک کے دربار میں سجدہ میں گر جائیں گے' اور بڑی دیر تک سجدہ میں ہی پڑے رہیں گے' اللہ کریم فرمائیں گے "اِرْفَعْ رَأْسَكَ" محبوب سر اٹھاؤ' اب کیا کہتے ہو' آقا علیہ السلام عرض کریں گے' یا اللہ مجھے پتہ چلا ہے کہ ابھی بھی میرے بعض امتی جہنم میں ہیں' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں' اے محبوب! جاؤ' جس کے دل میں جَو کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہے' اس کی سفارش آپ کر دیں اور جہنم سے میں نکال دوں گا' نبی علیہ السلام اپنے امتی ساتھ لے کر جائیں گے' لوگوں سے پوچھیں گے کسی کا کوئی رشتہ دار کہیں قابو آیا ہوا ہے تو بتاؤ میں نکلوا کر لاؤں' لوگ بتائیں گے تو نبی پاک علیہ السلام انہیں نکلوا کر لے آئیں گے۔

اللہ کے پاک پیغمبر علیہ السلام پھر فرشتوں سے پوچھیں گے' کیا میرے امتی جہنم سے نکل گئے ہیں یا نہیں؟ فرشتے عرض کریں گے اے اللہ کے رسول! ابھی آپ کی امت کے بہت زیادہ آدمی ہیں' جو جہنم میں قابو آئے ہوئے ہیں۔ اللہ کے پاک پیغمبر علیہ السلام پھر رب تعالیٰ کے آگے سجدہ میں گر جائیں گے' اللہ پاک فرمائیں گے' محبوب! اب کیا بات ہے' آقا علیہ السلام عرض کریں گے' یا اللہ! مجھے پتہ چلا ہے' کہ ابھی میرے بہت زیادہ امتی جہنم میں ہیں' اللہ پاک فرمائیں گے' اے محبوب! جس کے دل میں رائی کے دانہ برابر بھی ایمان ہے' جاؤ اس کو بھی نکال لو' میں معاف کر دوں گا۔

آج میں تاریخ کی ایک کتاب میں پڑھ رہا تھا' اللہ پاک فرمائیں گے' اے محبوب! جس کے دل میں آدھے رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہے اس کو بھی جہنم سے نکال لو۔

اللہ کے پاک پیغمبر علیہ السلام پھر فرشتوں سے پوچھیں گے' فرشتے عرض کریں گے' آقا! اب وہ بندے رہ گئے ہیں جن کے پاس نبی نہیں پہنچے تھے' ویسے وہ اللہ تعالیٰ کی توحید کے قائل تھے' رب کو ایک مانتے تھے' توحید پرست تھے' انہوں نے کسی نبی کو نہیں مانا کیونکہ کسی نبی کی وعظ تبلیغ ان تک پہنچی ہی نہیں۔ جہنم میں دوزخی ان کو طعنے دے رہے ہیں کہ تم تو بہت بڑے موحد تھے' تم کہتے تھے کہ ہمارا رب یہ بھی کر سکتا ہے' یہ بھی کر سکتا ہے اور ہم تو شرک کرتے تھے' بتوں کو پوجتے تھے' ہم بھی جل رہے ہیں اور تم بھی جل رہے ہو' تمہاری توحید کا تمہیں کیا فائدہ ہوا؟ میرے نبی پھر اللہ کے دربار میں سجدہ میں پڑ جائیں گے اور عرض کریں گے' اللہ ابھی توحید والے جہنم میں موجود ہیں' اللہ تعالیٰ فرمائیں گے' اے محبوب! یہ آپ کا کام نہیں' آپ کی دعوت تو ان تک پہنچی ہی نہیں' آقا علیہ السلام عرض کریں گے' اے اللہ پھر وہ کیسے نکلیں گے' اللہ پاک فرمائیں گے' وہ بندے مجھے ہی مانتے تھے میری توحید کا اقرار کرتے تھے' اب میں جانوں اور وہ جانیں۔

حدیث پاک میں لکھا ہے کہ اللہ پاک اپنی مٹھی بھر کر ان کو جہنم سے باہر نکال دیں گے' اللہ کی مٹھی کتنی بڑی ہے' قرآن کہتا ہے' قیامت کے دن ساتوں زمینیں اور ساتوں

آسمان اللہ پاک اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیوں پر لپیٹ لیں گے' کتنا بڑا آسمان اور کتنی بڑی زمین ہے' کبھی آپ باہر جا کر دیکھیں' اللہ کی اتنی زمین ہے کہ ختم ہی نہیں ہوتی۔

اللہ پاک فرمائیں گے' اے محبوب! آپ پیچھے ہٹ جائیں' اب یہ میرا کام ہے کیونکہ یہ میری توحید کے قائل تھے' اللہ کریم اپنی مٹھی بھر کر ان کو باہر نکالیں گے اور توحید والا ایک شخص بھی دوزخ میں نہیں رہے گا۔

آپ کو معلوم ہے کہ جہاں آگ جلتی ہے وہاں دھواں ہی دھواں اور شعلے ہوتے ہیں' ان بندوں کے جسم جل جل کر سیاہ ہو چکے ہوں گے اور جنتی نوابوں کے چہرے چودھویں رات کے چاند سے بھی زیادہ چمک رہے ہوں گے' یہ کالے جسم والے کہیں گے' اللہ ہم جلے ہوئے ہیں' آگ نے ہمارا کچھ نہیں چھوڑا' قرآن کہتا ہے:

كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا۔ (النساء:٥٦)

جسم کے اوپر والا چمڑا جل جائے گا تو اللہ پاک ایک اور چمڑا دے دیں گے' وہ جل جائے گا تو ایک اور مل جائے گا۔

مطلب یہ کہ جلتے ہی رہنا ہے' وہاں ایک نہر حیات ہے' اللہ کریم فرمائیں گے اس میں چھلانگیں لگاؤ' وہ سب اس میں چھلانگیں لگائیں گے تو کالک اور سیاہی کے تمام داغ دھبے اتر جائیں گے' جسم صاف ہو جائیں گے اور چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکیں گے لیکن گردن پر ایک سیاہ داغ بطور نشانی باقی رہے گا کہ یہ دوزخ سے نکل کر آئے ہیں' اب یہ بندے بھی رب کے آگے سجدہ میں پڑ جائیں گے' کہیں گے یا اللہ مارے گئے' ہم جنت میں بھی آ گئے ہیں لیکن یہ پھر بھی ہمیں دوزخی کہہ رہے ہیں' جنتی ہمارے اس نشان سے ہی دیکھ کر پہچان لیتے ہیں کہ یہ ادھر سے آئے ہیں' یا اللہ تو یہ ہمارا نشان بھی ختم کر دے' آقا علیہ السلام فرماتے ہیں' پھر اللہ پاک وہ نشان بھی ختم کر دیں گے۔

اب آخری شخص جو جہنم سے نکلے گا' اس کا حال بھی سن لیں۔

یہ شخص جہنم میں جل جل کر کوئلہ ہو چکا ہوگا' جہنم کی آگ اسے جلائے گی تو یہ رب

کو پکارے گا' کہے گا یا اللہ! میری فریاد سن لے' اللہ پاک کی رحمت کا دریا جوش میں آجائے گا' اللہ پاک فرمائیں گے' بتا کیا کہتا ہے؟ یہ کہے گا یا اللہ! میں جل رہا ہوں' میرا کمرہ' لباس اور جوتی آگ کی ہے' آگ نے مجھے جلا دیا ہے' مجھے یہاں سے نکال کر دوزخ کے کنارے پر بٹھا دے' اسے دوزخ کے کنارے پر بٹھا دیا جائے گا لیکن اس کا چہرہ ابھی دوزخ کی طرف ہی ہوگا۔

اب اسے آگ نہیں جلا رہی بلکہ صرف دھواں ہی پڑ رہا ہے' یہ کچھ دیر تو خاموش رہے گا کیونکہ اس نے اللہ پاک سے وعدہ کیا ہے کہ یا اللہ! اب میں کچھ نہیں مانگوں گا' یہ پھر پکارنے لگے گا' اللہ پاک فرمائیں گے' اب کیا کہتا ہے؟ یہ کہے گا یا اللہ ادھر سے میرا چہرہ ہٹا کر ادھر کر دے' اللہ تعالیٰ فرمائیں گے پھر' یہ کہے گا یا اللہ پھر میں اب کچھ نہیں مانگتا' اللہ کریم اس کا چہرہ ادھر سے ہٹا کر دوسری طرف کر دیں گے' اب اسے جنت کے دروازہ کے آگے ایک درخت نظر آجائے گا' جس کا سایہ بڑا ٹھنڈا ہوگا' یہ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کہے گا' یا اللہ! مجھے اس درخت کے نیچے جگہ دے دے' اللہ پاک فرمائیں گے' اب تو بڑھتا ہی جا رہا ہے' یہ کہے گا یا اللہ! کیا اس سے تیری رحمت میں فرق پڑتا ہے' اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جا اس درخت کے نیچے چلا جا' یہ جا کر درخت کے نیچے بیٹھ جائے گا۔

آگے دیکھے گا تو سامنے جنت نظر آرہی ہوگی' کہیں سیب' کہیں مالٹے' کہیں جنت کے کیلے' کہیں دودھ کے دریا' کہیں شراباً طہورا کی نہریں اور کہیں شہد کے دریا' اسے یہ جنت کی بہاریں نظر آرہی ہیں' اب یہ کبھی انہیں دیکھ لیتا ہے اور کبھی خاموش ہو کر بیٹھا رہتا ہے' کیونکہ اس نے اللہ پاک سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ اور کچھ نہیں مانگتا' یہ دیکھتا ہے کہ وہ سیب کھا رہے ہیں' ایک سیب سے ستر ستر لذتیں آرہی ہیں' دنیا کے سیب تو اس کی نقل ہیں۔

یہ پھر کہے گا یا اللہ! اتنی بڑی جنت ہے یہاں مجھے بھی تھوڑی سی جگہ دے دے' اللہ پاک فرمائیں گے' تو صبر نہیں کر سکا' یہ کہے گا یا اللہ! تو رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جا جنت میں چلا جا' یہ کہے گا' یا اللہ! تو مجھے کتنی جگہ دے گا' اللہ پاک

فرمائیں گے، اے میرے جنتی نواب، میں نے تجھے ساری زمین سے دس گنا زیادہ جنت دے دی ہے، یہ دیکھے گا کہ جنت میں بہت زیادہ بھیڑ ہے۔

بھائیو! ایک جنتی نواب کے لئے جنت میں اسی ہزار نوکر اور بہتر بیویاں ہوں گی، ایک جنتی کے اتنے افراد ہوئے، یہ کہے گا یا اللہ تو رب العلمین ہے، کر لے مذاق، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے مذاق نہیں، جا تجھے اتنی بڑی جنت دے دی ہے۔

قیامت کے دن قرآن بھی سفارش کرے گا اور ماہ رمضان بھی سفارش کرے گا۔

دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے محبوب کی شفاعت نصیب فرمائے اور ہمیں جہنم کی جیل سے بچا کر جنت کا داخلہ نصیب فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔



ادبِ مصطفیٰ ﷺ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ○

(الحجرات: ۲)

ہر قسم کی حمد و ثناء اللہ جل جلالہ کے لئے' بے شمار اور ان گنت درود و سلام سید الاولین والآخرین' امام کائنات' جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی پر۔

دوستو اور بزرگو! اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ہے' جس اللہ نے اس گئے گذرے دور میں ہمیں اپنے گھر آنے کی توفیق عطا فرمائی ہے' اللہ اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے' اور ان شاء اللہ' وہ قبول بھی فرمائے گا' کیونکہ یہ بات شروع سے ہی چلی آرہی ہے کہ کوئی اپنے گھر اسی کو بلاتا ہے جس سے اس کو پیار ہوتا ہے' کبھی کسی نے دشمن کو اپنے گھر نہیں بلایا' معلوم ہوتا ہے یہ جو دوست بزرگ اللہ پاک کے گھر میں آئے ہیں' ان کو اللہ مالک نے آنے کی توفیق دی ہے تو یہ آئے ہیں' جو آج نہیں آئے یا کبھی بھی نہیں آتے' وہ یہ نہ سمجھیں کہ ہماری کوئی بہادری ہے' ہم اللہ کے گھر نہیں گئے' بلکہ جس کا گھر ہے اس گھر والے نے ہی اپنے گھر نہیں جانے دیا' انہیں سمجھ لینا چاہیے کہ یہ ان کی بدقسمتی ہے۔

دعا فرمائیں اللہ کریم سب کا آنا قبول فرمائے۔

بھائیو! توجہ اور دھیان سے اللہ اور اس کے رسول کی باتیں سننا' یہ میں نے اس لئے عرض کیا ہے کہ اللہ فرماتے ہیں: آج اگر تو میری باتیں توجہ سے سنے گا اور کل جب قیامت کے دن تجھے ضرورت پڑے گی تو پھر میں بھی تیری باتیں توجہ سے سنوں گا' اگر تو نے میری باتیں توجہ سے نہ سنیں تو پھر میں بھی تیری طرف توجہ نہیں دوں گا۔

مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ۔

سیدھی سادھی بات ہے جو اللہ کا بن جائے' تو اللہ اس کا بن جاتا ہے۔

ہندوستان کا ملک ہے' دہلی شہر ہے' ایک عیسائی پادری انجیل کو کیمیکل لگا کر دہلی کے چاندنی چوک میں اونچی آواز میں شور کر رہا ہے' کہتا ہے مسلمانوں میں انجیل لے کر آیا ہوں اور تم اپنا قرآن لے کر آؤ' تم اپنا قرآن آگ میں پھینکو' میں انجیل آگ میں پھینکتا ہوں' پھر دیکھتے ہیں کہ کونسی کتاب سچی ہے اور جو کتاب سچی ہوگی وہ بچ جائے گی اور دوسری جل جائے گی' یہ آواز سن کر لوگ پریشان ہیں کہ اس پادری کو کیا جواب دیں۔

صدقے جاؤں' کسی نے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو بتایا' شاہ جی دہلی کے چاندنی چوک میں ایک عیسائی پادری اونچی آواز میں یہ بات کہہ رہا ہے' شاہ صاحب نے وضو کر کے قرآن پاک سینے کے ساتھ لگا لیا اور دہلی کے اس چوک میں چلے گئے' فرمانے لگے اے پادری تو کیا کہہ رہا تھا' ذرا دوبارہ کہہ؟ یہ کہتا ہے شاہ جی میں انجیل لایا ہوں' تم قرآن لاؤ' تم قرآن آگ میں پھینکو اور میں انجیل آگ میں پھینکتا ہوں' جو کتاب سچی ہوگی وہ بچ جائے گی اور دوسری جل جائے گی' شاہ صاحب فرماتے ہیں: اے پادری! قرآن اور انجیل کا کیا گناہ ہے' اگر تو نے دیکھنا ہے تو میں قرآن پاک سینے کے ساتھ لگا لیتا ہوں اور تو انجیل سینے کے ساتھ لگا لے' پھر تو بھی آگ میں چھلانگ لگا اور میں بھی لگاتا ہوں' تو جو سچا ہوگا وہ بچ جائے گا اور جھوٹا جل جائے گا۔

یہ اعلان سن کر پادری کہنے لگا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ ابھی شاہ عبدالعزیز (محدث رحمۃ اللہ علیہ) جیسے (اہلحدیث) مسلمان موجود ہیں تو میں اپنے پورے جسم پر کیمیکل لگا کر آتا۔

اہل حدیثو! آپ نے بڑی قربانیاں دی ہیں' جب ہندوستان اور پاکستان اکٹھا تھا' اس وقت سکھ اور ہندو بھی آ کر جلسے سن لیتے تھے' ہندوؤں کی کئی ذاتیں ہیں' ایک نچلی ذات کے ہندو ہیں جن کو شودر کہتے ہیں' اونچی ذات کے چوہدری اور سردار ہندو شودروں کی آواز سننا بھی پسند نہیں کرتے۔

مولانا صمصام رحمہ اللہ ہندوستان میں ایک بہت بڑے جلسے پر گئے' وہاں شودر بھی جلسہ سننے کے لئے آئے' وہ بے چارے اپنے آپ کو بڑا حقیر سمجھتے تھے' جس طرح ہمارے ہاں چھوٹے طبقہ کے لوگوں کو ''کمی کمین'' سمجھا جاتا ہے' اسی طرح ان کو بھی کمی سمجھا جاتا تھا' مولانا صمصام کے بیان کے کیا کہنے' آپ نے دیکھا کہ شودر بھی جلسہ سننے کے لئے آئے ہیں' آپ شودروں کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں ع

جے اج وی تو پانویں' کلمے دی بھانی
تاں صمصام پیوے تیرا جھوٹا پانی
پھر مسجد توں تینوں ہٹا کوئی نئیں سکدا

مولانا ان شودروں کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں' اگر تم کلمہ پڑھ کر مسلمان بن جاؤ تو میں صمصام تمہارا جوٹھا پانی پینے کے لئے بھی تیار ہوں' ایک شودر کہنے لگا مولوی کیا تو سچی بات کر رہا ہے یا اوپر اوپر سے کہہ رہا ہے؟ آپ فرماتے ہیں تو کلمہ پڑھ کر دیکھ لے' اس شودر نے کلمہ پڑھ کر پانی پیا' پھر مولانا صمصام رحمہ اللہ نے اس کا بچا ہوا جوٹھا پانی پی لیا' ان شودروں نے دیکھا کہ یہ اسلام ہے' تمام شودر کلمہ پڑھ کر مسلمان بن گئے۔

میرے بھائی! ایک آدمی جنگل میں بکریاں چرا رہا تھا' اس کی بکریوں میں بھیڑیئے اور چیتے پھر رہے تھے' جو بکریوں کو کچھ کہتے ہی نہیں تھے' یہ خود نماز پڑھ رہا ہے' ایک گذرنے والا مسافر دیکھ کر کہتا ہے' یہ اللہ کا کتنا پیارا بندہ ہے' یہ خود نماز پڑھ رہا ہے اور اس کی بکریوں میں بھیڑیئے اور چیتے پھر رہے ہیں' یہ بکریوں کو کچھ کہتے ہی نہیں' جب یہ نماز سے فارغ ہوا تو گذرنے والا پوچھتا ہے' اے اللہ والے! تیری بکریوں اور بھیڑیوں نے آپس میں صلح کب سے کی ہوئی ہے؟ یہ کہتا ہے جب سے میں نے رب سے صلح کر لی ہے' انہوں نے آپس میں صلح کر لی ہے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں جنگل کا بادشاہ شیر جنگل سے نکل کر سڑک پر آ کر بیٹھ گیا اور راستہ بلاک کر دیا' لوگ پریشان ہیں' ادھر والے ادھر کھڑے ہیں اور ادھر

والے ادھر کھڑے ہیں' کسی نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو جا کر بتایا' اے امیر المؤمنین آپ کے دورِ خلافت میں ایک شیر جنگل سے نکل کر سڑک پر آ کر بیٹھ گیا ہے اور اس نے راستہ بلاک کر دیا ہے' سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جا کر شیر کو کان سے پکڑ لیا' زور سے شیر کے مونہہ پر طمانچہ مارا اور فرماتے ہیں' شیروں کا کیا کام ہے کہ وہ راستوں پر بیٹھیں' اب شیر وہاں سے اٹھا اور جنگل کی طرف چلا گیا۔

میرے بھائی! جب تو مسلمان تھا تو درندے بھی تیری قدر کرتے تھے' جب تیرا نبی پاک ﷺ سے سچا پیار تھا' اللہ کی قسم ہے تیرے نعرے سے قیصر و کسریٰ کے ایوانوں میں لرزہ طاری ہو جاتا تھا۔

جنتی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور ہے' یہ میں نہیں کہہ رہا' جہانوں کے پیر نے فرمایا ہے' ایک دن ام المؤمنین سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا کے گھر نبی ﷺ دوپہر کا کھانا کھا کر سو گئے اور ہنستے ہنستے اٹھے' سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں' آقا اللہ آپ کو ہنستا ہی رکھے' کیا بات ہے؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں' اے ام حرام! آج اللہ پاک نے مجھے میرے وہ لشکری دکھائے ہیں جو بحری بیڑے پر چڑھ کر جہاد کریں گے' اللہ کریم نے فرمایا ہے' کہ اے میرے محبوب! وہ تمام جنتی ہیں' مائی صاحبہ عرض کرتی ہیں' اے اللہ کے رسول دعا فرمائیں' اللہ مجھے بھی انہیں میں سے فرمائے' آپ ﷺ فرماتے ہیں' اَنْتِ فِيْهِمْ تو بھی ان میں سے ہی ہے۔

صحیح بخاری شریف کی حدیث ہے' بحری بیڑہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے تیار کروایا' سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے اجازت مانگی لیکن اجازت نہ ملی' سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے اجازت لے کر سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بحری بیڑا تیار کیا۔

کون امیر معاویہ' جس نے چالیس سال مسلمانوں کی حکومت کی' آپ انیس سال آٹھ ماہ مصر کے حکمران رہے اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے صلح کر کے بیس سال بلا شرکتِ

غیرے پوری اسلامی مملکت پر حکومت کی ہے۔

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور ہے' افریقہ کے علاقہ میں جنگ ہو رہی ہے' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک مقام پر پہنچے تو امیر لشکر سے کہنے لگے' کہ اے امیر لشکر یہاں چھاؤنی نہ بنانا کیونکہ یہاں سانپ اور درندے ہیں' یہاں شیر اور بھیڑیئے بہت زیادہ ہیں؟ امیر لشکر سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں' سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ اونچی جگہ پر چڑھ کر اعلان کرتے ہیں۔

یَا حَشَرَاتِ الْاَرْضِ نَحْنُ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ۔

اے جنگل کے درندو اور چرندو! ہم مدینہ والی سرکار کے نوکر ہیں' ہم اس سرکار کے غلام ہیں جن کا حیوان بھی ادب کرتے ہیں۔

ایک دفعہ شور پڑ گیا کہ بھاگ جاؤ' آپ ﷺ فرماتے ہیں کیا بات ہے؟ لوگ عرض کرتے ہیں' آقا! ایک اونٹ ہلکا ہو گیا ہے' آپ بھی ادھر ادھر ہو جائیں' نبی ﷺ بیٹھے رہے' اس اونٹ نے میرے مصطفیٰ ﷺ کے پاس آ کر سلام کیا اور اپنی بولی میں کچھ باتیں کیں' آپ ﷺ فرماتے ہیں' لوگو! اس اونٹ کا مالک کون ہے' لوگ عرض کرتے ہیں' اے اللہ کے رسول فلاں انصاری اس اونٹ کا مالک ہے' آپ نے فرمایا: اونٹ میرے آگے شکایت کر رہا ہے کہ میرا مالک مجھ سے کام زیادہ لیتا ہے اور چارہ کم ڈالتا ہے۔

سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ع

اسی آں یار سوہنے' نبی سردار دے — پاک محمد سرور' نیک ابرار دے
دین پیارے اتوں' جاناں نوں واردے — دنیا دی لوڑ سانوں ناہیں
مہلت میں دینا اک' صبح تے شام دی — آوے گی کل ایتھے' فوج اسلام دی
چلے جاؤ ایتھوں تے گل ہے آرام دی — میں دیواں اطلاع تساں تائیں
کل سویرے سانوں' نظر نہ آوناں — دور دراڈے وچ' جنگل دے جاوناں
نظر جو آیا اساں' مار مکاوناں — فیر نہ کہنا ساڈے تائیں

میرے نبی علیہ السلام کے غلام نے ایک ہی آوازہ دیا ہے' یہ انسانوں سے بات نہیں کی' یہ درندوں سے بات ہوئی ہے' اب اس کا نتیجہ کیا نکلا ہے ؎

سن کے آوازہ اُٹھے' سارے حیوان نیں　　　مونہواں وچ بچے پکڑے' ہوئے روان نیں

سب ٹھنویں چھڈی جاندے میدان نے　　　چھوڑ کے خالی جنگل تائیں

یہ درندے اور جانور جا رہے ہیں اور زبان حال سے کہتے ہیں: اگر تم نبی ﷺ کے نوکر ہو تو ہم تمہارے نوکر ہیں۔

میرے بھائی! میرے مصطفےٰ ﷺ کے ساتھ پیار کر کے دیکھ تو سہی' مورخ لکھتا ہے کہ پھر وہاں ایک بستی تعمیر کی گئی' صحابی کے ایک للکارے کی وجہ سے چالیس سال تک کوئی درندہ اس بستی کے قریب نہیں آیا۔

سنن ابوداود کی روایت ہے' میرے نبی علیہ السلام کے ایک صحابی کی جیب خالی ہے' یہ کہتا ہے' یا اللہ جیب میں پیسے نہیں ہیں' یہ صحابی بستی سے باہر جا کر ایک کھیت میں بیٹھا تو کیا دیکھتا ہے کہ قریب ایک جنگلی چوہے کا بل ہے' اس بل سے ایک چوہا نکلا جس نے اپنے مونہہ میں سونے کا ایک دینار پکڑا ہوا ہے' چوہا وہ دینار صحابی رسول کے پاس لا کر رکھ دیتا ہے اور پھر دوبارہ دوڑ کر بل میں داخل ہو جاتا ہے' پھر ایک اور دینار نکال کر لے آتا ہے' صحابی یہ دیکھ کر حیران ہو جاتا ہے' کہتا ہے چوہا پیسے نکال کر لا رہا ہے' اس چوہے نے سترہ دینار لا کر صحابی کے پاس رکھ دیئے' پھر بل میں گیا تو وہاں ایک سرخ رنگ کا رومال تھا' جس میں ایک دینار بندھا ہوا تھا' چوہے نے وہ بھی لا کر باہر رکھ دیا اور خود دم ہلاتا ہوا بھاگ گیا' اس طرح معلوم ہو رہا تھا جیسے زبان حال سے کہہ رہا ہے' مجھے اتنے سے خزانے کا رب نے چوکیدار بنایا تھا جو میں نے لا کر تیری خدمت میں پیش کر دیا ہے۔

غور کرنا' اب یہ صحابی تھا' ہم جیسا مسلمان تو نہیں تھا' ہم میں!

اگر کوئی چور ہے تو وہ بھی مسلمان ہے۔

کوئی ڈاکہ ڈالے تو وہ بھی مسلمان ہے۔

کوئی شراب پیئے تو وہ بھی مسلمان ہے۔
کوئی زنا کرے تو وہ بھی مسلمان ہے۔
کوئی جوا کھیلے تو وہ بھی مسلمان ہے۔
کوئی ہمسایہ ہمسائے پر ظلم کرے تو وہ بھی مسلمان ہے۔
کوئی بیگانہ حق کھائے تو وہ بھی مسلمان ہے۔

مسلماناں تیری کاہدی مسلمانی ایں ہر کم وچ تیری بے ایمانی ایں
چھپڑاں توں دودھ وچ پانا پانی ایں پانویں ڈڈی مچھی آئی اتے تر آ
مسلماناں رب نوں چا تو وساریا تایوں ایں ناراض تیتھوں رب پیاریا

اس وقت چھپن ممالک پر مسلمانوں کی حکومت ہے' تیل مسلمانوں کے پاس ہے' سونا مسلمانوں کے پاس ہے' رب مسلمانوں کے پاس ہے' نبی مسلمانوں کے پاس ہے' لیکن جہاں دیکھیں' مسلمانوں کو جوتے پڑ رہے ہیں۔

میرے بھائی! مسلمان بن جا' صحابی کا ایمان دیکھ لیں' یہ صحابی اٹھارہ دینار پکڑ کر کائنات کے سردار نبی کے پاس لے گیا اور عرض کرتا ہے' آقا! مجھے ایک چوہے کی بل سے یہ اٹھارہ دینار ملے ہیں' آپ ﷺ فرماتے ہیں' کیا تو نے خود نکالے ہیں یا اس نے نکالے ہیں' صحابی عرض کرتا ہے' اے اللہ کے رسول میں نے تو ہاتھ بھی نہیں لگایا' اسی نے ہی نکالے ہیں' آپ نے جو دو چار دینار بیت المال کے لئے رکھنے ہیں رکھ لیں باقی مجھے دے دیں میں استعمال کرلوں' آپ ﷺ فرماتے ہیں' اے میرے صحابی! ہمیں تیرے دیناروں کی کوئی ضرورت نہیں' تو دینار لے جا' میں محمد ﷺ برکت کی دعا فرما دیتا ہوں' میرے نبی ﷺ نے دعا کر دی' اللہ میرے صحابی کے دیناروں میں برکت فرما دے' صحابی کہتا ہے' پھر اتنی برکت ہوئی کہ میں اپنی زندگی میں دینار خرچ کرتا رہا لیکن وہ ختم ہی نہیں ہوتے تھے وہ ختم کیسے ہوتے' کائنات کے سردار نبی علیہ السلام کی دعا جو ہوئی تھی۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت پر سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رو رہے ہیں' لوگ پوچھتے ہیں'

اے ابو ہریرہ! آج آپ بہت رو رہے ہیں' سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' مجھے ایک تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا غم ہے اور دوسرا میرے پاس کھجوروں کی ایک تھیلی تھی مجھے اس کے گم ہونے کا بھی غم ہے' لوگ کہتے ہیں: اے ابو ہریرہ! کھجوریں تو اور بھی مل جائیں گی روتا کیوں ہے؟ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' مجھے کھجوریں تو مل جائیں گی لیکن اس طرح کی کھجوریں نہیں ملیں گی' لوگ کہتے ہیں: ابو ہریرہ! کیا وہ کھجوریں خاص تھیں؟ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وہ خاص ہی کھجوریں تھیں' مجھے اتنی بھوک لگ جاتی تھی کہ میں مدینہ کی گلیوں میں مونہہ کے بل لیٹ جاتا تھا' میں نے آمنہ کے لال علیہ السلام سے شکایت کی' آقا مجھے بھوک نے مار دیا ہے' میرے مصطفےٰ ﷺ فرماتے ہیں' ابو ہریرہ جا کچھ کھجوریں لے کر آ' میں مٹھی بھر کھجوریں لے کر آیا تو آپ ﷺ نے برکت کی دعا کر دی' آپ ﷺ فرماتے ہیں' اے ابو ہریرہ! یہ کھجوریں تھیلی میں ڈال لے' اس میں سے کھجوریں نکال کر کھانا اور صدقہ بھی کرتے رہنا لیکن تھیلی الٹی نہ کرنا' ساری کھجوریں ایک ہی دفعہ نہ نکالنا' سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اس دن سے آج تک کھجوریں کھائی بھی ہیں اور تقریباً اسی من کھجوریں صدقہ بھی کر چکا ہوں لیکن نبی ﷺ کی دعا کی وجہ سے کھجوریں ختم ہی نہیں ہوتی تھیں۔

میرے بھائیو! جس نبی کی دعا اتنی قیمتی ہے وہ نبی خود کتنا قیمتی ہوگا' جس کی دعا کا یہ مقام ہے اس کی سیرت کتنی اعلیٰ ہوگی' جس کی دعا کا یہ مقام ہے اس کی سیرت کتنی بے مثال ہوگی' وہ رب کو کتنا پیارا ہے' اللہ فرماتے ہیں:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ۔

(الحجرات:۲)

اے ایمان والو! تم میں سے کوئی میرے محبوب کے پاس اونچی آواز سے نہ بولے یا اللہ! اگر کوئی بولا تو پھر کیا ہوگا' فرمایا:

اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۝ (الحجرات:۲)

اللہ پاک فرماتے ہیں: میں تمہاری تمام نیکیاں تباہ کر دوں گا اور تمہیں پتہ بھی نہیں چلے گا۔ ایک صحابی کی قدرتی آواز اونچی تھی، وہ گھر میں بیٹھ گیا، دو چار دن گذرے تو اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا، فلاں صحابی کہاں ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا آقا! اس کی آواز اونچی ہے وہ تو گھر میں بیٹھا رو رہا ہے، آپ ﷺ فرماتے ہیں، اس کو لاؤ، آپ ﷺ فرماتے ہیں تو گھر بیٹھ گیا ہے؟ صحابی عرض کرتا ہے، آقا! اللہ پاک نے فرمایا ہے، میرے محبوب کے پاس اونچی نہ بولنا اور میں اونچی بولتا ہوں، میری آواز تو قدرتی اونچی ہے، کیا میں نیکیاں ضائع کر لوں؟ اللہ پاک نے فرمایا، جن کی آواز قدرتی اونچی ہے میں ان کو معاف کرتا ہوں۔

میرے بھائی! جو نبی اکرم ﷺ کا گستاخ ہے اس کو معافی نہیں، جو میرے مصطفیٰ ﷺ کی گستاخی کرے اللہ سچے کی قسم ہے وہ یہاں بھی ذلیل ہے اور اگلے جہان میں بھی ذلیل ہے۔

مکہ کے ایک چوہدری نے نبی ﷺ کو کہہ دیا، یہ تو معاذ اللہ دیوانہ ہے، چوہدری یہ بات کر بیٹھا کہ محمد (ﷺ) کی کیا بات کرتے ہو یہ تو مجنوں ہو گیا ہے، اللہ پاک فرماتے ہیں، محبوب اب آپ نے نہیں بولنا، یا اللہ کیا بات ہے؟ اللہ پاک نے فرمایا: جس نے تیرے بارہ میں بکواس کی ہے، اس کی گالی کا جواب میں خود دوں گا، یا اللہ تو کس طرح دے گا تو نے تو کبھی گالی نہیں دی، گالیوں کا جواب گالیوں میں کس طرح آئے گا؟

قرآن کریم کی سورۃ القلم پڑھ کر دیکھ لیں، اس آدمی نے ایک بات کی تو میرے رب نے اس کو دس باتیں کی ہیں، فرمایا محبوب، یہ بخیل ہے، یہ کنجوس ہے، یہ جوٹی قسمیں اٹھانے والا ہے، یہ چغل خور ہے اور جو دسویں بات کی ہے، فرمایا، عُتُلٍّ م بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ○ محبوب جس نے آپ کو دیوانہ کہا ہے اس کی کیا بات کرنی ہے یہ تو حرام کا ہے، یہ تو اپنے باپ کا ہی نہیں، یہ تلوار پکڑ کر اپنی ماں کے پاس چلا گیا اور جا کر کہتا ہے اماں سچ سچ بتانا آج مجھے قرآن میں رب نے حرام زادہ کہہ دیا ہے، بتا میں حلال کا ہوں یا حرام کا ہوں؟ اس کی ماں ڈرتی ڈرتی کہتی ہے بیٹا بات سن لے، تیرے باپ سے شادی ہوئے اٹھارہ سال ہو گئے

تھے' جائیداد بہت تھی لیکن اولاد نہیں تھی' پھر میں نے زنا کیا جس کے نتیجہ میں تو پیدا ہوا۔

میرے بھائیو! جو نبی کائنات ﷺ کا بے ادب اور گستاخ ہے اس کا نماز جنازہ محمد کریم ﷺ بھی پڑھادیں تو رب کریم نے پھر بھی معاف نہیں کرنا' ایک آدمی کی اتنی لمبی داڑھی جو سینہ ڈھانپ رہی تھی' ماتھے پر محراب چمک رہا ہے' سرکار خطبہ دینے کے لئے منبر پر بیٹھتے ہیں تو یہ دوسرے کونہ سے اٹھ کر صفیں چیرتا ہوا اٹھ کر آتا ہے اور منبر پکڑ کر کہتا ہے لوگو! مجھے اللہ کی قسم ہے محمد ﷺ سچا نبی ہے' یہ آپ ﷺ کے پاس آکر حلق سے اوپر اوپر اس طرح کہتا تھا اور باہر جا کر کہتا تھا۔

لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ۔(المنفقون:٨)

ہم بھی عزت والے اور ہمارے دوست بھی عزت والے' معاذ اللہ نبی بھی ذلیل اور آپ کے ساتھی بھی ذلیل' ہم مدینہ جا کر ان کو نکال دیں گے' اب یہ منافق بے ایمان کھوٹی نیت والا مرنے لگا۔

میرے بھائی! جب انسان کی نیت میں فتور آجائے تو وہاں بات نہیں بنتی' اس لئے دل صاف کرو' تم نمازیں پڑھتے ہو' خطبات اور مواعظ سنتے ہو' مصافحے اور معانقے کرتے ہو اور ساتھ ساتھ گلے شکوے بھی کرتے جا رہے ہو' رب ظاہری ٹیپ ٹاپ نہیں دیکھتا' ابو لہب بے ایمان کا رنگ کوئلوں کی طرح چمکتا تھا اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا رنگ کالا سیاہ تھا' سیدنا بلال رضی اللہ عنہ مکہ کی گلیوں میں چلتے تھے تو چلنے کی آواز جنت میں آتی تھی' میرے مصطفیٰ ﷺ نے فتح مکہ کے دن کعبۃ اللہ کی چھت پر چڑھا کر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے اللہ کا نام بلند کروادیا' یہ کتنا بڑا اعزاز ہے۔

عبداللہ بن ابی' جناب! یہ اوپر سے بڑا خوبصورت ہے' اس کا بیٹا سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ صحابی ہے' یہ رب کے کام ہیں۔

کہیں بیٹا ایمان والا ہے اور باپ رئیس المنافقین ہے۔

کہیں باپ نبی ہے اور بیٹا کافر ہے۔

کہیں بیٹا نبی ہے اور باپ کافر ہے۔
کہیں میاں نبی ہے اور بیوی مشرکہ ہے۔
کہیں میاں فرعون ہے اور بیوی آسیہ ہے۔
مولانا ؒ نے لکھا ہے ع

دو بھرا نے ماں پیو جائے' مشرک اک مواحد آ
اک من دا کئی خداواں نوں' اک آکھے اللہ واحد آ
اک بزدل تے ڈرپوک بڑا' اک غازی تے مجاہد آ
اک رند پونے وچ گتھا اے' اک زہد پونے وچ زاہد آ
اک بدعتاں اتے مرجاندے نے' اک سنتاں اتوں کٹے نے
ہے اکو ای ول انگوراں دی' کجھ مٹھے نے کجھ کھٹے نے

کِتے ویل نئیں مل دا بدیاں چوں' کِتے نیکیاں کردے تھک دے نئیں
کِتے کجھ نئیں کردے کمب دے نے' کِتے کردے نے پر جھکدے نئیں
کِتے شکر زبانی مشکل اے' کئی سجدے پئے ہوئے اک دے نئیں
کِتے سچے سرے نئیں آوندے نے' کِتے جھوٹے پاندے رتے نے
ہے اِکو ای ول انگوراں دی' کجھ مٹھے نے کجھ کھٹے نے

کِتے چہرے چوچو کردے نے' کِتے رنگ ای رہندے اُڈے نے
کِتے پیری وچ جوان دسن' کئی وچ جوانی بڈھے نے
کئی حکم چلاندے پھردے نے' کِتے کھاندے پھردے ٹھڈے نے
کِتے تانگے جوگے پیسے نئیں' کئی چڑھ جہازیں اُڈے نے
کِتے اگلے ڈنگ لئی مل دی نئیں' کِتے دیندے پھردے چھٹے نے

ہتھ لایاں کئی میلے ہندے، کئی توے توں ہندے کالے نے
کئی مارے ہوئے نصیباں دے، کئی بھتے ای کرماں والے نے
کِتے لسی پین نوں لب دی نئیں، کئیاں کُتے دودھیں پالے نے
کِتے سونا سونا ایں سونا ایں، کِتے کناں وچ نہ والے نے
کئیاں نال خوشی انگ لا لئے نے، کئیاں لا پرانے سٹے نے
ہے اِکو وَل انگوراں دی کجھ مٹھے نے کجھ کھٹے نے

جب یہ عبداللہ بن ابی مرنے لگا تو اپنے بیٹے سے کہنے لگا' بیٹا اب میں مرنے لگا ہوں' اپنے نبی سے کہنا کہ وہ میری نماز جنازہ پڑھائے' بیٹے کو باپ کی کرتوتوں کا پتہ تھا' بیٹا کہنے لگا بابا تو کس موںہہ سے کہتا ہے کہ میں نبی پاک ﷺ سے کہوں کہ تیری نماز جنازہ پڑھائیں' تیرے پاس وہ کون سا ہتھیار تھا جو تو نے میرے نبی ﷺ کے خلاف استعمال نہیں کیا؟

ایک جنگل میں کمبل گم ہوگیا' وہ کمبل نہیں مل رہا' یہ لوگوں سے کہہ رہا ہے' کمبل کب گم ہوا ہے' کمبل چونکہ خوبصورت تھا اس لئے نبی نے معاذ اللہ خود ہی چھپا لیا ہے؟

یہ اتنا بے ایمان شخص تھا جس نے اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی' اتنی دشمنی تو ابوجہل نے بھی نہیں کی جتنی اس بے ایمان نے کی ہے۔

بیٹا کہتا ہے بابا تو کس موںہہ سے کہتا ہے میں اللہ کے نبی سے کہوں کہ آپ ﷺ تیری نماز جنازہ پڑھائیں؟ باپ کہتا ہے بیٹا یہ بات بالکل صحیح ہے اور یہ بات بھی بالکل صحیح ہے کہ میرے جیسا پاپی کوئی نہیں اور تیرے نبی جیسا رحیم اور کریم بھی کوئی نہیں۔

یہ بوڑھا بے ایمان ۹ ہجری میں مر گیا تو اس کا بیٹا میرے مصطفیٰ ﷺ کے پاس آکر عرض کرتا ہے' آقا میرا بابا مر گیا ہے' وہ مرتے وقت مجھے کہہ گیا تھا کہ اللہ کے پاک نبی ﷺ سے کہنا کہ آپ میری نماز جنازہ پڑھائیں؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں: اے عبداللہ! اگر میری نماز جنازہ پڑھانے سے اللہ تیرے بابا کو معاف فرمائے تو میں ستر بار

پڑھانے کے لئے تیار ہوں' سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کا بازو پکڑ کر عرض کیا' آقا! یہ منافق ہے' اس کی نماز جنازہ نہ پڑھایئے' آپ ﷺ فرماتے ہیں' عمر مجھ سے عبداللہ (رضی اللہ عنہ) روتا ہوا دیکھا نہیں جاتا' جب تک اللہ مجھے روکے گا نہیں میں ضرور جنازہ پڑھاؤں گا' میرے نبی نے جھٹکا دے کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے بازو چھڑا کر اس بے ایمان کے جنازہ پر گئے' اس کے مونہہ میں اپنا تھوک مبارک ڈالا' اپنا کرتہ اتار کر اس کے گلے میں پہنایا اور جنازہ بھی پڑھایا' اوپر سے آواز آتی ہے۔

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ۔ (التوبة:۸۰)

محبوب آپ اس کا جنازہ پڑھیں یا نہ پڑھیں' بات ایک جیسی ہے' یہ آپ کا بے ادب اور گستاخ ہے' جو آپ کا بے ادب اور گستاخ ہو' آپ اس کا ستر دفعہ بھی جنازہ پڑھائیں تو میں نہیں بخشوں گا۔

کسی ماں نے آج تک اتنا رحیم اور کریم بیٹا جنا ہی نہیں جس طرح کا میرا مصطفیٰ رحیم اور کریم تھا' آپ ﷺ فرماتے ہیں: اے عبداللہ! اگر مجھے پتہ ہو کہ اللہ کریم نے ستر کی قید لگا دی ہے' اللہ بہتر دفعہ تیرے باپ کا جنازہ پڑھانے سے معاف کر دے تو میں بہتر دفعہ بھی پڑھانے کے لئے تیار ہوں۔

میرے بھائی! آقا ﷺ نے اپنا وہ کرتہ مبارک اس کے گلے میں پہنایا جس کو سرکار کا پسینہ مبارک لگا ہوا تھا' جس گلی سے آپ ﷺ گذرتے تھے' تلاش کرنے والے تلاش کر لیتے تھے کہ یہاں سے مصطفیٰ ہی گذر کر گئے ہیں' آپ ﷺ کے پسینہ سے خوشبوئیں آتی تھیں' اتنا قیمتی پسینہ کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے پاس ایک رومال ہے' آپ کے پاس مہمان آئے' انہوں نے دیکھا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا رومال کتنا میلا ہے' شاید انہوں نے کہا ہوگا انس کیا تجھ سے رومال نہیں دھلا' یہ کتنا میلا ہے' تنور میں آگ جل رہی تھی' سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے رومال اس میں پھینک دیا' مہمان پریشان ہو گئے' کہ انس ہماری بات کا غصہ کر گیا

ہے' سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے رومال آگ میں پھینک کر تھوڑی دیر کے بعد نکال لیا' مہمانوں نے دیکھا کہ رومال کی تمام میل کچیل جل گئی ہے لیکن رومال کا ایک دھاگا بھی نہیں جلا' مہمانوں نے پوچھا انس تیرے اس رومال کی کیا کرامت ہے' یہ جلا کیوں نہیں؟ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دفعہ نبی ﷺ دوپہر کے وقت ہمارے گھر تشریف لائے تھے' آپ ﷺ نے اس رومال سے اپنا پسینہ صاف کیا تھا' اب نبی اکرم ﷺ کے پسینہ کی برکت کی وجہ سے رومال جلتا ہی نہیں۔

بتایئے! نبی پاک ﷺ کا پسینہ لگے تو رومال نہ جلے' اگر صحابی کے ساتھ سینہ لگ جائے تو کیا صحابی جل سکتا ہے؟

میرے نبی نے وہ پسینے والا کرتہ بھی اس کے گلے میں پہنایا اور برکت والا تھوک بھی اس کے مونہہ میں ڈالا۔

اتنی برکت والا کہ غار میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایڑی پر سانپ ڈس لیتا ہے' زہر چڑھتا جا رہا ہے' عقل سامنے آ کر کھڑی ہوگئی' کہتی ہے ابوبکر سانپ لڑ رہا ہے' پیر پیچھے کر' پھر محبت سامنے آ کر کھڑی ہوگئی' کہتی ہے اے عقل پیچھے ہٹ جا' اس طرح کے مواقع روز روز نہیں آتے' عقل کہتی ہے پیر ہلا دے اور محبت کہتی ہے پیر ہلا کر نبی ﷺ کو نہ جگانا' اب آنکھوں کو کون روک سکتا ہے' گرم گرم آنسو سرکار کے چہرۂ انور پر گرے تو آپ کی آنکھیں کھل گئیں' فرمایا ابوبکر کیا بات ہے؟ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں' آقا سانپ نے ڈس لیا ہے' میرے مصطفےٰ ﷺ نے وہاں اپنا لعاب دہن لگایا تو اللہ پاک نے سانپ کا زہر ختم فرما دیا۔

ایک کنواں مکہ میں ہے اور ایک کنواں مدینہ میں' دونوں کڑوے کنویں ہیں' سرکار نے ان میں اپنا تھوک مبارک ڈالا تو کڑوے کنوئیں میٹھے ہوگئے۔

آپ یہ واقعہ سنتے رہتے ہیں کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے چھوٹا سا بچھڑا ذبح کیا' آقا علیہ السلام نے اس ہنڈیا اور آٹے میں تھوک مبارک ڈال دیا' اب رنگ کیسا چڑھا ہے۔

بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے ع

اک لیلا سوا سیر دانے سی · بارہ چودہ سو فوجیاں کھانے سی
تھکیا ہانڈی کُنالی دے وچ سوہنے · پکھاں نکلیاں سارے لشکیر دیا
آ اہلحدیثاں توں سن سجناں · جے گلاں سنیاں مدنی پیر دیاں
جدی عمر دی قسم خدا کھاوے · جدیاں انگلاں چن نوں چیر دیاں

کوئی نبی تحصیل دار بن کر آیا۔
کوئی نبی صوبے دار بن کر آیا۔
کوئی نبی ضلع دار بن کر آیا۔

کئی قومی کئی ملکی پیارے نبی · چھوٹے چھوٹے حلقے دل سارے نبی
مشرق تو مغرب تک · حداں پہنچیاں اودی جاگیر دیاں
صمصام توں آ کے سن سجناں · جے گلاں سنیاں مدنی پیر دیاں
جدی عمر دی قسم خدا کھاوے · جدیاں انگلاں چن نوں چیر دیاں

آپ ﷺ فرماتے ہیں اے عبداللہ! اللہ نے اس تھوک کو بڑی برکت اور اس پسینہ کو بڑا مقام دیا ہے' پسینے والا کرتہ اس کے گلے میں پہنایا' تھوک اس کے مونہہ میں ڈالا اور پھر جنازہ بھی پڑھایا' اللہ پاک فرماتے ہیں محبوب یہ آپ کا بے ادب اور گستاخ ہے' میں آپ کے بے ادبوں کو معاف نہیں کروں گا' اللہ تعالیٰ نے قانون بنا دیا' قران شاہد ہے۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّ لَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ۔

(التوبة:۸۴)

میرے محبوب یہی نہیں بلکہ آپ کے بے ادبوں اور گستاخوں میں کوئی شخص مر جائے اس کا جنازہ پڑھنا تو درکنار' آپ اس کی قبر پر کھڑے ہو کر اتنا بھی نہیں کہہ سکتے' یا اللہ! اس کو معاف کر دے۔

صحابہ کرام علیہم السلام ذرہ بھر بھی نبی اکرم ﷺ کی گستاخی اور بے ادبی برداشت نہیں

کرتے تھے۔

مقام حدیبیہ پر ایک کافر میرے مصطفےٰ ﷺ کے ساتھ صلح کرنے کے لئے آیا' یہ مکہ والوں کی طرف سے سفیر بن کر آیا ہے' اُن کی عادت تھی کہ کسی کے ساتھ بات کرتے تو اس کے سامنے بیٹھ کر اس کی داڑھی کو ہاتھ لگاتے' یہ بار بار میرے نبی کی داڑھی کو ہاتھ لگا رہا ہے' اس سفیر کا سگا بھتیجا سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' یہ اپنے چچا سے کہتے ہیں: میں دیکھ رہا ہوں کہ تیرے پلید ہاتھ میرے مصطفےٰ ﷺ کی پاک داڑھی کو لگ رہے ہیں' اب اگر تیرا پلید ہاتھ میرے پاک محمد ﷺ کی داڑھی کو لگا تو میں تیرا ہاتھ کاٹ کر رکھ دوں گا۔

ایک دفعہ میرے نبی اپنے گھر تشریف فرما ہیں' ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا آسمان کی طرف دیکھتی ہیں' آسمان پر ستارے چمک رہے ہیں' اماں جی عرض کرتی ہیں' آقا! آپ کی امت میں کوئی شخص اس طرح کا بھی ہے جس کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کے برابر ہوں؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں: اے عائشہ! میرے عمر (رضی اللہ عنہ) کی نیکیاں آسمان کے ستاروں جتنی ہیں' یہ سن کر ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا گھبرا گئیں' عرض کرتی ہیں آقا! میرے بابا کی نیکیاں کہاں گئیں؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں: اے عائشہ! تو کیوں پریشان ہوگئی ہے' عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ساری زندگی کی اتنی نیکیاں ہیں جتنی تیرے بابا کی ایک رات کی نیکیاں ہیں۔

اماں جی فرماتی ہیں' قرآن ہمارے گھر میں اترتا تھا لیکن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خواہش پر اترتا تھا' آپ نے دس سال حکومت کی اور انصاف قائم کر دیا۔

اس بات کو انگریز بھی مانا کہ اگر ایک عمر اور ہوتا تو پوری دنیا میں اسلام ہی ہوتا۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ دنیا فانی سے جا رہے ہیں تو آسمان کی طرف موں٘ہ کر کے عرض کرتے ہیں' یا اللہ میں نے دس سال جو نفلی نمازیں پڑھی ہیں' نفلی حج اور فیصلے کئے ہیں مجھے ان کا ثواب نہ دینا لیکن قیامت کے دن مجھے یہ نہ پوچھنا جو میں نے حدیبیہ کے

مقام پر تیرے نبی کا تھوڑا سا کرتہ کھینچ کر کہا تھا کہ آقا کیا ہم حق پر نہیں؟

صحیح بخاری شریف میں لکھا ہے ایک آدمی نیا نیا مسلمان ہوا' یہ لکھنا جانتا تھا' میرے نبی علیہ السلام نے فرمایا' جو آسمان سے وحی آتی ہے اسے لکھا کر' اس نے وحی لکھنا شروع کر دی' اس کو یہ عزت ''راس'' نہ آئی' یہ بے ایمان مرتد ہوگیا' اب اپنے دوستوں سے جا کر کہتا ہے' نبی کو کیا آتا ہے' نبی تو معاذ اللہ مجھ سے پوچھ کر لوگوں کو مسائل بتاتا ہے' اس نے یہ گستاخی اور بے ادبی کی' صحابہ کرام علیہم السلام بڑے پریشان ہوگئے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو ذرہ برابر بھی آپ ﷺ کی گستاخی برداشت نہیں کرتے تھے۔

بخاری شریف میں لکھا ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میری والدہ نے میرے مصطفیٰ ﷺ کے بارہ میں کچھ نازیبا کلمات کہے' جسے میں برداشت نہ کر سکا' میں نے ماں کو روکا تو میری ماں نے مجھے مارا' میں روتا ہوا نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا' آقا! میری ماں مسلمان نہیں' وہ آپ کے بارہ میں نازیبا کلمات کہتی ہے اور مجھے مارتی بھی ہے' اے اللہ کے رسول! دعا فرمادیں' اللہ اسے ہدایت عطا فرمائے' میرے نبی نے ہاتھ اٹھا دیئے' فرماتے ہیں' اَللّٰهُمَّ اهْدِ اُمَّ اَبِیْ هُرَیْرَةَ یا اللہ میرے ابو ہریرہ کی والدہ کو ہدایت عطا فرما دے' میرے نبی نے دعا فرما دی تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے گھر کی طرف دوڑ پڑے' لوگ کہتے ہیں: ابو ہریرہ! آج تجھے جلدی کس بات کی پڑ گئی ہے' سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' آج میں نے دیکھنا ہے' میں گھر پہلے پہنچتا ہوں یا میرے نبی کی دعا عرش پر پہلے پہنچتی ہے؟ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے گھر آئے تو دروازہ بند تھا' سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھٹکھٹایا' سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ماں کہتی ہے' ابو ہریرہ ذرا ٹھہر جا' سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میں نے دروازہ کے ساتھ کان لگایا تو اندر سے پانی کے گرنے کی آواز آ رہی تھی' میں سمجھ گیا کہ تیر نشانے پر لگ چکا ہے' میرے مصطفیٰ ﷺ کی دعا قبول ہو چکی ہے۔

میرے بھائی! سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ مکہ کے ایک سردار کے گھر میں قید ہیں' کافر کئی

دن روٹی پانی نہیں دیتے' اس کافر کے گھر والی بیان کرتی ہے میں کبھی کھڑکی سے جھانک کر دیکھتی' کہ خبیب (رضی اللہ عنہ) کے ہاتھ پیر تو بندھے ہوئے تھے' لیکن اس کے مونہہ کے برابر انگوروں کا خوشہ لٹک رہا ہوتا تھا اور خبیب (رضی اللہ عنہ) کھا رہا ہوتا تھے۔

یہ انگور مکہ کی پوری منڈی سے نہیں ملتے تھے لیکن وہ بھیجنے والا جنت سے بھیجتا تھا۔

حرمت والے مہینے گذر گئے تو کافروں نے مکہ سے باہر ایک پہاڑ پر سولی کا انتظام کیا' مکہ کا چوہدری ابوسفیان کہتا ہے' اے خبیب اور زید (رضی اللہ عنہما) تصور میں ہی صرف اتنا کہہ دو کہ ہم بچ جائیں اور (معاذ اللہ) ہماری جگہ محمد (ﷺ) آ جائیں' پھر ہم تمہیں چھوڑ دیں گے' سیدنا خبیب اور سیدنا زید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں' تم نے ہماری محبت کس طرح دیکھی ہے' کیا یہ رنگ کچا ہے' اللہ ذوالجلال کی قسم اٹھا کر کہتے ہیں: ہم تو یہ بھی برداشت نہیں کرتے کہ ہماری زندگی میں ہمارے نبی کو کانٹا بھی چبھ جائے' جان جاتی ہے تو جائے لیکن ہمارے نبی پر آنچ نہ آئے۔

ان کو کیسا پیار تھا' وہ کس طرح گستاخی اور بے ادبی کر سکتے تھے۔

میرے بھائی! یہ بے ایمان مرتد ہو گیا' اس نے نبی اکرم ﷺ کی توہین اور گستاخی کی' کہتا ہے' (معاذ اللہ) نبی کو کیا آتا ہے وہ تو مجھ سے پوچھ کر لوگوں کو مسائل بتاتا ہے' صحابہ رضی اللہ عنہم عرض کرتے ہیں' آقا! اس نے آپ کی توہین کی ہے؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں' تم پریشان نہ ہونا' اللہ پاک نے مجھے بتا دیا ہے' یہ بے ایمان مر جائے گا تو اس کو رب کی مٹی بھی قبول نہیں کرے گی' پھر وہی بات ہوئی' دو چار دن کے بعد گستاخ رسول مر گیا تو اس کے ساتھیوں نے قبر نکال کر اسے دفن کیا' صبح آ کر دیکھتے ہیں کہ اس کی لاش قبر سے باہر پڑی ہے' کفار نے کہا کہ یہ مسلمان اپنے نبی کی بات سچ ثابت کرنے کے لئے لاش قبر سے نکال کر رکھ گئے ہیں' انہوں نے دوسرے دن اس سے بھی گہرا گڑھا کھود کر اسے دفن کیا' اگلے دن آ کر دیکھا کہ لاش پھر باہر پڑی ہے' تیسرے دن اس سے بھی گہرا گڑھا کھود کر اس بے ایمان کی لاش کو دفن کیا اور اوپر لاٹھیاں لے کر بیٹھ گئے' کہنے لگے

اگر آج مسلمان اس کی لاش کو نکالنے کے لئے آئے تو ہم لاٹھیاں مار مار کر بھگا دیں گے' یہ قبر پر محافظ بن کر بیٹھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ مٹی پیچھے ہٹتی جا رہی ہے۔

اور اس کی لاش باہر آتی جا رہی ہے' اس لئے کہ یہ بے ادب اور گستاخ تھا' کسی نے کہا ہے کہ ع

بے ادباں مقصود نہ حاصل
تے نہ درگاہے ڈھوئی

وہ شخص جو نبی اکرم ﷺ کی بات کو چھوڑ کر کسی اور کی بات مانے اور جس کو نبی اکرم ﷺ کی بات اچھی نہیں لگتی تو وہ سب سے بڑا بے ادب اور گستاخ ہے۔

جس طرح نبی اکرم ﷺ کی ذات اونچی ہے' اسی طرح آپ کی بات بھی اونچی ہے۔

جس طرح آپ کی ذات جیسی کسی کی ذات نہیں اسی طرح آپ کی بات جیسی کسی کی بات نہیں۔

آپ کی ذات بھی اعلیٰ آپ کی بات بھی اعلیٰ۔
آپ کی سیرت بھی اعلیٰ آپ کی صورت بھی اعلیٰ۔
آپ کی سیرت بھی بے مثال' آپ کی صورت بھی بے مثال۔

میرے بھائی! میں نبی اکرم ﷺ کی سیرت کے کس کس پہلو پر بات کروں' راتیں بیت جائیں' دن گذر جائیں لیکن اللہ ذوالجلال کی قسم ہے میرے نبی علیہ السلام کی سیرت ختم نہیں ہو سکتی۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا' اے اماں جان! آقا ﷺ کا اخلاق کیا ہے؟ اماں جی فرماتی ہیں' اے پوچھنے والے کیا تو نے قرآن نہیں پڑھا؟ یہ پورا قرآن ہی نبی ﷺ کا اخلاق ہی ہے' اللہ پاک نے یہ سارا قرآن اپنے محبوب کی شان اور مقام میں نازل کیا ہے اور کائنات کے لوگوں کو بتایا ہے' کہ اے لوگو! جس طرح میں سارے جہان کا رب ہوں' مجھ جیسا رب کوئی نہیں اسی طرح میرے محبوب محمد ﷺ جیسا

نبی بھی کوئی نہیں۔ اللہ پاک نے نبی تو بہت بھیجے ہیں لیکن جو شان اور مقام اللہ نے اپنے محبوب کو دیا ہے وہ آج تک کسی کو ملا ہی نہیں۔

ایسی شان والا نبی کہ اگر آپ بھول بھی جائیں' تو وہ بھی دین ہے' آپ روٹی کھائیں تو دین' سفر کریں تو دین' سو جائیں تو دین' میرے مصطفےٰ ﷺ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ ہمارے لئے دین ہے' حالانکہ بھولنا تو دین نہیں بن سکتا لیکن نبی اکرم ﷺ کا بھولنا بھی دین ہے۔

آپ کہیں گے کہاں لکھا ہے؟

سنیں! مشکوٰۃ میں روایت موجود ہے' نبی ﷺ نے ایک دفعہ ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی' آپ نے دو رکعات پڑھا کر سلام پھیر دیا' اب کسی کو مسئلہ کا پتہ ہی نہیں کہ پیچھے کیا کرنا ہے' سبحان اللہ کہنا ہے یا نہیں' دو رکعات پڑھا کر نبی ﷺ بھی چلے گئے اور صحابہ رضی اللہ عنہم بھی چلے گئے' کوئی ڈرتا ہوا بولتا ہی نہیں' صحابہ رضی اللہ عنہم تو ڈرتے تھے کہ کہیں آواز اونچی نہ ہو جائے' ایک لمبے لمبے ہاتھوں والا صحابی تھا' وہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بات کر لیتا تھا' لوگ اس کا انتظار کر رہے تھے کہ وہ آئے اور بات کرے' سیدنا ابوبکر وسیدنا عمر رضی اللہ عنہما بیٹھے ہوئے ہیں' یہ آ کر پوچھتا ہے کیا بات ہے؟ یہ کہتے ہیں کہ اے ذوالیدین! پتہ نہیں آج آقا علیہ السلام بھول گئے ہیں یا نماز تھوڑی ہوگئی ہے؟ ذوالیدین کہتا ہے یہ کون سی بات ہے میں ابھی پوچھ کر آتا ہوں' اس نے جا کر آپ ﷺ کا دروازہ کھٹکھٹا دیا' آپ ﷺ فرماتے ہیں: کون ہے؟ عرض کیا: جی میں ذوالیدین ہوں' آپ ﷺ فرماتے ہیں: تو کس طرح آیا ہے؟ عرض کرنے لگا۔

أَقُصِرَتِ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِيْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

اے اللہ کے رسول! آج آپ بھول گئے ہیں یا نماز آدھی ہوگئی ہے؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں: ذوالیدین نہ میں بھولا ہوں اور نہ ہی نماز کم ہوئی ہے' یہ عرض کرتا ہے: اے اللہ کے رسول! آج آپ نے دو رکعات پڑھائی ہیں' آپ ﷺ باہر تشریف لائے' سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے ہیں' آپ ﷺ فرماتے ہیں ابوبکر' ذوالیدین کہتا ہے کہ میں

نے دو رکعات پڑھائی ہیں، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں، صدق ذو الیدین آقا یہ سچ کہہ رہا ہے، آپ ﷺ فرماتے ہیں جو آدمی باہر چلے گئے ہیں ان کو بلا کر لاؤ، وہ واپس آئے تو کائنات کے سردار نبی ﷺ نے دو رکعات اور پڑھائیں۔

میرے بھائی! اللہ پاک نے اپنے مصطفےٰ ﷺ کو اتنی شان دی ہے کہ کہنے والے کو کہنا پڑا ع

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اللہ پاک کے بعد جس کی شان ہے ان کا نام ہے محمد ﷺ۔

جو گستاخ اور بے ادب ہے وہ یہاں بھی ذلیل ہے اور اگلے جہان بھی ذلیل ہے۔

دعا فرمائیں اللہ کریم ہمیں اپنے مصطفےٰ ﷺ کا مقام سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔



برکاتِ مصطفیٰ ﷺ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ o (آل عمران: ١٦٤)

ہر قسم کی حمد وثناء اللہ جل جلالہ کی ذات پاک کے لئے بے شمار اور ان گنت درود وسلام سید الاولین والاخرین‘ امام کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی پر۔

بھائیو! اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو بھیج کر ہم پر ایک بہت بڑا احسان فرمایا ہے‘ اللہ پاک کے انعام تو بہت ہیں‘ اللہ کریم فرماتے ہیں‘ میں نے تم پر یہ احسان کیا ہے کہ تم میں سے ہی تم میں اپنے آخری نبی جناب محمد ﷺ بھیج دیئے ہیں‘ نبی ﷺ کی ذات گرامی اور ہستی اتنی بابرکت تھی کہ آپ ﷺ کے ہاتھ بھی برکت والے‘ آپ کی زبان بھی برکت والی‘ آپ ﷺ کا لعاب دہن بھی برکت والا‘ بلکہ آپ ﷺ کا سارا جسم اطہر بابرکت تھا‘ اتنا بابرکت کہ مکہ کا چوہدری ابوجہل جیسا بے ایمان کعبۃ اللہ کا غلاف پکڑ کر یہ دعا کرتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ o (الانفال: ٣٢)

یا اللہ! اگر تیرا نبی محمد (ﷺ) سچا ہے‘ تو نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا ہے‘ تو ہم پر پتھروں کی بارش کر دے یا کوئی اور دردناک عذاب بھیج دے‘ ہم اسے نہیں مانیں گے۔

اگر بیت اللہ کا غلاف پکڑ کر دعا کی جائے تو دعا قبول ہونی چاہیے تھی لیکن اللہ پاک فرماتے ہیں:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ۔ (الانفال:۳۳)

محبوب میں نے آپ کو اتنی بابرکت ہستی بنا کر بھیجا ہے جب تک آپ مکہ میں موجود ہیں اتنی دیر تک مکہ والوں پر عذاب نازل نہیں ہو سکتا' یعنی میرے مصطفےٰ ﷺ کی ذات اتنی بابرکت تھی۔

بی بی آمنہ فرماتی ہیں: میں اپنے بیٹے کی پیدائش سے پہلے ہی بڑے بڑے عجائبات دیکھ چکی تھی' مجھے یقین ہو گیا تھا کہ اللہ پاک نے مجھے جو بیٹا دیا ہے اس کی ضرور بڑی شان اور عظمت ہو گی۔

میرے مصطفےٰ ﷺ کو سب سے پہلے میرے نبی کی والدہ ماجدہ دودھ پلاتی ہیں' اس کے بعد ثوبیہ لونڈی دودھ پلاتی ہے' اس ثوبیہ لونڈی کا دودھ میرے مصطفےٰ ﷺ نے بھی پیا اور سردار حمزہ نے بھی پیا۔ اسی لئے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ سے میرے نبی کی دوہری تہری رشتہ داری تھی' اس کے بعد مکہ کا یہ رواج تھا کہ اپنے بچوں کی باہر دیہات کی کھلی فضاء میں پرورش کرتے' اس سال بنو سعد قبیلہ سے تعلق رکھنے والی دس بارہ عورتیں مکہ آئیں' ان عورتوں میں ایک حلیمہ سعدیہ ہے' اس کے گھر میں بڑی غربت ہے' قحط سالی پڑی ہوئی ہے' کھانے کیلئے کچھ نہیں ملتا' اونٹنیوں اور بھیڑ بکریوں کے تھنوں میں دودھ نظر نہیں آتا' سیدہ حلیمہ فرماتی ہیں' میں سفید رنگ کی گدھی پر بیٹھ کر آئی' وہ اتنی لاغر اور کمزور گدھی تھی کہ قافلہ کی دوسری عورتیں کہتی ہیں' اے حلیمہ تو نے ہمیں بڑا پریشان کر دیا ہے' یہ عورتیں مجھے چھوڑ کر مکہ مکرمہ پہلے پہنچ گئیں' وہ اونٹنی جو ہمارے ساتھ تھی' جس کا ہم دودھ پیا کرتے تھے' اللہ کی قسم ہے اس کے تھنوں میں بھی دودھ نہیں تھا' جب میں مکہ پہنچی تو یہ ساری عورتیں سردار عبدالمطلب کے ڈیرے پر جا کر میرے نبی کو دیکھتی ہیں اور پھر بی بی آمنہ سے پوچھتی ہیں اے آمنہ اس کے ابو کیا کام کرتے ہیں' بی بی آمنہ فرماتی ہیں' اس کا بابا تو فوت ہو چکا ہے' یہ سن کر وہ عورتیں میرے مصطفےٰ ﷺ کو چھوڑ کر واپس چلی جاتی ہیں۔

اماں حلیمہ فرماتی ہیں: میں دوسرے دن مکہ آئی تو پورے مکہ میں سے مجھے کوئی بچہ نہ ملا' میں تلاش کر کر کے تھک گئی' پھر مجھے پتہ چلا کہ سردار عبدالمطلب کے ڈیرے پر ایک

بچہ ہے' میں نے جا کر وہ دروازہ کھٹکھٹا دیا' آواز آتی ہے کون؟ میں نے کہا: جی میں حلیمہ سعدیہ ہوں' بی بی آمنہ پہلے ہی ڈر رہی تھیں کہ کہیں کل والی بات نہ ہو' یہ آ کر پوچھتی ہے کیا بچہ ہے؟ بی بی آمنہ فرماتی ہیں: ہاں جی! بچہ تو موجود ہے' بی بی حلیمہ پوچھتی ہیں کہ اس کے ابو کی کس چیز کی دوکان ہے' وہ کیا کام کرتے ہیں؟ بی بی آمنہ فرماتی ہیں: میرا کلیجہ پکڑا گیا' میں نے کہا اے حلیمہ اس کا بابا تو فوت ہو چکا ہے' یہ بچہ یتیم ضرور ہے' لیکن ایک بات سن لے' یہ بچہ بڑی قسمت اور بڑے اونچے مقدر والا ہے' یہ بڑا قیمتی بچہ ہے' اس کو چھوڑ کر نہ جانا' اللہ تجھے بڑے ہی بھاگ لگائے گا' بی بی حلیمہ عرض کرتی ہیں میں کب اسے چھوڑنے لگی ہوں' میں تو اپنے خاوند حارث سے پوچھنے لگی ہوں' اے میرے سرتاج! خالی تو واپس جانا ہی ہے اگر تو کہے تو اس یتیم کو ہی لے جاتے ہیں' ہوسکتا رب برکتیں فرما دے۔

سیدہ حلیمہ فرماتی ہیں کہ جب میں نے آمنہ کے لال علیہ السلام کو گودی میں اٹھانا چاہا تو آپ چھلانگ لگا کر میری گود میں آ گئے' میری چھاتی میں دودھ نہیں تھا لیکن جب میں نے مصطفیٰ (ﷺ) کو اٹھایا تو اللہ پاک نے میری چھاتی میں دودھ جاری فرما دیا' میرا دوسرا بیٹا عبداللہ بھوک کی وجہ سے ساری ساری رات سوتا نہیں تھا' اب میرے اس بیٹے نے بھی دودھ پیا اور میرے محمد (ﷺ) نے بھی دودھ پیا۔

سیدہ حلیمہ فرماتی ہیں کہ میں نے دو سال تک محمد کریم ﷺ کو دودھ پلایا ہے اور چار سال تک اپنے پاس رکھا ہے' پورے چار سالوں میں ایک دن بھی میرے مصطفیٰ ﷺ نے میرے بستر پر پیشاب نہیں کیا' لوگوں کے بچے روتے تھے' لیکن میرے محمد ﷺ ایک دن بھی نہیں روئے۔

اللہ کے پاک نبی ﷺ کی ہر چیز برکت والی ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم اللہ کے نبی ﷺ کے ساتھ جا رہے تھے کہ سامنے سے ایک بی بی آ کر شکایت کرتی ہے' کہتی ہے' اے اللہ کے نبی! میں اور میرا خاوند ہم ہر وقت آپس میں لڑتے رہتے ہیں' اس کا میرے ساتھ پیار نہیں اور میرا اس

کے ساتھ پیار نہیں، ہم دونوں آپس میں لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں، ہماری ایک دوسرے سے محبت اور پیار ہی نہیں ہے، آپ ﷺ فرماتے ہیں: جا اپنے خاوند کو بلا کر لا، یہ دوڑتی ہوئی اپنے خاوند کو بلا کر لے آئی، آپ ﷺ نے فرمایا، تیری بیوی تیری یہ شکایت کر رہی ہے، وہ عرض کرتا ہے، اے اللہ کے رسول! میرے دل میں اس کی کوئی محبت نہیں ہے، اللہ کے نبی ﷺ نے دونوں کو بٹھا لیا اور اپنے نبوت کے مبارک ہاتھوں سے دونوں کے سروں کو جوڑ کر دعا فرماتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِهِمَا۔

یا اللہ! میں تیرا نبی دعا مانگتا ہوں، ان دونوں کے درمیان کدورت، بغض اور حسد دور فرما کر آپس میں محبت پیار پیدا فرما دے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اب یہ دونوں میاں بیوی چلے گئے، کچھ دنوں کے بعد ہم کہیں جا رہے تھے، ہم نے دیکھا کہ اس عورت نے سر پر چمڑا اٹھایا ہوا ہے، اس نے اللہ کے نبی ﷺ کو دیکھا تو اس نے چمڑا ایک طرف پھینک دیا اور میرے مصطفیٰ ﷺ کے پیروں کو چومنا شروع کر دیا، یہ عورت آپ کے قدموں کو بوسے دے رہی ہے، آپ ﷺ فرماتے ہیں بی بی سنا، تم دونوں کا کیا حال ہے، یہ بی بی کہتی ہے محبوب اس دن کے بعد آج تک ہم دونوں کی اتنی محبت ہوگئی ہے، اب کسی اور چیز سے اتنا پیار نہیں جتنا ہمارا آپس میں پیار ہے۔

میرے مصطفیٰ ﷺ سراپا برکت ہیں: سیدہ حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں، جب میں آمنہ کے لال ﷺ کو اپنی گدھی پر لے کر بیٹھی تو وہ گدھی اتنی تیز ہوگئی، مجھے اس طرح معلوم ہو رہا تھا جس طرح اللہ پاک نے میری گدھی کا انجن ہی تبدیل کر دیا ہے۔

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو نبی اکرم ﷺ بیمار پرسی کرنے کے لئے گئے، میرے نبی دوپہر تک سعد رضی اللہ عنہ کے پاس رہے، دوپہر ڈھل گئی تو آپ ﷺ فرماتے ہیں: اب میں واپس جانا چاہتا ہوں، سیدنا سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہمارا ایک گدھا تھا جس کی رفتار بڑی

سست تھی، میں نے کہا آقا کیا آپ پیدل چل کر جائیں گے، آپ ہمارے گدھے پر بیٹھ جائیں، میں نے اپنے بیٹے سے کہا تو رسول اللہ ﷺ کے پیچھے بیٹھ جا اور آپ کو چھوڑ کر گدھا واپس لے آنا، آپ ﷺ فرماتے ہیں، اے سعد اگر تو نے اپنے بیٹے کو میرے ساتھ بھیجنا ہے تو جس کی یہ سواری ہے اس کا حق ہے کہ وہ آگے بیٹھے اور میں اس کے پیچھے بیٹھوں، اگر تو نے اس طرح نہیں کرنا تو پھر میں تیرے گدھے پر سوار ہو کر چلا جاتا ہوں اور اس کو واپس بھیج دوں گا، سیدنا سعد رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں، آقا ٹھیک ہے، آپ گدھا لے جائیں، نبی کریم ﷺ اس گدھے پر بیٹھ کر گئے تو وہ گدھا اتنا تیز ہو گیا کہ پورے مدینہ میں کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔

لوگو! میرے مصطفےٰ ﷺ کا جسم اطہر کتنا بابرکت ہے، جس سے میرے مصطفےٰ ﷺ کا جسم مبارک لگا ہے وہاں برکتیں ہیں برکتیں اور رحمتیں ہی رحمتیں ہیں۔

سیدنا عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ کی چار بیویاں تھیں، آپ کی ایک بیوی بیان کرتی ہے کہ ہم سیدنا عتبہ رضی اللہ عنہ کی چاروں بیویاں بہترین اور عمدہ خوشبو لگاتی تھیں لیکن جب سیدنا عتبہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاتی تھیں تو آپ سے اتنی پیاری خوشبو آتی کہ ہماری خوشبو سے کہیں بڑھ کر خوشبو آتی، ایک دن ہم نے پوچھا اے ہمارے سرتاج! آپ اتنی پیاری خوشبو کہاں سے لے کر آتے ہیں، سیدنا عتبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میری کمر پر ایک ''پھوڑا'' بن گیا، میں نے اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، آقا میری کمر پر ایک پھوڑا بن گیا ہے، آپ ﷺ فرماتے ہیں، عتبہ ذرا میرے سامنے بیٹھ جا، میں اللہ کے نبی ﷺ کے سامنے بیٹھ جاتا ہوں، اللہ کے نبی ﷺ نے اپنے نبوت والے ہاتھ سے میرے جسم پر اپنا لعاب دہن لگایا تو اللہ پاک نے اس پھوڑے سے بھی جلد شفا دے دی اور اس دن سے لے کر میرے جسم سے اس طرح کی خوشبو آتی ہے کہ پوری دنیا میں اس طرح کی خوشبو نہیں ہے۔

میرے بھائی! میں کیا بتاؤں کہ میرے نبی کی کون کون سی چیز برکت والی ہے۔

شام کا علاقہ ہے' جنگ یرموک ہے' سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سپہ سالار ہیں' ان کے سر پر ایک ٹوپی تھی جو گم ہوگئی' اب سیدنا خالد رضی اللہ عنہ بڑے پریشان ہیں' کہتے ہیں: یا اللہ! میری ٹوپی ضرور ملنی چاہیے' تھوڑی دیر کے بعد سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی مل گئی' ساتھیوں نے دیکھا کہ وہ میلی سی ٹوپی ہے' ساتھی کہنے لگے کہ آپ اس میلی سی ٹوپی کے لئے پریشان تھے' سیدنا خالد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' یہ ٹوپی تمہیں میلی سی لگ رہی ہے لیکن مجھ سے پوچھ کر دیکھو کہ یہ ٹوپی کتنی قیمتی ہے۔

مولانا صمصام رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح ترجمہ کیا ہے: وہ فرماتے ہیں ع

خالد دی ٹوپی میلے رنگ دی پیاریا　　شام علاقے ہوئی جنگ تیاریا
ٹوپی نہ لبھے خالد زوروں پکاریا　　ربّا ٹوپی میری گواچے ناہیں
لبھی جاں ٹوپی لوکاں عرض سنائی　　میلی جئی ٹوپی توں کیوں طبع گھبرائی
خالد پیارے جیہڑی گل سنائی　　او میں ویں سناواں تساں تائیں
عمرے توں بعد حجامت نبی بنوائی　　برکت دی خاطر لے گئے وال لوکائی
میں بھی کجھ وال سیتے ٹوپی وچ بھائی　　ہن جنگاں وچ ہار کھاواں نائیں

فرماتے ہیں' اللہ کے نبی ﷺ عمرہ ادا کرنے کے لئے گئے' عمرہ کے بعد اللہ کے نبی ﷺ نے حجامت بنوائی' میرے مصطفیٰ ﷺ کی حجامت کے بال لوگ تبرک کے طور پر لے گئے' کچھ بال میرے ہاتھ بھی آ گئے' میں نے یہ بال لے کر اس ٹوپی کے اندر سلائی کر لئے' اب اس ٹوپی لینے کے بعد اللہ پاک نے مجھے کبھی ہار نصیب ہی نہیں کی۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میرا بابا عبداللہ میدان اُحد میں شہید ہوگیا میں بڑا پریشان ہوا' نبی اکرم ﷺ کو سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے بڑا پیار تھا' آپ ایک سفر میں گئے' سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک اونٹ تھا اور اس اونٹ کی رفتار بڑی سست تھی' آپ ﷺ نے فرمایا جابرؓ کیا تو نے اونٹ بیچنا ہے' سیدنا جابر رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں' اے اللہ کے رسول آپ مفت ہی لے لیں' آپ ﷺ فرماتے ہیں جابر مفت نہیں' بات کر کتنے پیسے لینے

ہیں؟ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں سرکار جتنے آپ کا دل چاہتا ہے اتنے ہی دے دینا' معاملہ ابھی طے کر لیں لیکن میں اونٹ آپ کو مدینہ جا کر دوں گا' ابھی میں اس پر سفر کروں گا' نبی ﷺ فرماتے ہیں' جابر میں تجھے اونٹ کا سو روپیہ دوں گا' سیدنا جابر رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں' آقا کیا آپ کو میری شرط کا پتہ چل گیا ہے کہ میں آپ کو اونٹ مدینہ جا کر دوں گا' آپ ﷺ فرماتے ہیں ٹھیک ہے' جب میرے مصطفےٰ ﷺ مدینہ پہنچے تو آپ ﷺ فرماتے ہیں: جابر یہ سو روپیہ بھی لے لے اور اونٹ بھی رکھ لے' اونٹ بھی تیرا اور سو روپیہ بھی تیرا ہے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں: جابر تو پریشان کیوں ہے' عرض کیا' آقا میرا والد شہید ہو گیا ہے اور مجھ پر لاکھ سے زیادہ قرضہ ہے' جن کے پیسے دینے ہیں وہ تنگ کرتے ہیں' قرضہ دینا ہے اس لئے پریشان ہوں' وہ یہودی ہیں' میں نے ان سے کہا ہے کہ میرا باغ پک کر تیار ہو گیا ہے سارا پھل لے لو لیکن میری جان چھوڑ دو' اے اللہ کے رسول وہ کہتے ہیں کہ ہم نے پورا پورا حساب لینا ہے' میرے پاس کوئی چیز نہیں میں انہیں کہاں سے دوں؟

حدیث پاک میں آتا ہے' نبی اکرم ﷺ نے دیکھا کہ دو نمازی مسجد نبوی میں جھگڑ پڑے' آپ ﷺ نے فرمایا کیا بات ہے کیوں جھگڑ رہے ہو' ایک کہنے لگا اے اللہ کے رسول میں نے اس سے پیسے لینے ہیں' میں اس سے مانگتا ہوں لیکن یہ مجھے دیتا نہیں' آپ ﷺ فرماتے ہیں' تو نے کتنے پیسے لینے ہیں' وہ عرض کرتا ہے کہ اتنے پیسے لینے ہیں' آپ ﷺ فرماتے ہیں' کیا تو نے اس کے پیسے دینے ہیں' وہ عرض کرتا ہے ہاں اے اللہ کے رسول میں نے دینے ہیں' آپ ﷺ فرماتے ہیں' پھر دیتا کیوں نہیں' وہ عرض کرتا ہے' اے اللہ کے رسول میرے پاس کوئی چیز ہی نہیں' میں کہاں سے دوں؟ اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں کیا میں تمہارا معاملہ نپٹا دوں' عرض کرنے لگے: اے اللہ کے رسول ہاں نپٹا دیں' آپ ﷺ فرماتے ہیں: تو آدھے اس کو دے دے اور اس کو فرمایا تو آدھے اس کو معاف کر دے' یعنی کہ قرضہ قرضہ ہی ہے جب تک مالک معاف نہیں کرے گا معاف ہی

نہیں ہوگا۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں، اے جابر! جا کر سارے باغ کی کھجوریں توڑ کر ڈھیریاں لگا دے، سیدنا جابر رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں، میں نے سارے باغ کا پھل توڑ کر ڈھیر لگا دیے، اللہ کے نبی ﷺ تشریف لائے اور ان ڈھیروں کے پاس آکر میرے نبی نے ڈیرہ لگا دیا، آپ برکت کی دعا فرما رہے ہیں، آپ ﷺ فرماتے ہیں، جابر تو نے جن جن کے پیسے دینے ہیں ان کو اطلاع کر دے وہ آکر اپنی رقم کے برابر کھجوریں لے جائیں، سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے جن جن کے پیسے دینے تھے ان کو اطلاع کر دی کہ آؤ جنہوں نے مجھ سے قرضہ لینا ہے، آکر لے جاؤ، سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کھجوریں تول تول کر دینا شروع کر دیں، جتنے قرضہ لینے والے تھے وہ سب قرضہ لے گئے، اللہ کی قسم ہے مجھے یہ پتہ نہیں چل رہا تھا کہ جب قرض والوں نے قرضہ لینا تھا کھجوروں کے ڈھیر اس وقت بڑے تھے یا جب قرضہ لے گئے اس وقت بڑے تھے۔

میرا نبی کتنی برکتوں اور رحمت والا ہے، جس کی ایک ایک چیز بابرکت ہے۔

حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں: جب میں آمنہ کے لال ﷺ کو گود میں اٹھا کر اپنی گدھی پر بیٹھی تو وہ گدھی اتنی تیز ہوگئی، جو عورتیں کل سے چلی ہوئی تھیں ان کو کراس کر کے میری گدھی آگے جا رہی ہے، انہوں نے دیکھا کہ دور سے گرد و غبار نظر آ رہا ہے، وہ دیکھ کر سوچتی ہیں، پتہ نہیں یہ اتنی تیز سواری والی کون ہے، یہ اپنی سواریوں کو روک کر آوازیں دے کر پوچھتی ہیں، کیا تو حلیمہ سعدیہ ہے، فرماتی ہیں، ہاں میں حلیمہ ہی ہوں، یہ عورتیں کہتی ہیں، اے حلیمہ کل تیری سواری اتنی کمزور تھی کہ چل نہیں سکتی تھی، ہم بھی پریشان تھیں، آج تو اتنی تیز سواری کہاں سے لے کر آئی ہے؟ حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں، میری سواری تو وہی کل والی ہے لیکن سوار محمد ﷺ بن گیا ہے۔

میرے بھائیو! میرے مصطفیٰ ﷺ سیدہ حلیمہ کی سواری پر سوار ہوئے تو وہ سواری تمام سواریوں سے آگے، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کندھوں پر میرے محمد ﷺ سوار

ہوئے تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے آگے۔

سیدہ حلیمہ فرماتی ہیں: ہمارے علاقہ میں بڑی قحط سالی تھی، بکریوں کے تھنوں میں دودھ نہیں تھا، بارش پر نظریں لگی ہوئی تھیں کہ اللہ پاک بارش برسائے، جب میں اپنے بیٹے محمد ﷺ کو لے کر اپنے گھر گئی تو اللہ پاک نے برکتیں ہی برکتیں اور رحمتیں ہی رحمتیں فرما دیں، ہماری بکریوں اور اونٹنیوں کے تھن دودھ سے بھر گئے، وہ جدھر جاتیں سیر ہو کر واپس آتیں، لوگوں کی اونٹنیاں جدھر جاتیں بھوکی ہی واپس آتیں، لوگ اپنے چرواہوں سے کہتے، وہاں بکریاں لے جاؤ جہاں حلیمہ کی بکریاں جاتی ہیں، پھر بھی ان کی بھوکی ہی آتیں اور ہماری سیر ہو کر آتیں۔

مسئلہ ہے کہ حولین کاملین، اپنی اولاد کو دو سال دودھ پلاؤ۔ اماں جی نے آپ کو دو سال تک دودھ پلایا اور پھر میرے مصطفیٰ ﷺ نے دودھ کی اتنی قدر پائی، فرمایا جو تجھے جننے والی ماں ہے، وہ بھی تیری ماں ہے اور جس کا تو نے دودھ پیا ہے، وہ بھی تیری ماں ہے، جس طرح جننے والی ماں کی بیٹی سے تیرا نکاح نہیں، اسی طرح دودھ والی بہن سے بھی تیرا نکاح نہیں۔

میرے مصطفیٰ ﷺ نے سیدہ حلیمہ سعدیہ کا دودھ پیا تو بہن کو اس طرح ہی سمجھا جس طرح حقیقی بہن ہے، ماں کو اس طرح سمجھا جس طرح حقیقی ماں ہے، اللہ کے نبی ﷺ نے فرمادیا لوگو سن لو، جس طرح خونی رشتے حرام ہیں، اسی طرح دودھ کے رشتے بھی حرام ہیں، سیدہ حلیمہ دو سال کے بعد میرے مصطفیٰ ﷺ کو مکہ لے کر آئیں لیکن ابھی آپ کا دل چاہتا تھا کہ میرا بیٹا میرے پاس ہی رہے، حلیمہ سعدیہ بی بی آمنہ سے عرض کرتی ہیں، اے بی بی آمنہ! مکہ میں وبا پھیلی ہوئی ہے میرا دل چاہتا ہے کہ میرا محمد ﷺ میرے پاس ہی رہے، سیدہ حلیمہ پھر لے جاتی ہیں، دو سال تک میرے مصطفیٰ ﷺ پھر وہاں ہی رہتے ہیں، سیدہ حلیمہ بیان کرتی ہیں میرے محمد ﷺ دوسرے بچوں کی نسبت زیادہ صحت مند تھے۔

ایک دن میرے نبی ﷺ سیدہ حلیمہ سے فرماتے ہیں، امی جان میرا بھی دل چاہتا

ہے کہ میں اپنے بھائیوں کے ساتھ بکریاں چرانے کے لئے جاؤں' میرے نبی نے چھڑی پکڑی ہوئی ہے اور حلیمہ کی بکریاں چرانے کے لئے جا رہے ہیں' مکانوں کی پچھلی جانب لے کر گئے تو آسمان سے حضرت جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام آ گئے' انہوں نے میرے مصطفیٰ ﷺ کو لٹا کر آپ کا سینہ مبارک چاک کر دیا اور اندر سے دل نکال کر آبِ زمزم سے دھویا' کہتے ہیں کہ جو اس میں شیطان کا حصہ تھا وہ ہم نے نکال دیا ہے۔

جب بچہ چار پانچ سال کا ہو جائے تو پھر اس کا کھیلنے کے لئے بڑا دل چاہتا ہے' کبھی کہتا ہے کھلونے لا کر دو' وہ چیز لا کر دو' فلاں چیز لا کر دو' اس لئے اللہ پاک نے وہ چیز نکال کر میرے مصطفیٰ ﷺ کا دل صاف کروا دیا۔

اماں جی حلیمہ کے بیٹے دوڑ کر گھر گئے اور کہتے ہیں: امی جان دو آدمیوں نے آ کر ہمارے ہاشمی بھائی کا سینہ چاک کر دیا ہے' بی بی حلیمہ دوڑ کر گئیں' جا کر دیکھتی ہیں کہ میرے مصطفیٰ ﷺ کھڑے ہیں' طبیعت تھوڑی سی گھبرائی ہوئی ہے' آپ کا رنگ اترا ہوا ہے' اماں جی میرے آقا ﷺ کو گھر لے جاتی ہیں اور پھر جلدی جلدی آپ کو مکہ پہنچا دیتی ہیں' فرماتی ہیں' اے بی بی آمنہ! اپنی امانت کو سنبھال لے' میرے نبی کی عمر پانچ سال کے لگ بھگ ہو جاتی ہے۔ نبی ﷺ کے والد مدینہ میں فوت ہوئے تھے' بی بی آمنہ سردار عبدالمطلب سے فرماتی ہیں' سردار جی میرا دل چاہتا ہے کہ میں اپنے خاوند کی قبر سے ہو کر آؤں' سردار عبدالمطلب فرماتے ہیں' ٹھیک ہے' بی بی ایمن کو بھی ساتھ لے جانا' لیکن ایک بات یاد رکھنا وہاں زیادہ دیر نہ رہنا میرا ابھی محمد ﷺ کے بغیر دل نہیں لگتا' سردار عبدالمطلب الوداع کرنے کے لئے جاتے ہیں' سیدہ آمنہ مدینہ پہنچ جاتی ہیں' آپ ﷺ فرماتے ہیں' میں نے مدینے اپنے ننھیال ایک مہینہ بسر کیا' وہاں ایک گھر میں پانی کا تالاب موجود تھا میں نے وہاں تیرنے کا طریقہ سیکھا' سیدہ آمنہ سردار عبداللہ کی قبر دیکھتی ہیں' تو سردار عبداللہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے' ایک ماہ کے بعد اب واپسی کی تیاری ہے' ابھی تھوڑا ہی سفر طے کیا ہے کہ سیدہ آمنہ ابواء نامی جگہ پر پہنچ کر بیمار ہو جاتی ہیں' ساتھ ہی بستی

سے دوائی کا بندوبست کیا گیا لیکن دوائیاں بھی اس وقت ہی اثر کرتی ہیں جب آسمان والے کو منظور ہو' سیدہ آمنہ کی زندگی وفا نہیں کر رہی' آخری لمحات ہیں' سیدہ آمنہ نے اپنے بیٹے محمد ﷺ کو سینے پر لٹایا ہوا ہے اور دعائیں دے رہی ہیں' فرماتی ہیں محمد (ﷺ) تو رہتی دنیا تک جیتا رہے' اللہ تیری عمر دراز کرے ع

عمر تیری وچ برکت ہووے تے بہت دعا فرمائی
اکھیں میریاں ہنجوں روون نیند اجل دی آئی
مکہ دور تے دور مدینہ' خویشاں خبر نہ کوئی
وچ پردیس مقدر والی بات برابر ہوئی

اللہ کے پیغمبر (ﷺ) پاس بیٹھے ہوئے ہیں' بی بی آمنہ کا آخری وقت ہے' آخری ہچکی لیتی ہیں اور اپنے رب کے پاس چلی جاتی ہیں' میرے مصطفےٰ ﷺ یتیم الوالدین ہو جاتے ہیں' آپ کی پیدائش سے پہلے آپ کے والد بھی دنیا سے چلے گئے تھے اور اب والدہ ماجدہ بھی چلی گئی۔

میرے بھائیو! یتیموں سے پیار کیا کرو' یتیموں کو جھڑکا نہ کرو' کیونکہ ہمارا نبی بھی یتیم تھا' رب کے دربار میں یتیموں کی بڑی قدر و قیمت ہے' آپ ﷺ فرماتے ہیں:

اَنَا وَ كَافِلُ الْيَتِيْمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا۔

لوگو سن لو! یتیم کی پرورش کرنے والا اور میں جنت میں اکٹھے ہی ہوں گے۔

میرے بھائی! بی بی آمنہ کی ابواء نامی جگہ پر ہی قبر بنی' اب میرے نبی ام ایمن کی انگلی پکڑ کر مکہ واپس آ رہے ہیں' سردار عبدالمطلب مکہ کی گھاٹیوں میں انتظار کر رہے ہیں' یہ قافلہ نظر آتا ہے تو دیکھ کر آپ کا کلیجہ پکڑا جاتا ہے' فرماتے ہیں جب یہ قافلہ گیا تھا تو اس وقت تین افراد پر مشتمل تھا' آج دو افراد نظر آ رہے ہیں' بی بی آمنہ کہاں گئی ہیں' ام ایمن بیان کرتی ہیں کہ سردار جی بی بی آمنہ کی زندگی نے وفا نہیں کی اور وہ رب کے پاس چلی گئی ہیں۔

میرے نبی کے دادا جان سردار عبدالمطلب آپ سے بڑا پیار کرتے ہیں۔

ایک دن میرے مصطفیٰ ﷺ کی آنکھیں دکھنے لگیں، مکہ میں ایک حکیم تھا وہ چھ ماہ علاج کرتا تھا اور چھ ماہ بند کمرہ میں بیٹھ کر عبادت کرتا تھا، نبی ﷺ کی آنکھوں میں ان دنوں میں تکلیف شروع ہوئی جن دنوں میں وہ اپنے کمرے میں بند رہتا تھا، سردار عبدالمطلب نے میرے مصطفیٰ ﷺ کو انگلی سے لگایا اور جا کر حکیم کا دروازہ کھٹکھٹا دیا، حکیم جلدی سے اوپر سے نیچے دیکھتا ہے، حالانکہ وہ دن تھے، جن دنوں میں وہ کسی کی بات ہی نہیں سنتا تھا، حکیم نیچے دیکھ کر کہنے لگا سردار جی آپ کیسے آئے ہیں، آپ نے میرا دروازہ کھٹکھٹا کر میرا سارا مکان ہی ہلا کر رکھ دیا ہے۔

اصل میں میرے مصطفیٰ ﷺ کا رعب ہی بڑا تھا، بڑے بڑے سرداروں پر میرے محمد ﷺ کا رعب پڑ جاتا تھا۔

مکہ میں بڑی منڈیاں لگتی تھیں، ایک منڈی میں ایک تاجر اونٹ بیچنے کے لئے آیا، مکہ کا چوہدری ابوجہل اکیلا ہی بولی لگا کر تمام اونٹ خرید لیتا ہے اور تاجر سے کہنے لگا، کل آ کر پیسے لے لینا۔

آج بھی بعض چوہدری اور سردار اسی چوہدری کی سنت پر عمل کرتے ہیں، یہ تاجر بے چارہ دوسرے دن جا کر ابوجہل کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے، ابوجہل پوچھتا ہے تو کیسے آیا ہے، تاجر کہتا ہے، چوہدری صاحب آپ کا پیسوں کا وعدہ تھا، مجھے پیسے دے دو، ابوجہل کہنے لگا، کل آنا، یہ تاجر بے چارہ دوسرے دن پھر گیا، ابوجہل پھر کہتا ہے، کل آنا، کافی دن اسی طرح بیت گئے، یہ مسافر تاجر بڑا پریشان ہے، یہ مکہ کے چوہدریوں سے جا کر کہنے لگا، تمہارا بڑا ابوجہل میرے پیسے نہیں دے رہا، میرے مصطفیٰ ﷺ حرم میں بیٹھ کر اللہ پاک کی عبادت کر رہے تھے، چوہدری کہنے لگے ہم سب ابوجہل سے ڈرتے ہیں، اگر تجھے ابوجہل سے پیسے لے کر دے سکتا ہے تو وہ آدمی جو بیت اللہ کے سامنے اللہ اللہ کر رہا ہے، یہی لے کر دے سکتا ہے، یہ تاجر میرے مصطفیٰ ﷺ سے آ کر کہتا ہے، جی کیا آپ کا نام ہی

محمد (ﷺ) ہے؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں: ہاں میرا نام ہی محمد (ﷺ) ہے' یہ کہنے لگا انہوں نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے کہ آپ ابوجہل سے میرے پیسے لے کر دے سکتے ہیں' آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ میری اس سے بول چال نہیں' میرے نبی فرماتے ہیں اے مسافر انہوں نے تجھے مذاق کیا ہے لیکن اگر میرے جانے سے تجھے پیسے مل جائیں تو میں سات مرتبہ جانے کے لئے تیار ہوں' میرے نبی اس کے ساتھ چل پڑتے ہیں۔

میرے بھائی! آپ بھی کسی غریب کے کام آیا کریں' اگر آپ کے ذریعہ کسی غریب کا کام ہو جائے' ایک آدمی جو دس سال اعتکاف کرتا ہے اور ایک آدمی جو کسی غریب کا کام کر دیتا ہے' تو اوپر سے آواز آتی ہے کہ دس سال عبادت کرنے والے سے تو اچھا ہے کیونکہ تو نے غریب کا کام بنا دیا ہے۔

میرے نبی ﷺ نے جا کر ابوجہل کا دروازہ کھٹکھٹا دیا' ابوجہل جلدی سے باہر نکل کر پوچھتا ہے' حضرت آپ کیسے آئے ہیں' آپ ﷺ فرماتے ہیں' کیا تو نے اس کے پیسے دینے ہیں' کہتا ہے' جی دینے ہیں' آپ ﷺ فرماتے ہیں پھر دیتا کیوں نہیں؟ ابوجہل کہتا ہے' حضرت آپ ٹھہریں میں ابھی لا کر دیتا ہوں' ابوجہل اندر گیا اور پیسے لا کر میرے مصطفیٰ ﷺ کے سامنے اس تاجر کے حوالے کر دیتا ہے' اب یہ تاجر پیسے پکڑ کر خوشی خوشی واپس جا رہا ہے' دوسرے چوہدری اس تاجر سے پوچھتے ہیں سنا کیا کوئی کام بنا ہے؟ تاجر کہتا ہے جی پیسے مل گئے ہیں' یہ کہتے ہیں: کس نے لے کر دیئے ہیں؟ تاجر کہتا ہے کہ جس کی طرف تم نے بھیجا تھا اسی نے لے کر دیئے ہیں' یہ سب دوڑ کر ابوجہل کے گھر گئے' دروازہ کھٹکھٹایا اور کہنے لگے' اے ابوجہل تو نے یہ کیا کر دیا ہے' ہم نے تو مذاق کیا تھا' تو نے سچ مچ پیسے دے دیئے ہیں؟ ابوجہل کہتا ہے کیا میں نے خوشی سے دیئے ہیں؟ مجھے اس طرح لگتا تھا جس طرح محمد ﷺ کے سر پر کوئی بہت بڑی آفت کھڑی ہے' اگر میں نے انکار کیا تو مجھے ابھی نگل جائے گی۔

میرے نبی ﷺ کیا شان اور مقام لے کر آئے۔

سردار عبدالمطلب نے حکیم کا دروازہ کھٹکھٹایا تو حکیم کہتا ہے سردار جی کیا بات ہے' آپ فرماتے ہیں میرے پوتے کی آنکھیں دکھتی ہیں' حکیم کہتا ہے سردار صاحب آپ حکیم کو بیمار کے دروازہ پر لے آئے ہیں' اس سے بڑا حکیم اور کون ہوسکتا ہے' سردار صاحب فرماتے ہیں' اب میں کیا کروں؟ حکیم کہتا ہے سردار جی آپ اس بچے کا لعاب دہن لے کر اس کی آنکھوں میں ڈال دیں' اللہ پاک اس کی آنکھوں کو درست فرما دیں گے۔

میرے بھائی! آپ ﷺ کا تھوک مبارک بھی بابرکت آپ ﷺ کا پسینہ بھی بابرکت غرضیکہ آپ کی ہر ہر چیز بابرکت میں کیا کیا بیان کر کے بتاؤں' اللہ پاک ہمیں اپنے محبوب ﷺ کا مقام سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔



تجارتِ مصطفیٰ ﷺ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ وَالضُّحٰى ۝ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۝ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۝ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۝ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ۝ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝ (الضحیٰ:۱-۱۱)

ہر قسم کی حمد وثناء اللہ رب رحمٰن کے لئے' بے شمار اوران گنت درود وسلام سید الاولین والاخرین' امام کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی پر۔

دوستو اور بزرگو! آج کے خطبہ جمعہ میں' میں نے قرآن کریم کی ایک پوری سورت والضحیٰ آپ کے سامنے تلاوت کی ہے' اللہ مالک سے دعا ہے کہ اللہ کریم مجھے صحیح بیان کرنے اور پھر ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اس سورۃ کا شان نزول یہ ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ کی طبیعت کچھ خراب ہوگئی اور نبی اکرم ﷺ نے دو چار راتیں اٹھ کر نماز تہجد ادا نہ کر سکے تو آپ ﷺ کی چچی اور ابولہب کی بیوی' ام جمیل نے میرے مصطفیٰ ﷺ کو یہ طعنہ دیا کہ تو رات کو اٹھ کر اس لئے تہجد نہیں پڑھتا' معاذ اللہ جو تیرے پاس شیطان آتا تھا یا جو تیرا ساتھی تھا وہ تجھ سے ناراض ہو گیا ہے' کوئی شخص اللہ کے پاک نبی ﷺ کو بات کرلے یہ تو اللہ پاک کو گوارا ہی نہیں' اللہ پاک نے آسمان سے سورۃ والضحیٰ نازل فرمائی' اللہ فرماتے ہیں' وَالضُّحٰى' مجھے دو پہر کے وقت کی قسم۔

بھائیو! اللہ کریم جس کی چاہیں قسم اٹھا سکتے ہیں کیونکہ وہ رب ہے لیکن انسان اللہ

کے سوا کسی اور کی قسم نہیں اٹھا سکتا' بعض لوگ قرآن کی قسم اٹھا لیتے ہیں اگر قسم اٹھانا ہے تو صرف اللہ تعالیٰ کی ہی اٹھانا ہے اور وہ بھی اس وقت کہ جب تجھ سے کوئی قسم کا مطالبہ کرے' اس کو تجھ پر یقین ہو' بعض لوگ کہتے ہیں: مجھے سوکھی چوکھٹ کی قسم' بعض عورتیں کہتی ہیں میرے ہاتھ میں جو اناج ہے اس کی قسم' اللہ پاک جس کی چاہیں قسم اٹھا لیں' اس کا دل چاہے مکہ کی قسم اٹھائے یا مکہ والے محمد ﷺ کی عمر کی قسم اٹھائے کیونکہ وہ اپنی مرضی والا ہے' اللہ کریم فرماتے ہیں۔

وَالضُّحٰیo مجھے دوپہر کے وقت کی قسم۔

وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰیo اور مجھے قسم ہے رات کے وقت کی جب رات آتی ہے۔

یا اللہ تو قسمیں اٹھا کر کیا بتانا چاہتا ہے' اللہ فرماتے ہیں۔

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰیo اے محبوب! لوگ تجھے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو چھوڑ دیا ہے' میں نے نہ آپ کو چھوڑا ہے اور نہ ہی ناراض ہوا ہوں۔

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰیo آپ کیلئے آخرت دنیا سے بہتر ہے یا پہلے وقت سے پچھلا وقت بہتر ہے۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰیo محبوب میں آپ کو اتنا دوں گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰیo محبوب آپ یتیم تھے میں نے آپ کو جگہ عطا فرمائی۔

چھ سال کی عمر میں آپ کی والدہ ماجدہ دنیا چھوڑ کر چلی گئی' آپ کی عمر آٹھ سال ہوئی تو آپ کے شفیق دادا سردار عبدالمطلب نے بھی اللہ پاک کے پاس جانے کی تیاری کر لی' اس لئے کہ یہ جہان فانی ہے' یہاں سے سب نے جانا ہی جانا ہے' سردار عبدالمطلب کو میرے محمد ﷺ کے ساتھ بڑا پیار تھا' سردار صاحب کو اتنا پیار تھا کہ کعبۃ اللہ کے سائے تلے سردار عبدالمطلب کے لئے ایک گدا بچھایا جاتا تھا' نبی اکرم ﷺ کی چھوٹی عمر ہے' آپ گدے پر آ کر بیٹھ جاتے' میرے مصطفےٰ علیہ السلام کے چچے کہتے' گدے

سے نیچے اتر آؤ یہاں سردار عبدالمطلب نے بیٹھنا ہے' لیکن سردار عبدالمطلب کہہ دیتے کہ میرے اس بیٹے کو کچھ نہ ہو' مجھے معلوم ہو رہا ہے کہ اللہ پاک اس کو بہت بڑا مقام اور شان دینے والا ہے۔

میرے بھائی! سردار عبدالمطلب نے بھی اللہ تعالیٰ کے پاس جانے کی تیاری کر لی' آپ کی پیدائش سے پہلے آپ کے والد محترم چلے گئے' پھر پیدائش کے چند سال بعد والدہ ماجدہ رخصت ہوگئی' دادا پیچھے رہ گیا' آج وہ بھی کوچ کر گیا ہے اب میرے پاک محمد ﷺ کے چچا ابو طالب آپ کی کفالت کر رہے ہیں' سردار ابو طالب نے آپ ﷺ کی بڑی خدمت کی' سردار ابوطالب اپنی بیوی سے کہتے ہیں: اس کی اچھی طرح دیکھ بھال کرنا' سردار صاحب نے اپنے بیٹوں سے بڑھ کر میرے محمد ﷺ سے پیار کیا۔

ایک بات یاد رکھنا اگر نبی ﷺ کی ذات سے پیار ہے اور بات سے پیار نہیں' بات تب بھی نہیں بنے گی' اگر صرف نبی اکرم ﷺ کی بات سے پیار ہے اور ذات سے پیار نہیں' تو بات پھر بھی نہیں بنے گی' جس طرح نبی کریم ﷺ کی ذات اونچی ہے اس طرح آپ کی بات بھی اونچی ہے' جب تک نبی ﷺ کی ذات اور بات کے ساتھ دل اور زبان سے سچی محبت اور پیار نہیں ہوگا تو اس وقت تک کوئی شخص مومن نہیں بن سکتا۔

نبی ﷺ کے چچا کو آپ کی ذات کے ساتھ بڑا پیار ہے لیکن آپ ﷺ کی بات کے ساتھ پیار نہیں ہے' ویسے کہتا ہے محمد (ﷺ) مجھے معلوم ہے کہ تیرا دین سچا ہے' میں تو لوگوں کے طعنوں سے ڈرتا ہوا مسلمان نہیں ہوتا۔

میرے بھائی! نبی ﷺ اتنے بابرکت شخصیت تھے جس دن آپ ﷺ سردار ابوطالب کے بچوں کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے تو سب سیر ہو جاتے اور جس دن نبی اکرم ﷺ ان کے ساتھ نہ کھاتے تو اس دن سب بچے بھوکے رہ جاتے' سردار صاحب کے بچے صبح اٹھتے تو ان کا مونہہ دھونے والا اور آنکھوں میں سرمہ ڈالنے والا ہوتا' لیکن کائنات کے سردار نبی صبح اٹھتے تو اس طرح ہوتا جیسے کسی نے مونہہ بھی دھو دیا ہے اور آپ

کی آنکھوں میں سرمہ بھی ڈال دیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ اتنی بابرکت شخصیت' قحط سالی پڑ گئی' بارش بند ہوگئی' لوگ سردار ابوطالب سے کہتے ہیں: سردار جی! بارش بند ہوگئی ہے' سردار ابوطالب میرے مصطفیٰ ﷺ کو نہلا کر' اچھے کپڑے پہنا کر باہر لے آتے ہیں' آپ کو کعبۃ اللہ کی دیوار کے ساتھ اپنے ہاتھوں پر اٹھا کر آپ سے دعائیں کرواتے ہیں' اللہ پاک سے رحمت کی بارش کی دعا ہو رہی ہے' سردار ابوطالب آپ ﷺ سے دعائیں منگوا رہے ہیں کہ اللہ پاک نے آسمان سے بارش برسانا شروع کر دی۔

میرے بھائی! نبی ﷺ کی عمر بارہ سال کی ہوئی' ابو طالب تجارت کی غرض سے شام کے علاقہ میں جا رہے ہیں' آپ ﷺ فرماتے ہیں' چچا جی میں بھی آپ کے ساتھ جانا چاہتا ہوں میں پیچھے اکیلا رہ کر کیا کروں گا' سردار ابو طالب میرے مصطفیٰ ﷺ کا چہرہ دیکھ کر کہتے ہیں: محمد (ﷺ) آپ بھی میرے ساتھ چلیں' سردار ابوطالب فرماتے ہیں' ہم ایک مقام پر پہنچے تو وہاں ایک راہب کی جھونپڑی تھی' یہ اپنی جھونپڑی میں بیٹھا دیکھ رہا تھا' ہمارا قافلہ ایک درخت کے نیچے آ کر بیٹھ گیا' یہ ایک آدمی کے ذریعہ قافلہ والوں کو پیغام بھیجتا ہے کہ اے قافلہ والو! میں نے آج آپ سب کی دعوت کی ہے' آپ سب میرے ہاں کھانا کھا کر جائیں' یہ قافلہ والے حیران ہوگئے' کہ پہلے تو اس نے کبھی ہمیں پانی بھی نہیں پوچھا' آج کیا بات ہے' اس نے کھانا تیار کیا' تو تمام قافلہ والے کھانا کھانے کے لئے چلے گئے' چونکہ میرے آقا ﷺ عمر میں سب سے چھوٹے تھے' قافلہ والے میرے مصطفیٰ ﷺ سے کہتے ہیں: محمد (ﷺ)! آپ یہاں سامان کا خیال رکھیں ہم کھانا کھا آئیں' جب یہ پادری کے پاس کھانا کھانے کے لئے گئے تو سب کو دیکھ کر پادری کہنے لگا کیا کوئی آدمی پیچھے تو نہیں رہ گیا' قافلہ والے کہنے لگے ہم سب آ گئے ہیں' صرف ایک چھوٹا سا بچہ (جس کی عمر تقریباً بارہ سال ہے) پیچھے رہ گیا ہے' ہم اس کو سامان کے پاس بٹھا کر آئے ہیں' پادری کہتا ہے تمہاری مثال تو اس طرح ہے جیسے بارات بغیر

دولہا کے کسی کے گھر آ جائے، جس کی خاطر میں نے کھانا تیار کیا ہے تم لوگ اس کو پیچھے چھوڑ آئے ہو جاؤ اس بچے کو بھی لے کر آؤ، پھر جب یہ لوگ میرے آقا ﷺ کو لے کر گئے تو پادری میرے مصطفیٰ ﷺ سے کہتا ہے، میں لات منات اور عزیٰ کی قسم دے کر تجھ سے پوچھنا چاہتا ہوں، میں جو بات تجھ سے پوچھوں صحیح صحیح بتانا، آپ ﷺ فرماتے ہیں تو مجھ سے ویسے ہی پوچھ، میں صحیح صحیح بات کروں گا، جتنی مجھے جھوٹ سے نفرت ہے اتنی مجھے دنیا کی کسی اور چیز سے نفرت نہیں ہے، یہ میرے مصطفیٰ ﷺ سے پوچھ رہا ہے، آپ کی نیند کس طرح کی ہے، آپ کا جاگنا کس طرح کا ہے، یہ میرے مصطفیٰ ﷺ کے کندھوں کے درمیان دیکھتا ہے کہ مہر نبوت لگی ہوئی ہے، یہ دیکھ رہا تھا کہ میرے مصطفیٰ ﷺ کو پتھر اور درختوں کی ٹہنیاں جھک جھک کر سلام کر رہی تھیں۔

یہ راہب سردار ابو طالب سے کہنے لگا، یہ آپ کا کیا لگتا ہے، سردار ابو طالب فرماتے ہیں یہ میرا بیٹا ہے، راہب کہنے لگا، صحیح صحیح بتائیں، اس بچے کا باپ زندہ نہیں ہو سکتا، سردار ابو طالب فرماتے ہیں یہ میرا بھتیجا ہے، اس کا باپ فوت ہو چکا ہے، راہب کہنے لگا، اس کا خیال رکھنا، اللہ پاک نے اس کو دنیا کا آخری نبی بنا دیا ہے، سردار ابو طالب نے مال فروخت کیا، مال خریدا اور جلدی جلدی واپس آ گئے۔

ایک صحابی نبی اکرم ﷺ سے عرض کرتا ہے آقا، کیا آپ بھی بکریاں چراتے رہے ہیں، آپ ﷺ فرماتے ہیں، ہاں میں بھی مکہ والوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا، اللہ پاک نے ہر نبی سے بکریاں چروائی ہیں۔

مولانا عبدالستار رحمہ اللہ نے لکھا ہے ع

حضرت موسیٰ اجڑ چروائے، عالی شان حضوروں
جس نوں وچ دربار الٰہی، کرسی ملدی اے نوروں
نوح پیغمبر عالی مرسل، کم کرن ترکھاناں
لوہا گھڑے داؤد پیغمبر، خاص حبیب رباناں

ابراہیم تجارت کر دے عیسیٰ کپڑے دھووے
درزیاں کار ادریس کریندے تے دائم روزہ ہووے
حضرت آدم سب کم کیتے جس دی حاجت ہوئی
شیث پیغمبر کپڑا بندے ہور خیال نہ کوئی

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ نبی ﷺ فرماتے ہیں' پوری زندگی سوائے ایک دو دفعہ کے کبھی میرا خیال ادھر ادھر نہیں گیا' ایک دن چرواہے کہنے لگے' محمد (ﷺ) آپ مکہ چلے جائیں اور وہاں سے ہمارے لئے روٹیاں لائیں' اس کے علاوہ وہاں ایک آدمی کی شادی بھی ہے وہاں کنجریوں کا ناچ اور تماشہ ہوگا۔ "اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ" آپ دیکھ کر آئیں اور پھر آ کر ہمیں بتانا' آپ ﷺ فرماتے ہیں میں مکہ گیا تو مجھے ان باجوں کی آواز آئی' میں نے پوچھا کیا بات ہے' کہنے لگے آج فلاں چوہدری کی شادی ہے' میں بھی وہاں بیٹھ گیا' ابھی میں بیٹھ ہی رہا تھا کہ مجھے ایسی نیند آئی کہ ساری رات ہی گذر گئی' دن چڑھا تو سورج کی کرنوں نے مجھے بیدار کیا' وہ چرواہے وہاں انتظار کر رہے ہیں کہ محمد روٹیاں لینے کے لئے گئے ہوئے ہیں' اللہ پاک نے اپنے مصطفیٰ ﷺ کو ان ڈھول ڈھمکوں اور باجوں گاجوں سے محفوظ رکھا ہے۔

نبی ﷺ فرماتے ہیں جب میری عمر چوبیس پچیس سال کی ہوئی تو سردار ابو طالب کہنے لگے' اے میرے بھتیجے محمد (ﷺ) آپ بھی کوئی کاروبار کریں' آپ ﷺ فرماتے ہیں میں کیا کاروبار کروں؟ سردار ابو طالب کہتے ہیں: مکہ کی ایک مالدار عورت جس کا نام خدیجہ ہے' یہ لوگوں کو اپنا سامان دے کر تجارت کے لئے بھیجتی ہے' آپ بھی اس کا سامان لے کر چلے جائیں' آپ ﷺ فرماتے ہیں' میں خدیجہ سے بات نہیں کر سکتا' ہاں کوئی میری طرف سے بات کرے تو میں جانے کے لئے تیار ہوں' میرے نبی کی پھوپھی سیدہ عاتکہ کہتی ہیں' یہ کونسی بات ہے' خدیجہ سے میں بات کر لیتی ہوں' سیدہ عاتکہ رضی اللہ عنہا جا کر خدیجہ سے کہتی ہیں: اے خدیجہ! میرا بھتیجا محمد (ﷺ) تجارت کی غرض سے تیرا سامان

لے کر جائے‘ کیا تو پسند کرتی ہے؟ بی بی خدیجہ کہنے لگیں‘ اگر محمد ﷺ تجارت کی غرض سے میرا سامان لے کر جائیں‘ تو جہاں میں لوگوں کو ایک اونٹ مزدوری دیتی ہوں تو وہاں میں آمنہ کے لال (ﷺ) کو ڈبل مزدوری دوں گی۔

آپ ﷺ کی مشہوری پورے مکہ میں ہو چکی تھی کہ محمد (ﷺ) کسی سے دھوکہ نہیں کرتے‘ آپ کی پوری زندگی بے مثال ہے‘ کسی شخص کو نبی اکرم ﷺ کی زندگی کی طرف انگلی کرنے کی جرأت نہیں ہے کہ کوئی آپ کی زندگی پر اعتراض کر سکے۔

میرے بھائی! جو شخص ایمانداری کے ساتھ مال خریدے‘ کسی کے ساتھ داؤ دنہ لگائے۔

اَلتَّاجِرُ الصُّدُوْقُ الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیِّیْنَ۔

تو مولا کریم فرماتے ہیں کہ میں قیامت کے دن اس کو انبیاء علیہم السلام کا ساتھ نصیب فرما دوں گا‘ لیکن ہمارے دوکانداروں کا اللہ ہی حافظ ہے‘ پہلے سودا دو نمبر ہوتا تھا‘ اب دو نمبر سے بھی چار نمبر پر پہنچ گیا ہے‘ معلوم نہیں اس قوم کو کیا ہو گیا ہے۔

غور کرنا! کائنات کے سردار نبی کی عمر پچیس سال ہے‘ آج قافلہ تیار ہو رہا ہے‘ میرے نبی تجارت کی غرض سے تاجر بن کر جا رہے ہیں‘ یہ آپ کا اپنا مال نہیں‘ بلکہ بے گانہ ہے‘ سیدہ خدیجہ میسرہ نامی اپنے غلام سے کہتی ہیں کہ مکہ سے نکلتے وقت مہار محمد (ﷺ) پکڑیں گے‘ مکہ سے باہر جا کر مہار تو پکڑ لے گا اور محمد (ﷺ) سواری پر سوار ہوں گے‘ قافلہ جا رہا ہے‘ لوگ اپنے اپنے قافلہ والوں کو الوداع کر رہے ہیں‘ میرے نبی کی پھوپھیاں اور چچے بھی میرے مصطفےٰ ﷺ کو الوداع کرنے کے لئے جا رہے ہیں‘ میرے پاک محمد ﷺ کی پھوپھی سیدہ عاتکہ رضی اللہ عنہا کی آنکھوں میں آنسو جاری ہیں‘ کہتی ہیں عبداللہ‘ قبر سے باہر نظر دوڑا کر دیکھ‘ آج تیرا یتیم لوگوں کی مزدوری کرنے کے لئے دوسرے ملکوں میں جا رہا ہے۔

قربان جاؤں! میرے نبی شام یا مصر کے علاقہ میں تجارت کی غرض سے پہنچے‘ میسرہ نامی غلام بیان کرتا ہے‘ میں دیکھتا تھا فرشتے محمد ﷺ کے اوپر اپنے پروں سے سایہ

کر دیتے تھے۔

میرے دوستو! میرے نبی مصر کے بازار میں مال لے کر گئے تو وہاں آپ نے مال کے ڈھیر لگا دیئے' میرے نبی ﷺ سامان کے ڈھیروں پر کھڑے ہو کر فرماتے ہیں لوگو! یہ سامان اچھا ہے' یہ سامان ہلکا ہے' یہ کھجوریں گیلی ہیں' یہ کھجوریں اچھی ہیں اور یہ مکس ہیں' سارے دوکاندار اکٹھے ہو کر میرے مصطفیٰ ﷺ کو دیکھ کر حیران ہوتے ہیں اور آپس میں باتیں کرتے ہیں کہ ایک تاجر مکہ سے آیا ہے جو اپنے مال سے خود ہی نقص نکال رہا ہے۔

ایک دفعہ میرے نبی ایک منڈی میں اونٹ لے کر گئے' آپ اپنے ساتھی کو فرمانے لگے اگر سودا ہو جائے تو ان کو بتا دینا کہ ایک اونٹ میں نقص ہے' وہ دو میل چلنے کے بعد اس کا پٹھہ کمزور پڑ جاتا ہے۔ میرے مصطفیٰ ﷺ کسی کام چلے گئے' نبی ﷺ واپس تشریف لائے تو آپ کے آنے تک اونٹ کا سودا ہو چکا تھا' آپ ﷺ پوچھتے ہیں' کیا سودا ہو چکا ہے' ساتھی عرض کرتا ہے' جی سودا ہو چکا' میرے نبی فرماتے ہیں جس اونٹ میں نقص تھا' کیا وہ بتایا تھا یا نہیں؟ وہ عرض کرتا ہے آقا مجھے نقص بتانا تو یاد ہی نہیں رہا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں پھر ان کے ساتھ تو دھوکہ ہو گیا ہے' میرے نبی گھوڑا لیتے ہیں اور مسلسل کئی گھنٹے ان کے پیچھے سفر طے کر کے اس قافلہ سے ملتے ہیں۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں تم اونٹ کہاں سے لے کر آئے ہو' یہ قافلے والے کہتے ہیں کہ ہم فلاں جگہ سے لے کر آئے ہیں' آپ ﷺ فرماتے ہیں: ان اونٹوں میں ایک اونٹ نقص والا ہے' تم اس کی قیمت کم کر لو یا ہمیں واپس کر دو' یہ کہتے ہیں: جس طرح آپ کی مرضی ہے' میرے مصطفیٰ ﷺ نے آدھی قیمت واپس کر دی' یہ اپنے ملک میں چلے گئے' چند سالوں کے بعد میرے نبی نے نبوت کا اعلان کیا' آپ ﷺ فرماتے ہیں لوگو! میں اللہ کا سچا نبی ہوں' ان کو وہاں بیٹھے پتہ چلا کہ جس آدمی نے ہمیں اونٹ کی آدھی قیمت واپس کر دی تھی' وہ کہتا ہے کہ میں اللہ کا نبی ہوں' انہوں نے وہاں بیٹھے ہی کلمہ پڑھا اور مسلمان بن گئے' لوگ کہتے ہیں: یار اس کو دیکھو تو سہی' اس کا کردار کیسا ہے' یہ کہتے ہیں: ایک دفعہ دیکھا ہے اب

دیکھنے کی ضرورت کیا ہے' جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ دھوکہ نہیں کرتا وہ رب کے ساتھ کیسے دھوکہ کرسکتا ہے۔

طارق محاربی کہتے ہیں: ہم مال فروخت کرنے کے لئے مدینہ آئے' ربذہ نامی جگہ پر ہم نے ڈیرہ لگا دیا' ایک آدمی جس نے سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں' وہ ہمارے پاس آ کر کہتا ہے' کیا تم نے یہ اونٹ بیچنا ہے' ہم نے کہا جی بیچنا ہے' وہ کہتا ہے کتنے پیسے لو گے' ہم نے کہا اتنے پیسے لیں گے' ہم نے جتنے پیسے کہے تو وہ کہنے لگا ٹھیک ہے' سودا منظور ہے' سودا ہو گیا تو اس نے اونٹ کی مہار پکڑی اور مدینہ کی طرف چلا گیا' بعد میں ہمیں خیال آیا کیا کسی کو اس کے نام کا بھی پتہ ہے؟ سب نے کہا ہمیں پتہ ہی نہیں کہ اس کا نام کیا ہے' اس کے باپ کا کیا نام ہے' یہ کون سے محلہ میں رہتا ہے' قافلہ والے کہنے لگے اب ہم اونٹ گنوا بیٹھے' قافلہ والوں کے ساتھ ایک برقعہ پوش خاتون اپنے ہودج میں بیٹھی ہوئی تھی' وہ کہنے لگی' اے قافلہ والو! یہ آدمی جو اونٹ لے کر گیا ہے' میں نے اس کا چہرہ بڑے غور سے دیکھا ہے' یہ چہرہ داؤ لگانے والا نہیں' اگر وہ اونٹ کے پیسے ادا نہ کرے گا تو میں اپنے پاس سے ادا کر دوں گی۔

کہتے ہیں: تھوڑی دیر گذری تو ہمارے اونٹ کی قیمت بھی آ گئی اور ہمارے کھانے کے لئے کھجوریں بھی آ گئیں۔

میرے بھائی! اللہ پاک نے آپ ﷺ کو دگنا منافع دیا' آپ ﷺ نے بڑی جلدی سودا خرید لیا اور بڑی جلدی فروخت ہو گیا' آپ ﷺ کو مال سستے داموں ملا اور مہنگے داموں فروخت ہوا' آپ ﷺ واپس مکہ آئے' میسرہ نامی غلام کہتا ہے کہ میں نے ایک اونٹ کو سجا کر اس پر محمد کریم ﷺ کو بٹھا دیا' میں نے کہا جاؤ' جا کر خدیجہ کو خوشخبری دو کہ اس دفعہ اللہ پاک نے بڑا منافع دیا ہے' میرے مصطفیٰ ﷺ خوشخبری دینے کے لئے جا رہے ہیں' سیدہ خدیجہ بھی دیکھ رہی تھیں کہ محمد (ﷺ) آ رہے ہیں اور بادلوں نے آپ ﷺ پر سایہ کیا ہوا ہے۔

میرے بھائیو! اگر اللہ کریم نے اپنے بندوں پر سایہ نہیں کرنا تو اس نے بادل کس لئے بنائے ہیں' اللہ پاک چاہیں تو اپنے اولیاء پر بھی سایہ کر دیں۔

مشکوٰۃ شریف میں لکھا ہے کہ اللہ کا ایک بندہ دھوپ میں جا رہا تھا' اللہ کریم نے بادل کو فرمایا میرا بندہ دھوپ میں جا رہا ہے' تو اس پر سایہ کر دے' اس بادل نے سایہ کر دیا' اب حضرت صاحب بادل کے سائے میں جا رہے ہیں' کوئی بے چارہ گناہ گار تھا وہ کہنے لگا' اللہ کا ولی سائے میں جا رہا ہے چلو ہم بھی فائدہ اٹھا لیتے ہیں' وہ بھی دوڑ کر حضرت صاحب کے ساتھ شامل ہو گیا کہ مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلو کیونکہ آپ پر بادل نے سایہ کیا ہوا ہے' اب ولی کو گھمنڈ آ گیا' وہ گناہ گار کو کہنے لگا ہم نے تو محنتیں کی ہیں اس لئے بادل ہم پر سایہ کرتے ہیں' تو سائے کا کیا لگتا ہے چل دھوپ میں ہو جا؟

میرے بھائی! اللہ کریم' رحمٰن ورحیم بھی ہے تو وہ جبار وقہار بھی ہے' اللہ پاک نے بادل سے فرمایا کہ اب گناہ گار پر سایہ کر دے اور اس نیک پر دھوپ رہنے دے۔

میرے نبی جا کر سیدہ خدیجہ کو بشارت دیتے ہیں کہ اللہ پاک نے دوگنا منافع عطا فرمایا ہے' سیدہ خدیجہ ایک خواب بھی دیکھ چکی تھیں' سیدہ خدیجہ کا رشتہ دار ورقہ بن نوفل عیسائی مذہب سے تعلق رکھتا تھا' سیدہ خدیجہ اسے جا کر کہتی ہیں اے ورقہ مجھے ایک خواب آئی ہے؟ ورقہ کہنے لگے بی بی تجھے کیا خواب آئی ہے' سیدہ خدیجہ فرماتی ہیں' مجھے یہ خواب آئی ہے کہ آسمان کا چاند اتر کر میری جھولی میں آ گیا ہے' ورقہ بن نوفل کہتے ہیں: بی بی اگر تیرا خواب سچا ہے تو پھر تو آخری نبی کی بیوی بننے والی ہے۔

سیدہ میرے نبی کی امانت دیانت' برکات اور رحمتیں دیکھ کر نفسہ نامی لونڈی کے ذریعہ میرے مصطفےٰ علیہ السلام کو پیغام بھیجتی ہیں' محمد (ﷺ) اگر آپ شادی کریں تو خدیجہ شادی کرنے کیلئے تیار ہے' آپ ﷺ فرماتے ہیں' میں شادی تو کر لوں لیکن ابھی میری جیب اجازت نہیں دیتی۔

میں تاریخ کی ایک کتاب میں پڑھ رہا تھا' سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو عرض

کرتے ہیں' آقا! شادی آپ کی ہوگی خرچہ میں کروں گا' اس طرح سمجھیں آقا شادی محمد ﷺ کی ہوگی' جوڑا صدیق بنا کر لائے گا۔

میرے مصطفیٰ ﷺ نے اپنے چچاؤں کو بتایا تو چچے کہنے لگے' محمد ﷺ آپ کو اور کیا چاہیے' اتنی مالدار خاتون آپ کو خود پیشکش کر رہی ہے' ویسے بھی سیدہ خدیجہ کی طہارت اور پاکدامنی پورے مکہ میں مشہور تھی' نکاح کے وقت نبی پاک ﷺ کی عمر پچیس سال اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس سال ہے' اب ذرا دوسری طرف آنا' جب میرے مصطفیٰ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو اس وقت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر چھ سات سال ہے اور میرے پاک محمد ﷺ کی عمر ترپن سال ہے' معلوم ہوتا ہے کہ اگر عمر کم یا زیادہ ہو تو کوئی بات نہیں۔

میرے دوستو! شادی کے دن مقرر ہو گئے' اب میرے پاک محمد ﷺ کی بارات جا رہی ہے' میرے محمد ﷺ کے چچا وغیرہ بارات کے ساتھ ہیں' اللہ ذوالجلال کی قسم ہے' ڈھول اور باجوں والے ساتھ نہیں تھے' بعض لوگ کہتے ہیں: فوجی بینڈ کا کیا ڈر ہے۔

ابن ماجہ میں لکھا ہے' مدینہ کا ایک گلوکار نبی پاک علیہ السلام کے پاس آ کر کہتا ہے' آقا میں بانسری اور ڈھولکی بجا کر بادشاہوں کی پرانی کہانیاں بیان کر کے اپنے بچوں کے لئے روزی کما لیتا تھا' اب آپ مدینہ تشریف لے آئے ہیں' آپ مجھے اجازت دے دیں میں اچھی باتیں کر کے ڈھولکی اور بانسری بجا کر اپنے بچوں کی روزی اکٹھی کر لیا کروں؟ میرے نبی فرماتے ہیں اے مدینہ کے گلوکار میں محمد ﷺ تجھے اچھی باتیں کر کے ڈھول بجانے کی اجازت نہیں دوں گا' میں تجھے روکوں گا' اگر تو پھر بھی باز نہ آیا تو میں اپنے مجاہدوں کو حکم دوں گا وہ تیرا سر مونڈ کر تجھے مدینہ سے باہر نکال دیں گے۔

نبی ﷺ کی بارات مکہ کی مالدار خاتون سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف جا رہی ہے' اللہ ذوالجلال کی قسم ہے' اس وقت ماں باپ اور بھائیوں کی ضرورت ہے لیکن میرے محمد ﷺ کے سر پر ہاتھ رکھنے والا کوئی نہیں' میرے مصطفیٰ ﷺ کی بارات پہنچ گئی' نکاح کی مجلس

منعقد ہوئی‘ سردار ابوطالب نے اس وقت کے مذہب کے مطابق نکاح پڑھایا‘ مکہ والے اپنے آپ کو دین ابراہیم پر سمجھتے تھے‘ وہ کہتے تھے کہ ہم دین ابراہیم پر ہیں لیکن انہوں نے اپنے دین میں بگاڑ ڈال رکھے تھے۔

مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ ''الرحیق المختوم'' میں لکھتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے نکاح پر بیس اونٹنیاں حق مہر مقرر کی گئیں جو اللہ کے نبی ﷺ کو سردار عبداللہ کی طرف سے ورثہ میں ملی تھیں۔

ایک دن آپ ﷺ فرماتے ہیں‘ خدیجہ ہو سکتا ہے میرا تیرا نبھا نہ ہو کیونکہ تو مالدار خاتون ہے اور میں محمد ﷺ غریب ہوں‘ تو ام المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا مکہ والوں کو گواہ بنا کر کہتی ہیں اے مکہ والو! گواہ ہو جاؤ‘ آج کے بعد میرا مال‘ میرا نہیں‘ بلکہ یہ محمد ﷺ کا مال ہے

اور اللہ کریم بھی قرآن پاک میں یہی فرما رہے ہیں۔

اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ○ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ○ (الضحی:۶-۷)

محبوب آپ یتیم تھے میں نے آپ کو جگہ دی‘ آپ غریب تھے میں نے آپ کو مال دے کر غنی کر دیا۔

اللہ پاک نے آپ ﷺ کو ایسی درد و وفا والی بیوی عطا فرمائی جو نبی ﷺ کے ہر دکھ میں شریک ہوئی‘ اللہ پاک نے آپ ﷺ کو ام المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے اولاد عطا فرمائی‘ اللہ پاک نے پہلے بیٹا عطا فرمایا تو میرے نبی ﷺ نے اس کا نام ''قاسم'' رکھا‘ پھر اللہ پاک نے بیٹی دی‘ تو میرے نبی ﷺ نے اس کا نام زینب رضی اللہ عنہا رکھا‘ پھر اللہ کریم نے بیٹا دیا تو میرے نبی ﷺ نے اس کا نام عبداللہ رکھا‘ اللہ پاک نے پھر بیٹی دی تو میرے نبی ﷺ نے اس کا نام رقیہ رضی اللہ عنہا رکھا‘ اللہ پاک نے پھر بیٹی دی تو میرے نبی ﷺ نے اس کا نام ام کلثوم رضی اللہ عنہا رکھا۔ اللہ کریم نے میرے نبی ﷺ کو پھر بیٹی عطا فرمائی تو آقا علیہ السلام نے اس کا نام فاطمہ رضی اللہ عنہا رکھا‘ اللہ پاک نے آپ کی بیوی سیدہ خدیجہ سے

میرے مصطفیٰ ﷺ کو چار بیٹیاں اور دو بیٹے عطا فرمائے لیکن بیٹے بچپن میں ہی واپس لے لئے۔

نبی ﷺ ام المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اتنا یاد کرتے تھے' آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ خدیجہ' خدیجہ ہی تھی' میرے نبی ﷺ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کی طرف تحفے تحائف بھیجا کرتے تھے۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے عرض کیا آقا' وہ ایک بوڑھی خاتون تھی' آپ جب بھی بولتے ہیں خدیجہ' خدیجہ ہی کہتے ہیں؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں: عائشہ! تجھے کیا پتہ ہے اس نے میرا اس وقت ساتھ دیا جب لوگوں نے میری مخالفت کی۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔



معراج النبی ﷺ (1)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ o (بنی اسرائیل :1)

ہر قسم کی حمد وثناء اللہ رب رحمٰن کے لئے' بے شمار اور ان گنت درود وسلام سید الاولین والآخرین' امام کائنات' جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی پر۔

دوستو اور بزرگو! آج کے خطبہ جمعہ میں پندرہویں پارہ سے سورۂ بنی اسرائیل کی پہلی آیت مبارکہ آپ کے سامنے پڑھی ہے' اللہ مالک سے دعا ہے کہ اللہ پاک مجھے صحیح بیان کرنے اور پھر ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

دوستو! اس آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے محبوب کا ایک بہت بڑا معجزہ بیان کیا ہے' معجزہ وہ ہوتا ہے جس کو عقل تسلیم نہ کرے لیکن اللہ پاک جس طرح ہیں کر کے دکھلا سکتے ہیں' آدمی زمین سے آسمان پر چلا جائے اور رات کے کچھ حصہ میں ہزاروں میلوں کا سفر طے کر کے راتوں رات واپس آجائے' یہ عقل نہیں مانتی لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں جس طرح چاہوں کر سکتا ہوں' اسی لئے اللہ پاک بات شروع کرنے سے پہلے سبحان کا لفظ لائے ہیں کہ میں رب وہ بات بتانے لگا ہوں جس میں کوئی نقص اور کمزوری نہیں' جو ذات ہر قسم کے عیب اور غلط بیانی سے پاک ہے' میں وہ اللہ اپنے محبوب کو معراج کروانے لگا ہوں' اللہ پاک نے پہلے اپنی پاکی بیان کر کے بتایا ہے کہ جس طرح مجھ میں کوئی نقص نہیں' میری ذات پاک ہے' اسی طرح میرے محبوب کے قصہ معراج میں بھی کسی قسم کی کوئی کمزوری نہیں ہے۔

نبی علیہ السلام نے دس سال مکہ مکرمہ میں وعظ فرمائی' جس سال سردار ابو طالب اور سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا وفات پاگئیں' اس سال کا نام "عام الحزن" یعنی غم کا سال ہے' پھر آپ طائف تشریف لے گئے کہ شاید وہاں کے لوگ ہی کلمہ پڑھ لیں' میں مکہ کے لوگوں کو آسانی سے وعظ کرسکوں' لیکن انہوں نے بھی انتہا کردی' کائنات کے سردار علیہ السلام فرماتے ہیں' انہوں نے اتنے پتھر مارے کہ اتنی تکلیف مجھے ساری زندگی میں کبھی نہیں آئی۔

اللہ پاک نے اپنے محبوب کے یہ تمام دکھ مٹانے اور ساری پریشانیاں دور کرنے کے لئے نبوت کے دسویں سال ماہ رجب میں بیت اللہ سے بیت المقدس تک' بیت المقدس سے آسمانوں تک اور آسمانوں سے جنت تک اپنے محبوب کو سیر کروا دی' اللہ پاک یہ بتانا چاہتے ہیں' اے میرے محبوب! آپ کو بڑی تکالیف آئی ہیں لیکن میں نے آپ کی شان بھی بڑی اونچی بنائی ہے۔

میرے بھائی! ہر نبی کو معرج ہوئی۔
کسی کو کوہ طور پر' لیکن وہ بھی زمین پر۔
کسی کو ماں کی گود میں' لیکن وہ بھی زمین پر۔
کسی کو کنعان کے کنویں میں' لیکن وہ بھی زمین پر۔
کسی کو آگ میں' لیکن وہ بھی زمین پر۔

تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ پاک نے معراج کروائی ہے لیکن زمین پر کروائی ہے اور جب اللہ کے محبوب ﷺ کی باری آئی تو اللہ پاک نے فرمایا' محبوب وہ سب زمین پر سجتے تھے لیکن آپ ساتوں آسمانوں کے اوپر سجتے ہیں' اسی لئے مولانا رحمہ اللہ فرماتے ہیں ع

محمد دے رتبے نوں پا کوئی نئیں سکدا
جہاناں دی رحمت سدا کوئی نئیں سکدا
جتھے رات معراج سرکار پہنچے
ستاں فلکاں نوں چیر جا پار پہنچے

نبی جی دے رتبے نوں پا کوئی نئیں سکدا

آپ علیہ السلام کو معراج کس طرح ہوئی' اللہ پاک نے اپنے محبوب کو کس پاک جگہ سے معراج کروائی ہے؟

آمنہ کے لال اور ساری کائنات کے سردار علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں بیت اللہ کے قریب حطیم میں سویا ہوا تھا اور دوسری روایت' میں ام ہانی کے گھر سویا ہوا تھا۔ (ام ہانی سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بہن اور سردار ابو طالب کی بیٹی ہیں)

پہلی رات صرف اتنا ہوا کہ تین فرشتے آئے' ایک کہنے لگا' یہ کون ہیں؟ دوسرا کہتا ہے کہ یہ سارے جہان سے افضل ہیں' تیسرا کہتا ہے' پھر اس کو لے چلو۔

دوسری رات جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے بڑے ادب واحترام سے اٹھا کر زمزم کے کنوئیں کے پاس لے گئے اور وہاں میرا سینہ چاک کر کے میرا دل نکالا اور اسے زمزم سے دھویا' پھر سونے کے ایک طشت میں نورِ ایمان کا پیالہ تھا' وہ میرے دل میں ڈال کر سلائی کر دیا گیا' جناب جبرائیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں کہ محبوب آج اللہ پاک نے آپ کو بلایا ہے ؏

اللہ ولوں جبرائیل نوں حکم ہویا ایسے وقت زمین دی طرف دھا جا
آکھیں میرے محبوب نوں جا کے تے میری الفتاں دا آکے مُل پا جا
نالے ستاں آسماناں دی سیر کر جا اپنی دس جا ساڈی سن سنا جا
چھیتی جا جبرائیل نہ دیر لاویں لے کے میرے محمد نوں انج آجا

نبی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے پاس براق لائی گئی (براق' برق سے ہے' براق ایک سفید رنگ کی سواری ہے جو خچر سے چھوٹی اور گدھے سے بڑی ہے) جبرائیل علیہ السلام مجھے کہتے ہیں: اے محمد ﷺ! اس پر بیٹھ جائیں۔

یہاں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صرف نبی پاک ﷺ کی روح کو معراج نہیں ہوئی' صرف روح کو سواری پر بٹھانے کی کیا ضرورت ہے' روح تو ویسے ہی اڑتی پھرتی ہے' پتہ

نہیں یہ رات کو کہاں پہنچی ہوتی ہے۔ براق لانے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ پاک نے جسم اور روح کے ساتھ اپنے محبوب کو سیر کروائی ہے۔

نبی اکرم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر میں نے صرف خواب میں دیکھا ہے' پھر تو جھگڑا ہی کوئی نہیں' عجیب خواب تو آ ہی سکتے ہیں' اللہ پاک کو معلوم تھا' ایک وقت آنا ہے کہ میرے محبوب کے امتیوں نے ہوائی جہاز تیار کر کے اڑنا ہے اور سیر کرنا ہے' اس لئے میں اپنے محبوب کو براق پر بٹھا کر سات آسمانوں کی سیر کروا دیتا ہوں' کیونکہ نبی کا معجزہ اس طرح کا ہوتا ہے جس طرح قوم کے حالات ہوں۔

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں' براق اتنی تیز کہ جہاں اس کی نگاہ ہوتی تھی وہاں اس کا پہلا قدم ہوتا تھا' میں براق پر بیٹھنے لگا تو براق اپنی شوخی دکھانے لگی اور اچھلنے کودنے لگی' جبرائیل علیہ السلام نے براق کا کان پکڑ کر اس کے کان میں کہا' اے براق! پہلے تیرے اوپر اور نبی سوار ہوتے رہے ہیں' سن لے! آج جو ہستی تجھ پر سوار ہونے لگی ہے' اللہ پاک نے اس جیسی اور کوئی ہستی نہیں بنائی' آج تجھ پر رب کے محبوب نبی محمد ﷺ سوار ہونے لگے ہیں' یہ سن کر براق پسینے سے شرابور ہو گیا' میں براق پر بیٹھ گیا' سفر کی منزلیں طے ہونا شروع ہو گئیں۔

میرے نبی علیہ السلام کے دو اہم سفر ہیں' ایک مکہ سے مدینہ کا اور ایک مکہ سے آسمان کا' زمین کے سفر کے ساتھی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں اور آسمان کے سفر کے ساتھی حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں' وہ نوریوں کے سردار اور یہ انبیاء علیہم السلام کے بعد خاکیوں کے سردار ہیں' آج تک کوئی شخص سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مقام کو نہیں پہنچ سکا۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات آسمان پر بڑے ستارے تھے' میری نظریں آسمان کے ستاروں پر پڑ گئیں' میں نے عرض کیا آقا! جتنے آسمان کے ستارے ہیں کیا اتنی بھی کسی کی نیکیاں ہو سکتی ہیں' آپ ﷺ فرماتے ہیں' عائشہ! میرے عمر کی نیکیاں آسمان کے ستاروں جتنی ہیں' ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا گھبرا گئیں' عرض

کرتی ہیں آقا اگر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی اتنی نیکیاں ہیں تو میرے بابا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نیکیاں کہاں گئیں؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں عائشہ تو گھبرا گئی ہے' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی ساری زندگی کی نیکیاں اتنی ہیں اور تیرے باپ کی ایک رات کی نیکیاں اتنی ہیں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کرتے تھے' یار کوئی سودا کرنا ہے تو کر لے' مجھے وہ ایک رات دے دے اور مجھ سے ساری راتیں لے لے۔

میرے بھائی! براق یہاں سے چلی اور یثرب کے ایک علاقہ جس کو "مدینة النبی" کہتے ہیں: جہاں کھجوریں ہی کھجوریں ہیں' آپ ﷺ فرماتے ہیں' جرائیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ اے محمد ﷺ یہ آپ کی ہجرت گاہ ہے' آپ نے ہجرت کر کے یہاں آنا ہے' اس لئے آپ بطور برکت یہاں دو رکعات پڑھ لیں' چنانچہ آپ علیہ السلام نے وہاں دو رکعات نماز نفل ادا کی۔

نبی علیہ السلام فرماتے ہیں: جب آگے گئے تو آگے ایک کھلا اور چٹیل میدان تھا' جرائیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں آقا یہاں بھی دو رکعات پڑھ لیں' یہ مدین کا علاقہ ہے' آگے گئے تو آگے بیت اللحم آ گیا' جہاں جناب عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے' جرائیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں آقا! یہاں بھی دو رکعات پڑھ لیں' ہم آگے کوہ طور پر چلے گئے' جرائیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں' محبوب! یہ کوہ طور ہے' جہاں موسیٰ علیہ السلام کو معراج ہوئی تھی' آپ یہاں بھی دو رکعات پڑھ لیں۔

نبی ﷺ فرماتے ہیں مجھے دائیں طرف سے آواز آئی' محمد ﷺ میری بات سننا' جرائیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں' آقا اس کی بات نہ سننا' بائیں طرف سے آواز آئی' یہ بھی کہتا ہے میری بات سننا' جرائیل علیہ السلام نے اس کی بات بھی نہ سننے دی۔ آگے دیکھا ایک بوڑھی بیٹھی ہوئی ہے' یہ بھی شور کر رہی ہے' کہتی ہے محمد ﷺ میری بات سننا' جرائیل علیہ السلام کہتے ہیں: آقا! اس کی بات بھی نہ سننا' آپ علیہ السلام فرماتے ہیں' جرائیل کیا بات ہے؟

جرائیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں' وہ جو دائیں طرف بیٹھا ہوا شور کر رہا تھا وہ یہودیوں کا

داعی تھا' اگر آپ اس کی بات سن لیتے تو آپ کی امت نے یہودی ہو جانا تھا۔ بائیں طرف والا عیسائیوں کا داعی تھا' اگر آپ اس کی بات سن لیتے تو آپ کی امت نے عیسائی ہو جانا تھا اور جو بوڑھی عورت بیٹھی ہوئی تھی یہ دنیا ہے اگر آپ اس کی بات سن لیتے تو آپ کی امت نے دنیا دار بن جانا تھا۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں' ہم آگے جا رہے ہیں' اب اللہ پاک نے وہ نشانیاں دکھانا تھیں جن کا تذکرہ اللہ پاک نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ٥ (بنی اسرائیل:۱)

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ ایک جماعت فصل کاٹ کر پیچھے ہٹتی ہے تو ان کی فصل پھر چھتوں کے برابر ہو جاتی ہے' ان کی کھیتیاں ختم ہونے کو ہی نہیں آتیں' ان کی فصلیں بڑھتی ہی جا رہی ہیں' یہ فصل کاٹتے ہیں اور یہ پھر بڑھ جاتی ہے' میں نے پوچھا جبرائیل یہ لوگ کون ہیں' جناب جبرائیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں' آقا یہ آپ کی امت کے وہ افراد ہیں جو اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے جہاد کرتے تھے' یہ مجاہد ہیں اور مجاہدوں کی نیکیاں ختم ہی نہیں ہوتیں۔

اللہ پاک نے مجاہدین کو اتنی شان دی ہوئی ہے' فرمایا اگر وہ فوت بھی ہو جائیں تو تم ان کو مردہ نہیں کہہ سکتے' اس لئے کہ انہوں نے کام ہی ایسا کیا ہے' کیا جہاد معمولی چیز ہے؟

صحیح بخاری شریف کی حدیث ہے' سیدنا حارثہ رضی اللہ عنہ دراز قد نوجوان بدر کی لڑائی میں جا رہا ہے' راستہ میں نامعلوم سمت سے ایک تیر آیا جو سیدنا حارثہ رضی اللہ عنہ کے حلق میں لگا' سیدنا حارثہ رضی اللہ عنہ وہیں گرے اور شہید ہو گئے' آپ کی والدہ کو پتہ چلا کہ میرا بیٹا میدان کارزار میں پہنچنے سے پہلے ہی شہید ہو گیا ہے' آپ کی والدہ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آ کر کہتی ہے' آقا ابھی میرا حارثہ میدان جنگ میں پہنچا نہیں تھا کہ پہلے ہی نامعلوم تیر سے قتل ہو گیا ہے' مجھے بتائیں اگر میرا حارثہ شہید ہوا ہے تو میں شکرانہ کے نوافل پڑھوں کہ میں بھی شہید کی ماں بن گئی ہوں اور اگر شہید نہیں ہوا تو تب بھی مجھے بتا دیجئے تاکہ

میں تھوڑی دیر اس کی قسمت پر آنسو بہا لوں؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں' اے ام حارثہ تو کیوں پریشان ہے' تیرے بیٹے کو رب تعالیٰ نے وہ جنت دی ہے' جس کی چھت اللہ تعالیٰ کا عرش ہے' وہ تو جنت الفردوس میں پہنچ گیا ہے' اللہ پاک نے اس کی شہادت بھی قبول فرمالی ہے' مجاہدین کے بارہ میں قرآن کہتا ہے:

وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ○ (البقرۃ:۱۵۴)

جو میری راہ میں شہید ہو جاتے ہیں' اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر دیتے ہیں' ان کو مردے بھی نہ کہا کرو۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں' میں مجاہدین کو دیکھ کر آگے چلا گیا' آگے میں نے ایک شخص دیکھا جو لیٹا ہوا تھا اور ایک شخص اس کے سر کی جانب پتھر پکڑ کر بیٹھا ہوا تھا' وہ اس کے سر پر پتھر مارتا تھا تو اس کا سر چور چور ہو جاتا تھا' پتھر پھسل کر دور چلا جاتا' وہ پتھر لینے کے لئے جاتا تو اس کے آنے تک اس کا سر پھر درست ہو جاتا' یہ پھر پتھر مارتا' میں نے پوچھا جبرائیل' جس کا سر پتھروں سے کچلا جا رہا ہے یہ شخص کون ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں محبوب یہ آپ کی امت کا وہ شخص ہے جس کا سر اذان سن کر بھاری ہو جاتا تھا' یہ آپ کی امت کا بے نماز ہے' قیامت تک بے نماز کا سر اسی طرح کچلا جاتا رہے گا۔

اللہ جانتا ہے جتنا بڑا گناہ گار بے نماز ہے اتنا بڑا گناہ گار ہی کوئی نہیں' سب سے بڑا گناہ ترک نماز ہے۔

علامہ منذری رحمہ اللہ نے الترغیب میں لکھا ہے کہ ایک عورت جناب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آ کر کہتی ہے اے اللہ کے نبی! میں سچی توبہ کرنا چاہتی ہوں' کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے' اللہ کے نبی علیہ السلام فرماتے ہیں اے بی بی تو پہلے اپنا گناہ تو بتا' تو نے کیا گناہ کیا ہے؟

وہ بی بی کہتی ہے' اے اللہ کے نبی! پہلا گناہ تو یہ ہے کہ میں نے زنا کیا ہے' دوسرا گناہ یہ ہے کہ جو بچہ پیدا ہوا ہے' میں نے اپنا عیب چھپانے کے لئے اسے جنم دیتے ہی

اس کا گلا دبا کر قتل کر دیا ہے' آپ مجھے یہ بتائیں کیا میرے لئے بھی معافی ہے یا نہیں' کیا اللہ پاک مجھے بھی معاف کر دیں گے یا نہیں؟

سیدنا موسیٰ علیہ السلام جلالی طبیعت کے آدمی تھے' فرماتے ہیں تو اتنی گناہ گار کیسے بچ کر پھر رہی ہے' تجھ پر آسمان سے پتھر کیوں نہیں گرے' تجھے آگ نے کیوں نہیں جلایا' تو ہلاک اور تباہ کیوں نہ ہوئی' میرے دربار سے جلدی جلدی نکل جا' مجھے خطرہ کہیں تجھ پر عذاب الٰہی نہ آ جائے' یہ بی بی روتی ہوئی ٹوٹا ہوا دل لے کر واپس جا رہی ہے' آسمان سے جبرائیل علیہ السلام آ گئے' عرض کرتے ہیں حضرت جی! مجھے آسمان والے نے بھیجا ہے کہ جا کر میرے نبی موسیٰ علیہ السلام کو بتا دو' آپ نے اس بی بی کو واپس بھیج دیا ہے' یہ بی بی اتنی گناہ گار نہیں جتنا بے نماز گناہ گار ہے' اس کا گناہ کم ہے اور بے نماز کا گناہ زیادہ ہے۔

میرے بھائی! یہاں گھروں کے گھر اور محلوں کے محلے بے نماز ہیں۔

اگر باپ نماز پڑھتا ہے تو بیٹا نماز نہیں پڑھتا۔

اگر بیٹا پڑھتا ہے تو باپ نہیں پڑھتا۔

اگر میاں پڑھتا ہے تو بیوی نہیں پڑھتا۔

اگر بیوی پڑھتی ہے تو میاں نہیں پڑھتا۔

بے نماز اتنا بڑا گناہ گار ہے کہ اللہ پاک بے نماز کی کوئی عبادت قبول ہی نہیں کرتے۔ قیامت کا دن ہوگا' بے نماز شخص فرعون' ہامان' قارون اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا اور نمازی کہاں ہوگا؟

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی خدمت کرتا تھا' مثلاً آپ کا جوتا سیدھا کرنا' آپ کا بستر بچھا دیتا' لوٹا پکڑ کر باہر چلے جانا' آپ ﷺ فرماتے ہیں' ربیع یار تو شادی کیوں نہیں کروا لیتا' سیدنا ربیع رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں آقا اگر شادی کروا لی تو میں بیوی بچوں میں پھنس جاؤں گا' میں چاہتا ہوں کہ ہر وقت آپ کو دیکھتا ہی رہوں' گویا سیدنا ربیع رضی اللہ عنہ کہتے ہوں گے ؏

دل نبی دے پیار کولوں رجدا ای نئیں
مینوں ایہو جیا سوہنا' ہور لب دا ای نئیں
سوہنے نبی دی زبان' ساڈے واسطے قران
کسے ہور دا بیان' چنگا لگ دا ای نئیں

ایک دن میرے نبی اتنے خوش ہوئے' آپ ﷺ فرماتے ہیں' "سَلْ مَا شِئْتَ" اے میرے ربیع! آج جو مانگنا ہے' مانگ لے' تو آج جو مانگے گا میں رب سے لے کر دوں گا' مجھے تو اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا ربیع ﷺ سوچ میں پڑ گئے ہوں گے' کیا مانگوں؟

اگر اولاد مانگوں تو نبی پاک علیہ السلام کا اٹھارہ ماہ کا ابراہیم گود خالی کر گیا ہے۔
اگر رزق مانگوں تو نبی پاک علیہ السلام کے چولہے میں چالیس چالیس دن آگ نہیں جلتی ادھر سرکار فرما رہے ہیں' "سَلْ مَا شِئْتَ" مانگ کیا مانگتا ہے' سیدنا ربیع رضی اللہ عنہ سوچ سوچ کر کہتے ہیں: محبوب! میں مانگنے لگا ہوں؟ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کیا چاہتا ہے؟ سیدنا ربیع رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں' محبوب مجھے کسی اور چیز کی ضرورت نہیں' اگر رب سے لے کر دے سکتے ہو تو "اَسْئَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ" جنت میں اپنا پڑوس لے کر دے دیں۔

صحیح بخاری شریف کی حدیث ہے کہ نبی پاک ﷺ کا چوبارہ ساری جنت سے اوپر ہے' جس طرح نبی کریم علیہ السلام کی شان اور مقام اونچا ہے' اسی طرح آپ کا گھر بھی اونچا ہے۔
سیدنا ربیع رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں آقا! یہ تو مجھے معلوم ہے کہ آپ کا مقام بہت اونچا ہے لیکن جہاں سے آپ نے اترنا اور چڑھنا ہے وہاں تھوڑی سی جگہ لے کر دے دینا تاکہ اترتے اور چڑھتے ہوئے میں آپ کی زیارت کرتا رہوں' آپ علیہ السلام فرماتے ہیں' اے میرے صحابی! میرا پڑوس لینا بہت بڑا کام ہے' اس کے لئے ایک کام تم کرو' پڑوس میں لے کر دے دوں گا' سیدنا ربیع رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں آقا کیا کروں؟ آپ ﷺ

فرماتے ہیں:

اَعِنِّیْ عَلٰی نَفْسِكَ بِكَثْرَتِ السُّجُوْدِ اَوْ بِكَثْرَتِ النَّوَافِلِ۔

میرے ربیع! زیادہ نفل تو پڑھا کر' رب کے آگے لمبے لمبے سجود تو کیا کر' اور پڑوس میں لے کر دے دوں گا۔

میرے بھائیو! اب جو فرض ہی نہیں پڑھتا' اس کا کیا بنے گا' اس لئے خود بھی نمازی بن جاؤ اور اپنی اولاد کو بھی نمازی بنالو' ورنہ قبر میں سر کچلا جائے گا۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں' ہم آگے گئے تو میں نے ایک اور شخص دیکھا جس کے آگے پیچھے اس کے ہونٹ لٹک رہے تھے' فرشتے اس کا مونہہ کھول کر آگ کے انگارے اس کے مونہہ میں ڈال رہے تھے' یہ نگلتا نہیں تھا لیکن وہ زبردستی ڈالے جا رہے تھے' میں نے پوچھا جبرائیل' یہ آدمی کون ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں آقا! یہ آپ کی امت کے وہ افراد ہیں جن کو اللہ پاک نے مال دیا تھا اور یہ اس مال کی زکوٰۃ نہیں دیتے تھے۔ اگر زکوٰۃ نہ دی جائے تو مال پاک ہی نہیں ہوتا' مال تب پاک ہوتا ہے اگر زکوٰۃ دی جائے۔

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں ہم آگے گئے تو ایک عجیب منظر دیکھا' ایک آدمی کے سامنے صاف ستھری ہنڈیا پڑی ہوئی ہے جس میں گوشت پکا ہوا تھا اس سے خوشبو آ رہی تھی اور دوسری طرف گندگی پڑی ہوئی تھی' یہ وہ صاف ستھری ہنڈیا چھوڑ کر گندگی کھا رہا تھا' میں نے پوچھا جبرائیل' یہ شخص کون ہے' جو اچھا اور بھنا ہوا گوشت چھوڑ کر گندگی کھا رہا ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں' آقا یہ آپ کی امت کا وہ شخص ہے جو اپنی حلال بیوی چھوڑ کر غیروں کی طرف دیکھتا تھا' اسے اپنی بیوی اچھی نہیں لگتی تھی' اس لئے اللہ پاک نے اس کو یہ سزا دی ہے' اسے قیامت تک اس طرح سزا ملتی رہے گی۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں' ہم آگے چلے گئے' آگے ایک لڑکی کھڑی ہوئی تھی' جو ہر گذرتے ہوئے آدمی کے کپڑے پھاڑ رہی تھی' میں نے کہا یہ کس کی مثال ہے؟ حضرت

جبرائیل علیہ السلام کہتے ہیں: آقا! یہ ان لوگوں کی مثال ہے جو راستوں میں بیٹھ کر لوگوں کو تنگ کرتے تھے اور لوگوں کی بہو بیٹیوں کو فحش مذاق کرتے تھے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں ہم آگے چلے گئے' وہاں میں نے ایک اور عجیب نقشہ دیکھا' ایک شخص نے بہت بڑی گٹھڑی باندھی ہوئی ہے' یہ اسے اٹھانا چاہتا ہے لیکن اس سے اٹھائی نہیں جاتی' اس کا کام تو یہ تھا کہ گٹھڑی کھول کر اس کا وزن کم کر لیتا لیکن یہ گٹھڑی تو پہلے ہی کافی بھاری ہے اور یہ اس میں اور وزن ڈال رہا ہے' میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام کہتے ہیں: آقا! یہ آپ کی امت کے وہ افراد ہیں جو بیگانہ حق کھانے والے ہیں' جو لوگوں سے ادھار لے لے کر کھاتے جاتے ہیں اور واپس کرنے کا نام نہیں لیتے' یہ وہ شخص ہے جو قیامت تک اسی طرح مصیبت میں ہی پڑا رہے گا۔

میرے بھائی! اگر کسی سے لینا دینا ہو تو انسان کو خود ہی صاف کرنا چاہیے' جنازے پر پچھلے اعلان تو کروا دیتے ہیں کہ اگر کسی نے کچھ لینا ہے تو لے سکتے ہیں لیکن میں نے دیکھا ہے اگر کوئی آ کر مطالبہ کرے کہ تو نے اس وقت اپنے مرنے والے کے قرض واپس کرنے کی ذمہ داری اٹھائی تھی اب پیسے دلاؤ' تو یہ کہتے ہیں کہ وہ اس کی قبر پڑی ہے جاؤ جا کر کھود کر اس سے اپنا قرض وصول کر لو۔

میرے بھائی! یہ معاملہ بڑا مشکل ہے' نبی علیہ السلام کے ساتھ جہاد کرتا ہوا ایک غلام شہید ہو گیا' لوگوں نے مبارک دی' اللہ کے نبی مبارک ہو' آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کس کی مبارک دیتے ہو؟ لوگوں نے عرض کیا یہ شہید ہو گیا ہے' آپ علیہ السلام فرماتے ہیں' تم مبارک دے رہے ہو' اس نے مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے داؤ لگا کر ایک چادر چھپا لی تھی وہ اللہ پاک نے آگ کی بنا کر اس پر ڈال دی ہے۔

اگر آپ کسی غریب یتیم کا حق یا کسی مسافر کو لوٹ کر کھائیں گے' کیا خیال ہے وہ معاف ہو جائے گا' وہ ہرگز معاف نہیں ہوگا' اس لئے آپ اپنا معاملہ دنیا میں صاف کر لیں' یہ لینے دینے والا معاملہ بڑا سخت ہے' لین دین کے معاملہ میں قیامت کے دن بعض

حاجی نمازی بھی قابو آئیں گے، حالانکہ لین دین کے بارہ میں اللہ کریم نے قران پاک میں سب سے بڑی آیت ہی یہ اتاری ہے "اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا" یعنی اپنا لین دین کا معاملہ صاف کرلو، اسے لکھ لیا کرو اور اسے ادا کرو، قیامت کے دن بعض لوگ اپنی نمازیں گنوا بیٹھیں گے، بعض لوگ روزے اور حج گنوا بیٹھیں گے، اس لئے معاملہ یہیں صاف کرلو، زندگی کا کوئی پتہ نہیں کہ کس وقت موت آ جائے گی، آدمی سرخرو ہو کر دنیا سے جائے، کسی کا کچھ دینا نہ ہو، ورنہ جنہوں نے حق لینے ہیں وہ قیامت کے دن گریبان سے پکڑ کر اللہ پاک کے دربار میں پیش کریں گے اور کہیں گے یا اللہ! یہ طاقتور تھا ہم کمزور تھے، یہ چوہدری اور سردار ہمیں آنکھیں دکھاتا تھا، ہم نے حق لینے ہی لینے ہیں، اللہ کے نبی علیہ السلام فرماتے ہیں: اللہ پاک فرشتوں سے فرمائیں گے، اس کا معاملہ صاف کر دو، اب کوئی نمازیں لے کر جا رہا ہے، کوئی حج لے کر جا رہا ہے۔

میں نے ایک روایت میں پڑھا ہے کہ تمام نیکیاں ختم ہو جائیں گی لیکن ایک شخص کا حق ابھی باقی ہوگا، فرشتے عرض کریں گے، یا اللہ! اب اس کے پاس اور کوئی چیز نہیں، اب کیا کریں؟ اللہ پاک فرمائیں گے اب لوگوں کے گناہ اٹھا کر اس کے سر پر رکھو، اس کو جہنم میں دھکا دے دو اور جن پر ظلم کرتا رہا ہے ان کو جنت عطا کر دو۔

اس لئے میرے بھائی لین دین وغیرہ کے آپس کے معاملات دینا کے اندر ہی صاف کرلو، اللہ پاک توفیق عطا فرمائے۔

میں انہیں الفاظ پر اکتفا کرتا ہوں، اللہ پاک عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔



معراج النبی ﷺ ②

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى o مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى o وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى o اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى o عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى o ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى o وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى o ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى o فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى o فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى o (النجم:۱-۱۰)

''قسم ہے ستارے کی جب وہ غروب ہوتا ہے' نہ آپ کا ساتھی بھولا ہے اور نہ ہی گمراہ ہوا ہے اور نہ ہی وہ اپنی مرضی سے بولتا ہے' آپ اس وقت بولتے ہیں جب اللہ پاک کی وحی آ جائے' جو میرے محمد (ﷺ) کو قران سکھایا ہے وہ قوت والے نے سکھایا ہے' جو بہت ہی زیادہ قوت والا ہے' وہ بلند ہوا اور وہ اوپر کناروں کے تھا' پھر وہ مصطفےٰ کے قریب ہوا' یا میرا مصطفےٰ قریب ہوا اور وہ ہوگیا ایک کمان کے برابر یا کمان سے بھی قریب' پھر وحی کی اس نے اپنے بندے کی طرف جو اللہ نے وحی کی۔''

ہر قسم کی حمد وثناء اللہ جل جلالہ کی ذات اقدس کے لئے' بے شمار اور ان گنت درود وسلام سید الاولین والآخرین' امام کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی پر۔

دوستو اور بزرگو! آج میں نے ستائیسویں پارہ سے سورۂ نجم کی چند آیات آپ کے سامنے پڑھی ہیں' اللہ مالک سے دعا ہے کہ مولا کریم مجھے صحیح بیان کرنے اور پھر ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

دوستو! ان آیات میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے آخری نبی جناب محمد ﷺ کی معراج کا قصہ بیان فرمایا ہے۔

پچھلے خطبہ میں آپ نے معراج کا ابتدائی واقعہ سنا' آج میں ان شاء اللہ' اللہ مالک کی توفیق اور آپ دوستوں' بزرگوں' بھائیوں کی دعا سے دوسرا حصہ بھی عرض کروں گا۔

میں نے پچھلے خطبہ جمعہ میں عرض کیا تھا کہ اللہ پاک نے اپنے محبوب کو بمعہ جسم سات آسمانوں کی سیر کروائی تھی' بعض لوگوں کے ذہن میں ہے کہ آدمی بشر ہو کر آسمانوں سے پار کیسے جا سکتا ہے' مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی پیاری بات لکھی ہے' فرماتے ہیں ع

کملے کہندے نے دسو کھاں بشر ہو کے کیویں پار آسماناں توں جا سکدا اے
ہاں جی ٹھیک ہے بشر نئیں جا سکدا' پر اللہ لے جائے تو کوئی نئیں ہٹا سکدا

بشر سات آسمانوں سے پار تو جا سکتا لیکن اگر اللہ پاک لے جانا چاہے تو لے جا سکتا ہے' فرماتے ہیں ع

ابابیلاں توں ہاتھی مروا کے تے' جے او اپنا کعبہ بچا سکدا اے
فیر بشر محمد کریم نوں بھی' ستاں فلکاں دی سیر کروا سکدا اے

اس کے لئے تو کوئی مشکل نہیں' وہ جو چاہے کر سکتا ہے' اگر عام آدمی ہوائی جہاز پر بیٹھ کر اتنی دور جا سکتا ہے تو پھر ساری کائنات کے سردار جناب محمد ﷺ سات آسمانوں سے پار کیوں نہیں جا سکتے' اللہ پاک نے یہ سیر کیوں کروائی تھی' قرآن کہہ رہا ہے!

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُO (الاسراء:۱)

اللہ پاک فرماتے ہیں میں نے اپنے محبوب کو سیر اس لئے کروائی تھی کہ میں نے اپنے محبوب کو نشانیاں دکھانا تھیں' اللہ پاک نے اپنے محبوب کے برکت والے قدم اس جگہ لگوانے تھے جہاں اللہ پاک نے قیامت قائم کرنا ہے' وہ نشانیاں کیا ہیں جو اللہ پاک نے اپنے محبوب کو دکھائیں؟

گزشتہ خطبہ میں آپ نے سنا کہ ایک آدمی بہت بڑی گٹھڑی باندھ کر بیٹھا ہوا ہے'

جسے وہ اٹھا نہیں سکتا لیکن پھر بھی وہ اس گٹھڑی کی گرہ کھول کر اسے ہلکا کرنے کی بجائے اس میں اور سامان ڈال کر اسے وزنی کر رہا ہے' میں نے پوچھا جبرائیل' یہ شخص کون ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں آقا یہ وہ ہے جو لوگوں سے ادھار لے لے کر کھاتا جا رہا ہے اور واپس کرنے کا نام نہیں لیتا۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں' میں نے آگے ایک جماعت دیکھی' جن کی زبان اور ہونٹ لوہے کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے' میں نے پوچھا جبرائیل' "مَنْ هٰؤُلَاءِ" یہ لوگ کون ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں آقا یہ آپ کی امت کے وہ مولوی ہیں جو فتنہ وفساد کی وعظ کیا کرتے تھے' یہ لوگوں کو لڑانے اور جھگڑا ڈالنے والے مولویوں کے ہونٹ اور زبانیں کاٹی جا رہی ہیں۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں' میں نے آگے دیکھا کہ ایک سوراخ میں ایک بیل داخل ہوتا ہے اور پھر واپس مڑنا چاہتا ہے لیکن واپس نہیں آ سکتا' میں نے پوچھا جبرائیل' یہ کس کی مثال ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں' یہ اس آدمی کی مثال ہے جو بہت بڑی بات کر دیتا ہے' پھر واپس لوٹانا چاہتا ہے لیکن واپس نہیں لوٹا سکتا۔

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں' پھر میں نے ایک ایسی جماعت دیکھی' جن کے مونہہ زبانیں اور ہونٹ لوہے کے کتیرے سے کاٹے جا رہے تھے' میں نے پوچھا جبرائیل' یہ لوگ کون ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام کہتے ہیں: آقا! یہ آپ کی امت کے وہ افراد ہیں جو سی آئی ڈی کرنے والے ہیں' یہ جھوٹی خبریں بنا کر بادشاہوں تک پہنچا کر عوام پر ظلم کراتے تھے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں' میں آگے گیا' وہاں میں نے ایک اور جماعت دیکھی' جن کے جسموں سے فرشتے گوشت کاٹ کاٹ کر ان کو زبردستی کھلا رہے ہیں' (وہ شخص کتنا پاپی ہے جس کو اس کے جسم کی بوٹیاں کاٹ کر دی جائیں کہ اپنا جسم کھا) میں نے پوچھا جبرائیل یہ کون ہیں' جو اپنی ہی بوٹیاں کھا رہے ہیں؟ جناب جبرائیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں آقا یہ آپ کی امت کے غیبت اور چغلی کرنے والے لوگ ہیں۔

یاد رکھیں! آپ علیہ السلام فرماتے ہیں "لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ" چغل خور آدمی کبھی جنت میں نہیں جا سکتا' کسی کی غیبت کرنا معمولی گناہ نہیں ہے' اس کی وجہ سے قبر میں مار بھی پڑتی ہے۔

صحیح بخاری شریف میں لکھا ہے' آمنہ کے لال اور ساری کائنات کے سردار علیہ السلام ایک قبرستان سے گذرے' آپ ﷺ نے اشارہ کر کے فرمایا کہ ان دو قبر والوں کو مار پڑ رہی ہے' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کیوں؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں "وَمَا یُعَذَّبَانِ فِیْ کَبِیْرٍ" جن گناہوں کی ان کو مار پڑ رہی ہے اگر یہ بچنا چاہتے تو اتنا مشکل نہیں تھا' ان میں سے ایک غیبت کرنے والا چغل خور تھا اور دوسرا آدمی پیشاب کی چھینٹوں سے پرہیز نہیں کرتا تھا' اس لئے دوستو اور بھائیو کسی کی غیبت نہ کیا کرو۔

اللہ کے پاک پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں' میں نے آگے ایک جماعت دیکھی جن کے چہرے سیاہ کالے اور آنکھیں نیلی تھیں' ان کا نیچے والا ہونٹ پیروں تک' اوپر کا ہونٹ سر تک پہنچ چکا تھا اور ان کے مونہوں سے خون اور پیپ جاری تھی' میں نے پوچھا جبرائیل یہ کون ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں آقا یہ آپ کی امت کے شرابی آدمی ہیں۔

میرے نبی فرماتے ہیں: میں نے آگے ایک اور جماعت دیکھی جن کے مونہہ سور کے بنے ہوئے تھے اور زبانیں پیچھے سے نکلی ہوئی تھیں' میں نے پوچھا جبرائیل' یہ لوگ کون ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام کہتے ہیں: آقا! یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو جھوٹی گواہی دیتے تھے' عدالتوں میں ایمان اٹھائے پھرتے تھے کہ کسی نے جھوٹی گواہی لینی ہے تو پیسے دے کر لے لو۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں' میں نے آگے دیکھا کہ عورتوں کو رال کے کپڑے پہنائے ہوئے ہیں اور فرشتے ان کو آگ کے کوڑے مار رہے ہیں' جب ان کو کوڑے پڑتے ہیں تو یہ اس طرح بھونکتی ہیں جس طرح کتے بھونکتے ہیں' میں نے پوچھا جبرائیل' یہ عورتیں کون ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں' محبوب! یہ آپ کی امت کی وہ عورتیں ہیں جو

مردوں پر بین ڈالتی تھیں اور اپنے خاوندوں کو پریشان رکھتی تھیں۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں، میں نے آگے دیکھا' ایک ایسی قوم ہے جن کو آگ لگا کر جلا دیا جاتا ہے' وہ جل جاتے ہیں لیکن پھر زندہ ہو جاتے ہیں' میں نے پوچھا جبرائیل یہ لوگ کون ہیں جو جلتے ہیں اور پھر زندہ ہو جاتے ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں' محبوب یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو اپنے ماں باپ کو تنگ کرتے تھے' جس طرح یہ ماں باپ کو جلاتے تھے اسی طرح یہ بھی قیامت تک جلتے ہی رہیں گے۔

اور جو ماں باپ کو سکھ پہنچاتے ہیں' ان کے بارہ میں مشکوٰۃ شریف کی روایت ہے' آپ علیہ السلام فرماتے ہیں' میں جنت میں گیا تو مجھے ایک کوٹھی سے قرآن کریم پڑھنے کی آواز آئی' میں نے پوچھا جبرائیل وہ شخص کون ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں آقا' یہ آپ کا صحابی حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ ہے' جو مدینہ طیبہ میں قرآن پڑھ رہا ہے لیکن اس کی آواز جنت کی کوٹھی میں آ رہی ہے' آپ علیہ السلام فرماتے ہیں' واپس آنے کے بعد میں نے سیدنا حارثہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا' اے حارثہ' میں تیرے قرآن پڑھنے کی آواز جنت میں سن کر آیا ہوں' تو کیا عمل کرتا ہے' سیدنا حارثہ رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں' اے اللہ کے رسول اور تو کوئی عمل نہیں' میں نے اپنے ماں باپ کو کبھی دکھ نہیں دیا' میرے والدین مجھ سے راضی ہیں۔

اب بعض لوگ ایسے ہیں جن کے ماں باپ اپنی اولاد پر کبھی بھی راضی نہیں' اولاد پر سدا ناراض ہی ہیں' جن کے والدین ناراض ہیں ان کا رب ناراض ہے' اس لئے والدین کو ناراض نہ کیا کرو۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں' ہم آگے چلے گئے' آگے دیکھا کہ چھریوں سے آدمیوں کو ذبح کیا جا رہا تھا' ان کے اندر سے گلا اور جلا ہوا خون نکل رہا تھا جس کی بدبو پھیل جاتی تھی' میں نے پوچھا جبرائیل' یہ لوگ کون ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں آقا یہ کرائے کے قاتل ہیں جو لوگوں کو ناحق قتل کر دیتے تھے' یہ قیامت تک ذبح ہی ہوتے رہیں گے اور چھریاں ان کے گلے پر اس طرح چلتی رہیں گی۔

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں' ہم آگے چلے گئے تو وہاں ایک عجیب منظر دیکھا' کچھ لوگ ایسے تھے کہ جو دو پہاڑوں کے درمیان ایسے پس رہے تھے جس طرح آٹا چکی میں پستا ہے' میں نے پوچھا جبرائیل یہ لوگ کون ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں' یہ آپ کی امت کے متکبر اور بگڑے ہوئے لوگ ہیں' یہ متکبرانہ چال چلنے والے ہیں۔

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں' میں نے ایک اور چیز دیکھی' ایک آدمی کا بہت بڑا پیٹ ہے اور اس کے پیٹ میں سانپ دوڑ رہے ہیں' میں نے پوچھا جبرائیل یہ شخص کون ہے' جس کا پیٹ بڑھا ہوا ہے اور اس میں سانپ دوڑتے ہوئے نظر آرہے ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں آقا' یہ آپ کی امت کا وہ بندہ ہے جو سودی کاروبار کرتا تھا' یہ سود لے کر کھانے والا ہے۔

آج لوگوں نے دنیا میں سودی کاروبار کے کئی نام رکھے ہوئے ہیں لیکن کاروبار سودی ہے' مثلاً انعامی بانڈ' قرعہ اندازی' قسمت آزمائیں اور راتوں رات امیر ہو جائیں وغیرہ یہ تمام سودی لعنتیں ہیں' میرے بھائیو ان سے بچئے اور دعا فرمائیں' اللہ کریم ہمیں رزق حلال کھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

قرآن کریم کہہ رہا ہے' ''لِنُرِيَهُ مِنْ اٰيٰتِنَا'' ہم نے اپنے محبوب کو معراج اس لئے کروائی تاکہ ہم آپ علیہ السلام کو نشانیاں دکھائیں' لوگو برے کاموں کا یہ نتیجہ ہے اور اچھے کاموں کا یہ نتیجہ ہے' حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ع

چنگے کم اللہ نوں بھاون' تے قبر اندر کم آون
بریاں کماں وچ رب ناراض ای' ہر جگہ پکڑاون

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں' اب مجھے سامنے بیت المقدس نظر آ گیا' جبرائیل علیہ السلام نے براق ایک کنڈے سے باندھ دی' آسمانوں کے دروازے کھول دیئے گئے' اللہ پاک نے اپنے محبوب کے لئے سوا لاکھ انبیاء کرام علیہم السلام پہلے ہی پہنچا دیئے ہیں' صفیں درست ہو گئیں لیکن مصلّٰی ابھی خالی پڑا تھا' اگر میں ادھر دیکھتا تھا تو!

آدم صفی اللہ نظر آتے تھے---------نوح نبی نظر آتے تھے۔

ابراہیم خلیل اللہ نظر آتے تھے-----موسیٰ کلیم اللہ نظر آتے تھے۔ (علیہم السلام)

میں نے کہا اللہ! آج سوا لاکھ انبیاء کرام علیہم السلام کے ہوتے ہوئے مصلے پر امام کس نے بننا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جبرائیل' فیصلہ تجھ پر ہے' ان سب میں جو تجھے سب سے اعلیٰ اور افضل نظر آتا ہے اس کو مصلے پر کھڑا کر دے' حضرت جبرائیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں' اللہ میں تو مشرق بھی گیا ہوں' مغرب بھی گیا ہوں' شمال اور جنوب بھی گیا ہوں' لیکن مجھے تیرے محبوب جیسا اور کوئی نظر ہی نہیں آیا' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جبرائیل تجھے نظر کیسے آئے' جس طرح کی سیرت اور صورت کا خوبصورت میں نے اپنے محبوب کا بنایا ہے' چودہ طبق میں' میں نے اس جیسا بنایا ہی کوئی نہیں' نبی علیہ السلام نے وہاں دو رکعات پڑھا کر سلام پھیرا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں آقا آج سوا لاکھ انبیاء کرام علیہم السلام آپ کے مقتدی بن گئے ہیں اور آپ ان کے امام بن گئے ہیں' آج اللہ پاک نے آپ کو امام الاولین والاخرین کے القاب دے دیئے ہیں۔

میرے بھائیو! جب مہمان کہیں جاتا ہے تو اس کو کوئی چیز پلانا پڑتی ہے' نبی علیہ السلام فرماتے ہیں' مجھے وہاں دودھ اور شراب پیش کی گئی لیکن میں نے وہاں دودھ ہی پیا' پھر وہ مرحلہ بھی آیا کہ زمین سے آسمان تک ایک سیڑھی لگا دی گئی' میں پہلے آسمان پر گیا' دروازہ کھٹکھٹایا گیا' دربان کہتا ہے' "مَنْ دَقَّ الْبَابَ" دروازہ کھٹکھٹانے والا کون ہے' جناب جبرائیل علیہ السلام کہتے ہیں: "اَنَا جِبْرَائِیْلُ" میں جبرائیل ہوں' دربان پھر کہتا ہے "مَنْ مَّعَكَ" تیرے ساتھ کون ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام کہتے ہیں: میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں' وہ دربان پوچھتا ہے' کیا اللہ پاک نے اپنے محبوب کو بلایا ہے' حضرت جبرائیل علیہ السلام کہتے ہیں: ہاں بلایا ہے' پھر وہ فرشتہ کہتا ہے "اَهْلًا سَهْلًا وَّ مَرْحَبًا"۔

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں' پہلے آسمان پر میری ملاقات ابوالبشر آدم علیہ السلام سے ہوئی' وہاں بابا جی موجود تھے' میں نے بابا جی کو دیکھا' بابا جی دائیں طرف دیکھتے تو بہت مسکراتے اور

بائیں طرف دیکھتے تو رونا شروع کر دیتے' میں نے پوچھا جبرائیل' بابا جی ہنستے اور روتے کیوں ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام کہتے ہیں: آدم علیہ السلام دائیں طرف نظر دوڑاتے ہیں تو ان کو اپنے جنتی بیٹے نظر آتے ہیں' لائق اولاد دیکھ کر بابا جی ہنستے ہیں' بابا جی بائیں طرف دیکھتے ہیں تو ادھر جہنمی اولاد نظر آتی ہے تو آپ آنسو بہاتے ہیں۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں' پھر ہم دوسرے آسمان پر گئے تو وہاں یحییٰ و عیسیٰ علیہما السلام کے ساتھ ملاقات ہوئی' وہ بھی "اَھْــلًا سَھْــلًا وَّ مَرْحَبَا" کہتے ہیں۔

پھر تیسرے آسمان پر گئے تو اسی طرح دروازہ کھٹکھٹایا' وہاں یوسف علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی' میں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا' اسی طرح محسوس ہوتا تھا' "کَـاَنَّـمَا اُوْتِیَ شَـطْـرُ الْـحُـسْـنَ" جیسے اللہ پاک نے تقسیم کر کے آدھا حسن اکیلے یوسف علیہ السلام کو ہی دے دیا ہے۔

پھر ہم نے چوتھے آسمان پر جا کر دروازہ کھٹکھٹایا' وہاں ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی وہ بھی خوش آمدید کہتے ہیں۔

پھر پانچویں آسمان پر ہارون علیہ السلام اور چھٹے آسمان پر موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی' موسیٰ علیہ السلام بھی "اَھْــلًا سَھْــلًا وَّ مَرْحَبَا" کہتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں' میں موسیٰ علیہ السلام سے آگے گذرا تو موسیٰ علیہ السلام نے رونا شروع کر دیا' میں نے پوچھا جبرائیل' موسیٰ علیہ السلام کیوں رو رہے ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں' آقا موسیٰ علیہ السلام اس لئے رو رہے ہیں' کہتے ہیں: یہ ایک نوجوان محمد (ﷺ) ہیں جو آئے بعد میں ہیں لیکن نکل آگے گئے ہیں' معراج تو ہمیں بھی ہوئی تھی لیکن زمین پر ہوئی تھی' ان کو اللہ پاک اپنے پاس بلا رہے ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ آئے بعد میں ہیں لیکن سب سے زیادہ امت آپ کی جنت میں جائے گی۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں' ہم ساتویں آسمان پر گئے تو اسی طرح دروازہ کھلوایا' وہاں ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی' ابراہیم علیہ السلام بیت المعمور کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے

ہوئے تھے' جب میں گیا تو ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں' بیٹا "اَهْلًا سَهْلًا وَّ مَرْحَبًا" جب آپ واپس جائیں تو اپنی امت کو میرا سلام کہنا اور ساتھ ایک پیغام یہ بھی دینا کہ جنت کی زمین بڑی زرخیز ہے لیکن صاف پڑی ہوئی ہے' یہاں کے لئے درخت وہاں سے لگا کر لائیں' جب نبی ﷺ نے آ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض کرتے ہیں آقا درخت کیسے لگائیں؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں' سُبْحَانَ اللّٰهِ! پڑھو' اگر ایک دفعہ پڑھو گے تو ایک درخت' دو دفعہ پڑھو گے تو دو درخت اور اگر تیسرا کلمہ پڑھو گے تو اکٹھے پانچ درخت لگ جائیں گے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض کرتے ہیں' آقا کوٹھیاں کیسے بنتی ہیں' آپ ﷺ فرماتے ہیں' جو شخص رات کو سوتے وقت اپنے بستر پر بیٹھ کر دس مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھتا ہے' اللہ پاک اس کے لئے جنت میں ایک کوٹھی تیار کروا دیتے ہیں' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں' آقا کیا جتنی چاہیں کوٹھیاں بنوا لیں؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں: کیا رب کے خزانوں میں کوئی کمی ہے؟

آپ ﷺ فرماتے ہیں' ہم ابراہیم علیہ السلام سے مل کر ساتویں آسمان کے اوپر چلے گئے' ساتویں آسمان کے اوپر ایک بارڈر ہے' اس بارڈر پر ایک بیری ہے' جس کا نام "سدرۃ المنتہیٰ" ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں' میں نے بڑے غور سے دیکھا تو اس کے بیر اتنے اتنے بڑے تھے (ہاتھوں کے اشارے سے فرمایا) اور پتے ہاتھی کے کانوں کے برابر تھے۔

میرے بھائی! جنت کے پھل تو اصلی ہیں اور یہ دنیا کے پھل نقلی ہیں' اصل پھل اللہ تعالیٰ نے جنت میں سنبھال کر رکھے ہوئے ہیں' اس وقت اللہ پاک نے انسان کو ساٹھ ہاتھ لمبا قد' یوسف نبی کا حسن' عیسیٰ نبی کی جوانی' داؤد نبی کی میٹھی آواز' عربی زبان اور محمد ﷺ کا اخلاق' پیار اور محبت دے کر بہتر حوروں کا دلہا بنا دینا ہے۔

ایک اعرابی آ کر عرض کرتا ہے' اے اللہ کے رسول! کیا جنت میں بیر ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا' کیا تو نے قرآن نہیں پڑھا:

فِیْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍO وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍO (الواقعۃ:۲۸-۲۹)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے جنت والو! میں نے تمہارے لئے جنت میں بغیر کانٹوں کے بیریاں تیار کی ہیں' یہ بدّو کہتا ہے آقا ان بیریوں کے کانٹے کدھر جائیں گے؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں' جہاں کانٹے لگتے ہیں وہاں بیر لگے ہوں گے اور اس بیر کی لذت اتنی ہوگی کہ کسی پھل میں اتنی لذت نہیں ہوگی۔

یہاں پہنچ کر اب جناب جبرائیل علیہ السلام بھی کہتے ہیں: آقا! اب میں آگے نہیں جا سکتا' یہاں مولانا رحمہ اللہ کی بات سچی ہوگئی ہے فرماتے ہیں ع

کملے کہندے نے دسو کھاں بشر ہو کے کویں پار آسماناں توں جاسکدا اے
ہاں جی ٹھیک ہے بشر نئیں جاسکدا' پر اللہ لے جائے تو کوئی نئیں ہٹا سکدا
ابابیلاں توں ہاتھی مروا کے تے' جے او اپنا کعبہ بچا سکدا اے
فیر بشر محمد کریم نوں وی' ستاں فلکاں دی سیر کروا سکدا اے
اکھ جھپکن توں پیلاں بلقیس والا' جے او تخت سنہری منگوا سکدا اے
جے ہوا تے رکھ کے موڈیاں تے' سلیمان دا تخت اڑا سکدا
حضرت موسیٰ پیغمبر دی قوم تائیں' من سلویٰ جے اتوں پوچا سکدا اے
فیر بشر محمد کریم نوں وی' ستاں فلکاں دی سیر کروا سکدا اے

آپ ﷺ فرماتے ہیں پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ میں پہنچا دیا گیا' پھر مجھے پردوں سے ڈھانپ دیا گیا' اب میں اللہ پاک کے اتنا قریب چلا گیا کہ میں نے قلموں کے لکھنے کی آواز سن لی' پھر اللہ پاک سے پردے میں باتیں ہوئیں' پردے کے بغیر تو اللہ پاک سے باتیں ہو ہی نہیں سکتیں کیونکہ قرآن کا فیصلہ ہے' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ O

(الانعام:۱۰۳)

دنیا کی کوئی آنکھ اللہ پاک کو دیکھ نہیں سکتی۔

اللہ پاک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْيُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ○

(الشوریٰ:۱۵)

اللہ پاک فرماتے ہیں: محبوب! آپ سات آسمانوں سے اوپر آ گئے ہیں، اب اوپر میرا تخت ہے اور نیچے آپ ہیں، میں دنیا کو بتانا چاہتا ہوں، چودہ طبقوں سے اونچی شان ہے تو میرے محمد ﷺ کی شان ہے، اس کے اوپر اگر شان ہے تو اللہ تعالیٰ کی شان ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، پیارے آپ کیا لے کر آئے ہیں؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ۔

یا اللہ!

میری زبانی عبادات بھی تیرے لئے

میری جسمانی عبادات بھی تیرے لئے

میری مالی عبادات بھی تیرے لئے

نبی پاک ﷺ نے تین چیزیں پیش کی ہیں، اب اللہ پاک فرماتے ہیں:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ۔

محبوب! ''آپ پر میری سلامتی ہو، میری رحمتیں ہوں اور میری برکتیں ہوں''

اللہ پاک نے بھی تین چیزیں ہی پیش کی ہیں۔

نبی ﷺ فرماتے ہیں:

اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ۔

''اے رب کریم! مجھ پر تیری یہ عنایات اللہ، اللہ، اے رب تیری یہ عنایات میرے ساتھ ساتھ میری امت کے نیک اور تیرے پاکیزہ بندوں پر بھی ہوں اور ساتھ ہی آپ پڑھتے ہیں۔''

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

اب میرے آقا علیہ السلام کو اور تین تحفے ملنے لگے ہیں' اللہ پاک فرماتے ہیں' محبوب میں نے!

آپ کی امت پر پچاس نمازیں فرض کی ہیں۔

آپ کی امت کو سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات دے دی ہیں۔

آپ کی امت میں سے جو شخص شرک نہیں کرے گا تو میں اسے معاف کر دوں گا۔

بابا جی (رحمۃ اللہ علیہ) نے لکھا ہے کہ ع

ستے رہن صدیق فاروق ہورین' توں فلکاں تے آ جا چپ کر کے
اج رات معراج اڈیکاں نے' جنت دیاں نکلن چیکاں نے
میرے ملک تے حوراں سک دے نے' دو کو بول سنا جا چپ کر کے
تحفہ لے جا پاک نمازاں دا' ول سکھ جا عجز نیازاں دا
صمصام سنے او گن ہاری امت' بخشا جا چپ کر کے

نبی اکرم ﷺ نے پچاس نمازیں لیں اور ساتواں آسمان کراس کر کے چھٹے آسمان پر پہنچ گئے' یہاں جناب موسیٰ علیہ السلام عرض کرتے ہیں' حضرت آپ کو کیا ملا ہے؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں' پچاس نمازیں ملی ہیں' موسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں: "اِنِّیْ جَرَّبْتُ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ" حضرت میں ایک سو بیس سال رہ کر بڑے تجربات کر کے آیا ہوں' میری امت پر دو نمازیں فرض تھیں' وہ من اور سلویٰ کھا کر دو بھی نہیں پڑھتی تھی' آپ کی امت دو کانیں چلا کر پچاس کیسے پڑھے گی؟ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں' اب کیا کریں' موسیٰ علیہ السلام عرض کرتے ہیں' جاؤ اپیل کرو' نبی ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام کی طرف دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام کیا کہتے ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام کہتے ہیں: آقا! اپیل کر لو' نبی علیہ السلام واپس جا کر عرض کرتے ہیں' اللہ! پچاس زیادہ ہیں' اللہ کریم فرماتے ہیں' محبوب آپ آ گئے ہیں تو دس معاف کر دیتا ہوں' آپ ﷺ واپس آئے تو موسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں: ابھی زیادہ ہیں' پھر جاؤ' نبی علیہ السلام واپس گئے تو پھر دس اور معاف ہو گئیں' پھر واپس گئے تو دس اور بھی معاف ہو گئیں' نبی ﷺ کے بار

بار آنے جانے سے پینتالیس نمازیں معاف ہو گئیں' اللہ پاک چاہتے تو پہلی مرتبہ ہی معاف کر دیتے' لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں' میرے محبوب میرے پاس آتے ہی رہیں' جس کے ساتھ پیار ہو' بندہ اس کو بہانے بہانے سے بلاتا ہی رہتا ہے' اب پانچ نمازیں رہ گئیں تو موسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں: ایک چکر اور لگاؤ' آپ ﷺ سوچ میں پڑ گئے کہ اگر میں چلا جاؤں' اللہ پاک نے یہ بھی معاف کر دیں تو نماز والی لذت چلی جائے گی' اس میں تو بڑا سکون اور سرور ہے۔

لیکن جو توجہ کے ساتھ پڑھتا ہے' سکون اس کو ملتا ہے' جس کا دھیان کہیں اور ہو' اسے خاک سکون ملنا ہے۔

نبی علیہ السلام فرماتے ہیں' میں نماز پڑھتا ہوں تو میری آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں۔

ہمارے ایک بزرگ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ تھے' ان کے پیر کی انگلی پر زخم آ گیا' جراح کہنے لگا حضرت آپ کو نشہ کا ٹیکہ لگا کر آپ کی انگلی کاٹنا پڑے گی' مولانا فرمانے لگے' میں تو اس کو نہیں کٹواؤں گا اس لئے کہ یہ منع ہے' جراح کہنے لگا' اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں' مولانا فرمانے لگے تم اس طرح کرو کہ میں وضو کر کے دو رکعات نماز پڑھتا ہوں اور جب میں سجدہ میں جاؤں تو تم میری انگلی کاٹ لینا' آپ نے وضو کر کے نماز شروع کر دی' سجدے میں گئے' دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرا' دیکھا کہ جراح وہیں بیٹھا ہوا ہے' فرمانے لگے بھائی' تو نے انگلی کاٹ لینی تھی' جراح کہنے لگا' حضرت میں نے تو انگلی کاٹ دی ہے' آپ فرماتے ہیں' میں نماز میں ایسا محو ہوا کہ مجھے کوئی پتہ ہی نہیں چلا۔

اللہ پاک ہمیں بھی توجہ سے نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نبی پاک ﷺ نے فرمایا ہے' جس نماز میں توجہ اور سرور نہیں ہے' آدمی ابھی مسجد کا گیٹ پار نہیں کرتا کہ نماز اس کے چہرہ پر مار دی جاتی ہے' اور نماز وہاں بددعا کرتی ہے' یا اللہ جس طرح اس نے مجھے تباہ کیا ہے تو بھی اس کو تباہ ہی کر دے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی بے توجہی سے محفوظ رکھے۔

رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں' اب میں نہیں جاؤں گا' اوپر سے آواز آتی ہے'

محبوب! اب نہ آنا' آپ کی امت پڑھے گی پانچ لیکن میں ثواب پچاس کا ہی عطا کروں گا۔

نبی ﷺ واپس مکہ مکرمہ پہنچ گئے' دن چڑھ گیا' نبی ﷺ سردار ابوطالب کی بیٹی اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بہن سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر یا پھر حرم سے گئے تھے۔

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں' اے ام ہانی آج میں راتوں رات سات آسمانوں کی سیر کر کے جنت اور دوزخ بھی دیکھ آیا ہوں' میں نے دیکھا کہ جہنم میں بہت زیادہ چوہدری' متکبر اور ظالم لوگ قابو آئے ہوئے تھے' درویش' مساجد والے' اللہ کے نیک بندے اور غربت میں زندگی بسر کرنے والے جنت میں چل پھر رہے ہیں۔

سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں' آقا آپ نے یہ بات مجھے تو بتا دی ہے کسی اور کو نہ بتانا' آپ ﷺ فرماتے ہیں' ام ہانی جب یہ بات سچی ہے تو میں کیسے نہ بتاؤں' نبی ﷺ گھر سے باہر نکلے تو آگے ابوجہل بے ایمان مل گیا' کہنے لگا اگر کوئی بات ہے تو بتاؤ' آپ ﷺ فرماتے ہیں' میں رات عشاء کے وقت یہاں تھا' اس کے بعد یثرب' بیت المقدس اور سات آسمانوں سے اوپر بھی گیا ہوں' ابوجہل کہتا ہے' محمد (ﷺ) آپ نے یہ جو بات مجھے سنائی ہے اگر میں دو چار آدمی اکٹھے کروں تو کیا آپ یہ بات پھر بھی بتائیں گے؟

آپ ﷺ فرماتے ہیں' ابوجہل تو بے شک سارا مکہ اکٹھا کر لے محمد (ﷺ) پھر بھی بتائے گا' ابوجہل دوڑتا ہوا گیا اور جا کر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دروازہ کھٹکھٹا دیا' کہنے لگا ابوبکر ایک بات سننا' سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ابوجہل کیا بات ہے' کہنے لگا اگر کوئی شخص رات عشا کے وقت یہاں ہو اور پھر راتوں رات اقصیٰ تک پہنچنے کے بعد آسمانوں پر چلا جائے' کیا یہ عقل مانتی ہے؟ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' ابوجہل سیدھی بات کر' کیا بات ہے؟ ابوجہل کہتا ہے' تیرا محمد (ﷺ) کہتا ہے میں راتوں رات آسمانوں سے ہو کر آیا ہوں' سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' اے ابوجہل یہ کون سی عجیب بات ہے' میں تو ہر روز مانتا ہوں' میرے نبی پر روزانہ آسمان کی خبریں آتی ہیں۔

اللہ پاک فرماتے ہیں' محبوب ہم نے آپ کو معراج بھی اسی لئے کروائی تھی' میں دیکھنا

چاہتا تھا کہ صدیق کون ہے اور زندیق کون ہے' کون مانتا ہے اور کون منکر ہوتا ہے۔

میرے بھائی! نبی علیہ السلام نے سیدنا دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو چٹھی دے کر بھیجا' وہ دحیہ کلبی جس کے بارہ مولانا صمصام رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ع

کوئی ستر دھیاں مار کے دوارے آوندا
پڑھ دا کلمہ عزتاں آجیہاں پاوندا
جبرائیل اودی شکل دا اتار ہوگیا
سوہنے نبی جی دے سنگ جیدا پیار ہوگیا
بھانویں لکھ گناہ گار بیڑا پار ہوگیا

میرے نبی فرماتے ہیں اے دحیہ کلبی یہ میرا خط لے جا اور روم کے بادشاہ کو جا کر پیش کر دے' خط روم کے بادشاہ کے پاس پہنچا' روم کا بادشاہ کہتا ہے' مکہ سے کچھ تاجر آئے ہیں' مکہ کا چوہدری ابوسفیان محمد (ﷺ) کا ویسے بھی سسر لگتا ہے' یہ قافلہ لے کر گیا ہوا تھا' ان کو بلایا گیا' سیدنا دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ بھی کھڑے ہیں۔

یہ روم کا بادشاہ ابوسفیان سے پوچھتا ہے کہ کیا تمہارے ہاں کوئی نبی ہوا ہے؟

ابوسفیان کہتا ہے' ہاں جی ایک شخص ہے' اس نے اعلان کیا ہے کہ میں اللہ کا نبی ہوں۔

بادشاہ کہتا ہے اس کا حسب نسب اور خاندان کس طرح کا ہے؟

ابوسفیان کہتا ہے' وہ خاندانی شخص ہے۔

بادشاہ کہتا ہے' اس کے پیروکار کس طرح کے ہیں؟

ابوسفیان کہتا ہے' اس کے پیروکار غریب لوگ ہیں۔

بادشاہ کہتا ہے' نبی اس طرح کے ہی ہوا کرتے ہیں؟

یہ باتیں کرتے کرتے ابوسفیان کہتا ہے' اب اس نبی نے معاذ اللہ ایک بہت بڑا جھوٹ بولا ہے' وہ کہتا ہے کہ میں راتوں رات اقصیٰ پاک پہنچا ہوں اور پھر وہاں سے سات آسمانوں سے اوپر گیا ہوں۔

ایک لاٹ پادری تخت پر روم کے بادشاہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا' وہ اٹھ کر کھڑا ہو کر کہتا

ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ محمد (ﷺ) واقعی یہاں آئے تھے۔

بادشاہ کہنے لگا تجھے کیسے پتہ ہے کہ محمد (ﷺ) یہاں آئے تھے۔

پادری کہنے لگا' اس رات مسجد اقصیٰ کے دروازے بند کرنے کی ڈیوٹی میں نے اپنے ذمہ لی تھی' جس کو مسجد کی خدمت کرنے کا موقع مل جائے اس جیسا اور کوئی خوش نصیب نہیں ہوسکتا۔ جو مسجد کا خادم ہے وہ اللہ پاک کا پڑوسی ہے۔

میں نے حدیث پاک میں پڑھا ہے' علامہ البانی نے نقل کیا ہے' قیامت کے دن اللہ پاک فرمائیں گے' "اَیْنَ جِیْرَانِیْ" میرے پڑوسی کہاں ہیں' فرشتے کہیں گے' یا اللہ تیرے پڑوسی کون ہو سکتے ہیں؟ فرمایا جو مساجد میں رہتے تھے وہ میرے پڑوسی ہیں۔

میرے بھائی! یہ لاٹ پادری کہتا ہے' اس رات اقصیٰ کے دروازے بند کرنے کی ڈیوٹی میں نے اپنے ذمہ لی تھی' میں دروازے بند کرنے لگا تو سب دروازے بند ہو گئے لیکن ایک دروازہ بند نہیں ہوتا تھا' میں نے بڑی کوشش کی کہ یہ بند ہو جائے' ہم دو تین آدمی مل گئے' لیکن دروازہ ہلتا ہی نہیں تھا' اس طرح تھا جیسے بڑا وزنی پتھر ہے' میں نے جا کر مستری کا دروازہ کھٹکھٹایا' وہ پوچھتا ہے کیا بات ہے' میں نے کہا' اقصیٰ کا دروازہ بند نہیں ہو رہا' اس مستری نے بھی اپنے ہتھیار لے کر بڑا زور لگایا لیکن دروازہ بند نہ ہوا' میں نے صبح آ کر دروازے کو ہاتھ ہی لگایا تو دروازہ خود بخود بند ہو گیا' میں نے دوسری طرف دیکھا' جہاں سواری باندھی تھی' وہ جگہ صاف کی ہوئی تھی' اس طرح معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی جانور رات یہاں بندھا رہا ہے' میں سمجھ گیا کہ آج کی رات یقیناً اللہ پاک نے اپنے کسی نبی کیلئے یہ مسجد کھلی رکھی ہے۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۝ (الاسراء:۱)

یہ معراج کا مختصر سا قصہ تھا' اللہ پاک نے جو نشانیاں اپنے محبوب کو دکھائی ہیں' اللہ کریم ہمیں ان پر عمل کرنے اور گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

فتح مکہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا○ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا○ وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا○ (الفتح:۱-۳)

ہر قسم کی حمد و ثناء جل جلالہ کی ذات اقدس کے لئے۔ بے شمار اور ان گنت درود و سلام سید الکل‘ خاتم الرسل جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی پر۔

دوستو اور بزرگو! سورۃ فتح کی تین ابتدائی آیات آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں۔ بعض مفسرین کے نزدیک ۶ ہجری میں نبی علیہ السلام جب عمرہ کرنے کے لئے گئے تو یہ سورۃ اس وقت نازل ہوئی‘ اور بعض نے لکھا ہے کہ اللہ پاک نے یہ سورۃ ''فتح مکہ'' کے دن اپنے مصطفٰے علیہ السلام پر نازل فرمائی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تسلی دی۔

اصل میں جب صلح حدیبیہ ہوئی تو صلح کی ایک کڑی یہ بھی تھی کہ مسلمانوں اور کافروں کے درمیان دس سال تک جنگ نہیں ہوگی‘ جو نبی علیہ السلام کا حلیف اور ساتھی بننا چاہتا ہے‘ وہ آپ کا حلیف بن جائے اور جو کافروں کا حلیف بننا چاہتا ہے وہ ان کا ساتھی بن جائے۔

مکہ میں دو قبیلے آباد تھے‘ ایک قبیلہ بنو بکر اور ایک قبیلہ بنو خزاعہ‘ ان کی آپس میں بڑی دیر سے لڑائی چلی آ رہی تھی جس کے نتیجے میں کافی لوگ مر چکے تھے‘ بنو خزاعہ قبیلہ سے بعض لوگ مسلمان ہو گئے‘ انہوں نے نبی علیہ السلام کا ساتھ پسند کر لیا اور بنو بکر نے مکہ والوں یعنی کافروں کا ساتھ پسند کر لیا‘ ابھی اس صلح کو دو سال ہی گذرے تھے کہ ماہ شعبان میں قبیلہ بنو بکر نے ایک جماعت لے کر قبیلہ بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا اور ان کے کئی آدمی مار

دیئے' یہ بے چارے دوڑ کر بیت اللہ کی حدود میں آئے لیکن انہوں نے پھر بھی معاف نہ کیا' انہوں نے بڑے واسطے ڈالے کہ اب ہم بیت اللہ میں آ گئے ہیں' انہوں نے کہا کہ آج کوئی الٰہ نہیں' اللہ کے نبی علیہ السلام کے حلیف میں سے جو لوگ بچے ان میں سے ایک کا نام عمر بن سالم ہے' یہ اونٹ پر بیٹھ کر سفر کرتا ہوا مدینہ طیبہ پہنچ گیا' اللہ کے پاک پیغمبر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں اپنے صحابہ کے درمیان اس طرح بیٹھے ہوئے تھے' جیسے آسمان کا چاند ستاروں کے درمیان ہے' اللہ کے پیغمبر علیہ السلام کا چہرہ چودھویں رات کے چاند سے بھی بڑھ کر چمک رہا ہے اور پھر مسجد نبوی ہے جس کی بنیاد میرے مصطفیٰ علیہ السلام نے رکھی' عمر بن سالم اونٹ سے اتر کر میرے مصطفیٰ علیہ السلام کے سامنے کھڑا ہو جاتا ہے اور عرض کرتا ہے آقا مکہ والوں نے غداری کی ہے' قبیلہ بنو بکر کو اسلحہ بھی فراہم کیا ہے' ان کے نوجوان بھی گئے ہیں' ہم نمازیں پڑھ رہے تھے' انہوں نے رات کے اندھیرے میں ہی ہمیں مار مار کر ہمارا برا حال کر دیا ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اے عمر بن سالم! تیری ضرور مدد کی جائے گی' ایک تو اس لئے کہ وہ میرے نبی کے حلیف تھے اور دوسرا کسی مظلوم کی مدد کرنا مسلمان کا حق ہے۔ مظلوم کی آہ ساتوں آسمان چیرتی ہوئی رب کے عرش پر پہنچ جاتی ہے۔

میرے نبی آسمان کی طرف دیکھتے ہیں' آسمان پر بادل کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا آ جاتا ہے' آپ علیہ السلام فرماتے ہیں: میرے صحابہ! یہ آسمان پر بادل کا ٹکڑا مکہ والوں کی بربادی اور ہماری فتح کی خوشخبری کا پیغام لے کر آیا ہے' میرے آقا علیہ السلام چاہتے تھے کہ اللہ مکہ فتح کر دے اور ہم مکہ مکرمہ کھلے عام جائیں' مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے قرب و جوار کے رہنے والے لوگ اس بات کے منتظر تھے کہ جب مکہ مکرمہ فتح ہو گا ہم تو اس وقت مسلمان ہوں گے' ان کو پتہ تھا کہ بیت اللہ پر وہی لوگ قابض رہ سکتے ہیں جو رب تعالیٰ کو پسند ہیں' دوسرا تیسرا آدمی بیت اللہ پر قابض نہیں رہ سکتا' وہ لوگ آج سے پچاس سال پہلے دیکھ چکے تھے کہ ابرہہ بے ایمان بیت اللہ کو شہید کرنے کے لئے آیا تو اللہ پاک نے اس کی

نسل ہی ختم کر دی۔

نبی علیہ السلام فرماتے ہیں: نہ گھبراؤ ابھی یہ واپس جا رہا تھا کہ راستہ میں ابوسفیان مل گیا' ایک ابوسفیان بن حارث ہے جو نبی علیہ السلام کے چچا کا بیٹا ہے اور ایک بوسفیان بن حرب ہے' جو مکہ کا چوہدری ہے' اس کی بیٹی ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا میرے مصطفےٰ علیہ السلام کی بیوی ہے' ام المؤمنین کی قربانی دیکھیں' آپ پہلی ہجرت کر کے حبشہ گئیں' تو آپ کا پہلا خاوند وہاں مرتد ہو گیا' اب نجاشی نے حبشہ میں ہی اپنی جیب سے حق مہر ادا کر کے آپ کا نکاح میرے مصطفےٰ علیہ السلام کے ساتھ کر دیا اور تین دن تک ولیمہ بھی کیا' جب نجاشی فوت ہونے لگا تو وہ آسمان کی طرف مونہہ کر کے کہنے لگا: اے عرش والے! میرے پاس اور کوئی نیکی نہیں' میں نے تیرے نبی کی بیوی کا حق مہر ادا کیا ہے اور اس کا ولیمہ بھی اپنی جیب سے کیا ہے' تو یہی نیکی دیکھ کر قیامت کے دن مجھے معاف فرما دینا۔

ابوسفیان بن حرب (عنقریب صحابی بننے والے) نے بیس سال تک میرے نبی کی مخالفت کی' اس کی بیٹی میرے نبی کے نکاح میں ہے' بیٹی مومنوں کی ماں ہے اور بابا مخالفت کر رہا ہے' آپ فرماتے ہیں میرے صحابہ عنقریب ہی ابوسفیان دوبارہ صلح کے لئے آئے گا' ابوسفیان راستہ میں عمر بن سالم سے ملا' پوچھا کہاں سے آرہے ہو' عمر بن سالم نے ٹال دیا کہ میں ادھر ادھر سیر کرنے کے لئے گیا ہوا تھا' ابوسفیان بڑا دانا آدمی تھا' اس نے سیدنا عمر بن سالم کے اونٹ کی ایک مینگنی لے کر اس خیال سے توڑ دی کہ اگر یہ مدینہ سے ہو کر آیا ہے تو اس کے اونٹ کی مینگنیوں سے گٹھلیاں ضرور نکلیں گی اور جب اس نے مینگنی توڑائی تو اس سے کھجور کی گٹھلیاں نکلیں' ابوسفیان کہنے لگا کہ یہ لازمی مدینہ سے ہو کر آیا ہے' ابوسفیان نے اپنی سواری تیز تیز دوڑا دی اور مدینہ پہنچ گیا۔ ابوسفیان کہتے ہیں: میں سیدھا اپنی بیٹی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے گھر گیا' جب میں چارپائی پر بیٹھنے لگا تو میری بیٹی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کہتی ہے: اے میرے ابا جان! ذرا ٹھہر جائیں' ابوسفیان کہتے ہیں: میں سمجھا کہ شاید بیٹی کوئی نئی چادر بچھانے لگی ہے' ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بچھا ہوا

بستر اکٹھا کر کے فرماتی ہیں: ابا جی! اب بیٹھ جاؤ' ابوسفیان کہتے ہیں: بیٹی لوگوں کے ماں باپ آئیں تو بیٹیوں کو خوشی ہوتی ہے' وہ ان کے لئے خوبصورت بستر بچھاتی ہیں اور تو نے میری آمد پر بچھا ہوا بستر بھی اکٹھا کر دیا ہے' کیا بات ہے مجھے یہ سمجھا کہ یہ بستر میرے لائق نہیں یا میں اس بستر کے لائق نہیں؟ ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' ابا جی رب کے قرآن نے اعلان کیا ہے' کہ مشرک پلید ہیں' بے شک تو میرا باپ ہی ہے' یہ بستر پاک ہے اور تو مشرک پلید ہے ؏

تو ایں باپ میرا تے میں ہاں دھی تیری اس گل اندر شک ناہیں
اے بسترہ وے پاک رسول والا' تینوں بیٹھنے دا ایتھے حق ناہیں
کریں لات منات دی تو پوجا کیوں من دا اک ذات برحق ناہیں
تیرے جیاں نوں نجس قرآن آکھے' اس گل اندر کوئی شک ناہیں

آج یہاں کہتے ہیں: جی برادریاں رکھنی پڑتی ہیں' دنیا داری رکھنی پڑتی ہے۔

باپ کہنے لگا: بیٹی! تو میرے بعد بگڑ گئی ہے' ابوسفیان سیدھا میرے مصطفیٰ علیہ السلام کے پاس گیا' یہ میرے نبی کو ملنا چاہتا ہے لیکن میرے نبی اس سے ملاقات نہیں چاہتے۔ یہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جاتا ہے' سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو بات میرے مصطفیٰ علیہ السلام کو پسند نہیں وہ مجھے کیسے پسند ہے۔ یہ سیدنا عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس چلا جاتا ہے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اے ابوسفیان! اگر مجھے کوئی بھی چیز نہ ملی تو میں لاٹھیوں سے تمہارے ساتھ ضرور لڑائی کروں گا' اگر مجھے اور کوئی بھی ہتھیار نہ ملا تو بے شک مجھے لکڑی سے جہاد کرنا پڑے میں تمہارے پرخچے اڑا دوں گا۔ اس کے بعد یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کچھ نہیں کر سکتا' میرے مصطفیٰ علیہ السلام اپنا ارادہ تبدیل نہیں کر سکتے' سیدہ فاطمہ اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہما پاس بیٹھے ہوئے تھے' ابوسفیان کہتا ہے: حسن بیٹا! تم میری سفارش کرو' سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: یہ سفارش نہیں کر سکتا' سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ابوسفیان ایک ہی چیز باقی ہے' تو مسجد میں

جا کر اعلان کر دے کہ میں امن کے لئے آیا ہوں' یہ اعلان کر کے چلا جا' اگر رسول ﷺ کو یہ بات پسند ہوئی تو امن ہو جائے گا ورنہ نہیں۔

میرے مصطفیٰ علیہ السلام کے دور میں دو عظیم جنگیں اس مہینہ میں ہوئی ہیں' لیکن جنگ بدر جو سترہ رمضان المبارک کو ہوئی اور آج دس رمضان کو میرے نبی مکہ فتح کرنے کے لئے جا رہے ہیں' دس رمضان کے دن میرے مصطفیٰ علیہ السلام نے تیاری کر کے سفر شروع کر دیا' اس سے دو چار دن پہلے ہی آپ فرماتے ہیں اے عائشہ! میرا سامان تیار کرو' ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سامان باندھنا شروع کر دیا کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور دیکھتے ہیں کہ بیٹی سامان باندھ رہی ہے' آپ فرماتے ہیں: بیٹی عائشہ' اس وقت رومیوں سے جنگ کرنے کا موقع نہیں ہے' میرے نبی ﷺ نے کہاں کی تیاری کی ہے؟ ام المؤمنین عرض کرتی ہیں: ابا جی! یہ مجھے بھی معلوم نہیں' ام المؤمنین نے سامان تیار کر دیا' میرے آقا علیہ السلام نے روزہ رکھا ہوا ہے' گرمی کا موسم ہے میرے مصطفیٰ علیہ السلام نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا' اے میرے صحابہ! تیار ہو جاؤ آپ نے یہ نہیں بتایا کہ کس طرف جانا ہے بلکہ گھر سے نکلتے وقت دعا فرمادی' آپ فرماتے ہیں: اے عرش والے! میں تیرے آگے دعا کرتا ہوں کہ مکہ والوں کو ہماری خبروں سے اوجھل کر دے' ان کو پتہ ہی نہ چلے اور ہم یکدم مکہ پہنچ جائیں' آج میرے نبی کے ساتھ دس ہزار صحابہ کا لشکر ہے' آپ ﷺ نے سیدنا علی' سیدنا مقداد اور سیدنا ابو مرصد غنوی رضی اللہ عنہم کو فرمایا جلدی کرو' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض کرتے ہیں آقا کدھر جائیں' آپ فرماتے ہیں کہ مکہ کا سفر شروع کرو' راستہ میں روضہ خاخ ایک جگہ ہے وہاں تمہیں ایک پردہ نشین عورت ملے گی اس کے پاس ایک رقعہ ہے تم نے وہ رقعہ لے کر آنا ہے۔ سیدنا مقداد' سیدنا ابو مرصد غنوی اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم چل پڑتے ہیں اور روضہ خاخ پر پہنچتے ہیں جہاں میرے مصطفیٰ علیہ السلام نے بتایا تھا' وہاں ایک برقعہ پوش بی بی مل جاتی ہے' سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بی بی! جلدی کر سواری سے نیچے اتر آ' یہ بی بی کہتی ہے کہ کیا بات ہے؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

تیرے پاس ایک رقعہ ہے وہ جلدی جلدی ہمیں واپس کر دے' یہ بی بی کہنے لگی' میرے پاس تو کوئی رقعہ نہیں' جناب علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ تیرے پاس کوئی رقعہ نہ ہو' نہ ہم جھوٹ بول رہے ہیں اور ہمارے نبی نے تو جھوٹ بولنا ہی کیا ہے' زمین آسمان ٹوٹ سکتے ہیں' پہاڑ اِدھر اُدھر ہو سکتے ہیں' دریا جگہ بدل سکتے ہیں لیکن میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بات غلط نہیں ہو سکتی۔

یہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یقین تھا۔

ہمارے یقین تو ٹوٹے ہوئے ہیں' میرے مصطفیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ماہ رمضان میں مومن کا رزق بڑھتا ہے لیکن مومن کہتا ہے نہیں بڑھتا' اس لئے کہ اس کا یقین ہی نہیں' نبی علیہ السلام فرماتے ہیں' روزہ رکھنے سے صحت ملتی ہے لیکن یہ روزہ ہی نہیں رکھتا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بی بی! اگر تو خود رقعہ دے دے تو بات ٹھیک ہے ورنہ ہمیں تیرے کپڑے بھی اتارنے پڑے تو اتار دیں گے اور اپنے نبی کی بات پوری کر کے دکھائیں گے' یہ بی بی کہتی ہے' دوسری طرف مونہہ کرو' صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دوسری طرف مونہہ کیا تو اس نے اپنے سر کے بالوں سے رقعہ نکال کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا اور انہوں نے آ کر رقعہ میرے مصطفیٰ علیہ السلام کو دے دیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رقعہ دیکھ کر فرمایا: کہ یہ راز کس نے آؤٹ کیا ہے' رقعہ پڑھا گیا تو پتہ چلا کہ یہ راز آؤٹ کرنے والا ایک صحابی ہے۔

رقعہ میں مضمون لکھا ہوا ہے' اے مکہ والو! آمنہ کے لال اور ساری کائنات کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار کا لشکر لے کر آ رہے ہیں' تم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے' اب جو تم نے کرنا ہے کر لو' میرے مصطفیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں: حاطب کو بلاؤ' حاطب بن ابی بلتعہ آ گئے' تو آپ فرماتے ہیں: اے حاطب! یہ کیا ہے؟ سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اے اللہ کے رسول! نہ تو میں نے غداری کی ہے اور نہ ہی میں بے ایمان ہوا ہوں' مکہ میں میرا کوئی رشتہ دار نہیں' میرے وہاں اہل وعیال ہیں' میں نے سوچا کہ اگر میں یہ راز مکہ والوں کو بتا دوں تو وہ میرے اہل وعیال کا خیال کریں گے' اس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں' ادھر سیدنا

عمر فاروق رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں: 'آقا! مجھے اجازت دیجئے' میں اس منافق کا سر اتار دوں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: عمر! "اِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا" حاطب منافق بے ایمان نہیں ہوا' یہ تو بدری صحابی ہے اور اللہ پاک نے آسمان سے بدر والوں کی طرف جھانک کر دیکھا اور ان کے بارہ اعلان فرما دیا کہ آج کے بعد بدری صحابی کوئی بھی عمل نہ کرے تو تب بھی وہ جنتی ہے' یہ تو بدری ہے' بس غلطی کر بیٹھا ہے۔ دیکھئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کتنے رؤوف الرحیم ہیں۔

ایک دن جبرائیل علیہ السلام آ کر عرض کرتے ہیں: آقا! آپ کے ساتھیوں میں سب سے اونچی شان والے صحابہ کون سے ہیں؟ آپ فرماتے ہیں جو بدر میں شریک ہوئے' جبرائیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں: آقا! آسمان کے فرشتوں میں سب سے اونچی شان والے فرشتے وہ ہیں جو بدر میں شریک ہوئے ہیں۔

میرے نبی کا لشکر جا رہا ہے' راستہ میں سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بھی مسلمان ہو کر اہل و عیال کو ساتھ لے کر آ رہے ہیں' وہ بھی شامل ہو گئے' غرضیکہ میرے نبی ایک ملک نامی مقام کے درمیان پہنچے تو عصر کا وقت ہو گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے شکایت کی' آقا بھوک پیاس لگ گئی ہے' حلق خشک ہو گئے ہیں' ہم پریشان ہیں۔

میرے آقا علیہ السلام کی عظمت دیکھئے۔ رب تعالیٰ نے ویسے ہی تو نہیں فرمایا:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○ (التوبۃ: ۱۲۸)

اللہ پاک نے ویسے ہی نہیں فرمایا!

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ (الانبیآء: ۱۰۷)

محبوب! آپ اللہ کریم کی رحمت بن کر آئے ہیں۔

رمضان کا مہینہ ہے' لیکن میرے نبی کی رحیمی کریمی دیکھ لیں' میرے مصطفیٰ علیہ السلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پریشانی دیکھی تو آپ نے پانی منگوایا اور روزہ افطار کر دیا' صحابہ میں سے بعض نے روزہ نہ چھوڑا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جنہوں نے روزہ چھوڑ دیا ہے ان کو

رب تعالیٰ نے زیادہ ثواب عطا فرمایا ہے۔

میرے بھائی! ماہ رمضان میں سفر ہے اور لڑائی کی تیاری ہے' میرے نبی ﷺ سترہ رمضان کو مکہ کے قریب پہنچ گئے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: میرے صحابہ! ہر شخص علیحدہ علیحدہ آگ جلا کر بیٹھے' آگ جلا دی گئی' جب ان کو دس ہزار لائٹیں نظر آئیں تو مکہ کا چوہدری ابوسفیان اور صفوان بن معطل ایک اور شخص تلاش کر رہے ہیں کہ کوئی خبر ملے' ادھر میرے نبی کے چچا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ میرے مصطفیٰ علیہ السلام کے خچر پر بیٹھ کر علاقہ کا چکر لگا رہے ہیں کہ مکہ والوں کا کوئی شخص مل جائے تو میں پیغام بھیج دوں کہ مکہ سے باہر ہی آ کر معافی مانگ لو ورنہ خون خرابہ ہو جائے گا۔

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں جنگل کی طرف گیا تو مجھے آوازیں آئیں' یہ آوازیں دینے والے ابوسفیان اور صفوان بن معطل ہیں۔ ابوسفیان کہہ رہا ہے' یہ تو بہت بڑا لشکر معلوم ہو رہا ہے' بڑی فوج نظر آ رہی ہے۔ صفوان کہتا ہے یہ وہ بنوخزاع ہی ہیں جن کو مار پڑی ہے' یہ فوج لے کر آئے ہیں یہ ہم پر حملہ کریں گے۔ ابوسفیان کہتا ہے کہ اتنے آدمی ان کے پاس کہاں ہیں' مجھے تو یہ فوج مدینہ کی معلوم ہو رہی ہے۔ جب یہ باتیں سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے سنیں تو فرماتے ہیں۔

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ واقعی بڑے قیمتی تھے۔ اللہ کے نبی علیہ السلام فرماتے ہیں: چچا عباس مجھے اسی طرح پیارے لگتے ہیں' جس طرح کہ میرا باپ عبداللہ مجھے پیارا لگتا تھا۔

بخاری شریف کی حدیث ہے' سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں بارش بند ہو گئی' قحط سالی پڑ گئی' سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو باہر جنگل میں لے جاتے ہیں اور دعا مانگتے ہیں' فرماتے ہیں:

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّكَ۔

اے عرش والے! پہلے ہمیں بارش کی ضرورت پڑتی تھی تو ہم تیرے نبی سے دعا کروا کر بارش لے لیتے تھے' اب تیرا نبی چلا گیا ہے' اس لئے ہم تیرے نبی کے چچا عباس کو

لائے ہیں' یہ ہم میں بزرگ بھی ہیں اور نبی ﷺ کے چچا بھی ہیں' الٰہی تو ان کی دعا کو قبول فرما کہ ہم پر رحمت کی بارش برسا دے' زندہ آدمی سے دعا کروانا جائز ہے۔

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کیا ابو حنظلہ ہے؟ (ابوسفیان کی کنیت ابو حنظلہ تھی) ابوسفیان کہتے ہیں: کیا آپ ابوالفضل ہیں؟ آپ فرماتے ہیں: ہاں! اے ابوسفیان ابھی وقت ہے معافی مانگ لے' سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو میرے مصطفیٰ علیہ السلام نے جھنڈا دیا ہے' جھنڈا ان کے ہاتھ میں ہے' یہ چلتے جا رہے ہیں اور ساتھ فرماتے ہیں: ''اَلْیَوْمُ یَوْمُ الْمَلْحَمَةِ'' آج مکہ والوں کی بوٹیاں کر دیں گے' ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے' کسی نے میرے نبی ﷺ کو بتایا: آقا! سعد اس طرح کہہ رہے ہیں۔ آج اللہ پاک نے بیت اللہ کی چابی دے دی ہے جو چاہے کر لو' میرے نبی فرماتے ہیں: اے میرے سعد! اس طرح نہیں' سیدنا سعد رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں: آقا! پھر کس طرح؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں: ''اَلْیَوْمُ یَوْمُ الْمَرْحَمَةِ'' آج جو معافی مانگے گا اس کو ہی معافی مل جائے گی' آج معافی اور رحمت کا دن ہے۔

میرے نبی ﷺ فرماتے ہیں: آگ جلا دو' ابوسفیان سیدنا عباس کے پیچھے میرے مصطفیٰ علیہ السلام کے خچر پر بیٹھ جاتا ہے' سیدنا عباس رضی اللہ عنہ خچر دوڑا دیتے ہیں' لوگ دیکھتے ہیں کہ یہ خچر تو رسول ﷺ کا ہے اور اوپر سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ سیدنا عباس لوگوں کے پاس سے گذرتے گئے' جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ چچا عباس ہیں اور جب ان کے پیچھے بیٹھے ہوئے آدمی پر نظر پڑی تو دیکھا کہ ابو سفیان بیٹھا ہوا ہے۔ کہنے لگے: اللہ! تیرا شکر ہے تو نے بغیر عہد اور ایمان کے اپنا دشمن ہمیں دے دیا ہے' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دوڑ لگا دی کہ اسے نبی پاک علیہ السلام کے پاس پہنچنے سے پہلے پہلے اس کا سر اتار دوں' سیدنا عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ادھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ دوڑ پڑے اور ادھر میں نے بھی خچر دوڑا دی' چونکہ ہم خچر پر تھے اس لیے ہم نبی علیہ السلام کے پاس پہلے پہنچ گئے۔ میں نے کہا: آقا! میں یہ مکہ کا چودھری ابوسفیان لے کر آیا ہوں' اتنے میں سیدنا

عمر رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور عرض کرتے ہیں: آ قا! یہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے' مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کا سر اتار دوں۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: عمر! ٹھہر جا' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نہیں جلدی کرو' یہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے۔ نبی علیہ السلام فرماتے ہیں: اے چچا جان! یہ آپ کی پناہ میں ہے' اسے اپنے ڈیرے پر لے جایئے اور صبح کو لے آنا۔ چودھری ابوسفیان صبح آ کر میرے مصطفیٰ کے پاس بیٹھا ہوا ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ابوسفیان! کیا تجھے ابھی پتہ نہیں چلا کہ رب ایک ہے؟ ابوسفیان کہتا ہے: اللہ کی قسم ہے اگر رب کے سوا کوئی اور بھی رب ہوتا تو میری مدد ضرور کرتا' یہ تو پتہ چل گیا ہے کہ رب ایک ہی ہے۔ آپ فرماتے ہیں: کیا تجھے ابھی سمجھ نہیں آئی کہ میں اللہ کا سچا نبی ہوں؟ ابوسفیان کہتا ہے: اس میں مجھے ابھی کچھ شک ہے' ابھی میں نے سوچنا ہے۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ابو سفیان! اگر تو نے جان بچانی ہے تو جلدی سے کلمہ پڑھ دے ورنہ عمر کی تلوار ابھی فیصلہ کر دے گی' ابوسفیان کہتا ہے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ۔

ابوسفیان مسلمان ہو گیا۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: آ قا! ابوسفیان مکہ کا چودھری اور اعزاز پسند آدمی ہے' اس کو کوئی اعزاز اور ڈگری بھی دے دیجئے' میرے نبی فرماتے ہیں: اے چچا جان! آپ اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر اعلان کر دیجئے کہ جو ابوسفیان کے گھر چلا جائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فوج کی طرف سے اسے امن مل گیا ہے۔

جو بیت اللہ میں داخل ہو جائے' اسے بھی کچھ نہیں کہا جائے گا۔

جو اپنا دروازہ بند کر لے' اس کو بھی کچھ نہیں کہا جائے گا۔

جو زخمی ہو کر گر پڑے' اسے بھی کچھ نہیں کہا جائے گا۔

جو ہتھیار پھینک دے' اسے بھی کچھ نہیں کہا جائے گا۔

جو بھاگ جائے' اس کے پیچھے بھاگا نہیں جائے گا۔

سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ دوڑ لگا کر مکہ پہنچ جاتے ہیں' مکہ والے کہتے ہیں: ابوسفیان! تو کیا پروگرام لے کر آیا ہے؟ ابوسفیان کہتا ہے: مکہ والو! جلدی جلدی میرے گھر میں داخل ہو جاؤ ورنہ نبی علیہ السلام کی فوج تمہیں کاٹ کر رکھ دے گی' وہ سارے اکٹھے ہو کر کہتے ہیں کہ ابوسفیان کوئی عقل کی بات کر' تو یہ کیا کہہ رہا ہے' پورا مکہ شہر تیرے گھر میں کیسے سمائے گا؟ ابوسفیان کہتا ہے کہ جو بیت اللہ کا دامن پکڑ لے گا اس کو بھی معافی ہے' جو اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے گا اسے بھی معافی ہے۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چلتے وقت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے فرمایا: خالد! تو نے مکہ کے زیریں علاقے کی طرف سے آنا ہے۔ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو اتار کی طرف سے آنا ہے اور مقام ''ہجون'' پر جھنڈا گاڑ دینا اور میری آمد تک وہاں ہی رہنا۔ نبی علیہ السلام نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ابوسفیان کو کسی تنگ گھاٹی پر کھڑا کر کے میری فوج کا نظارہ کروا دینا۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ابوسفیان کو لے کر ایک جگہ پر کھڑا ہو گیا' قبیلے گذر رہے ہیں' ابوسفیان پوچھتا ہے یہ کون سا قبیلہ ہے؟ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: یہ بنوسلیم قبیلہ ہے' یہ جہینہ ہے' یہ ملک ہے' یہ فلاں ہے' یہ فلاں ہے' ابوسفیان کہتے ہیں کہ مجھے ان سے غرض نہیں' پھر میرے مصطفیٰ علیہ السلام کے ساتھی انصار اور مہاجرین آئے' ابوسفیان پوچھتا ہے: یہ کون ہیں؟ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: یہ میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دیوانے مہاجر اور انصار ہیں' ابوسفیان کہتا ہے کہ یہ تو اس طرح لگتے ہیں جس طرح لوہے کی باڑ ہے' ان کا مقابلہ کون کر سکتا ہے' جس کے ساتھ رب کی مدد ہو دنیا کی کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور رب تعالیٰ کا وعدہ بھی ہے کہ:

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًاo (الفتح:۲۸)

وہ اللہ جس نے اپنے نبی کو سچا دین دے کر بھیجا ہے' اس نے اسے تمام ادیان پر غالب کرنا ہے۔

کہیں اللہ کا قرآن کہتا ہے!

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ يَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ○ (التوبة:٣٢)

اللہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے دین کو غالب کرنا ہے۔

میرے نبی مکہ میں داخل ہو رہے ہیں' نقشہ کتنا پیارا بنا ہوا ہے' ماہ رمضان ہے اور مکہ شہر ہے' رب کے نبی آج فاتح کی حیثیت سے داخل ہو رہے ہیں۔ میرے نبی نے اپنا سر اونٹ پر بیٹھے ہوئے ہی جھکا دیا' آپ کی داڑھی اونٹ کے کجاوے کے ساتھ لگ رہی ہے' آپ رب کے آگے عاجزی اور انکساری کرتے ہوئے مکہ داخل ہو جاتے ہیں۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اربہ والے علاقہ سے آ رہے ہیں۔ عکرمہ بن ابی جہل عنقریب صحابی بننے والے' صفوان بن معطل اور کچھ بدمعاش لڑکوں نے مقابلہ کیا' تو وہ اپنے اٹھائیس آدمی ہلاک کروا کر بھاگ گئے۔ ویسے بھی میرے نبی نے نو آدمی اشتہاری قرار دیئے تھے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ نو آدمی تمہیں بیت اللہ کا غلاف پکڑے ہوئے بھی مل جائیں تو ان کی وہاں ہی گردن اتار دینا' ان میں سے!

ایک کا نام عبدالعزیٰ ہے' ایک کا نام عبداللہ ہے' ایک کا نام عکرمہ ہے' ایک کا نام حارث ہے۔ ایک مکیث بن حبابہ ہے' ایک ابن خطل ہے اور اس کی دو لونڈیاں ہیں۔ عکرمہ تو بھاگ گیا' ابن خطل اور اس کی دو لونڈیاں ماری گئیں۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے عبداللہ کی سفارش کی تو اسے معافی مل گئی' نو میں سے چار مارے گئے اور پانچ کی سفارش ہو گئی تو میرے مصطفیٰ علیہ السلام نے ان کو معاف کر دیا اور جن کو معافی ملی ان میں ایک ہبار بن اسود ہے' یہ ہبار بن اسود وہ ہے جس نے میرے مصطفیٰ علیہ السلام کی بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو جب وہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ مہاجرہ ہو کر جا رہی تھیں' اس نے دیکھا تو کہتا ہے یہ تو اس نبی کی بیٹی ہے جس نے ہمارے ابو جہل' عتبہ اور شیبہ مروائے ہیں۔ یہ زور سے نیزہ مارتا ہے تو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اونٹ سے نیچے زمین پر گر پڑتی ہیں جس سے آپ کا حمل ضائع ہو جاتا ہے۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی زخمی

حالت میں اپنی چادر دوہری کر کے پیٹ پر باندھ لیتی ہیں اور اسی طرح مظلومانہ حالت میں مدینہ پہنچ جاتی ہیں' اللہ کے نبی بیٹی کا دکھ دیکھ کر بڑے پریشان ہوئے۔

بیٹیوں کے برے دکھ ہوتے ہیں' اللہ کرے کسی کی بیٹی دکھی نہ ہو' جس کی بیٹی دکھی ہو لوگ کہتے ہیں: اس کی ''جد'' دکھی ہے اور جس کی بیٹی سکھی ہو تو لوگ کہتے ہیں: اس کی ''جد'' سکھی ہے' ان سے جا کر پوچھیں جن کی بیٹیاں دکھی ہیں۔

میرے نبی کی بیٹی کو صدمہ پہنچا تو آپ بہت پریشان ہوئے۔ آپ فرماتے ہیں: میرے صحابہ! نوٹ کر لو' یہ ہبار اگر بیت اللہ کا غلاف پکڑ کر بھی کھڑا ہو تو بھی اس کی گردن اڑا دینا' لیکن فیصلے زمین پر نہیں ہوتے عرش عظیم پر ہوتے ہیں' فتح مکہ کے دن یہ اللہ کے نبی کے پاس آ کر معافی مانگتا ہے' تو میرے نبی بیٹی کے قاتل کو بھی معاف فرما دیتے ہیں۔

میرے بھائی! عکرمہ بن ابی جہل یمن کی طرف بھاگنے لگا' راستہ میں دریا عبور کرنے کیلئے یہ کشتی میں بیٹھا' جب کشتی دریا کے درمیان گئی تو بھنور میں پھنس گئی' ملاح کہنے لگا اب یہاں لات منات اور عزیٰ کو نہ پکارنا' اس لیے کہ ان کی پانی میں نہیں چلتی' یہ ہمارے معبود تھوڑے سے کمزور ہیں' اب اگر یہاں کشتی پار لگا سکتا ہے تو محمد (ﷺ) کا رب ہی لگا سکتا ہے۔ عکرمہ کہتا ہے اگر یہاں محمد (ﷺ) کا رب کام آ سکتا ہے تو کیا باہر نہیں آ سکتا؟ کشتی پیچھے کرو میں تو اسی لیے بھاگ رہا تھا' ادھر اس کی بیوی امان اور اللہ کے نبی علیہ السلام کی چادر لے کر گئی تو عکرمہ میرے محمد ﷺ کا صحابی بن گیا۔ صفوان بن معطل بھاگ گیا تو اس کے پیچھے سیدنا عمیر رضی اللہ عنہ' میرے مصطفیٰ علیہ السلام سے پناہ اور بطور نشانی وہ پگڑی لے کر گئے جو رسول اللہ ﷺ باندھ کر مکہ میں داخل ہوئے۔ سیدنا عمیر رضی اللہ عنہ صفوان سے کہتے ہیں کہ تجھے رسول اللہ ﷺ نے معاف کر دیا ہے' صفوان کہتا ہے ایسا مذاق کر کے کہیں مجھے قتل نہ کر دینا۔ سیدنا عمیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کیا نبی پاک علیہ السلام سے بڑھ کر کوئی وعدے کا پکا ہو سکتا ہے؟ صفوان میرے مصطفیٰ علیہ السلام کے پاس مکہ آئے تو آپ ﷺ فرماتے ہیں صفوان کیا بات ہے؟ یہ کہتا ہے جی مجھے سوچنے کے لیے دو ماہ کا ٹائم دو' پھر

مسلمان ہو جاؤں گا' آپ علیہ السلام فرماتے ہیں: تجھے چار ماہ کی مہلت ہے' اس نے تھوڑا سوچا تو میرے مصطفیٰ علیہ السلام کا صحابی بن گیا۔

میرے بھائیو! فتح مکہ کے موقع پر صرف دو مسلمان شہید ہوئے اور وہ بھی اس لیے کہ وہ علیحدہ ہو گئے تھے' بعض روایات کے مطابق اٹھائیس اور بعض کے مطابق چودہ کافر مارے گئے۔ اللہ کے پیغمبر علیہ السلام بیت اللہ میں آئے تو آپ نے بیت اللہ کا طواف کیا' آپ فرماتے ہیں کہ عثمان بن ابی طلحہ کو بلا کر لاؤ' (یہ عثمان بیت اللہ کا کنجی بردار ہے' اس کے پاس بیت اللہ کی چابی ہے) عثمان بن طلحہ آ گیا تو میرے نبی فرماتے ہیں' چابی مجھے پکڑا دے' آپ نے چابی پکڑی تو آپ کو پرانا موسم یاد آ گیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اے عثمان وہ وقت یاد کرو' جب ایک دن میرا دل چاہا کہ میں بیت اللہ میں داخل ہو کر اللہ کا گھر جی بھر کر دیکھ لوں لیکن تو نے مجھے چابی نہ دی اور آج دیکھ لے کہ اللہ پاک نے اسی چابی کا مالک مجھے بنا دیا ہے' وقت وقت کی بات ہے' میرے نبی کا دل چاہا کہ میں بیت اللہ کے اندر داخل ہو جاؤں لیکن کنجی بردار چابی نہیں دیتا' تو میرے مصطفیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اے عثمان! ایک وقت آنے والا ہے کہ یہ چابیاں اللہ پاک میرے قبضہ میں فرما دیں گے۔ آج میرے مصطفیٰ علیہ السلام نے عثمان بن ابی طلحہ سے چابی لے کر بیت اللہ کا دروازہ کھولا اور بیت اللہ کے اندر داخل ہو گئے' آپ دیکھتے ہیں کہ بیت اللہ کے اندر تین سو ساٹھ بت پڑے ہوئے ہیں' کچھ بیت اللہ کی چھت پر اور کچھ بیت اللہ کے اندر پڑے ہوئے ہیں۔ ان مشرکوں کی عقل دیکھیے کہ صبح اپنے ایک رب کو گردن سے پکڑ کر اسے بیت اللہ کے سامنے بٹھا دیتے اور صبح سے شام تک اس کی عبادت کرتے اور اسے کہتے ہیں کہ باقی تین سو انسٹھ دن تو فارغ ہے' بیشک تو سویا رہے فی الحال ہمیں تیری کوئی ضرورت نہیں گویا جتنے دن ہیں اتنے ہی رب ہیں' بلکہ جتنے گھر کے افراد ہیں اتنے ہی رب بنا دیئے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ میں چھڑی پکڑی ہوئی ہے اور اشارہ کر رہے ہیں!

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۝(الاسراء:۸۱)

حق آ گیا ہے اور باطل بھاگ گیا ہے بے شک باطل ہمیشہ بھاگ ہی جاتا ہے۔

نبی ﷺ چھڑی سے جس بت کی طرف اشارہ کرتے ہیں وہ بت الٹا ہو کر زمین پر گر جاتا ہے۔ میرے مصطفیٰ علیہ السلام نے بت توڑ کر بیت اللہ کو صاف کر دیا۔ آپ نے دیکھا مشرکین نے ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کے بت بنا کر بھی بیت اللہ کی چھت سے لٹکائے ہوئے ہیں' آپ فرماتے ہیں: اے علی! میرے کندھوں پر چڑھ جا' میں اپنے بابا ابراہیم علیہ السلام کی تصویر بھی نہیں رہنے دوں گا۔

دو کانوں اور اپنی بیٹھکوں میں صوفیاء اور اولیاء' علماء اور فضلا کی تصویریں لٹکانے والو' چرسیوں اور بھنگیوں کو تسبیح پکڑا کر دعا کی تصویریں لگانے والو' سن لو' میرے مصطفیٰ علیہ السلام کا فرمان ہے کہ جس گھر میں بت یعنی فوٹو یا کتا ہو گا تو وہاں رحمت کا فرشتہ نہیں آئے گا۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں: اے علی! میرے کندھوں پر چڑھ کر بیت اللہ سے میرے بابا ابراہیم علیہ السلام کی لٹکی ہوئی تصویر اتار دے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں: آقا! یہ گستاخی میں نہیں کر سکتا کہ میں آپ کے کندھوں پر چڑھ جاؤں' آپ میرے کندھوں پر چڑھ جائیں' آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ علی تو نبوت کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا' اللہ کے نبی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے کندھوں پر چڑھنے لگے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے آپ کا بوجھ نہ اٹھایا گیا' آپ علیہ السلام فرماتے ہیں: اے علی! تو میرے کندھوں پر چڑھ کر یہ بت اتار دے' اس وقت بیت اللہ کے اندر چھ ستون تھے' اللہ کے نبی نے ایک طرف ہو کر دو رکعات نماز ادا کی' آہستہ آہستہ پورے مکہ والے جمع ہو گئے' میرے نبی ﷺ بیت اللہ کے دروازہ پر آ کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور فرماتے ہیں: اے مکہ والو! آج میں تم لوگوں کے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں؟ مکہ والے بڑے دانا نکلے' کہنے لگے:

تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِئِيْنَ ○ (یوسف:۹۱)

اللہ کی قسم ہے' جس طرح اللہ پاک نے یوسف نبی کو اس کے بھائیوں پر عظمت

دے دی تھی اسی طرح اللہ کریم نے آپ کو ہم پر مقام دے دیا ہے' جس طرح یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو معاف کر دیا تھا اسی طرح آپ بھی ہمیں معاف فرما دیں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اے مکہ والو!

مجھے تمہاری ایک ایک زیادتی یاد ہے۔

مجھے وہ بھی وقت یاد ہے جب تم مجھے نماز نہیں پڑھنے دیتے تھے۔

مجھے وہ بھی وقت یاد ہے جب تم میرے گلے میں چادریں ڈال کر بل دیتے تھے۔

مجھے وہ بھی وقت یاد ہے جب تم نے میرے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر ظلم کیے تھے۔

لیکن سن لو!

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ اِذْ هَبُوْا اَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ۔

آج تمہیں کوئی سرزنش اور پکڑ دھکڑ نہیں' جاؤ میں نے تم سب کو معاف کر دیا ہے۔

یہی مولانا نے لکھا ہے کہ ؎

میرا پیر رؤف الرحیم نبی' جدوں جمیا تے جمیا یتیم نبی
موئی ماں تے چاچا تایا بھی' آساں رہ گئیاں رب قدیر دیاں
آ اہلحدیثاں توں سن سجناں' جے گلاں سنیاں مدنی پیر دیاں
جیدی عمر دی قسم خدا کھاوے جیدیاں انگلاں چن نوں چیر دیاں

کوئی قومی کوئی ملکی پیارے نبی' چھوٹے چھوٹے حلقے ول سارے نبی
مشرق توں مغرب تک' حداں پہنچیاں اودی جاگیر دیاں
کسے نال کلہاڑے دے بت بھن کے "بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ" آکھیا
کسے نال اشارے انگلی دے' بت توڑ گراتا اک پاسے

ابراہیم علیہ السلام نے کلہاڑے سے بت توڑ کر فرمایا کہ اس نے ہی مارا ہوگا' لیکن میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھڑی کے اشارے سے تمام بت توڑ دیئے۔

میرے بھائی! جب مکہ والوں کو معافی مل گئی تو دو ہزار آدمی یکدم ہی مسلمان ہو گئے' ان معافی لینے والوں میں ابوسفیان کی بیوی ہندہ بھی ہے' ابوسفیان مسلمان ہو کر گھر جا کر کہتے ہیں کہ ہندہ آج بڑے بڑے ستون اپنی جگہ چھوڑ چکے ہیں' تو بھی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جا' وہ کہتی ہے اے ڈرپوک ابوسفیان! تو آج تک مخالفت کرتا رہا ہے اور اب مجھے کہتا ہے کہ مسلمان ہو جا' میں کلمہ نہیں پڑھوں گی۔ ابوسفیان کہتے ہیں کہ رات کے بعد جب میں صبح گھر آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ہندہ اکیلی بیٹھی لا الہ الا اللہ پڑھ رہی ہے' میں نے پوچھا تجھے اب کیا ہوا ہے؟ ہندہ کہتی ہے: ابوسفیان بات سن لے' تمہیں فتح ہو تو تم شراب پیو' ڈھول بجاؤ' کنجریاں نچاؤ' میں نبی علیہ السلام کے دس ہزار فاتح صحابہ رضی اللہ عنہم کو ساری رات دیکھتی رہی ہوں' یہ تو شکرانہ کے نوافل ہی پڑھتے رہے ہیں' میں ان کے سجود دیکھ کر مسلمان ہوئی ہوں۔

میرے بھائی! ہندہ کو بھی معافی مل گئی' حالانکہ یہ سید الشہداء سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ کا مثلہ کرنے والی ہے' اس نے بڑی بے دردی سے آپ کے کان' ناک' ہونٹ' زبان اور ہاتھ پاؤں کی انگلیاں کاٹ لیں' سینہ چیر دیا' اب یہ آپ کا کلیجہ نکال کر چبانا چاہتی ہے لیکن نگل نہیں سکی' یہ آپ کے سارے اعضا رسی میں پرو کر گلے کا ہار بناتی ہے' لیکن میرے مصطفیٰ علیہ السلام کی رحیمی کریمی دیکھ لیں کتنی ہے' آپ علیہ السلام فرماتے ہیں: اے ہندہ! میں نے تجھے بھی معاف کر دیا ہے۔

سید الشہداء سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا قاتل وحشی بن حرب بھی بھاگتا پھرتا ہے' کسی نے کہا وحشی تو کیوں چھپتا پھرتا ہے' جا کر معافی مانگ لے ادھر سے معافی مل جاتی ہے' یہ آ گیا تو اس کو بھی معافی مل گئی۔ غرضیکہ میرے نبی نے پورے مکہ والوں کو معاف کر دیا۔ ادھر مدینہ والوں کو فکر پڑ گئی کہ نبی پاک علیہ السلام مکہ کے رہنے والے ہیں' مکہ فتح ہو گیا ہے' اس لئے ہو سکتا ہے اب آپ یہاں ہی قیام کر لیں اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گئے تو آپ نے دیکھا کہ مدینہ والے کچھ پریشان ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کیا بات ہے' تم کیوں پریشان ہو؟

انصار عرض کرتے ہیں آقا مکہ آپ کا آبائی شہر ہے' آپ یہاں پیدا ہوئے اور ترپن سالہ زندگی یہاں گذاری' آج رب تعالیٰ نے مکہ فتح کر دیا ہے اور ہمیں خطرہ پڑ گیا ہے کہ کہیں آپ مکہ میں ہی نہ رہ پڑیں؟ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں: یہ ہو ہی نہیں سکتا' میرا جینا بھی تمہارے ساتھ ہے اور مرنا بھی تمہارے ساتھ ہے' اب میں تمہارے ساتھ مدینہ ہی جاؤنگا۔

میرے بھائی! مال غنیمت کی تقسیم کی باری آئی تو آپ نے مکہ والوں کو جو نئے نئے مسلمان ہوئے تھے' ان کو مال غنیمت دیا' میرے مصطفیٰ علیہ السلام نے سترہ کلو چاندی اور تین سو اونٹ اکیلے ابوسفیان کو دیئے' یہ دیکھ کر انصار کے دل میں کچھ غلط بات آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے انصار کیا تم چاہتے نہیں کہ یہ دولت لے کر جائیں اور تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے کر جاؤ۔

انصار کہتے ہیں ع

سو سو وار اسی ہاں راضی تے کریئے شکر ربانا
ساڈی ونڈ محمد آیا' جیدیاں اُچیاں شاناں
لوگ گھراں نوں لے کر جاون اونٹ بکریاں گائیں
اسی گھراں نوں لے کر جایئے حوض کوثر دا سائیں

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۝ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۝ (الفتح: ۱-۳)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔



عظمت قرآن

وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَ لَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ○ (بنی اسرائیل:۸۲)

ہر قسم کی حمد وثناء اللہ جل جلالہ کی ذات اقدس کے لئے بے شمار اور ان گنت درود وسلام سید الاولین والاخرین' امام کائنات' جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی پر۔

دوستو اور بزرگو! آپ کافی سارے علماء کرام کے بیانات سن چکے ہیں' ان شاء اللہ میں بھی کوشش کروں گا' اللہ تعالیٰ مجھے بھی کچھ بیان کرنے اور پھر سن سنا کر ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

بھائیو! یہ عظمت قرآن کے موضوع پر جلسہ ہے' یقین جانیں میرا تو عقیدہ ہے کہ اس قرآن کریم سے زیادہ اچھی چیز رب تعالیٰ کے پاس بھی نہیں ہے' سب سے اعلیٰ چیز قرآن کریم اللہ پاک نے اپنے محبوب کے ذریعہ ہمیں عطا فرما دی ہے' دعا کریں اللہ پاک ہمیں اس قرآن پر عمل کی توفیق عطا فرمائے اور اس کو ہمارے لئے نجات کا سبب بنائے۔

بھائیو! یہ قرآن کریم اللہ پاک کی کیسی کتاب ہے' اس کی شان کے بارہ میں کیا کہا جا سکتا ہے' میرا تو یقین ہے کہ اللہ پاک نے اس قرآن کو روحانی طور پر بھی شفا نازل کیا ہے اور جسمانی طور پر بھی شفا نازل کیا ہے' قرآن کریم میں روحانی سکون بھی ہے اور جسمانی شفا بھی ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَ لَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ○ (بنی اسرائیل:۸۲)

اللہ پاک فرماتے ہیں: ہم نے اس قرآن کو رحمت اور شفا بنا کر بھیجا ہے' یہ قرآن روح کی تازگی اور اسے شفاء دینے کے لئے آیا ہے' یہ قرآن جسمانی طور پر بھی شفاء دیتا ہے۔

حدیث کی کتب صحیحین میں لکھا ہے کہ اللہ کے پیغمبر علیہ السلام کے چند صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ایک بستی کے قریب گئے اور بستی والوں سے کہنے لگے' اے بستی والو! ہم نے رات رہنا ہے' ہمیں رات رکھ لو۔

یہ بستی والے کہنے لگے' ہم نے رات نہیں رکھنا' اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں نے بستی سے باہر ہی ڈیرہ لگا دیا' اللہ تعالیٰ کی قدرت رات کے وقت بستی کے نمبردار' چوہدری' سردار کو کسی موذی چیز نے ڈس لیا' اس طرح سمجھیں کہ سانپ ڈس گیا' اب اس کی جان نکل رہی ہے' انہوں نے اپنے دم جھاڑا کرنے والوں سے دم کروایا' لیکن آرام نہ آیا' یہ کہتا ہے پتہ کرو' شاید قافلہ والوں میں سے کوئی دم وغیرہ کر لیتا ہو' وہ دم کر لے اور اللہ کریم مجھے شفا عطا کر دے۔ یہ جا کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کہنے لگے' کیا تم میں سے کوئی دم کر لیتا ہے' ایک صحابی کہنے لگا' کیا بات ہوئی؟ یہ کہنے لگے: ہمارے نمبردار کو سانپ نے ڈس لیا ہے اگر تم میں سے کوئی دم کر لیتا ہے تو آ ؤ دم کرو' ایک صحابی کہتا ہے' میں دم تو کر لیتا ہوں' کیا مفت کر دوں؟ وہ کہنے لگے' جس طرح تم کہو گے ہم اسی طرح کر لیں گے' جو تم مانگو گے ہم دے دیں گے' آ ؤ دم تو کرو نا' اس صحابی نے دم کیا تو اللہ پاک نے مریض کو شفا عطا فرما دی' وہ کہنے لگے آپ نے دم کا کیا لینا ہے' اس صحابی نے دم کرنے کی چالیس بکریاں لیں' اس نے بکریاں تو لے لیں لیکن ذہن میں فکر پڑ گئی' پتہ نہیں یہ حلال ہیں یا حرام' آپس میں کہنے لگے کہ ہم ان بکریوں کا دودھ نہیں پئیں گے اور نہ ان کو ذبح کر کے کھائیں گے' پہلے تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیں کہ یہ جائز ہیں یا ناجائز ہیں۔

میرے بھائی! وہ لوگ حلال حرام کی پرکھ کر کے کھاتے تھے' ان کو معلوم تھا کہ حرام کا جو لقمہ پیٹ میں داخل کیا گیا' جس حرام کے لقمہ سے خون تیار ہوا' وہ جسم کے گوشت کا ٹکڑا بھی جنت میں نہیں جا سکتا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ کے پیغمبر ﷺ کے پاس آئے اور آ کر آپ ﷺ کو ساری بات سنائی' صحابی عرض کرنے لگا آقا' میں نے ایک چوہدری کو دم کر کے اس سے چالیس بکریاں لی ہیں' آقا میں نے بکریاں تو لے لی ہیں' اب مجھے فکر پڑ گئی ہے کہ یہ جائز ہیں یا ناجائز؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں: اے میرے صحابی! تو نے کیا پڑھ کر دم کیا ہے؟ صحابی کہتا ہے' آقا اور تو کچھ نہیں پڑھا' صرف سورۃ فاتحہ ہی پڑھی ہے' کون سی سورۃ فاتحہ' حافظ صاحب لکھتے ہیں ع

فاتحہ کل بیماراں داروں' تے دافع کل بلائیں
پڑھ پھوکے یا دم کر لے' دیوے رب شفائیں

آپ ﷺ فرماتے ہیں اے میرے صحابی' تجھے کس نے بتایا تھا کہ یہ دم ہے؟ صحابی عرض کرتا ہے' آقا یہ میرے ذہن میں بات آئی ہے' میں نے سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کر دیا تو اللہ پاک نے اسے شفا عطا کر دی۔

معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پاک روحانی طور پر بھی شفا ہے اور جسمانی طور پر بھی شفا ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں: اے میرے صحابی! اگر تجھے اس کے بارہ میں کوئی شک شبہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بکریاں جائز ہیں یا ناجائز ہیں تو اس میں میرا بھی حصہ رکھ لو۔

اللہ ذوالجلال کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں' قرآن کریم کو جس مقصد کے لئے پڑھو گے' اللہ پاک وہی مقصد حل فرما دیں گے' مکہ والوں نے فیصلہ کر لیا!

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ وَيَمْكُرُوْنَ وَ يَمْكُرُ اللّٰهُ وَ اللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ○ (الانفال:۳۰)

اللہ پاک فرماتے ہیں: اے میرے محبوب! آج مکہ والوں نے آپ کے قتل کا منصوبہ بنا لیا ہے اور میں نے آپ کو بچانے کا منصوبہ بنا لیا ہے۔

رات کا وقت ہے' مکہ والوں نے آپ ﷺ کے مکان کو گھیرا ہوا ہے' یہ تلواریں لے کر میرے مصطفیٰ ﷺ کے گھر کے ارد گرد کھڑے ہیں' اللہ کے پیغمبر ﷺ آسمان کی

طرف مونہہ کر کے فرماتے ہیں' اے عرش والے' ان کی تلواریں چمک رہی ہیں؟ اللہ پاک فرماتے ہیں: اے میرے محبوب! آپ قرآن پڑھنا شروع کر دیں' میں ان کو اندھا کر دوں گا' میرے مصطفٰے ﷺ قرآن پڑھتے جا رہے ہیں!

یٰسٓ o وَ الْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِ o اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ o عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ o تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ o لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ o لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰۤی اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ o اِنَّا جَعَلْنَا فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَی الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ o وَ جَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ o (یٰسٓ:۱- ۹)

مولانا صمصام رحمہ اللہ پنجابی میں لکھتے ہیں:

مٹی دی مُٹھی اک بھری پیارے نے　　آیتاں یٰسین دیاں پڑھیاں سوہارے نے
کافراں ول سُٹی انے ہوگئے سارے نے　　نکل گئے دوویں کر دے حمد قدیر دی
جھوک وسیندی ڈٹھی جگاں دے پیر دی

\ میرے مصطفٰے ﷺ نے قرآن پڑھا' اللہ کریم نے فرمایا' محبوب' ہم نے پردے کر دیئے ہیں' آپ گذر جائیں' یہ آپ کو دیکھ نہیں سکتے۔

میرے بھائی! یہ قرآن وہ ہے جو چوروں نے سنا تو ولی بن گئے' بدمعاشوں اور ڈاکوؤں نے سنا تو اللہ والے بن گئے۔

اللہ کے نبی ﷺ دیکھتے ہیں کہ مسجد نبوی کے اندر ایک پریشان حال آدمی بیٹھا ہوا ہے' آپ ﷺ فرماتے ہیں تو کون ہے؟ یہ کہتا ہے' جی میں مرصد ہوں! رب کے نبی ﷺ فرماتے ہیں' کون مرصد؟ یہ کہتا ہے' میں مرصد بن ابی مرصد غنوی (رضی اللہ عنہ) ہوں' اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں' اے میرا مرصد کیا بات ہے' تو کیوں پریشان بیٹھا ہے؟ سیدنا مرصد رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں' آقا! چوری کی مجھے عادت ہے' زنا کی مجھے عادت ہے'

ڈاکے میں ڈالتا تھا' شراب میں پیتا تھا' اب مسلمان ہو گیا ہوں تو یہ سب پابندیاں لگ گئی ہیں اور جو عادتیں پڑ گئی ہوں تو وہ جلدی نہیں جاتیں۔

قربان جاؤں! آپ کیسے حکیم نبی بن کر آئے ہیں' اللہ کی قسم ہے' اسی لئے ہم نے اسے پیغمبر مانا ہے' جس جیسا کائنات میں ہے ہی نہیں۔

مولانا فرماتے ہیں ع

اک عام داناواں دی گل اے' پئے راضی ہندے اوسن کے
پانی پیئے پُن کے' تے مرشد پھڑیئے چُن چُن کے
اساں چن کے مرشد پھڑیا' جیدا سب توں اچا ستارہ ہے
اک جگ وچ کامل مرشد' جیدا نام محمد پیارا ہے
جیڑا لڑ اس دے لگ جاوے' اونوں ملنا عجیب نظارہ ہے
لوکی مرشد پھڑ دے نے چھوٹے' ساڈا چھوٹیاں نال تے جوڑ ئیں

ہمیں اللہ پاک نے وہ مرشد دیا ہے جس جیسا کائنات میں ہے ہی کوئی نہیں۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں' اے مرصد! اگر تیرا جی نہیں لگتا تو آ میں تجھے اسی طرح کا کام دے دوں' سیدنا مرصد رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں آقا کیا کام بتاؤ گے' آپ ﷺ فرماتے ہیں' اے مرصد! تو چوریاں ہی کیا کر' سیدنا مرصد عرض کرتے ہیں' آقا! اسلام میں چوری کہاں ہے' آپ ﷺ فرماتے ہیں' اے مرصد! تو مکہ چلا جا' مکہ کی جیلوں میں غریب لوگ بند ہیں' تو ان کو مکہ کی جیلوں سے نکال کر مدینہ کے راستہ پر ڈالا کر' اس طرح تیری عادت پوری ہوتی رہے گی اور غریبوں کا کام بنا رہے گا' سیدنا مرصد رضی اللہ عنہ مکہ چلے گئے' سیدنا مرصد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرا گذر اس محلّہ سے ہوا جس محلّہ میں میری جاہلیت کے دور کی ایک محبوبہ عناق نامی عورت رہتی تھی' مجھے وہ پرانے موسم یاد آ گئے جب میں مکہ کی گلیوں سے گذرا کرتا تھا' یہ اپنے چوبارہ پر بیٹھی ہوتی تھی' میں اس گلی سے گذر رہا تھا' رات چاندنی تھی' اس نے نیچے نظر دوڑائی تو اس کی نظر مجھ پر پڑ گئی' یہ آواز دے کر کہتی ہے' کیا

تو مرصد ہے؟ میں نے کہا' ہاں میں مرصد ہوں! عناق کہتی ہے: اے مرصد! میں کب سے تیرا انتظار کر رہی ہوں' آج پھر تیری رات میرے پاس بسر ہوگی' سیدنا مرصد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: عناق! سن لے' جس رب کا میں نے قرآن پڑھا ہے' اس کے قرآن نے غیر محرم عورتوں کے پاس رات گذارنے کو حرام قرار دے دیا ہے' اب میں نے قرآن پڑھ لیا ہے' قرآن نے مجھے روک دیا ہے' سید میر رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی پیاری بات لکھی ہے' فرماتے ہیں ؏

جھڑے خود نہ دیوہ بال سکن
تیری سختی کیونکر ٹال سکن
پڑھو لا الہ الا اللہ

جو بات میں بتانا چاہتا ہوں ؏

پکھ لیندی نئیوں کھیہہ کھانے تھیں
رَس کدے نہ نکلے کانے تھیں
نفع کوئی نئیوں عشق زنانے تھیں
پڑھو لا الہ الا اللہ

یہ عورت ابھی منت سماجت کر رہی تھی' اے مرصد آج تیری رات میرے پاس بسر ہوگی اور اب کہتی ہے اگر تو نے میری بات نہ مانی تو میں شور ڈال دوں گی' سیدنا مرصد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اے عُناق! اب مجھے اپنی جان کی کوئی پرواہ نہیں' جان جاتی ہے تو چلی جائے لیکن ایمان نہ جائے' یہ عورت شور ڈال دیتی ہے' میرے پیچھے آٹھ آدمی لگ جاتے ہیں' میں بھی مٹھیاں بند کر کے دوڑ لگا دیتا ہوں اور ایک پہاڑ کی غار میں جا کر چھپ جاتا ہوں؛ یہ مجھے تلاش کرنے کے بعد تھک کر سو جاتے ہیں' اب میں بھی نکلا' جس مکان میں مسلمان قیدی بند تھے اس کی چھت نہیں تھی' میں چھلانگ لگا کر مکان کے اندر داخل ہوا اور ایک قیدی کو اٹھا کر اسے مکہ سے باہر لا کر اس کی بیڑیاں کاٹ دیں' پھر اسے بتایا کہ یہ مدینہ کا راستہ ہے' اس راستے پر چل کر میرے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔

یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے دل لگا کر اللہ کا قرآن سنا ہے' یہ ایک بدنام زمانہ ڈاکو ہے' یہ جس شاہراہ پر جاتا ہے تو لوگ وہ شاہراہ ہی چھوڑ جاتے ہیں' مشہوری ہو جاتی ہے کہ فلاں ڈاکو ادھر آ گیا ہے' ایک بی بی بڑی حسین وجمیل ہے لیکن وہ اللہ کی بڑی نیک بندی ہے' اس بدمعاش کی نظر اس پر پڑ گئی' یہ اس بی بی کو برائی کی دعوت دیتا ہے' یہ اللہ والی اللہ سے ڈر کر جواب دیتی ہے تو اس نے دھمکی لگا دی' کہتا ہے تو نے میرے حکم کی انکاری کر دی ہے' اب بات سن لے' رات دھیان سے سونا' میں آج رات تیرے مکان کو سیڑھی لگا کر تجھے اغوا کر کے لے جاؤں گا' پھر دیکھوں گا کون تیرا دفاع کرتا ہے؟ آدھی رات کا وقت ہے' یہ بدنام زمانہ ڈاکو' چور اور بدمعاش' چوری اور بدمعاشی کرنے کے لئے اس بی بی کے مکان کو سیڑھی لگا کر اوپر چڑھ رہا تھا کہ کسی اللہ کے نیک بندے کی نظر پڑ گئی' یہ اللہ والا اس کو دیکھ کر قرآن کی ایک آیت پڑھتا ہے' کہتا ہے' اس کو قرآن کی ایک آیت سنا دیتے ہیں' ہوسکتا ہے بات بن جائے' یہ قرآن پاک کی ایک آیت پڑھتا ہے۔

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ۔ (الحدید:۱۶)

کیا وہ وقت نہیں آیا کہ ایمان والوں کے دل اللہ کے ذکر سے ڈر جائیں۔

میرے بھائی! اگر یہ دل کا برتن سیدھا ہو تو بارش تھوڑی بھی ہو تب بھی داخل ہو جاتی ہے اور اگر برتن الٹا ہو تو کوئی فائدہ نہیں ہوتا اگر دل لگا کر کنجریاں قرآن سن لیں تو رب کریم کی قسم ہے کہ وہ حیا والی بن جاتی ہیں۔

شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ ایک دن بازار حُسن کے پاس سے گذرے تو ذہن میں یہ بات آئی کہ لوگوں کو بڑی وعظ کر لی ہے جلسوں میں بڑی تقاریریں کر لی ہیں' جو بیبیاں اپنا حیا لٹا رہی ہیں اگر ان کو وعظ نہ کی تو کہیں یہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دربار میں یہ دعویٰ دائر نہ کر دیں' جس حویلی میں یہ بیبیاں جسم فروشی کر کے اپنی عزت لٹا رہی تھیں' شاہ جی نے اس حویلی کا دروازہ کھٹکھٹا دیا' ایک بی بی باہر آ کر کہتی ہے' شاہ جی' آپ کیسے آئے ہیں؟ شاہ صاحب فرماتے ہیں' بی بی آؤ یہاں سب اکٹھی ہو جاؤ' میں بھی ایک مقصد لے

کر آیا ہوں' یہ سب بیبیاں جمع ہو جاتی ہیں' تو شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ ان کو قرآن سے سورۃ نور پڑھ کر سناتے ہیں' اب نتیجہ نکل رہا ہے' رزلٹ سامنے آ رہا ہے' شاہ جی قرآن سناتے جا رہے ہیں' یہ اٹھائیس بیبیاں قرآن کریم سن کر روتی جا رہی ہیں' اور سچی توبہ کر لیتی ہیں' شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ ان بیبیوں کو لوٹے پکڑا کر وضو کا طریقہ بتا دیتے ہیں' وضو کروا کر ان کو مصلے پر کھڑا کر دیتے ہیں اور خود آسمان والے کے سامنے ہاتھ باندھ کر دعائیں کرتے ہیں' اے عرش والے! اتنی سی محنت میں نے کر دی ہے' اب ہدایت تو دے دے۔

شاہ جی نے دعا کی اور ساتھ محنت کی تو اٹھائیس بیبیاں سچی توبہ کر کے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئیں' پھر انہوں نے آگے نکاح کر لئے' جو سب سے بڑی تھی' یہ کہتی ہے' شاہ جی میں نے یہاں کیا کرنا ہے' اب میں آپ کے ساتھ جاؤں گی' شاہ صاحب فرماتے ہیں' بی بی تو وہاں کیا کرے گی' یہ کہتی ہے' آپ جن گھوڑوں پر چڑھ کر جہاد کر رہے ہیں' میں ان گھوڑوں کو دانہ پیس کر ڈالوں گی' ہو سکتا ہے میرا نام بھی مجاہدوں میں لکھا جائے۔

آپ بالاکوٹ جا کر دیکھیں' جہاں شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی قبر ہے وہاں اس بی بی کی بھی قبر ہے' اس لئے آپ بھی دل لگا کر قرآن سنا کریں۔

یہ دیکھ لیں' بدمعاش قرآن سن رہا ہے' پھر ایسا نشانے پر تیر لگا کہ یہ بدمعاش جو پہلے سیڑھیاں اوپر چڑھ رہا تھا' اب نیچے اتر رہا ہے اور زبان سے کہتا ہے' وہ وقت آ گیا ہے' میرا دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ڈر گیا ہے' یہ ایسا ڈرا' پہلے ڈاکے ڈالتا تھا' بدمعاشی کرتا تھا' لوگوں کی عزت لوٹتا تھا' اب ہر وقت بیت اللہ میں ہی بیٹھا رہتا ہے' طواف کرتا ہے' کبھی رکن یمانی کو ہاتھ لگاتا ہے' کبھی حجرِ اسود کا بوسہ لیتا ہے اور کبھی کعبۃ اللہ کی دہلیز پکڑ کر رو رو کر رب تعالیٰ سے معافی مانگتا ہے۔

ایک دن ایسا آتا ہے کہ وقت کا حکمران بھی طواف کر رہا ہے' فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ جو قرآن سن کر اللہ کے ولی بنے تھے یہ بھی طواف کر رہے تھے' طواف کرتے کرتے وقت کا حکمران فضیل کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہے' اے فضیل! یار مجھے پتہ چلا ہے' تو اللہ کا

قرآن سن کر مسلمان ہوا ہے' میرا دل چاہتا ہے کہ میں تیرے ساتھ کوئی تعاون کروں' تیری خدمت کروں' بتا تجھے کس چیز کی ضرورت ہے؟ یہ پہلے ڈاکے ڈال کر گذارہ کرتا تھا' اب اس کا یقین کامل اور پختہ ایمان ہوگیا ہے' فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں' اے بادشاہ! تو نے کس طرح کی بات کی ہے' میں چلوں اللہ کے گھر میں اور مانگوں تجھ سے' یہ بات جچتی نہیں۔

بھائیو! دیکھ لو جن کے ایمان پختہ ہو چکے ہیں' ایک دن حرم سے باہر ملاقات ہوگئی' بادشاہ کہنے لگا' آج ہی مانگ لے' بتا کیا دوں؟ فضیل رحمہ اللہ فرماتے ہیں' اے بادشاہ! تو کیا دے گا' یہ بادشاہ کہتا ہے جو مانگو دوں گا؟ فضیل فرماتے ہیں' بادشاہ اب میں مانگنے لگا ہوں' دینے کے لئے تیار ہو جا' اس کے ذہن میں تھا' اونٹ مانگ لے گا' گھوڑا مانگ لے گا' حویلی مانگ لے گا' زمین کا ٹکڑا مانگ لے گا' کوئی پلاٹ مانگ لے گا' کوئی دنیا کی دولت مانگ لے گا! فضیل فرماتے ہیں: اے بادشاہ! تیری نظریں ادھر ہیں اگر تو دے سکتا ہے تو رب سے جنت ہی لے کر دے دے' بادشاہ کہتا ہے' یہ تو مجھے بھی پتہ نہیں کہ مجھے بھی جنت ملنی ہے یا نہیں؟

یہ سچی بات ہے' سوائے ان لوگوں کے جن کو میرے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جنتی ہیں اور یہ جہنمی ہیں' باقی کسی کے بارہ میں کوئی حتمی فیصلہ نہیں' لیکن ہمارے بعض بھائیوں کو شک پڑ گیا ہے وہ پاکپتن سے لاٹھیاں کھا کر زخمی ہو کر آتے ہیں' اگر ان سے پوچھیں کہ یہ سر پر زخم کیسے ہیں؟ وہ کہتے ہیں: جی ہم بہشتی دروازہ کراس کر کے آئے ہیں' یہ تو جنت اور آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے' جو جنت رب نے ہمیں دینی ہے' اس بہشت کا دروازہ!

نہ آدم علیہ السلام نبی کھلوا سکتے ہیں۔

نہ موسیٰ علیہ السلام کھلوا سکتے ہیں۔

نہ نوح علیہ السلام کھلوا سکتے ہیں۔

نہ ابراہیم علیہ السلام کھلوا سکتے ہیں۔

یہ سارے نبی علیہم السلام مل کر بھی چلے جائیں' بہشتی دروازہ پھر بھی نہیں کھلے گا' جتنی دیر

تک میرے مصطفیٰ ﷺ نہیں جائیں گے' بہشتی دروازہ نہیں کھلے گا' اللہ کے پیغمبر ﷺ جائیں گے تو پھر بہشتی دروازہ کھلے گا' قرآن کریم نے نقشہ بیان کردیا ہے' آواز آتی ہے!

وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتَّى إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ○ (زمر:۷۳)

ہاتھ میں جنت کا ٹکٹ ہوگا' آگے آگے اللہ کے نبی ہوں گے' دائیں طرف سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بائیں جانب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ پیچھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان شاء اللہ ہم بھی ان کے پیچھے ہوں گے' پھر جنت میں آدم علیہ السلام کا قد --- عیسیٰ علیہ السلام جیسی ۳۳ سال کی جوانی --- جناب یوسف علیہ السلام جیسا حُسن --- داؤد علیہ السلام کی آواز عربی زبان اور محمد کریم ﷺ جیسا اخلاق ہوگا' یہ اتنی چیزوں والا دولہا' بہتر حوروں کو بیاہنے کیلئے جارہا ہے۔

فضیل رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے' جب سے اللہ کریم نے مجھے ہدایت دی ہے' جس رب نے دنیا بنائی ہے' میں نے کبھی اس سے دنیا کا سوال نہیں کیا' تو بھلا تجھ سے کیسے کروں؟ میرے بھائی! اب یہ کبھی ہنستے ہی نہیں' روتے ہی زندگی گذارتے ہیں' لوگ کہتے ہیں: فضیل یار! کبھی تو ہنس دیا کر' فضیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' لوگو تمہیں نہیں پتہ' اللہ پاک نے بعض بندے جنت کے لئے بنائے ہیں اور بعض جہنم کے لئے بنائے ہیں' جب تک مجھے یہ نہ پتہ چلے کہ میں جنتی ہوں یا جہنمی' میں اتنی دیر تک ہنسوں گا ہی نہیں۔

جب آپ کی موت کا وقت آیا تو آپ کو غسل دینے والا بیان کرتا ہے' فضیل پھٹے پر پڑے ہوئے' ایسا معلوم ہوتا تھا' جیسے ہنس رہے ہیں۔

جنھوں نے اپنی زندگیاں اللہ کے قرآن کے ساتھ لگالی ہیں' جنھوں نے قرآن سے پیار کرلیا ہے' ان کی زندگی سنور گئی' وہ یہاں بھی کامیاب ہیں اور اگلے جہان بھی کامیاب ہیں۔

دیکھئے!

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قرآن سے پیار کیا۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قرآن سے پیار کیا۔

سیدنا حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے قرآن سے پیار کیا۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے قرآن سے پیار کیا۔

ایسا پیار کیا کہ قرآن پڑھتے پڑھتے ہی دنیا سے جاتے ہیں اور پھر دیکھ لیں!

آئے تو ابوبکر تھے' اللہ تعالیٰ نے صدیق بنا دیا۔

آئے تو عمر تھے' اللہ تعالیٰ نے فاروق بنا دیا۔

آئے تو عثمان تھے' اللہ تعالیٰ نے ذوالنورین بنا دیا۔

آئے تو علی تھے' اللہ تعالیٰ نے حیدر کرار بنا دیا۔

اللہ پاک نے آسمان سے سرٹیفکیٹ دے دیئے۔

اللہ پاک فرماتے ہیں:

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ اُولٰٓئِکَ حِزْبُ اللّٰہِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَo (المجادلہ:۲۲)

یہ وہ بندے ہیں جن پر میں راضی ہو گیا ہوں اور یہ مجھ پر راضی ہو گئے ہیں اگر کسی نے میری جماعت دیکھنی ہے تو میرے محمد (ﷺ) کے یاروں کو دیکھ لو۔

اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں!

مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ وَعَمِلَ بِمَا فِیْہِ اُلْبِسَ وَالِدُہٗ تَاجًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ضَوْءُہٗ اَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ۔

جس شخص نے قرآن پڑھا اور پھر اس پر عمل کیا' اس کے والدین کے سر پر ایسا نورانی تاج ہوگا' جس کی اتنی روشنی ہوگی کہ دنیا کے سورج کی اتنی روشنی نہیں' قیامت کے دن جب یہ جوڑی جا رہی ہوگی تو لوگ دیکھ کر کہیں گے' یہ اس طرح لگتا ہے جیسے نبی آ رہے ہیں؟ آواز آئے گی کہ یہ نبی نہیں' لوگ کہیں گے یہ صحابی ہوں گے؟ جواب دیا جائے گا' یہ صحابی بھی نہیں' لوگ کہیں گے یہ تابعی ہوں گے؟ کہا جائے گا یہ تابعی بھی نہیں' لوگ کہیں

گے یہ امام اور محدث ہوں گے؟ آواز آئے گی یہ وہ بھی نہیں' لوگ کہیں گے' پھر یہ کون ہیں جن کو اللہ پاک نے اتنی شان عطا فرما دی ہے؟ آواز آئے گی یہ وہ بندے ہیں جن کو اللہ پاک نے اولاد عطا فرمائی تو انہوں نے اپنے بچوں کو قرآن پڑھایا' اس کی بیٹی اور بیٹے نے قرآن یاد کیا اور یہ شان میں نے ان کو عطا فرما دی ہے۔

میرے بھائیو! جہاں عام امتی کی یہ شان ہے تو وہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام کیا ہوگا' اسی لئے اہل دل کہتا ہے ؎

ہر چمن چمن ہر کلی کلی صدیق عمر عثمان علی
اک میرے نبی دا ہم سفر سوہنا عائشہ دا بابا ابوبکر
جیہڑا پھر گیا نبی نال گلی گلی صدیق عمر عثمان علی

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں' حضر میں ساتھ ہیں' قبر میں ساتھ ہیں' حشر میں ساتھ ہیں' جنت میں ساتھ ہیں۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تربیت کیسی ہے' سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' ابھی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ نہیں بنے تھے' مدینہ کے کنارے پر ایک بوڑھی عورت رہتی تھی جو آنکھوں سے نابینا تھی' میں کبھی کبھی اس اماں جی کی جھونپڑی میں جا کر جھاڑو دے دیتا تھا' اس کا پانی بھر آتا تھا' اماں جی کی بکریوں کا دودھ دوھ آتا تھا' اور جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بننے کے بعد میں وہاں گیا تو میرے جانے سے پہلے کوئی شخص بکریوں کا دودھ دوھ گیا' پانی بھر گیا اور گھر کی صفائی بھی کر گیا' میں دیکھ کر بڑا حیران ہوا کہ پتہ نہیں' بوڑھی اماں کی خدمت کون کر گیا ہے' میں دوسرے دن اس وقت سے ذرا پہلے چلا گیا تو کیا دیکھتا ہوں' وہ سارے کام ہو چکے ہیں' تیسرے دن میں اس سے بھی پہلے چلا گیا' میں نے دیکھا کہ ایک آدمی اماں جی کے خیمہ سے پانی بھر کر' جھاڑو دے کر اور بکریوں کا دودھ دوھ کر چادر اوڑھے ہوئے جا رہا ہے' میں نے آواز دے کر کہا' بوڑھی اماں کی خدمت کرنے والا کون ہے' ذرا زیارت تو کراؤ' اس نے جب مونہہ پیچھے کیا تو

میں نے دیکھا کہ وہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں ع

اک میرے نبی دا یار پیارا جیدا ناں سن کمب دا کفر سی سارا
سوہنا عمر بہادر رب دا ولی صدیق عمر عثمان علی

تاریخ الخلفاء میں امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے مکان کا پرنالہ کا پانی مسجد نبوی میں پڑتا تھا' بارش آئی تو نمازیوں پر چھینٹے پڑ گئے' سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پرنالہ اکھاڑ دیا' سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے مدینہ کے قاضی سیدنا ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کی عدالت میں کیس کر دیا' کہ میرے مکان کا پرنالہ میری اجازت کے بغیر کس نے اکھاڑا ہے؟ پتہ چلا کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اکھاڑا ہے' قاضی صاحب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بھی بلا لیتے ہیں اور جناب عباس رضی اللہ عنہ کو بھی طلب کر لیتے ہیں۔

دیکھیے! کتنا انصاف ہے' ایک طرف ساڑھے بائیس لاکھ مربع میل کے حکمران سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہیں اور ایک طرف سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کھڑے ہیں' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بات کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو قاضی صاحب روک دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عمر! آپ مدعی نہیں' مدعی عباس رضی اللہ عنہ ہے' عباس رضی اللہ عنہ بات کریں گے اور آپ جواب دیں گے' قاضی صاحب کہتے ہیں: اے عباس رضی اللہ عنہ! بات کرو' سیدنا عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے مکان کا پرنالہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خود لگایا تھا' جو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں رہا ہے تو اب (سیدنا) عمر رضی اللہ عنہ کو کیسے جرأت ہوئی؟ قاضی صاحب کہنے لگے' اے عمر رضی اللہ عنہ جواب دیجیے' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' مجھے پتہ ہی نہیں کہ یہ پرنالہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لگایا تھا' ورنہ میں کیسے اکھاڑ سکتا تھا؟ قاضی صاحب رضی اللہ عنہ فرمانے لگے' اے عباس رضی اللہ عنہ! آپ کیسے راضی ہوں گے؟ تو سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ گارا بنا کر دیوار کے ساتھ سیڑھی بن کر کھڑے ہوں' جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پرنالہ نصب کیا تھا' میں عمر کے کندھوں پر چڑھ کر یہ پرنالہ نصب کروں' تو پھر معافی ہو سکتی ہے ورنہ نہیں' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فوراً گارا تیار کیا اور دیوار کے ساتھ کھڑے ہوئے اور جناب عباس آپ کے کندھوں پر چڑھ کر پرنالہ نصب کر کے نیچے اتر آئے' کہتے ہیں: اے عمر رضی اللہ عنہ! سن لیں' اللہ تعالیٰ کا شکر

ہے کہ ابھی انصاف موجود ہے' لیجئے کہ پہلے تو اکیلا پرنالہ تھا' اب آپ گواہ ہو جائیں کہ میں نے پورا مکان ہی مسجد کو وقف کر دیا ہے ؏

اک شرم و حیا دا نصب العین عثمان پیارا ذوالنورین
بیعت کیتی جس دی حضرت علی صدیق و عمر و عثمان و علی
اک علی بہادر شیر خدا سوہنا لقب وی جس دا اسداللہ
سوہنا حق دا ولی نالے شیر جلی صدیق و عمر و عثمان و علی
اے چارے میرے نبی دے بیلی وانگ نے پھل گلاب چنبیلی
جیہڑا مَن دائیں اینان چاراں نوں شالا روندا پھرے او گلی گلی
ہر چمن چمن ہر کلی کلی صدیق و عمر و عثمان و علی

نبی اکرم ﷺ اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں مساجد میں لائٹ کا کوئی انتظام نہیں تھا' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو آپ نے باقاعدہ طور پر مؤذن حضرات کی تنخواہ مقرر کی' مساجد میں لائٹ کا انتظام کیا' سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ مسجد میں لائٹ کا انتظام ہے تو دور سے ہی دیکھ کر کہنے لگے' یا اللہ! جس طرح تیرے عمر رضی اللہ عنہ نے تیرے نبی کی مسجد میں لائٹ کا انتظام کیا ہے' اس طرح تو اس کی قبر منور فرما دے' یہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا آپس میں پیار ہے۔

میرے بھائی! انہوں نے قرآن کے ساتھ پیار کیا تو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہی جنت کے سرٹیفکیٹ عطا کر دیئے' قرآن پاک تو اللہ تعالیٰ کی ایسی کتاب ہے کہ اس کی مثال ہی نہیں۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: عرب کے لوگ ایسے تھے کہ قصے کہانیاں اور شعر بناتے اور بیت اللہ کی دیوار کے ساتھ لکھ کر لگا دیتے' آپ ﷺ فرماتے ہیں' اے میرے علی تو بھی بیت اللہ کی دیوار کے ساتھ قرآن کریم کی یہ چھوٹی سی سورۃ لکھ کر لگا دے!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ٥ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ٥ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ٥ (الکوثر: ۱—۳)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ ان تمام شعروں اور قصے کہانیوں کے اوپر یہ سورۃ لکھ کر لگا دیتے ہیں' عرب کا شاعر آ کر لوگوں کے قصے کہانیاں پڑھ کر نمبر دیتا جا رہا ہے' لیکن جب قرآن کریم کی یہ سورۃ پڑھتا ہے تو پھر دوبارہ پڑھتا ہے' آخر مجبور ہو کر لکھ دیتا ہے۔ ''مَا هٰذَا قَوْلُ الْبَشَرِ'' باقی تمام باتیں انسانوں کی ہیں لیکن یہ کسی انسان کی بات نہیں' یہ تو عرش کے رحمٰن کی بات ہے' یہ قرآن کی پہلی سورۃ ہے۔

بھائیو! قرآن سے پیار کرو' قرآن کریم پر عمل کرو گے تو ان شاء اللہ دنیا بھی بنے گی اور آخرت بھی۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ اللہ کریم ہمیں قرآن سے پیار نصیب فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔



لیلۃ القدر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ حٰمٓ○ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ○ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ○ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ○ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ○ (الدخان:۱—۵)

دوستو اور بزرگو! میں نے پچیسویں پارہ سے سورۃ الدخان کی ابتدائی آیات آپ کے سامنے پڑھی ہیں، اللہ مالک سے دعا ہے کہ اللہ کریم مجھے صحیح بیان کرنے اور پھر ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

دوستو! یہ بڑی قیمتی سورت ہے۔ مسند دارمی میں ہے کہ کائنات کے سردار نبی ﷺ فرماتے ہیں!

جو شخص شب جمعہ کو سورۃ الدخان پڑھتا ہے اللہ پاک اس کے تمام گناہ معاف فرما دیتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں حورعین سے نکاح کر دیتے ہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جو شخص یہ سورۃ پڑھتا ہے اس کے لئے ستر ہزار فرشتے رحمت کی دعا کرتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دیا جاتا ہے۔

اللہ پاک نے یہاں بتایا ہے، فرمایا!

حٰمٓ○ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ○

مجھے کتاب مبین کی قسم ہے۔ (اللہ پاک اپنے قرآن کی خود قسم اٹھا رہے ہیں) ہم نے اس قرآن کو برکت والی رات میں نازل کیا ہے تاکہ لوگ جہنم سے ڈر جائیں اور جنت کی تیاری کر لیں!

یہ وہ رات ہے جس رات میں اللہ پاک نے قرآن نازل کیا ہے۔

یہ وہ رات ہے جس رات میں اللہ پاک ہر کام کا فیصلہ فرما دیتے ہیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ شب برأت میں ہر کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے' یہ بات غلط ہے۔ بلکہ مفسرین نے لکھا ہے کہ وہ کام مثلاً جس نے حج کرنا ہو' جتنا رزق کھانا ہو' جس نے فوت ہونا ہو' جو بھی کام ہے وہ اللہ پاک رمضان المبارک میں لیلۃ القدر کی رات فرشتوں کو لکھ کر دے دیتے ہیں اور فرماتے ہیں اے فلاں فرشتے تیری یہ ڈیوٹی ہے' جبرائیل تیری یہ ڈیوٹی ہے' میکائیل تیری یہ ڈیوٹی ہے' ملک الموت تیری یہ ڈیوٹی ہے۔

اللہ پاک ایک صحیفہ جس میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ فلاں آدمی نے اتنا رزق کھانا ہے اس کی اتنی روزی ہے لکھ کر وہ میکائیل علیہ السلام کو دے دیتے ہیں کہ یہ رزق کا صحیفہ ہے اسے سنبھال لینا۔

دوسرا لڑائی اور جنگوں کا صحیفہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دے دیتے ہیں تیسرا نیک اعمال کا صحیفہ اسماعیل نامی فرشتے کو دے دیتے ہیں۔

چوتھا مصیبتوں اور موت کا صحیفہ ملک الموت کو دے دیتے ہیں' ڈیوٹیاں لگ جاتی ہیں کہ فلاں آدمی نے فلاں دن مرنا ہے' فلاں آدمی نے اتنا رزق کھانا ہے' فلاں آدمی نے اتنا رزق کھانا ہے' فلاں شخص نے حج کرنا ہے' فلاں نے عمرہ کرنا ہے' وہ لیلۃ القدر کی ہی مبارک رات ہے' جس رات میں اللہ پاک نے اپنے محبوب جناب محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل کیا ہے' وہ بڑی بابرکت اور عظمت والی رات ہے جو آخری دس دنوں میں ہے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے' میرے صحابہ وہ رات رمضان کی آخری دس طاق راتوں میں تلاش کرو۔ اللہ تیرے بندے پوچھنا چاہتے ہیں کہ اس رات کا کیا مقام ہے' اگر ہم وہ رات تلاس کریں تو ہمیں کیا ملے گا؟

ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھے بیٹھے بنی اسرائیل کے چار عابدوں کا ذکر کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے میرے صحابہ' بنی اسرائیل میں اللہ کے چار بندے ایسے گذرے ہیں جنھوں نے اسی سال کی عمر تک آنکھ جھپکنے کے برابر بھی اللہ پاک کی نافرمانی نہیں کی' ان میں سے جناب ایوب علیہ السلام جناب زکریا علیہ السلام' جناب حزقیل علیہ السلام اور

جناب یوشع بن نون علیہ السلام ہیں' یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بڑے حیران ہوئے' عرض کرتے ہیں آقا انہوں نے اتنی لمبی عمریں پائی ہیں' ان میں سے کسی کی دوسو سال عمر' کسی کی چار سوسال عمر' کسی کی پانچ سوسال عمر' ہماری تو اتنی عمریں ہی نہیں' ہم تو اس مقام سے پیچھے رہ گئے۔ اللہ کے نبی علیہ السلام کے صحابہ پریشان ہوجاتے ہیں' اس کتاب کے اتارنے والے کی قسم ہے' اللہ پاک کو یہ بات گوارہ ہی نہیں ہوتی۔ اللہ کریم کو اپنے مصطفیٰ علیہ السلام کے یاروں سے پیار ہی اتنا ہے کہ اللہ پاک نے آسمان سے جبرائیل علیہ السلام کو بھیج دیا۔ اللہ پاک فرماتے ہیں اے جبرائیل' جا میرے نبی کے صحابہ کو تسلی اور میرے نبی کو خوشخبری دے کر آ' جبرائیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں۔ یا اللہ کیا دے کر آؤں' فرمایا!

إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ٥ وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ٥ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ٥ (القدر:۱-۳)

میرے محبوب! ان کو عبادت کے لیے اسی سال یا سو سال عبادت کے لیے مل گئے' لیکن میں نے آپ کی امت کو ایک رات ایسی دی ہے کہ جو شخص اس رات جاگ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے گا' نفل' نوافل پڑھے' قرآن کی تلاوت کرے گا اور ذکر اذکار کرے گا تو میں اس کو ایک ہی رات میں اسی سال سے بھی بڑھ کر ثواب دے دوں گا۔

اس رات میں کیا ہوتا ہے' اللہ پاک کا قرآن کہتا ہے:

تَنَزَّلُ الْمَلَٰٓئِكَةُ وَالرُّوحُ۔ (القدر:۴)

اللہ پاک فرماتے ہیں: اے میرے جبرائیل! فرشتوں کی ایک جماعت لے کر زمین پر چلا جا' جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کو لے کر زمین پر آجاتے ہیں' حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک سبز رنگ کا جھنڈا لا کر بیت اللہ میں نصب کر دیتے ہیں اور ایک جھنڈا بیت المقدس پر لگا دیتے ہیں' حضرت جبرائیل علیہ السلام کے سو پر ہیں اور ایک روایت کے مطابق چھ سو پر ہیں' حضرت جبرائیل علیہ السلام اپنے پر پھیلا دیتے ہیں' ان کا ایک پر مشرق میں ہے اور ایک مغرب میں ہے' جو لوگ قیام یا ذکر کر رہے ہوتے ہیں تو حضرت جبرائیل علیہ السلام اور دوسرے فرشتے

آ کر ان سے مصافحہ کرتے ہیں۔

جو لوگ دعائیں مانگ رہے ہوتے ہیں کہ یا اللہ مجھے فلاں چیز کی ضرورت ہے' حضرت جبرائیل علیہ السلام اور دوسرے فرشتے ان کے پاس کھڑے ہو کر امین کہتے ہیں اور جب صبح ہو جاتی ہے تو جبرائیل علیہ السلام دوسرے فرشتوں کو آواز دیتے ہیں۔ "الرحیل" آ ؤ واپس چلیں' جب یہ فرشتے واپس جا رہے ہوتے ہیں تو یہ جبرائیل علیہ السلام سے پوچھتے ہیں!

اے جبرائیل علیہ السلام جو لوگ دعائیں مانگ رہے تھے' جو اللہ پاک کا قران یا نفل نوافل پڑھ رہے تھے' جو ذکر کر رہے تھے' اللہ پاک نے ان بندوں کے بارہ میں کیا فیصلہ کیا؟

حضرت جبرائیل علیہ السلام فرماتے ہیں۔

نَظَرَ اللّٰهُ اِلَيْهِمْ فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ۔

جو لوگ جاگ کر عبادت کر رہے تھے' اللہ پاک نے اپنے ان سب کی طرف نظر کرم فرما دی ہے۔

بعض لوگ اعتکاف بیٹھ جاتے ہیں' لیکن سوئے رہتے ہیں یا باتیں کرتے رہتے ہیں' اگر تجھے اللہ پاک نے موقعہ دے ہی دیا ہے' تجھے اعتکاف بیٹھنے کی توفیق دے ہی دی ہے' تو پھر تو جاگ کر اُس کی عبادت کر' نفل پڑھ' قران پاک کی تلاوت کر' درود پاک پڑھ۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام فرماتے ہیں اللہ پاک نے چار قسم کے آدمیوں کے علاوہ میرے محبوب کی ساری امت کو معاف کر کے ان کو جنت الاٹ کر دی ہے اور نبی علیہ السلام فرماتے ہیں جن کو معافی نہیں ملی وہ کون سے لوگ ہیں!

۱۔ شراب پینے والا' سارے جہان کو معافی مل جاتی ہے لیکن شرابی کو معافی نہیں ملتی۔

۲۔ دوسرا وہ جو ماں باپ کا نافرمان ہے اس کو بھی معافی نہیں ملتی۔

۳۔ تیسرا وہ جو رشتہ داری توڑتا ہے' اس کو بھی معافی نہیں ملتی۔

۴۔ چوتھا وہ جس کے دل میں کینہ' حسد اور بغض ہے' اللہ پاک سارے جہان کو معاف کر دیتے ہیں لیکن اس کو معاف نہیں کرتے' اگر دل صاف ہو گا تو بات بنے گی' اس لیے دلوں میں حسد اور بغض نہ رکھا کریں' دل صاف کریں' کسی کہنے والے نے کہا ہے۔

اتوں مل مل دھوندی اے توں وچوں مل مل دھو

اتوں دا دھوتا دس کی کرے جے اندر میلا ہو

اوپر سے تو بڑی ٹیپ ٹاپ ہے لیکن اندر گندگی لیے پھرتا ہے' آسمان سے آواز آتی ہے کہ اللہ پاک اس کو بھی معاف نہیں کریں گے۔

بخاری شریف کی حدیث ہے' آپ ﷺ فرماتے ہیں!

مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔

جو شخص ایمان سے اللہ پر یقین رکھ کر ثواب کی نیت سے لیلۃ القدر کی رات جاگ کر عبادت کرتا ہے تو اللہ پاک اس کی زندگی کے تمام گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔

ہم ان دس دنوں میں وہ رات تلاش کریں گے' اگر قسمت میں ہوگی تو ان شاء اللہ زندگی کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

میرے بھائی! اس رات کی نشانی یہ ہے کہ وہ رات نہ زیادہ ٹھنڈی اور نہ زیادہ گرم ہوتی ہے' وہ رات کیسی ہوتی ہے' نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ پاک نے مجھے وہ رات بتا دی تو مجھے اس طرح معلوم ہوتا تھا کہ جس طرح میں کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں اور ہلکی ہلکی پھوار گر رہی ہے' اس رات کتے زیادہ نہیں بھونکتے' گدھے نہیں ہنہناتے' اس رات آدمی جاگ کر اللہ پاک کی عبادت کرے' اگر پتہ نہ بھی چلے تب بھی اللہ پاک زندگی کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' میں نے عرض کیا' اللہ کے رسول ﷺ اگر مجھے اس رات کا پتہ چل جائے تو میں کیا پڑھوں' آپ علیہ السلام نے فرمایا۔ اے عائشہ' اگر تجھے اس رات کا پتہ چل جائے تو تو پڑھا کر!

اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ۔

یا اللہ تو معاف کر دیتا ہے' معافی کو پسند کرتا ہے' اس لیے مجھے بھی معاف کر دے۔

کوئی شخص کوئی دعا کرتا ہے اور کوئی کوئی دعا کرتا ہے۔ بعض لوگ اللہ پاک سے

معافی مانگتے ہیں۔ بعض لوگ رزق کی دعا کرتے ہیں، بعض لوگ اولاد کی دعا کرتے ہیں اس رات اللہ پاک سے معافی مانگی چاہیے کہ اے میرے اللہ! میرے صغیرہ کبیرہ گناہ معاف فرما دے، اللہ جنت الاٹ کر دے، یہ دنیا عارضی زندگی ہے ہمیں ہمیشہ کی بادشاہی نصیب فرما۔

دوستو! پتہ یہ چلا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا قرآن اتنی برکت والی کتاب ہے، یہ قرآن جس مہینہ میں آیا، وہ مہینوں کا سردار بن گیا، مساجد میں کیسی رونقیں اور بہاریں لگی ہوئی ہیں ع

اے تے برکتاں والا مہینہ جے
اے تے رحمتاں والا خزینہ جے
رتاں آیاں نے رب نوں منان دیاں
واہ واہ رونقاں ماہ رمضان دیاں
اس اللہ دے مہمان دیاں

دل مومناں دے پر نور ہوئے
وچ خوشیاں دے مسرور ہوئے
سن سن کے آیتاں قرآن دیاں
واہ واہ رونقاں ماہ رمضان دیاں
اس اللہ دے مہمان دیاں

لگا چاندا اے رب دا پروناں جی
اس قسمت نال پھر آنا جی
کی زندگیاں انسان دیاں
واہ واہ رونقاں ماہ رمضان دیاں
اس اللہ دے مہمان دیاں

جس مہینہ میں اللہ تعالیٰ کا قرآن نازل ہوا ہے، یہ مہینوں کا سردار بن گیا ہے، جس

رات میں اللہ تعالیٰ کا قرآن نازل ہوا ہے' یہ راتوں کی سردار بن گئی اور جن شہروں میں اللہ تعالیٰ کا قرآن نازل ہوا تو وہ شہروں کے سردار بن گئے ہیں۔

بابا جی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ع

اللہ مدت گذری آسکدیاں نوں' ہن جوگی سانگ بنان نوں جی کردا
تیرے گھر دے دوالے پھر پھر کے' میرا پھیریاں پان نوں جی کردا
تیرا گھر ویکھاں تیرا در ویکھاں' تیرے در وچ رکھ رکھ سر ویکھا
جتھے اک نماز دی لکھ بن دی' اوتھے عمراں لنگھان نوں جی کردا

اللہ کریم ہمیں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی زیارت نصیب فرمائے' اللہ ہمیں وہ مدینہ شہر دکھا دے جہاں تیرا نبی لیٹا ہے' ہمیں وہ گلیاں دکھا دے جہاں تیرے محبوب کی ''تلیاں'' لگی ہیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جب مدینہ کی گلیوں میں چلتے تھے تو اپنے جوتے اتار لیتے تھے' لوگ پوچھتے حضرت آپ نے جوتے کیوں اتارے ہیں؟ آپ فرماتے ان گلیوں میں میرے محبوب چلا کرتے تھے۔ اگر میں جوتے پہن کر چلوں تو مجھے شرم آتی ہے ع

کی میں دساں مدینے دا کی سوہنا' گھر گھر سوہنا تے جی جی سوہنا
دل کھچ دیاں وانگ معشوقاں دے' بھیڈاں' بکریاں' گاواں مدینے دیاں

یہاں پاکستان میں تو ہم بغیر گن مین کے نماز بھی ادا نہیں کر سکتے' اللہ تعالیٰ آپ کو مکہ مدینہ لے جائے' وہاں اتنا امن ہے' وہاں تو جانور بھی ایک دوسرے پر زیادتی نہیں کرتے۔ بیت اللہ کے ارد گرد کتنے کبوتر اور بلیاں ہیں' بلی کبوتر پر حملہ نہیں کرتی اور اگر کرے تو اسے کھاتی نہیں' اس لیے وہ امن والا شہر ہے۔ لیکن یہاں ہر طرف چور ہی چور ہیں' اگر نماز پڑھیں تو فکر ہوتا ہے کہیں کوئی جوتا وغیرہ اٹھا کر نہ لے جائے۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ اس پاکستان کو امن کی جگہ بنا دے۔

بابا جی صمصام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ع

دل لگدا نئیں پاکستان اندر' میری جان مدینے دی جان اندر
وادا ہو جائے میرے ایمان اندر' جدوں زیارتاں پاواں مدینے دیاں
اللہ مانن نوں ہن دل کردا' ٹھنڈیاں ٹھنڈیاں ہواواں مدینے دیاں

جن شہروں میں قران اترا ہے وہ شہروں کے سردار بن گئے اور جس نبی پر قران اترا ہے' اللہ کی قسم ہے وہ انبیاء کرام علیہم السلام کا سردار ہے' آپ کی شان اور مقام کے کیا کہنے' آپ کیسے نبی ہیں' آپ کو امت کے ساتھ کتنا پیار ہے۔

دوستو! ذرا غور کرنا آپ کتنے قیمتی نبی ہیں' آپ کو امت کے ساتھ کتنا پیار ہے' اللہ تعالیٰ کی قسم ہے اتنا ماں کو بیٹے سے پیار نہیں جتنا میرے نبی کو اپنی امت کے ساتھ پیار ہے۔

سعید الفت رحمہ اللہ فرماتے ہیں ؏

سنو، کن لا کے عورت اک آئی
بطور تحفہ اک چادر لیائی
نبی میرے نوں چادر پکڑائی
حضرت نے چادر زیب تن فرمائی

ایک عورت میرے مصطفیٰ علیہ السلام کے پاس چادر کا تحفہ لے کر آئی' شاید اس عورت کا نظریہ ہو کہ!

اللہ کے نبی یہ چادر لے کر نماز پڑھیں گے' تو مجھے بھی ثواب ملے گا۔
اللہ کے نبی یہ چادر لے کر جہاد کریں تو مجھے بھی اجر ملے گا۔
اللہ کے نبی یہ چادر لے کر قران سنائیں گے تو مجھے بھی ثواب ملے گا۔

ان لوگوں کو کتنا شوق ہے' صحابہ چاہتے ہیں کہ نبی پاک علیہ السلام ہماری چیزیں استعمال کریں تو ہمیں بھی ثواب ملتا رہے' آپ نے یہ چادر اپنے اوپر لے لی تو آپ کو چادر بڑی خوبصورت لگی' سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آگے بیٹھے ہوئے تھے' یہ عرض کرتے ہیں آقا آپ کو چادر بڑی خوبصورت لگتی ہے' یہ بھی کسی سے چیز لینے کا طریقہ ہے کہ بندہ

اسے کہے مولوی صاحب آپ کو ٹوپی بڑی پیاری لگتی ہے۔

شیخ سعید الفت رحمہ اللہ فرماتے ہیں ع

بندہ اک بیٹھا ہویا سی تا اگے
کہن لگا چادر کڈی پیاری لگے

نبی ﷺ سمجھ گئے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا چادر پر دل آ گیا ہے ع

تا اوسے وقت سوہنے نے چادر اتاری
مرید اپنے دی نذر چا گذاری
ذرا مسکرائے تے بات اے سنائی
تینوں چنگی لگ دی تے تو لے جا بھائی
تیرا دل چادر نوں تر سے کیوں یارا
اسی ایداں ایں کر لاں گے گزارہ

آپ ﷺ فرماتے ہیں میں اسی طرح وقت گذار لوں گا' تیرا دل نہ ترسے' آپ نے چادر اس کو دے دی' لوگ کہنے لگے عبدالراحمٰن نبی پاک ﷺ کو چادر بڑی خوبصورت لگ رہی تھی تو نے کیوں اتر والی ہے؟ سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کیا مجھے چادروں کی کمی ہے' مجھے تو اللہ پاک نے بے بہا رزق دیا ہے۔

سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اتنے مالدار تھے کہ آپ کے اونٹوں کی قطار میلوں کے حساب سے لگتی تھی۔

سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے آقا علیہ السلام سے چادر اس لیے لی ہے میں یہ چادر سنبھال کر رکھوں گا اور وصیت کروں گا کہ مجھے اس چادر میں کفن دینا جو چادر میرے مصطفیٰ علیہ السلام کے جسم اطہر سے لگی ہے۔

میرے بھائی! یہ اس لیے کہ نبی پاک ﷺ کا پسینہ اتنا قیمتی تھا کہ ایک دن سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے پاس مہمان آئے' سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے ایک رومال میں کھانا لپیٹ کر پیش کیا'

رومال میلا تھا' مہمانوں نے نفرت کی' کہنے لگے' انس کا رومال کتنا میلا ہے' سیدنا انس رضی اللہ عنہ یہ رومال پکڑ کر جلتے تنور میں پھینک دیتے ہیں' مہمان حیران رہ گئے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے ناراضگی کا اظہار کیا ہے' سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا رومال جب آگ میں گیا تو میل جل گئی لیکن رومال کا ایک تند تک بھی نہ جلا' لوگوں نے پوچھا انس' تیرے رومال کی کرامت کیا ہے' یہ کیوں نہیں جلا' سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دن اللہ کے نبی علیہ السلام دوپہر کے وقت ہمارے گھر تشریف لائے' سخت گرمی تھی' اللہ کے نبی علیہ السلام نے اس رومال سے اپنا پسینہ صاف کیا تھا' اب جب بھی یہ میلا ہو جاتا ہے تو میں اسے آگ میں پھینک دیتا ہوں اس سے میل جل جاتی ہے لیکن میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینے کی وجہ سے رومال کا ایک تند بھی نہیں جلتا۔

نبی پاک علیہ السلام نے فرمایا ہے' تین قسم کے آدمی ایسے ہیں جن کو قیامت کی گھبراہٹ پریشان نہیں کرے گی' وہ کستوری کے بنے ہوئے منبروں پر بڑے ٹھاٹھ کے ساتھ بیٹھے ہوں گے اور ان سے حساب بھی نہیں لیا جائے گا' وہ کون کون سے آدمی ہیں۔

پہلا وہ جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے قرآن پڑھتا ہے' وہ کسی قوم کا امام بنتا ہے' تو قوم اس پر خوش ہوتی ہے۔

دوسرا وہ جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اذان کہتا ہے۔

تیسرا وہ جو اپنے مالک کے بھی حق ادا کرتا ہے اور اللہ پاک کے بھی حق ادا کرتا ہے' اللہ کریم کے حق ادا کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اذان ہوئی ہے تو نماز پڑھتا ہے' اللہ سے ڈر کر کام کرتا ہے۔"

یہ تین قسم کے آدمی کستوری کے منبروں پر ہوں گے' ان کو گھبراہٹ نہیں ہوگی اور اللہ پاک ان سے حساب بھی نہیں لیں گے' بغیر حساب کے ہی جنت کا ٹکٹ دے دیں گے۔

میرے بھائی! جس نے قرآن سے پیار کیا ہے' یہ قرآن دنیا میں بھی اس کے ساتھ ہے اور اگلے جہان میں بھی اس کے ساتھ ہے' قبر میں بھی جہاں بہن بھائی اور ماں باپ نہیں ہوتے' قرآن وہاں بھی ساتھ ہے اور میدان محشر میں بھی ساتھ ہوگا۔

سنن ابی داؤد کی روایت ہے' میرے اور آپ کے پیر و مرشد علیہ السلام فرماتے ہیں:
جو شخص قران پڑھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے' قران کریم کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھتا ہے' بد عملی کا شکار نہیں' یہ نہیں کہ!

اس نے قران پڑھا ہوا ہے اور ساتھ گانے بھی سنتا ہے۔

اس نے قران پڑھا ہوا ہے اور ساتھ داڑھی بھی منڈاتا ہے۔

اس نے قران یاد کیا ہوا ہے لیکن نماز نہیں پڑھتا۔

ایسے نہیں بلکہ جس نے قران کریم پر عمل کیا' قیامت کے دن اس کے ماں باپ کے سر پر اس طرح کا نورانی تاج ہوگا' جس کی اتنی روشنائی ہوگی کہ اتنی روشنائی تو اللہ تعالیٰ نے سورج کو نہیں دی' محشر کے میدان میں حافظ اور قاری کے والدین کے سر پر نورانی تاج ہوگا' لوگ دیکھ کر کہیں گے شائید یہ انبیاء کرام علیہم السلام کی جوڑی ہے' آواز آئے گی یہ نبی نہیں' کہیں گے اچھا' پھر یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہوں گے' آواز آئے گی یہ صحابہ بھی نہیں' کہیں گے' یہ تابعین ہوں گے' آواز آئے گی یہ وہ بھی نہیں' کہیں گے پھر یہ کون ہیں؟ پتہ چلے گا کہ یہ اس بستی کا رہنے والا سادہ ساز میندار آدمی ہے' اللہ پاک نے اس کو بیٹا دیا' اس نے اپنی اولاد کو مدرسہ میں پڑھنے کے لئے داخل کرا دیا' اللہ پاک فرمائیں گے' محنت اس کی اولاد نے کی لیکن میں نے شان اس کو عطا کر دی ہے' اللہ کی قسم ہے:

ڈی' سی کے باپ کو یہ شان نہیں ملے گا۔

کمشنر کے باپ کو یہ مقام نہیں ملے گا۔

صدر اور وزیر اعظم کے باپ کو یہ رتبہ نہیں ملے گا۔

یہ شان ملے گا تو قران پڑھنے والے کے والدین کو ملے گا' اللہ پاک فرمائیں گے اے حافظ' ذرا میرے قریب آجا' حافظ اللہ تعالیٰ کے عرش کے نزدیک ہو جائے گا' اللہ پاک فرمائیں گے تو جس طرح دنیا میں لوگوں کو قران سناتا تھا' آج مجھے بھی اسی طرح پڑھ کر سنا' حافظ صاحب وہاں قران سنائیں گے' بعض حافظ تو بڑے پیار سے قران کریم پڑھتے ہیں' جو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر قران پڑھتے ہیں' وہ وہاں بھی ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں گے

بعض حافظ اس طرح قرآن پڑھتے ہیں' پتہ ہی نہیں چلتا کہ کہاں پہنچ گئے ہیں' اس کا نام حافظ بجلی ہے' اللہ کرے یہ کسی کو لگ نہ جائے۔

میرے بھائی! یہ قرآن پڑھتا رب تعالیٰ سے باتیں کرتا ہے' کیا بندہ رب تعالیٰ سے اس طرح باتیں کرے' یَعْلَمُوْنَ تَعْلَمُوْنَ' پتہ ہی نہ چلے' اللہ پاک قیامت کے دن فرمائیں گے اس کو لٹا کر جوتے مارو' یہ!

تھانیدار سے بات کرتا تھا تو بڑے ادب سے۔

سپاہی سے بات کرتا تھا تو بڑے ادب سے۔

جج سے بات کرتا تھا تو بڑے احترام سے۔

اور میرے ساتھ ایسے باتیں کرتا تھا۔

حافظ سے اللہ پاک فرمائیں گے "اِقْرَأْ وَارْتَقِعْ" قرآن پڑھتا جا اور چڑھتا جا "الٓمّٓ" سے شروع کر دے اور جہاں "وَالنَّاسِ" کی "س" ختم ہوگی' جنت میں اتنی جگہ تیرے نام الاٹ کر دی ہے' حافظ کہے گا اللہ تو نے مجھے اور میرے ماں باپ کو شان دے دی ہے' جو لوگ میرے ساتھ تعاون اور مجھے پیار کرتے تھے' جو میرے ہمدرد تھے' ان کو بھی کچھ ملنا چاہیے' اللہ پاک فرمائیں گے' تیری برادری اور تیرے قریبیوں سے دس آدمی جن کے چالان جہنم کی طرف مکمل ہو چکے ہیں' تو ایک دفعہ سفارش کر دے تو میں ان دس آدمیوں کو جنت کا ٹکٹ دے دوں گا' حافظ قرآن دس آدمی جنت میں لے کر جائے گا۔

مولانا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؏

آؤ بھراؤ ذرا سوچئے گل نوں
عمر گئی گذر کیڑی لبھ دے او بھل نوں
وچ دربار کی دسو گے کل نوں
جدوں ہوسی سوال دسو کیڑی کمائی آ
چٹھی آسمانوں احمد سرور نوں آئی آ
کھول کے کن سن لے میری اے بھیناں نی
پڑھ لے قرآن جے کجھ مرتبہ لیناں نی

ایس جہاں اتے سدا بیٹھ نئیں رہنا نی
اج یا کل موت سر اتے آئی آ
چٹھی آسمانوں احمد سرور نوں آئی آ

بھائیو! کوئی پتہ نہیں موت کب آ جائے گی' وہ موت آوازے دے رہی ہے' آج وقت ہے' نیکیوں کا موسم ہے' زیادہ سے زیادہ قرآن پڑھ لو' ذکر اذکار کر لو' اللہ کو منا لو' یہ دن بڑی تیزی سے گذرتے جا رہے ہیں' اللہ پاک ہمیں توفیق دے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔



فضائل رمضان المبارک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ وَ عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ (البقرۃ: ۱۸۳-۱۸۴)

ہر قسم کی حمد وثناء اللہ جل جلالہٗ کی ذات اقدس کے لئے اور بے شمار ان گنت درود و سلام سید الاولین والاخرین امام کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی پر۔

دوستو اور بزرگو! آج میں نے رمضان المبارک کے پہلے خطبہ جمعہ میں قرآن کریم کے دوسرے پارہ سے سورۃ بقرہ کی دو آیات آپ کے سامنے پڑھی ہیں۔ اللہ مالک سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے صحیح بیان کرنے اور پھر میرے سمیت سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دوستو! اللہ پاک کا یہ کتنا فضل اور کرم ہے کہ اللہ کریم نے ہماری زندگی میں یہ ماہ مبارک پھر ہماری قسمت میں فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ پاک ہمیں صحیح معنوں میں اس کے روزے رکھنے زیادہ سے زیادہ قرآن کریم پڑھنے سننے اور صدقہ خیرات کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ پاک نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا!

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○ (البقرۃ: ۱۸۳)

جناب نوح علیہ السلام کی امت پر تین دن کے روزے فرض تھے۔

جناب موسیٰ علیہ السلام کی امت بھی روزے رکھتی تھی۔

جناب داؤد علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے' آدھی رات تک سوتے اور آدھی رات تہجد پڑھتے تھے۔

جس طرح ہم پر رمضان المبارک میں روزے فرض ہیں' اسی طرح اہل کتاب پر بھی روزے فرض تھے' وہ بھی روزے رکھتے تھے۔ یہود و نصاریٰ کے علماء نے بیٹھ کر یہ فیصلہ کیا کہ یہ روزے کبھی گرمی میں آتے ہیں اور کبھی سردی میں آتے ہیں' تم اس طرح کرو کہ تیس کی بجائے چالیس رکھو لیکن سردی میں رکھو۔

قرآن کہتا ہے: اے ایمان والو! یہ مت سمجھو کہ اللہ پاک نے ہم پر ہی روزے فرض کیے ہیں' بلکہ تم سے پہلی امتوں پر بھی روزے فرض کیے گئے تھے اور میں اللہ چاہتا ہوں کہ میرے محبوب کی امت اس اجر اور ثواب سے محروم نہ رہ جائے۔

یا اللہ تیرے بندے کہتے ہیں کہ ہم کو بھوکا پیاسا رہ کر کیا ملے گا؟ اللہ پاک فرماتے ہیں کہ تم روزے رکھو گے تو متقی اور پرہیز گار بن جاؤ گے' اللہ کریم کو اپنے محبوب کی امت سے بڑا پیار ہے۔ فرمایا: "اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ" دن گنتے جاؤ تو روزے ختم ہوتے جائیں گے۔

یا اللہ جو بیمار ہوں وہ کیا کریں' فرمایا' مَنْ كَانَ مَرِيْضًا' جو شخص بیمار ہے' اَوْ عَلٰى سَفَرٍ' یا مسافر ہے' فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ بیمار کو جب صحت ملے اور مسافر جب سفر سے واپس گھر آ جائے تو وہ اس وقت روزے رکھ لے' يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ' میں تم پر تنگی نہیں آسانی چاہتا ہوں "لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ" تم گنتی بھی پوری کرتے جاؤ' وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ اور اللہ پاک کی بڑائی بھی بیان کرو۔

نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر میری امت کو پتہ چل جائے کہ روزوں کا کتنا ثواب ہے تو میری امت خواہش کرتی' کاش پورا سال ہی روزے ہوتے۔

رمضان کا مقام کیا ہے۔ کائنات کے سردار نبی علیہ السلام فرماتے ہیں!

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔

جو شخص ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے روزہ رکھتا ہے' تو اس کے!

روزہ رکھنے سے پہلے کے گناہ معاف۔

حج کرنے سے پہلے کے گناہ معاف۔

عمرہ کرنے سے پہلے کے گناہ معاف۔

جمعہ پڑھنے سے جمعہ تک کے گناہ معاف۔

اللہ کریم کا اس امت پر کتنا بڑا احسان ہے کہ اللہ پاک اس کی پہلی زندگی کے تمام گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔

سنن نسائی کی روایت ہے' کائنات کے سردار نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص رمضان میں عمرہ کرتا ہے اللہ پاک اس شخص کو پورے حج کا ثواب عطا فرما دیتے ہیں۔

اللہ پاک نے ۸ ہجری میں مکہ فتح فرما دیا۔ ۹ ہجری میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امیر حج بن کر گئے اور ۱۰ ہجری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کروا دیا کہ لوگو میں نے حج کرنے کیلئے جانا ہے' تم بھی تیار ہو جاؤ' یہ اعلان سن کر مرد بھی تیار ہو گئے اور عورتیں بھی تیار ہو گئیں' ایک صحابی رسول کی بیوی اپنے خاوند سے کہتی ہے' اے اللہ کے بندے! اللہ کے نبی علیہ السلام حج کیلئے جا رہے ہیں' میرا بھی دل چاہتا ہے کہ میں بھی رب کے نبی کے ساتھ حج کر لوں' مجھے بھی بھیج دے' اس کا خاوند کہتا ہے اے میری بیوی' سواری کوئی نہیں' یہ کہتی ہے فلاں اونٹ موجود ہے' خاوند کہتا ہے یہ اونٹ میں صدقہ کر چکا ہوں اور جو چیز صدقہ کر دیں وہ آدمی کی ملکیت نہیں رہتی۔ یہ بی بی مجبور ہو گئی اور غربت کی وجہ سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرنے کیلئے نہ جا سکی۔ یہ اپنے خاوند سے کہتی ہے اے اللہ والے' تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرنے کیلئے جا رہا ہے' تو میری طرف سے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کرنا۔

آج میرے نبی کے ساتھ ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حج کر رہے ہیں' میدان عرفات میں حج ہو رہا ہے اور یہ صحابی اپنی بیوی کی طرف سے میرے نبی کو عرض کرتا ہے' آقا میری بیوی آپ کو سلام عرض کرتی تھی اور ساتھ مسئلہ پوچھتی تھی کہ میرا دل چاہتا ہے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر کعبۃ اللہ کا حج کروں لیکن سواری نہ ہونے کی وجہ سے نہیں آ سکی' اب میں کون سا عمل کروں کہ مجھے بھی اتنا ہی ثواب مل جائے جو آپ کے

ساتھ مل کر حج کرنے سے ملتا تھا؟ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں' اگر اس کا دل چاہتا ہے کہ مجھے بھی وہی ثواب ملے جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرنے سے ملتا تھا تو اس کو کہہ دینا کہ ماہ رمضان میں عمرہ کرلے' جو شخص رمضان المبارک میں عمرہ کرتا ہے تو اللہ پاک اس کو اتنا ہی ثواب دیتے ہیں جس طرح اس نے میرے ساتھ مل کر کعبۃ اللہ کا حج کرلیا ہے۔

میرے بھائیو! کیا یہ ثواب کم ہے' یہ رمضان کی برکتیں ہیں۔

نبی علیہ السلام مدینہ منورہ گئے۔ ۲ ہجری' شعبان کا مہینہ اور سوموار کا دن ہے' اللہ پاک نے آسمان سے قرآن نازل کردیا!

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ۔

مومنو! تم نے پہلے جتنے بھی روزے رکھے ہیں وہ سب نفلی تھے مگر آج کے بعد تم پر ماہ رمضان کے روزے فرض کردیئے گئے ہیں' اب رمضان میں روزے رکھا کرو۔

صحیح ابن خزیمہ کی روایت ہے' سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ کائنات کے سردار نبی علیہ السلام شعبان کی آخری تاریخوں میں جب رمضان کا چاند چڑھنے والا ہوتا تو آپ خطبہ ارشاد فرماتے:

يَآ اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيْمٌ شَهْرٌ مُّبَارَكٌ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهٗ فَرِيْضَةً وَ قِيَامَ لَيْلِهٖ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ مِنَ الْخَيْرِ۔

لوگو! تمہارے پاس بڑا مبارک مہینہ آ گیا ہے' اس مہینہ میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار ماہ کی راتوں سے بہتر ہے' اس کے روزے فرض ہیں اور اس کا قیام سنت نفل ہے۔

جو شخص اس مہینہ میں ایک نیکی کرتا ہے' تو اللہ پاک اس کو ایک نیکی کے بدلہ میں ستر نیکیاں عطا فرما دیتے ہیں۔

مولانا رحمہ اللہ نے لکھا ہے ؏

لگ گئی آمنڈی کیسا سجیا بازار اے
سوہنی سوہنی جنس لگے ڈھیر انبار اے

لٹ لو پیاریو اے سودا انمول دا
ماہ رمضان آیا رحمتاں تھیں جھول دا

ایک روپیہ دیا تو ستر مل گئے ہیں۔
ایک نیکی کی ہے تو ستر مل گئی ہیں۔
ایک نفل پڑھا ہے تو فرض بن گیا ہیں۔
ایک فرض پڑھا ہے تو ستر فرض بن گئے ہیں۔

اک نیکی کر لیے ستر نیکیاں دا فائدہ اے
مومنو ایدے وچ گھاٹا تینوں کاہدا اے
بھر لے جھولیاں نہ فکر کریں مول دا
ماہ رمضان آیا رحمتاں تھیں جھول دا

جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چل پڑتی ہے جو درختوں کے پتوں کو لگتی ہے' جس سے گونج پیدا ہو جاتی ہے' یہ آواز سن کر حوریں بالا خانوں پر چڑھ کر جنت کے دربان سے پوچھتی ہیں آج کیا بات ہے' جنت میں بڑی بہار لگی ہوئی ہے' بڑی پیاری آوازیں ہیں اور جنت بڑی سجائی گئی ہے؟ دربان کہتا ہے' تمہیں پتہ نہیں آج ماہ رمضان کی پہلی رات ہے' یہ سن کر حوریں کہتی ہیں یا اللہ' پھر اپنے محبوب کے امتیوں کو توفیق دے کہ وہ ہمارے حق مہر ادا کریں' اس لیے مولانا رحمہ اللہ کہتے ہیں ع

اٹھ سحری ویلے کر لیے روزے دیاں تیاریاں
تے رہن اوہو جناں دیاں قسمتاں نے ماڑیاں
منیاں نہ کہنا جناں رب تے رسول دا
ماہ رمضان آیا رحمتاں تھیں جھول دا
جنت سجائی حوراں کرن انتظاریاں
روزے داراں واسطے نے ایہہ سب تیاریاں
رکھ کے روزہ کم کریں نہ فضول دا

ماہ رمضان آیا رحمتاں تھیں جھول دا

حوریں کہتی ہیں' یا اللہ اپنے بندوں کو حق مہر ادا کرنے کی توفیق دے' اللہ پاک فرماتے ہیں بے فکر ہو جاؤ جنہوں نے قران پڑھا' سنا اور روزے رکھے ہیں' وہ تمہارا حق مہر ہیں' میں ان کو تمہارے خاوند بنا دوں گا۔

میرے بھائی! نبی علیہ السلام فرماتے ہیں' روزہ رکھ کر فضول باتیں نہ کیا کرو' گانے نہ سنا کرو' کسی کا گلہ نہ کیا کرو' کسی کی چغلی نہ کیا کرو' کسی سے حسد اور بغض نہ کیا کرو' روزہ رکھ کر اللہ پاک سے ڈرا کرو۔ لیکن بعض لوگوں کو شرم نہیں آتی وہ!

ماہ رمضان میں شراب بھی پیتے ہیں۔

ماہ رمضان میں سود بھی لیتے ہیں۔

ماہ رمضان میں لوگوں کے حق بھی مارتے ہیں۔

کائنات کے سردار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی نے دوپہر کے وقت آ کر شکایت کی' عرض کرتا ہے آقا' دو عورتوں نے روزے رکھے ہوئے تھے' ان کی طبیعت خراب ہو گئی ہے' وہ مرنے کے قریب ہو گئی ہیں' اب کیا کریں؟ آپ فرماتے ہیں ان عورتوں کو میرے پاس لاؤ' یہ صحابی دوڑتا ہوا گیا اور ان عورتوں کو میرے نبی کے پاس لے آیا' اللہ کے نبی فرماتے ہیں' یہاں قے کرو' ان عورتوں نے ایک برتن میں قے کی تو ان میں گوشت کے ٹکڑے نکلے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تم نے روزہ تو رزق حلال سے رکھا تھا لیکن گلہ کر کے گناہ کر لیا ہے' جو روزہ رکھ کر کسی کا گلہ کرے اس کا کوئی روزہ نہیں۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کو سوائے بھوک' پیاس کے اور کچھ نہیں ملتا جو روزہ رکھ کر گلہ اور چغلی کرتے ہیں۔

میرے بھائی! یہ ماہ رمضان آپ کی مغفرت کا پیغام لے کر آپ کو بخشوانے کے لئے آیا ہے۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ پاک سے ڈر کر روزہ رکھتا ہے' قران سنتا ہے تو

اس کی زندگی کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

قیامت کا دن ہے' کوئی شخص کسی کا بازو پکڑنے کیلئے تیار نہیں' سارا جہان پریشان ہے' جو ماں باپ بیٹے کے بغیر رہ نہیں سکتے' ان کو بیٹے سے اتنا پیار ہے' جن کے بیٹے نہیں ان سے پوچھو' مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ع

موت دی ایسی ہوا وگی' لوگوں وسدے شہر ویران ہو گئے
الو بول دے نے سنجیاں بیٹھکاں تے خالی بندیاں بانجھ مکان ہو گئے
جناں باغاں دے گئے نے مُر مالی' سک ڈھینگراں وانگ ویران ہو گئے
پتر جناں دے نئیں جہان اتے' گم اوناں دے نام ونشان ہو گئے

جن کے بیٹے نہیں ان کے نام مٹ گئے ہیں۔

اسد الغابہ جلد نمبر ۸ میں لکھا ہے کہ سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ دشمنوں کی جیل میں ہیں' دشمن نے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پیروں میں بیڑیاں پہنا دی ہیں' ان کی والدہ اتنی پریشان ہے کہ رو رو کر آنکھوں سے نابینا ہو گئی ہے' ان کا باپ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کرتا ہے: آقا! میرا بیٹا دشمنوں کی جیل میں ہے' اس کی ماں رو رو کر اندھی ہو گئی ہے اور کھاتی پیتی بھی کچھ نہیں' تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں' ایک تو صبر کرو اور دوسرا عوف کو پیغام بھجوا دو کہ وہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھے۔

میرے بھائیو! یہ بڑا قیمتی کلمہ ہے' نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ ننانوے بیماریوں کا علاج ہے اور سب سے چھوٹی بیماری یہ ہے کہ اس شخص کو رزق کی پریشانی نہیں آتی۔ اس لیے آپ بھی یہ پڑھا کریں۔

سیدنا عوف رضی اللہ عنہ نے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھنا شروع کر دیا' فرماتے ہیں میں نے ابھی دو چار دن ہی پڑھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ہتھکڑیاں بھی ٹوٹی ہوئی ہیں اور بیڑیاں بھی اتری ہوئی ہیں' پہرے دار سو رہے تھے' ان کے پچاس اونٹ کھڑے جن کو میں نے آگے لگا لیا۔

حافظ لکھوی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر محمدی میں لکھا ہے کہ ان کے پچاس اونٹ اور چار ہزار بکریاں لے کر مدینہ منورہ پہنچ گئے' آدھی رات کے وقت جا کر دروازہ کھٹکھٹایا' ماں کہنے لگی یہ آواز تو میرے بیٹے کی لگتی ہے۔ پھر فوراً ذہن میں بات آئی کہ وہ کہاں؟

اسد الغابہ میں لکھا ہے کہ ماں نے دروازہ کھول کر جب بیٹے کو کلیجہ سے لگایا تو آنکھوں کی وہ بینائی جو بیٹے کی جدائی میں ختم ہو گئی تھی اب وہی بینائی بیٹے سے ملتے ہی واپس لوٹ آئی' ماں مال دیکھ کر کہنے لگی' بیٹا تو اتنا مال کہاں سے لے آیا ہے' بیٹے نے ساری بات سنا دی تو ماں کہنے لگی' اب اللہ کے نبی علیہ السلام سے پوچھ لیں کہ یہ جائز ہے یا ناجائز ہے اور یہ ہم پر حلال ہے یا حرام ہے؟ اِدھر یہ نبی پاک علیہ السلام سے مسئلہ پوچھنے کیلئے چل پڑے اور اُدھر آسمان والے نے قرآن نازل کر دیا!

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ۔

(الطلاق: ۳-۲)

جو اللہ تعالیٰ سے ڈر جائے تو اللہ کریم اس کے نکلنے کے راستے بھی بنا دیتا ہے اور رزق وہاں سے دیتا ہے جہاں وہم وگمان میں بھی نہ ہو۔

یہاں ماؤں کو بیٹوں سے پیار ہے' باپ کو بیٹوں سے محبت ہے لیکن قیامت کے دن باپ خود کہے گا!

يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍۢ بِبَنِيْهِ ۝ (المعارج: ۱۱)

اللہ! میرے بیٹوں کو پکڑ کر جہنم میں پھینک دے' اگر ان کے قابو آنے سے میں نہیں بچ سکتا تو میری بیوی کو بھی پکڑ لے اور اگر میں ابھی بھی نہیں بچ سکتا تو پھر میرے بھائیوں کو بھی پکڑ لے اور اگر میں اب بھی نہیں بچ سکتا تو پھر میرے فلاں کو پکڑ لے اور اگر میری جان ابھی بھی نہیں بچ سکتی تو "وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ثُمَّ يُنْجِيْهِ" پھر ساری کائنات کو پکڑ کر جہنم میں پھینک دے' لیکن مجھ اکیلے کی جان کو بچا لے' یہ باپ کی حالت ہے لیکن ماہ رمضان اور اللہ تعالیٰ کے قرآن کے کیا کہنے' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ع

حشر دا دن سخت دل گھبراوناں
بھین بھائی دوستاں نے کم نئیں آوناں

روزہ تے قران آوے جاوے جند گھول دا
ماہ رمضان آوے رحمتاں تھیں جھول دا

میں اور آپ ایک دوسرے کو چھوڑ سکتے ہیں۔

دوست دوست کو چھوڑ سکتا ہے۔

بھائی بھائی کو چھوڑ سکتا ہے۔

ماں بیٹی کو چھوڑ سکتی ہے۔

بیٹا باپ کو چھوڑ سکتا ہے۔

لیکن ماہ رمضان اور رب کا قران نہیں چھوڑے گا۔

کائنات کے سردار نبی ﷺ فرماتے ہیں:

اَلصِّيَامُ وَالْقُرْاٰنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ۔

رمضان اور قران آدمی کی سفارش کریں گے ؏

روزہ تے قران آکھے بندیا گھبرائیں نا
اسیں تیرے یار ہاں تو غم کھائیں نا
مولا دے کول جا کے روزہ پہلے بول دا
ماہ رمضان آیا رحمتاں تھیں جھول دا

ماہ رمضان بڑی خوبصورت سی شکل بنا کر اللہ پاک کے دربار میں جا کر کھڑا ہو جائے گا اور کہے گا' یا اللہ! میں ماہ رمضان ہوں' اللہ کریم فرمائیں گے اے میرے ماہ رمضان تو کیسے آیا ہے' یہ کہے گا' یا اللہ! بعض لوگ رمضان میں دن کے وقت کھاتے پیتے تھے لیکن تیرے ان بندوں نے میری عزت اور قدر کی اور میں ان کی رہائی کے لئے آیا ہوں' ماہ رمضان اتنی بات کہہ کر پیچھے ہٹ جائے گا۔ اب قران آ کر کھڑا ہو جائے گا۔ قران مجید کی عربی جوان کی شکل بنی ہوگی' لوگ دیکھیں گے کہ وہ جوان کون ہے' جو اللہ کریم سے باتیں کر رہا ہے' قران کہے گا یا اللہ جنہوں نے قران تراویح میں سنا اور پڑھا میں ان کے لئے سفارشی بن آیا ہوں۔

بعض لوگ نماز تراویح کے وقت ڈرامے دیکھ رہے ہوتے ہیں' ادھر قاری قرآن پڑھ رہا ہے اور یہ وی سی آر کے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ بعض شرابیں پی کر لغو باتوں میں مصروف ہیں۔

صحابی بیان کرتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے تیئس رمضان کی رات کو نماز تراویح کی جماعت کروائی اور رات کے تیسرے حصے تک قرآن سنایا۔ تراویح کی تعداد تو آٹھ ہی تھی لیکن قرأت لمبی کر دی۔

چوبیس کی رات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز تراویح نہیں پڑھائی۔

پچیس کی رات میرے نبی نے پھر نماز تراویح پڑھائی اور آدھی رات تک قرآن ہی سناتے رہے۔ یہ نبی پاک علیہ السلام کا ہی قرآن پڑھنا تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سن لیتے تھے۔

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ایک محلّہ کی مسجد کے امام تھے' یہ نبی پاک علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھ کر اپنے محلّہ کی مسجد میں جماعت کراتے اور لمبی سورتیں شروع کر دیتے' ایک دفعہ ایک زمیندار آدمی دن بھر کا تھکا ماندہ آیا' سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے جماعت لمبی کرا دی تو اس صحابی رضی اللہ عنہ نے جماعت سے سلام پھیرا اور علیحدہ اکیلے ہی نماز پڑھ کر سیدھا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلا گیا۔ عرض کرتا ہے آقا ہم سارے دن کے تھکے ہوتے ہیں' اس وقت معاذ ہمیں لیکر کھڑا ہو جاتا ہے اس کو سمجھائیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: اے معاذ تو فتنہ باز ہے؟ خبردار آج کے بعد اتنی لمبی نماز نہ پڑھانا۔

بھائیو! یہ نبی پاک علیہ السلام کا قرآن پڑھنا تھا جسے صحابہ کرام سن لیتے تھے۔

پچیس کی رات میرے نبی نے آدھی رات تک قرآن سنایا' صحابہ رضی اللہ عنہم سنتے رہے۔

چھبیس کی رات میرے نبی نے جماعت نہیں کروائی۔

ستائیس کی رات میرے نبی نے پھر عشاء کی جماعت کروائی' عشاء کی نماز کے بعد میرے نبی نے پھر نماز تراویح پڑھائی' صحابی رضی اللہ عنہ بیان کرتا ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز تراویح کی اتنی لمبی جماعت کرائی اور ہمیں خطرہ پڑ گیا کہ آج ہم روزہ بھی نہیں رکھ سکیں گے۔

دوسری روایت میں ہے کہ میرے نبی نے ایک دن جماعت کروائی' دوسرے دن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو پتہ چلا کہ اللہ کے نبی ﷺ خود مصلہ سنا رہے ہیں' دوسرے دن کافی لوگ آئے' اب تیسرے دن مسجد بھری ہوئی ہے لیکن نبی پاک علیہ السلام نہ آئے' صحابہ رضوان اللہ علیہم نبی ﷺ کے حجرہ کے قریب کھنکارتے ہیں' مطلب یہ کہ نبی پاک علیہ السلام کو پتہ چل جائے' دن چڑھا تو آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں تمہاری سب باتیں سن رہا تھا' لیکن میں اس لیے نہ آیا مجھے خطرہ تھا اگر میں نے آج بھی جماعت کرا دی تو کہیں تم پر نماز تراویح کی جماعت بھی فرض نہ ہو جائے۔

نبی پاک ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ پاک نے سحری میں برکت رکھی ہے' اس لیے اسے ضرور اور دیر کر کے کھاؤ اور افطاری میں جلدی کیا کرو' روزہ رکھ کر گالی نہ نکالا کرو' اگر کوئی شخص تجھے گالی نکالے تو اس کو جواب دے کہ میں روزہ دار ہوں۔

میرے بھائی! روزہ کی حالت میں مسواک کرنا جائز ہے' بندہ جب چاہے مسواک کر سکتا ہے اور ضرورت پڑے تو سرمہ بھی استعمال کر سکتا ہے کیونکہ نبی پاک ﷺ نے روزہ میں سرمہ استعمال کیا ہے۔ بوقت ضرورت کان میں دوائی ڈال سکتا ہے' دانت کو دوائی' سر کو تیل اور خوشبو لگا سکتا ہے۔ نیند کی حالت میں اگر احتلام ہو جائے اور نہانے کی ضرورت پڑ گئی ہے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اگر کسی نے رات میں اپنی بیوی سے جماع کر لیا یا احتلام ہو گیا یا اور کسی وجہ سے ضروری غسل کرنا ہے اور ادھر سحری کا وقت ختم ہو رہا ہے تو نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں وہ پہلے کھانا کھا لے اور بعد میں غسل کر لے' اس سے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا' بلکہ!

زبان کا بھی روزہ رکھنا ہے۔

کانوں کا بھی روزہ رکھنا ہے۔

ہاتھوں کا بھی روزہ رکھنا ہے۔

پیروں کا بھی روزہ رکھنا ہے۔

نبی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ پاک نے میری امت کو ماہ رمضان میں پانچ فضیلتیں

ایسی عطا فرمائی ہیں جو پہلی امتوں کو نہیں ملیں!

(۱) اِذَا کَانَ اَوَّلُ لَیْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ نَظَرَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ۔

جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ پاک اپنے بندوں کی طرف رحمت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور یہ مقام پہلی امتوں کو نہیں ملا۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں رب تعالیٰ جس کی طرف رحمت کی نظر سے دیکھ لیں تو اس کو کبھی عذاب نہیں کریں گے۔

(۲) روزہ دار کے مونہہ سے جو ہمک سی نکلتی ہے وہ اللہ پاک کو مشک سے بھی زیادہ پیاری لگتی ہے۔

(۳) فرشتے دن رات اس امت کیلئے دعائیں مانگتے ہیں۔ اس نے روزہ رکھا ہوا ہے اور فرشتے دعا کر رہے ہیں۔

(۴) جنت ہر روز ان کیلئے سنواری جاتی ہے۔

(۵) جب ماہ رمضان کی آخری رات ہوتی ہے تو اللہ کریم اپنے محبوب کے امتیوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔

دوستو! مومن کیلئے خوشیاں ہی خوشیاں ہیں' ایک خوشی افطاری کے وقت ہوتی ہے اور دوسری خوشی اس وقت ہوگی جب اللہ پاک سے ملاقات ہوگی۔ قیامت کا دن ہوگا' اللہ پاک فرشتوں سے فرمائیں گے' فرشتو! میرے بندوں نے

نماز پڑھی ہے' ان کو اس کا اجر دے دو۔

حج کیا ہے' ان کو اس کا اجر دے دو۔

زکوٰۃ دی ہے' ان کو اس کا اجر دے دو۔

قران پڑھا ہے' ان کو اس کا اجر دے دو۔

اللہ پاک فرمائیں گے اس نے جتنی نیکیاں کی ہیں' ان سب کا اجر دے دو' پھر جب روزہ کی باری آئے گی تو اللہ پاک فرمائیں گے۔

اب تم پیچھے ہٹ جاؤ' فرشتے عرض کریں گے یا اللہ! تو نے۔

نماز کا اجر ہم سے دلایا ہے۔

حج کا اجر ہم سے دلایا ہے۔

قرآن کا اجر ہم سے دلایا ہے۔

اب تو ہمیں کہہ رہا ہے کہ پیچھے ہٹ جاو؟ اللہ پاک فرمائیں گے!

اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ۔

حج کرنے سے ریا کاری آ سکتی ہے۔

زکوٰۃ دینے سے ریا کاری آ سکتی ہے۔

نماز پڑھنے سے ریا کاری آ سکتی ہے۔

اس نے روزہ رکھا ہی میری خاطر تھا' اس لیے اس کا اجر میں خود ہی عطا فرماؤں گا ع

مومن لئی رمضان مبارک' چن خوشی دا چڑھیا
بے دیناں مجھولاں دے گھر' آن سیاپا وڑیا
اے مومن تو رکھ لے روزے جیویں تینوں فرمایا
سال پچھوں رمضان مبارک نال نصیباں آیا

یہ ماہ رمضان کی ہی برکتیں ہیں' کہنے والا کہتا ہے۔

تو آیا تے تیرے آیاں' آئی اے رُت مستانی
بخشش ساڈی دے پیغام لیایا'' تیری اِے مہربانی
لٹ تو رحمت رب اپنے دی' کر تو خوب منافعے
تو آیا تے تیرے آیاں' ہوئے روزیاں وچ اضافے
لٹ تو رحمت رب اپنے دی' کر لو خوب منافعے
تو آیا تے تیرے آیاں' او مسجد وچ آئے
جہڑے مکھڑے گیارہ مہینے' کدی ویکھن وچ نہ آئے

اللہ کریم یہ جتنے آ گئے ہیں ان سب کا آنا قبول فرما اور جو جو خواہشات لے کر یہ آئے ہیں ان کو پوری فرما۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

فضائل علم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌo اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَo

(الفاطر:۲۸-۲۹)

ہر قسم کی حمد و ثناء اللہ جل جلالہٗ کی ذات کے لئے' بے شمار ان گنت درود و سلام سید الاولین والآخرین' امام کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی پر۔

دوستو اور بزرگو! میں نے آپ کے سامنے سورۃ فاطر کی دو آیات پڑھی ہیں' اللہ مالک سے دعا ہے کہ اللہ پاک مجھے صحیح صحیح بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور میرے سمیت مولا کریم آپ سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

دوستو! ان آیات میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ لوگوں جانوروں اور چوپایوں کے مختلف رنگ ہیں' اللہ تعالیٰ کی زمین پر اگر اللہ پاک سے ڈرنے والے لوگ ہیں تو وہ علمائے حقہ ہیں اور میں غالب اور بخشنے والا ہوں' جو لوگ اللہ پاک کی کتاب کو پڑھتے ہیں' نماز قائم کرتے ہیں اور جو ہم نے مال دیا ہے اس میں سے ظاہری اور پوشیدہ طور پر اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرتے ہیں' وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو ختم ہونے والی نہیں۔

دعا فرمائیں اللہ پاک ہر انسان کو علم نصیب فرمائے۔

اللہ پاک نے علم کی دولت بہت بڑی بنا دی ہے' کہیں اللہ پاک نے قران پاک میں

فرمایا ہے' جس طرح اندھیرا اور روشنی برابر نہیں اس طرح علم والے اور جاہل برابر نہیں۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے' ایک عالم کی شان جاہلوں پر اس طرح ہے جس طرح مدھم ستاروں پر چودھویں رات کے چاند کی روشنی ہوتی ہے۔

ایک جگہ کائنات کے سردار نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے' عالم کی شان اس طرح ہے جس طرح میری تم پر شان ہے۔

ایک جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے' ہزار صوفی اور عابد اللہ پاک کی بندگی کرنے والے شیطان پر اتنے بھاری نہیں' جتنا ایک عالم بھاری ہے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں' ایک صوفی ساری رات ایک ٹانگ پر کھڑا ہو کر اللہ پاک کی عبادت کرے اور علم والا سویا رہے' تو اس کا سونا اس کے جاگنے سے افضل ہے۔

امام کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے' ایک شخص صبح اٹھ کر سوچ سمجھ کر ایک آیت کا معنےٰ پڑھ لیتا ہے' اور دوسری طرف ایک شخص سو نوافل ادا کرتا ہے تو اللہ پاک کے نزدیک سو نوافل ادا کرنے والے سے ایک آیت کا معنےٰ سمجھنے والے کی شان اونچی ہے۔

طبرانی کی روایت ہے' سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے! جو شخص اللہ کے گھر (مسجد) کی طرف علم پڑھنے یا پڑھانے کی نیت سے جاتا ہے' تو اللہ پاک اس شخص کو پورے حج کا ثواب عطا فرما دیتے ہیں۔

علم والے کی کتنی شان ہے' اللہ کے پاک نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں' جب کوئی دین کا طالب علم' علم سیکھنے کے لئے اپنے گھر سے نکلتا ہے' تو اللہ پاک فرشتوں کو آرڈر فرماتے ہیں کہ جو شخص دین کا علم سیکھنے کے لئے جاتا ہے تم ان کے پیروں کے نیچے اپنے پر بچھانے شروع کر دو۔

اللہ جانتا ہے یہ اعزاز کسی کو نہیں ملتا' لوگوں کے "پیر" آئیں تو لوگ چادریں بچھاتے ہیں' سڑکیں صاف کرتے ہیں' کائنات کے سردار نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو علم پڑھنے کیلئے نکلتا ہے تو نوری فرشتے اس کے پیروں کے نیچے اپنے پر بچھاتے ہیں۔

ایک شخص نے نبی پاک ﷺ کی اس حدیث کا مذاق بنایا۔ اللہ کے نبی علیہ السلام کی حدیث کا مذاق بنانا بہت بڑا گناہ ہے' وہ تو جاہل تھا' اگر کوئی پڑھا ہوا عالم مذاق بنائے تو اللہ پاک اس کو بھی معاف نہیں کرتے۔

ایک عالم دین اور محدث پردہ کر کے حدیث پڑھایا کرتا تھا' لوگوں نے اس سے پوچھا' حضرت آپ پردہ کر کے حدیث کیوں پڑھتے ہیں؟ وہ عالم کہنے لگا کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا ہے جب امام جماعت کروا رہا ہو تو جو آدمی امام سے پہلے رکوع چلا جائے یا رکوع سے کھڑا ہو جائے' سجدہ میں پہلے چلا جائے یا سجدہ سے پہلے اٹھ جائے' جو امام سے پہلے اٹھنے کی کوشش کرے' اللہ پاک اسے معاف کر دیں تو ٹھیک ہے اور اگر اللہ پاک چاہیں تو نماز میں ہی اس کا مونہہ گدھے جیسا بنا کر رکھ دیں' وہ شیخ الحدیث جو پردہ کر کے پڑھتا تھا' کہنے لگا جب میں نے یہ حدیث پڑھی تو میں نے تجربہ کیا کہ نبی پاک ﷺ کی بات واقعی سچی ہے؟ میں نے امام سے پہلے اپنا سر اٹھا لیا تو اللہ پاک نے نماز میں ہی میرا مونہہ تبدیل کر دیا۔

اس لیے مسلمانو! نبی پاک ﷺ کی حدیث کو مذاق نہ بنایا کرو کیونکہ نبی پاک علیہ السلام تو بولتے ہی اس وقت ہیں جب آسمانوں والا بلاتا ہے۔

کسی کہنے والے نے کہا ہے کہ ع

جیدی رحمتاں دی پے دھم گئی اے
او کرماں والا کریم آیا
مٹھی بولی تے خلق عظیم آیا
او بن کے رب دا انعام آیا
کائنات دا سوہنا امام آیا

کون سا امام۔

جیدے لباں دے اتے رب بول دا اے

سوہنا رحمتاں موتی رول دا اے

اوہدا بولنا رب دا کلام آیا

کائنات دا کلآ امام آیا

اس شخص نے مسئلہ سنا کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص علم کی طلب کیلئے نکلتا ہے' نوری فرشتے اس کے پیروں کے نیچے پر بچھاتے ہیں' اس نے ایک جوتا بنوا کر جوتے کے نیچے لمبے لمبے کیل لگا لیے' کہتا ہے اگر نوری فرشتے طالب علم کے پیروں کے نیچے پر بچھاتے ہیں' تو میں بھی ان طالب علموں کے ساتھ چلوں گا' میرے پیروں کے نیچے نوریوں کے پر آئیں گے تو ان کے پر چھلنی ہو جائیں گے۔ اس نے نبی پاک ﷺ کی حدیث کو مذاق کیا تو اللہ پاک کو غصہ آ گیا جب یہ بے ایمان مر گیا تو اس کی جوتے پیروں کے ساتھ ہی چمٹے رہ گئے۔ اتارنے والے لاکھ کوشش کرتے رہے لیکن اتار نہ سکے اور اس کی کیلوں والے جوتے اس کے ساتھ ہی قبر میں چلے گئے۔

دین اور علم والا معمولی نہیں۔

یمن سے کچھ آدمی میرے نبی کے پاس آ کر کہتے ہیں: اے اللہ کے رسول! ہمیں کوئی دین کا عالم اور قاری دیجئے جو ہم کو دین سکھائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سوچ رہے ہیں کہ اب نبی پاک ﷺ یمن کس کو بھیجیں گے' کون جائے گا' میرے نبی نے نظر اقدس دوڑائی تو آپ کی نظر سیدنا معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ پر جا پڑی' آپ ﷺ فرماتے ہیں' اے میرے معاذ تو یمن چلا جا اور وہاں جا کر لوگوں کو دین کی تعلیم دے' سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے گھر جا کر تیاری شروع کر دی' ماں کہنے لگی بیٹا معاذ' تو کیا کر رہا ہے' سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں امی جان میں دین سکھانے کیلئے یمن جا رہا ہوں' ماں کو گھنٹیا (ہاتھ پاؤں کا جڑ جانا) ہے۔

ماں کہنے لگی بیٹا معاذ' مجھے دھوپ سے چھاؤں میں کون کرے گا' مجھے روٹی پانی کون کھلائے پلائے گا' تو مجھے اللہ کے نبی کے پاس لے جا میں نبی پاک ﷺ سے معذرت کر

لوں گی' سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ اپنی بوڑھی ماں کو اٹھا کر کائنات کے سردار نبی علیہ السلام کے پاس لے جاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں آقا میری والدہ کی بات سن لیں۔

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کی والدہ صاحبہ کہتی ہیں' آقا آپ دیکھ رہے ہیں کہ میرے ہاتھ پاؤں جڑے ہوئے ہیں' مجھے کون روٹی پانی کھلائے پلائے گا' آپ معاذ کی جگہ کسی اور کو بھیج دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اے معاذ کی امی! یہ میرا حکم نہیں یہ آسمان والے کا حکم ہے' اللہ پاک نے عرش سے آپ کے بیٹے کا نام لے کر فرمایا ہے۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! معاذ کو یمن کی طرف بھیجیں تاکہ یہ جا کر لوگوں کو دین سکھائے' یہ سن کر ماں کو اتنی خوشی ہوئی کہ آسمان والے نے میرے بیٹے کا نام لیا ہے' ماں اللہ اکبر اللہ اکبر' سبحان اللہ' الحمد للہ پڑھتی ہے اور جوش میں آ کر اچھلتی ہے تو اللہ کریم تمام جوڑ درست فرما دیتے ہیں۔

دیکھنا! لوگوں کو دین کی تبلیغ کرنے اور دین سکھانے والے کی کتنی شان ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں معاذ اب تو اونٹ پر بیٹھ جا اور میں مہار پکڑ لیتا ہوں' سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ اونٹ پر بیٹھ گئے اور کائنات کے سردار نبی علیہ السلام مہار پکڑ کر محبت سے روانہ کرنے کیلئے گئے' پیار کی باتیں ہو رہی ہیں' میرے نبی اپنا نورانی چہرہ پیچھے کر کے فرماتے ہیں' اے میرے معاذ آج مجھے جی بھر کر دیکھ لے ہوسکتا ہے یہ آخری ملاقات ہو' جب تو واپس آئے تو میری تیری ملاقات نہ ہو سکے۔ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کی چیخیں نکل گئیں' عرض کرتے ہیں آقا' میں نے اس طرح کے اعزاز کو کیا کرنا ہے جو مجھے آپ کی زیارت سے ہی محروم رکھے؟ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں: اے معاذ! یہ تو تجھے کرنا ہی پڑے گا' کیونکہ عرش والے نے تیرا نام لے کر حکم دے دیا ہے۔

وہ کیسے خوش نصیب لوگ تھے' سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ایک قاری تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں' ابی ذرا مجھے قرآن پڑھ کر سنا' سیدنا ابی رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں' آقا قرآن آپ پر نازل ہوا ہے کیا میں آپ کو پڑھ کر سناؤں' قرآن تو آپ نے سنانا ہے آپ مجھ سے سن رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ابی' یہ میں نہیں کہہ رہا' بلکہ یہ آسمان والے

نے حکم دیا ہے کہ ابی بڑا پیارا قرآن پڑھتا ہے آپ ابی سے قرآن سنیں' قرآن سن کر آپ زمین پر خوش ہوں گے اور میں عرش عظیم پر خوش ہوں گا۔

قرآن کے علم والے کی بڑی شان ہے۔

دین کا علم طلب کرنے والا جب گھر سے نکلتا ہے تو اللہ جانتا ہے کہ پانی میں مچھلیاں اور بلوں میں چیونٹیاں اس کیلئے دعا کرتی ہیں۔ بوڑھی عمر کے سیدنا قبیصہ رضی اللہ عنہ میرے مصطفیٰ علیہ السلام کے پاس آ کر عرض کرتے ہیں آقا' اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں' میں آپ سے علم سیکھنے آیا ہوں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اوپر چادر لیکر ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے' فرماتے ہیں' قبیصہ تیرا آنا مبارک ہو گھر سے چل کر یہاں آنے کیلئے جن پتھروں' درختوں اور جانوروں کے پاس سے جب تو گذر رہا تھا تو وہ تیرے لیے مغفرت کی دعا فرما رہے تھے۔

علم بڑی چیز ہے۔

سلیمان علیہ السلام بیٹھے ہوئے ہیں' ہد ہد نے آ کر ملکہ بلقیس کی ساری بات سنائی' سلیمان علیہ السلام نظر دوڑاتے ہیں تو گرد وغبار نظر آ رہا ہے' دو میل کے فاصلہ پر بی بی بلقیس اور اس کی فوج بھی آ رہی ہے' سلیمان علیہ السلام فرماتے ہیں وہ گرد وغبار کیسا نظر آ رہا ہے؟ لوگ کہنے لگے حضرت یہ ملکہ بلقیس اور اس کی قوم آ رہی ہے' سلیمان علیہ السلام کی مجلس میں بڑے بڑے سرکش جن اور انسان بیٹھے ہوئے ہیں' اللہ کے نبی سلیمان علیہ السلام فرماتے ہیں' "اَیُّکُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِهَا" (النمل:۳۸) اے جنات کی جماعتم میں سے کون ہے جو بی بی بلقیس کا تخت میرے پاس لے کر آئے گا' ایک بڑا سرکش جن کہنے لگا میں لاؤں گا' آپ فرماتے ہیں تو کتنی دیر میں لائے گا' یہ کہتا ہے جب آپ گھر سے ناشتہ کر کے فیصلے کرنے کیلئے آتے ہیں میں اتنی دیر تک لے آؤں گا' آپ فرماتے ہیں کوئی اور جن بات کرے مجھے اس سے پہلے تخت چاہیے۔ قرآن کہتا ہے!

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ۔ (النمل:۴۰)

جس کو اللہ پاک نے کتاب کا علم دیا تھا وہ جن کہنے لگا میں لے کر آؤں گا'

سلیمان علیہ السلام اس کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں تو کتنی دیر میں لائے گا؟ یہ علم والا کہتا ہے کہ آپ آنکھیں بند کر کے کھولیں گے تو بلقیس شہزادی کا تخت آپ کے سامنے پڑا ہو گا۔

علم والے کی کیا قدر ہے۔

ایک شخص جیل میں پڑا ہوا ہے (بعض لوگ سچا ہونے کے باوجود جیل میں ہوتے ہیں) یہ خود بھی نبی ہے' اس کا باپ بھی نبی تھا' اس کا دادا بھی نبی تھا اور اس کا پڑدادا بھی نبی تھا' یہ انبیاء علیہم السلام کا پوتا جیل میں ہے' ادھر تخت پر بیٹھے ہوئے بادشاہ کو ایک خواب آیا۔ قران کہتا ہے!

اِنِّیْٓ اَرٰی سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْکُلُھُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ۔(یوسف:۴۳)

کچہری لگی ہوئی ہے' بڑے بڑے نجومی' بڑے بڑے علم والے' بڑے بڑے عقلمند' بڑے بڑے سیاست دان اور بڑے بڑے فلاسفر بیٹھے ہوئے ہیں' عزیز مصر کہتا ہے مجھے ایک خواب آیا ہے' میں نے دیکھا ہے کہ سات کمزور گائیں سات موٹی گائیں کو کھا گئی ہیں۔ سات خوشے سبز ہیں اور سات خشک' مجھے اس خواب کی تعبیر بتاؤ؟ سب کہنے لگے' اضغاث احلام' عزیز مصر یہ آپ کا ذہنی خیال ہے' آپ دن کے وقت سوچتے رہے ہوں گے وہی رات کو خواب آ گئی ہے۔

عزیز مصر بڑا پریشان ہے' جو باورچی رہا ہو کر آیا تھا وہ کہتا ہے بادشاہ سلامت' ان کو آپ کے خواب کی تعبیر کا کیا علم' اگر آپ نے تعبیر کروانا ہے تو ایک آدمی جیل میں بیٹھا ہوا ہے جو تعبیر کر سکتا ہے' عزیز مصر کہنے لگا' جلدی جا کر اس کو لے کر آ' یہ جیل خانہ میں جا کر جناب یوسف علیہ السلام کو کہتا ہے!

یُوْسُفُ اَیُّھَا الصِّدِّیْقُ اَفْتِنَا فِیْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْکُلُھُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ سَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّ اُخَرَ یٰبِسٰتٍ لَّعَلِّیْٓ اَرْجِعُ اِلَی النَّاسِ لَعَلَّھُمْ یَعْلَمُوْنَ٥ (یوسف:۴۶)

اے یوسف صدیق، ہمیں اس خواب کی تعبیر بتایئے کہ سات موٹی گایوں کو سات کمزور گائیں کھا رہی ہیں اور سات خوشے سبز ہیں اور سات خشک، تا کہ میں لوگوں کے پاس جا کر تعبیر بتاؤں تا کہ وہ جان لیں؟ یوسف علیہ السلام فرمانے لگے، تم لوگ سات سال متواتر کھیتی کرتے رہو گے، سو تم جو غلہ کاٹو تو تھوڑے سے غلہ کے سوا جو کھانے میں آئے باقی کو خوشوں میں ہی رہنے دو، پھر اس کے بعد خشک سالی کے سات سخت سال آئیں گے، جو غلہ تم نے جمع کر رکھا ہو گا وہ اس سب غلہ کو کھا جائیں گے، صرف وہی تھوڑا سا غلہ رہ جائے گا جو تم اختیار سے رکھ چھوڑو گے۔ پھر اس کے بعد ایک سال ایسا آئیگا کہ خوب بارش برسے گی اور لوگ اس میں رس نچوڑیں گے۔ جب یوسف علیہ السلام نے کوئی شرط لگائے بغیر اور جلد رہائی کا مطالبہ کیے بغیر انہیں اپنے علم سے مستفید فرما دیا اور بادشاہ کے خواب کی تعبیر بیان کر دی تو بادشاہ نے حکم دیا کہ یوسف علیہ السلام کو میرے پاس لے آؤ۔ جب قاصد آپ کے پاس گیا تو آپ نے فرمایا: اپنے آقا کے پاس لوٹ جا اور اس سے پوچھ کہ ان عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے؟ بادشاہ نے جب ان عورتوں سے پوچھا تو وہ سب بول اٹھیں کہ ہم نے اس میں کوئی برائی معلوم نہیں کی۔

اس کی بیوی بھی کہنے لگی!

اَلْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ۔ (یوسف:۵۷)

اے عزیز مصر! میں یہ کیوں کہوں کہ مجھ میں کوئی نقص اور غلطی نہیں، یوسف پاک ہے، سارے فریب میرے ہی تھے۔

یہ علم والے کا قدر پڑا اور عزیز مصر خود لینے کیلئے گیا۔

دعا کریں اللہ تعالیٰ ہم کو علم کی دولت نصیب فرمائے۔

کائنات کے سردار نبی ﷺ فرماتے ہیں جب علم والا علم پڑھنے کیلئے چلتا ہے تو یہ

سیدھا راستہ جنت کی طرف جاتا ہے' اگر اسے علم پڑھتے پڑھتے موت آ گئی تو آسمان والا کہتا ہے میں تیری موت شہادت کی بنا دوں گا۔

شہید کا بہت زیادہ مقام ہے۔

کائنات کے سردار نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ شہید جب شہید ہوتا ہے تو اس کے خون کا قطرہ زمین پر بعد میں گرتا ہے اس کی زندگی کے گناہ پہلے ہی معاف ہو جاتے ہیں' لیکن قیامت کے دن شہیدوں کے خون اور علماء کے علم کی سیاہی کا وزن کیا جائے گا تو علماء کے علم کی سیاہی کا وزن شہیدوں کے خون سے بھی بڑھ جائے گا۔

علم کوئی معمولی چیز نہیں ہے۔ اللہ پاک حاجیوں' نمازیوں اور تسبیح پھیرنے والوں سے فرمائیں گے تم جنت میں چلے جاؤ' لیکن عالم کو فرمائیں گے تو ٹھہر جا' عالم کہے گا اللہ میرے لیے کیا حکم ہے؟ اللہ پاک عالم سے فرمائیں گے تو نے تو جنت میں جانا ہی جانا ہے' پہلے تو کچھ لوگوں کی سفارش کر لے پھر میں تجھے جنت میں داخل کروں گا' میں نے تجھے اکیلا نہیں بھیجنا' بلکہ تیری ساتھ کئی اور آدمیوں کو بھی جنت میں داخل فرمانا ہے۔

کائنات کے سردار نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ پاک قیامت کے دن جب کرسی پر لوگوں کے فیصلے کرنے کیلئے بیٹھیں گے تو اللہ کریم علماء کو بلا کر فرمائیں گے' اے دین کے عالمو' تبلیغ کرنے والو' دین سکھانے والو' میں نے تمہیں دین دیا ہی اس لیے تھا' میں تم پر راضی ہوں' تم جو کچھ کر کے آئے ہو' مجھے پرواہ نہیں' جاؤ میں نے تمہیں معاف کر کے جنت الاٹ کر دی ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کو علم کا بڑا شوق تھا۔

صحیح بخاری میں ہے اللہ کے نبی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک دن جناب موسیٰ علیہ السلام وعظ کرنے کیلئے کھڑے ہوئے تو آپ نے بڑی وعظ کی اور لوگوں کے دل ہلا کر رکھ دیئے۔

کبھی کبھی وعظ کرنے والے کا اتنا اثر ہوتا ہے کہ کایا پلٹ جاتی ہے' انقلاب آ جاتا ہے۔

ایک دن شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ بازار حسن کے پاس سے گذرے تو دل میں خیال

آیا کہ یہ عورتیں جو اپنی عصمت وحیا لٹا رہی ہیں‘ اگر ان کو وعظ نہ کی تو کہیں یہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دربار میں دعویٰ ہی دائر نہ کر دیں‘ یہ سوچ کر شاہ جی نے دروازہ کھٹکھٹا دیا‘ ایک عورت باہر آ کر کہتی ہے‘ شاہ جی آپ کیسے‘ آپ فرماتے ہیں تم جتنے پیسے لوگوں سے لیتی ہو وہ مجھ سے لے لو اور سب اکٹھی ہو کر میری ایک بات سن لو؟ یہ تمام عورتیں اکٹھی ہو گئیں تو شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے قران پاک سے سورۃ نور پڑھ کر سنائی اور زانی مرد اور زانیہ عورت کی سزا بتائی‘ شاہ جی قران سنا رہے ہیں اور یہ عورتیں سن کر رو رہی ہیں‘ اتنا اثر ہوا کہ اٹھائیس عورتیں سچی توبہ کے لئے تیار ہو گئیں‘ شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے ان عورتوں کو لوٹے پکڑا کر وضو کا طریقہ بتایا‘ وضو کروا کر مصلے پر کھڑا کر دیا اور آسمان والے کے سامنے ہاتھ باندھ کر دعا کی کہ اے عرش والے اتنی سی محنت میں نے کر دی ہے اب ان کو ہدایت تو دے دے‘ اٹھائیس عورتوں نے سچی توبہ کر کے آگے نکاح کر لیے اور جو سب سے بوڑھی تھی وہ کہتی ہے‘ شاہ جی! اب میں نے یہاں کیا کرنا ہے؟ شاہ صاحب فرماتے ہیں بی بی تیرا کیا مقصد ہے‘ یہ بی بی کہتی ہے شاہ جی آپ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کر رہے ہیں‘ میں بھی آپ کے ساتھ ہی جاؤں گی‘ شاہ صاحب فرماتے ہیں بی بی‘ تو وہاں کیا کرے گی؟ یہ بی بی کہتی ہے: شاہ جی! جن گھوڑوں پر سوار ہو کر آپ جہاد کر رہے ہیں میں ان گھوڑوں کو دانہ ڈالوں گی‘ ہو سکتا ہے میرا نام بھی مجاہدوں میں لکھا جائے۔ آپ بالا کوٹ جا کر دیکھیں‘ جہاں شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی قبر ہے وہاں اس بی بی کی بھی قبر ہے۔

جناب موسیٰ علیہ السلام وعظ کرنے کیلئے کھڑے ہوئے تو دل لگا کر وعظ کیا (وعظ کا اثر بھی تب ہی ہوتا ہے جب بندہ دل سے وعظ کرے اور سننے والے پر بھی اثر تب ہی ہوتا ہے جب وہ دل لگا کر وعظ سنے) تو ایک شخص وہاں کھڑا ہو کر کہنے لگا‘ حضرت جی آپ نے وعظ کر کے کمال کر دی ہے‘ آج آپ نے دل ہلا کر رکھ دیئے ہیں‘ مجھے یہ بتایئے کیا اس وقت دنیا میں آپ جیسا کوئی اور بھی عالم ہے‘ موسیٰ علیہ السلام تھوڑی دیر سوچ کر فرماتے ہیں‘ اس وقت دنیا میں مجھ سے بڑا عالم کوئی نہیں‘ میں ہی بڑا عالم ہوں۔

میرے بھائی! یہ کسی کی "میں" اللہ تعالیٰ کو گوارہ نہیں ہوتی' اللہ پاک نے بڑے بڑے میں کہنے والوں کی "میں" توڑ کر انہیں قبروں میں پہنچا دیا' اس لیے یہ نہ کہا کرو کہ "میں" بڑی شے ہوں۔ اے "میں' میں" کرنے والے' تو کیا بڑی شے ہے' پہلے اپنا شجرہ نسب تو دیکھ' اگر تو اصل کی طرف دیکھے تو تیری حقیقت کیا ہے ؏

مٹی توں تو پانی بنیوں' فیر جوک تے جوکوں بوٹی
فیر شکم مائی وچ وقت معین تیری صورت بنی جلوٹی
فیر بچہ بن کے تو دنیا تے آیوں' تے بنیؔ پھریں لنگوٹی
فیر شیر جواناں بڈھرا ہویوں تے لڑ نہ سکیں بن سوٹی

اب بابا جی کے گھٹنے' جوڑ اور عقل کام نہیں کرتی' بیٹے کہتے ہیں: میاں جی کی بات کا غصہ نہ کرنا یہ دماغ کا ذرا ہلکا ہے' اب کیا ہونے لگا ہے ؏

مڑ جو سکھیا او بھل گیا تینوں' تیری گردن سک گئی موٹی
دنیا تے ضائع کر لئی او بندیا' اللہ تیری آخرت کرے نہ کھوٹی

موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں مجھ سے بڑا عالم کوئی نہیں' اللہ پاک نے فرمایا موسیٰ آپ نے یہ کیوں نہیں کہا کہ سب سے بڑا عالم اللہ تعالیٰ ہے' آپ نے عالم کی نسبت میری طرف کیوں نہیں کی' اللہ پاک نے فرمایا' وہاں میرا ایک بندہ رہتا ہے اس کے پاس تجھ سے بھی زیادہ علم ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے!

اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰهُ لَاۤ اَبْرَحُ حَتّٰۤى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِىَ حُقُبًا۝ (الکھف:٦٠)

اب چاہے مجھے اسی سال سفر کیوں نہ کرنا پڑے میں علم ضرور پڑھوں گا۔

عرض کیا یا اللہ اب میں اس سے علم کیسے سیکھوں؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے نبی موسیٰ اگر آپ نے علم پڑھنا ہے تو ایک پوری مچھلی بھون کر ٹوکرے میں ڈال کر چل پڑیں' جہاں مچھلی گم ہو جائے' میرا وہ بندہ وہاں رہتا ہے' آپ نے یوشع بن نون کو ساتھ لیا اور

مچھلی ٹوکرے میں ڈال کر فرمایا' چل علم پڑھ کر آنا ہے' عرض کیا اللہ کہاں جاؤں؟ فرمایا جہاں دو دریا ملتے ہیں' وہاں چلے جاؤ "فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا" موسیٰ نبی اور یوشع بن نون وہاں پہنچ گئے' یہاں موسیٰ نبی سو گئے' سو کر اٹھے تو پھر سفر شروع کر دیا' ادھر وہ مچھلی ٹوکرے سے کھسک کر پانی میں داخل ہوگئی' جوں جوں مچھلی پانی میں گئی سرنگ بنتی گئی' جب یہ دونوں اللہ کے نبی علیہ السلام اس جگہ سے آگے گذر گئے تو تھک گئے۔

قَالَ لِفَتٰهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا○(الکھف:٦٢)

موسیٰ نبی فرمانے لگے' بھوک لگ گئی ہے' ناشتہ کر لیں' تھکاوٹ بھی ہوگئی ہے!

قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَا اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ۔(الکھف:٦٣)

یوشع بن نون کہنے لگے' حضرت جہاں پتھر پر آرام کیا تھا مچھلی تو وہاں ہی گم ہوگئی تھی' موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں "ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ" یہی چیز تو ہم تلاش کرنے کیلئے آئے تھے' اب تلاش کرتے کرتے پیچھے آکر دیکھا کہ سرنگ بنی ہوئی ہے' آپ وہاں چلے جاتے ہیں' اندر گئے تو دیکھا ایک آدمی چادر لے کر سویا ہوا ہے (ان کا نام خضر علیہ السلام ہے خضر علیہ السلام جہاں بیٹھتے تھے وہاں اللہ پاک جگہ ہری بھری فرما دیتے تھے) موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں السلام علیکم!

یہ کسی کو ملنے کا طریقہ ہے اگر آپ کسی سے ملیں تو اس کو السلام علیکم کہیں' یہ سب سے پیارا طریقہ ہے جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے۔

بعض لوگ ملتے وقت گھٹنے پکڑ لیتے ہیں اور جھک کر سلام کرتے ہیں' اس سے شریعت نے منع کیا ہے' آپ علیہ السلام نے فرمایا ہے اگر کوئی شخص مصافحہ کرے تو کوشش کرو کہ ایک ہاتھ سے مصافحہ ہو' دائیں ہاتھ سے مصافحہ کر کے تھوڑا سا دباؤ تا کہ اس کو معلوم ہو کہ اس کو تیرے ساتھ پیار ہے' بعض لوگ ٹوٹے ہوئے دل کے ساتھ دو انگلیاں آگے کر کے سلام لیتے ہیں' اس لئے کہ ان کو معلوم نہیں کائنات کے سردار نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں' جب دو مسلمان پیار اور محبت سے مصافحہ کرتے ہیں تو اوپر سے آواز آتی ہے' تم نے مصافحہ کیا ہے' اگر تم مل بھی لو تو میں تمہاری زندگی کے سب گناہ بخش دوں گا خواہ سمندر کی

جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

کیا السلام علیکم! کہنا معمولی بات ہے لیکن لوگ سلام نہیں کہتے' کہیں گے اے فلاں' تو کہاں رہا ہے' حالانکہ السلام علیکم کہنا مسلمان کا حق ہے' بعض لوگ سلام لے کر سینے پر ہاتھ لگاتے ہیں' اللہ جانے انہوں نے یہ مسئلہ کہاں سے نکالا ہے' حالانکہ یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے' آپ ایک ہاتھ سے مصافحہ کریں تو افضل ہے اور دونوں سے کریں تو جائز ہے۔

موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں السلام علیکم' وہ کہنے لگے' آپ سلام کہنے والے کون ہیں' یہاں کہاں سے سلام آ گیا' جناب موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں موسیٰ بن عمران ہوں' وہ پوچھنے لگے کون موسیٰ' آپ فرماتے ہیں جو بنی اسرائیل کی طرف نبی بن کر آیا ہے' میں ہی موسیٰ ہوں' خضر علیہ السلام پوچھتے ہیں' اے موسیٰ! کیسے آئے ہو؟ فرمایا: آپ سے علم پڑھنے کے لئے آیا ہوں' وہ بھی نبی ہیں اور یہ بھی نبی ہیں۔

بعض کہتے ہیں: خضر ولی تھے' لیکن معلوم ہوتا ہے کہ آپ نبی تھے' بعض کا عقیدہ ہے کہ خضر علیہ السلام ابھی بھی زندہ ہیں' لیکن یہ بالکل غلط بات ہے کیونکہ قرآن پاک نے کہا ہے!

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ اَفَاِئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ۝ (الانبیآء: ۳۴)

آقا آپ سے پہلے کوئی بشر بھی ہمیشہ زندہ نہیں رہا اور آپ بھی نہیں رہیں گے۔

اگر سمجھ نہیں آئی تو سنیں!

ایک دن میرے نبی ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تشریف فرما ہیں' آپ ﷺ فرماتے ہیں میرے صحابہ اس وقت دنیا میں کوئی انسان ہے یا کوئی جن ہے' جو چیز بھی موجود ہے' آج سے سو سال بعد وہ چیز نہیں ہوگی۔

معلوم ہوا کہ خضر علیہ السلام بھی اللہ کریم کے پاس جا چکے ہیں' یہ عقیدہ غلط ہے کہ خضر علیہ السلام کا پانی پر قبضہ ہے' کبھی آپ دریاؤں کا رخ ادھر موڑ دیتے ہیں اور کبھی ادھر موڑ دیتے ہیں۔

جناب خضر موسیٰ علیہ السلام سے فرمانے لگے' آپ علم نہیں پڑھ سکتے' آپ بھی نبی ہیں' میں بھی نبی ہوں' جو علم اللہ پاک نے مجھے دیا ہے وہ آپ کے پاس نہیں اور جو آپ کو دیا ہے

وہ میرے پاس نہیں' آپ کیسے گذارہ کریں گے؟ موسیٰ علیہ السلام فرمانے لگے اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو میں ضرور علم پڑھوں گا' جناب خضر علیہ السلام فرماتے ہیں اچھا میں جو کام کروں آپ نے مجھے روکنا نہیں ہے' موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں ٹھیک ہے۔

آپ چل پڑے' دریا میں ایک کشتی پار جانے لگی تو جناب خضر نے آواز دی کہ ہمیں بھی لے جاؤ' انہوں نے خضر علیہ السلام کو پہچان لیا' کہنے لگے آیئے تشریف رکھیئے' قرآن کہتا ہے وہ مسکینوں کی کشتی تھی' دس بھائی جن میں سے پانچ اپاہج اور پانچ صحیح تھے' ان کا ذریعہ معاش صرف یہی کشتی تھی' یہاں محدثین نے لکھا ہے کہ اگر گھر کے افراد زیادہ ہوں اور کاروبار تھوڑا ہو تو وہ بھی مسکین ہیں ان کو بھی صدقہ خیرات دیا جا سکتا ہے۔

جناب خضر نبی اور موسیٰ نبی علیہما السلام کشتی میں سوار ہیں ایک چڑیا نے دریا سے پانی کی چونچ بھر لی' خضر علیہ السلام فرمانے لگے اے موسیٰ علیہ السلام کیا آپ نے دیکھا ہے کہ میرا تمہارا اور سارے جہان کا علم اتنا سا ہے جتنا کہ چڑیا نے پانی سے چونچ بھری ہے' باقی سارا علم اللہ پاک کے پاس ہے' جب آپ دریا کے دوسرے کنارے پر پہنچے تو خضر علیہ السلام نے اس کشتی کا ایک تختہ توڑ دیا اور مسکینوں کو ایک طرف کر کے بتا دیا کہ میں نے یہ تختہ توڑ دیا ہے' تم تھوڑی دیر کے بعد اسے ''کیل'' سے لگا لینا۔

موسیٰ علیہ السلام جلالی طبیعت کے آدمی تھے' کہنے لگے حضرت کشتی والوں نے ہم سے کرایہ بھی نہیں لیا اور آپ نے جاتے ہوئے ان کی کشتی کا تختہ توڑ دیا ہے' کیا آپ لوگوں کو غرق کرنا چاہتے ہیں؟ خضر علیہ السلام فرماتے ہیں' کیا میں نے آپ کو یہ نہیں کہا تھا کہ میں جو کروں آپ نے کچھ نہیں کہنا؟

موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے حضرت غلطی ہو گئی ہے' میں آئندہ سوال نہیں کروں گا۔

اب آگے گئے تو دریا کے کنارے چند بچے کھیل رہے تھے' خضر علیہ السلام نے ایک بچے کو پکڑ کر مار دیا' موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں' جناب! اس بچے نے آپ کا کیا بگاڑا ہے' جناب خضر علیہ السلام فرماتے ہیں' میں نے تو آپ کو پہلے ہی کہا تھا کہ آپ مجھ سے نہیں پڑھ سکتے؟

موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے اچھا جی اب تیسری دفعہ آزمالیں، اگر میں نہ پڑھ سکا تو آپ اپنے گھر اور میں اپنے گھر۔

آپ آگے گئے تو ایک بہت بڑی بستی آگئی جس کی اسی نوے ہزار کی آبادی ہے نبی بستی والوں کو کہنے لگے یار ہمیں بھوک لگی ہوئی ہے روٹی کھلاؤ، وہ کہنے لگے کیا ہم اپنی بستی کا رواج ختم کر دیں، ہمارے گاؤں کا رواج ہے کہ ہم نے کبھی مہمان کو روٹی نہیں کھلائی، یہ قرآن پاک نے بتایا ہے کہ فَاَبَوْا اَنْ یُّضَیِّفُوْھُمَا، انہوں نے انکار ہی کر دیا، انہوں نے کہا تم روٹی مانگتے ہو ہم تمہیں چائے بھی نہیں پوچھیں گے، خضر علیہ السلام آگے چلے تو دیکھا کہ ایک دیوار ایک طرف جھکی ہوئی تھی جو گرنے کے قریب تھی، جناب خضر، موسیٰ علیہما السلام سے فرماتے ہیں، ہم نے یہ دیوار بنانا ہے، اب خضر علیہ السلام استاد تھے اور موسیٰ علیہ السلام شاگرد تھے انہوں نے پہلے دیوار گرائی، گارا بنایا، خضر علیہ السلام مستری بن گئے اور موسیٰ نبی مزدور بن گئے، دیوار بن گئی تو موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے حضرت جی اگر آپ نے ان کی دیوار بنانا تھی تو ان سے مزدوری طے کر کے اس کی روٹی کھا لیتے، خضر علیہ السلام فرماتے ہیں:

قَالَ ھٰذَا فِرَاقُ بَیْنِیْ وَبَیْنِکَ۔

میرے اور آپ کے درمیان یہی فرق ہے، آپ میرے ساتھ نہیں چل سکتے۔

سَاُنَبِّئُکَ بِتَاْوِیْلِ مَالَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَیْهِ صَبْرًا○ (کھف:۷۸)

اب سن لیں! جو باتیں رب تعالیٰ نے مجھے بتائی ہیں اور آپ کو نہیں بتائیں۔

کائنات کے سردار نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے اگر آپ صبر کر جاتے تو ان کو اور باتوں کا بھی پتہ چل جاتا۔

خضر علیہ السلام فرماتے ہیں:

اَمَّا السَّفِیْنَةُ فَکَانَتْ لِمَسٰکِیْنَ یَعْمَلُوْنَ فِی الْبَحْرِ۔ (الکھف:۷۹)

وہ مسکینوں کی کشتی تھی، پیچھے ایک ظالم حکمران کشتیاں اپنی تحویل میں لیتا آ رہا تھا، اللہ کریم نے فرمایا، اس کشتی کا تختہ توڑ دے، اس طرح اس میں نقص پڑ جائے گا، وہ یہ کشتی

چھوڑ کر چلا جائے گا اور ان مسکینوں کا کام بنا رہے گا۔

اور فرمایا:

وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ (الکھف:۸۰)

وہ بچہ نالائق تھا اور ماں باپ مومن تھے' اللہ پاک نے مجھے بتا دیا کہ اس نے بڑا ہو کر اپنے ماں باپ کو پریشان کرنا ہے' اس لئے اس بچے کو مار دو' میں ان کو اس کے عوض ایک بچی دوں گا جس سے ستر نبی پیدا فرما دوں گا۔

فرمایا:

وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ۔

وہ دیوار یتیموں کی تھی' اللہ پاک کو یتیموں سے بڑا پیار ہوتا ہے۔

میرے بھائیو! آپ بھی یتیموں سے پیار کریں' یتیموں سے نبی علیہ السلام کو بھی بڑا پیار ہے' کسی کہنے والے نے کہا ہے ؎

جھڑکیں نہ یتیم کسے نوں' مرجائے جیدی مائی
ماواں باجھ یتیماں کارن' آس امید نہ کائی
رو کر مویاں ماواں والے' آپے ای چپ کر جاون
ماواں والے نہر خوشی تھیں' وانگ باغیچے پل دے
رب دی آس یتیماں تائیں' جیونکر رکھ جنگل دے

خضر نبی علیہ السلام فرماتے ہیں' وہ یتیموں کی دیوار تھی' اس کے نیچے خزانہ تھا' ان کے ماں باپ بڑے نیک تھے' ان کے والدین نے اس خزانہ کی زکوٰۃ دی ہوئی تھی' ان کے ہمسائے پہلے ہی سوچ رہے تھے کہ دیوار گرنے والی ہے' ہم دیوار آگے کر کے ان کے پلاٹ پر قبضہ کر لیں گے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں' میرا یہ قانون ہے کہ جس مال کی زکوٰۃ دی جائے اس پر زوال نہیں آ سکتا' میں نے سوچا کہ یہ بچے بڑے ہو کر اپنے باپ کی جائیداد نکال لیں گے' نیک ماں باپ کی وجہ سے اللہ کریم نے اولاد پر بھی کرم کر دیا ہے'

جناب خضر نبی علیہ السلام فرمانے لگے۔ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ۔ (الکھف: ۸۲) یہ کام میں نے اپنی مرضی سے نہیں کیا' بلکہ اللہ پاک نے مجھے حکم دیا ہے۔

بھائیو! اللہ کریم سے دعا اور کوشش کرنی چاہیے کہ ہمارے بچے بھی دین کا علم پڑھیں' جس کی اولاد قرآن وحدیث پڑھ جائے گی' کائنات کے سردار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے' یہ والدین قبر میں بھی پڑے ہوں تو ان کی قبر روشن ہوتی رہے گی۔

اللہ پاک ہمیں دین کا علم پڑھنے پڑھانے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین یارب العالمین)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔



جنابِ عیسیٰ علیہ السلام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِیْ عَلَیْكَ وَ عَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَیَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَ كَهْلًا ۚ وَ اِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ ۚ وَ اِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ بِاِذْنِیْ فَتَنْفُخُ فِیْهَا فَتَكُوْنُ طَیْرًا ۢ بِاِذْنِیْ وَ تُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْ ۚ وَ اِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِیْ ۚ وَ اِذْ كَفَفْتُ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ وَ اِذْ اَوْحَیْتُ اِلَى الْحَوَارِیّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِیْ وَ بِرَسُوْلِیْ ۚ قَالُوْۤا اٰمَنَّا وَ اشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ۝ اِذْ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ هَلْ یَسْتَطِیْعُ رَبُّكَ اَنْ یُّنَزِّلَ عَلَیْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ (المائدۃ: ۱۱۰—۱۱۲)

ہر قسم کی حمد و ثناء اللہ رحیم و کریم کے لیے۔ بے شمار اور ان گنت درود و سلام سید الاولین والآخرین، امام الانبیاء، خطیب الانبیاء، جناب محمد رسول ﷺ کی ذات گرامی پر۔

بھائیو! میں نے آپ کے سامنے ساتویں پارے سے سورۃ مائدہ کی چند آیات تلاوت کی ہیں۔ اس مالک سے دعا ہے کہ وہ مجھے سچ اور حق بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور پھر ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اس مقام پر اللہ ذوالجلال والاکرام نے اپنے ایک جلیل القدر نبی عیسیٰ علیہ السلام کے کچھ معجزات اور آپ کے ماننے والوں کے کچھ مطالبات بیان فرمائے ہیں۔ صرف جناب عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت ہے کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے بغیر باپ کے پیدا فرمایا اور بہت بڑی

شان عطا فرمائی۔ اللہ پاک نے مریم صدیقہ کو رضی اللہ عنہا بغیر خاوند کے جب عیسیٰ علیہ السلام عطا فرمائے تو اس وقت بھی اللہ پاک نے اپنی بندی مریم رضی اللہ عنہا کو بے شمار نشانیاں دکھائیں۔

اللہ پاک کے قرآن نے بتایا ہے:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۝ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۚ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۝ قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ۝ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ۝ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ۝ (مریم:۱۶-۲۱)

جس وقت سیدہ مریم رضی اللہ عنہا بلوغت کو پہنچیں تو اپنے گھر والوں سے علیحدہ ہو کر تھوڑا سا دور چلی گئیں۔ اللہ مالک الملک نے تمام نوریوں کے سردار سیدنا جبرائیل علیہ السلام کو بھیج دیا' سیدنا جبرائیل علیہ السلام انسانی شکل میں بڑے خوبصورت نوجوان بن کر بی بی مریم کے سامنے آئے' بی بی مریم آپ کو دیکھ کر گھبرا گئیں وہ فرماتی ہیں اے میرے سامنے آنے والے میری آنکھوں سے دور ہو جا' سیدنا جبرائیل علیہ السلام کہتے ہیں: اے مریم! تو گھبرا گئی ہے' میں تو تیرے رب کا بھیجا ہوا ایلچی ہوں اور تجھے ایک بیٹے کی بشارت دینے کے لیے آیا ہوں۔ سیدہ مریم رضی اللہ عنہا یہ سن کر تڑپ جاتی ہیں' فرماتی ہیں کہ میری تو ابھی شادی نہیں ہوئی اور بغیر خاوند کے بچہ کیسے ہو گا' سیدنا جبرائیل علیہ السلام کہتے ہیں: کہ بی بی یہ مجھے بھی معلوم نہیں یہ تو اس دینے والے کو پتہ ہے اور تجھ لینے والی کو لیکن کام ہو چکا ہے۔ سیدہ مریم رضی اللہ عنہا اسی وقت ہی حاملہ ہو گئیں اور جب ولادت کا وقت ہو گیا' تو بی بی مریم گھبرا گئیں کہ اللہ لوگ تو میری طہارت کی قسمیں اٹھایا کرتے تھے۔ شہر سے باہر ایک سوکھی ہوئی کھجور کھڑی تھی سیدہ مریم رضی اللہ عنہا اس کو جا کر پکڑ لیتی ہیں اور کہتی ہیں اللہ اس سے پہلے میں مر گئی ہوتی

اور میرا نام بھی مٹ چکا ہوتا' آواز آتی ہے' اے مریم گھبرا نہیں میں نے تیرے لیے میٹھے پانی کا چشمہ جاری کر دیا ہے۔ سیدہ مریم رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں: اے اللہ! میں نے اس پانی کو کیا کرنا ہے؟ مولا کریم فرماتے ہیں: تجھے یہ جو خشک کھجور نظر آ رہی ہے اس کو پکڑ کر ہلا دے' عرض کیا اللہ اس پر تو پتہ بھی نظر نہیں آتا کھجوریں کہاں سے گریں گی؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مریم اگر کھجوریں ہوں تو گر ہی پڑتی ہیں' لطف کی بات تو یہ ہے کہ تجھے پتہ بھی نظر نہ آئے' ہاتھ تو لگا دے اور تر و تازہ کھجوریں میں گرا دوں گا۔

فَكُلِىْ وَ اشْرَبِىْ وَ قَرِّىْ عَيْنًا۔ (مریم:۲۶)

مریم' چشمہ کا پانی پی' کھجوریں کھا اور عیسیٰ نبی کی طرف دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتی جا' سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کہتی ہیں اللہ' جب میں قوم کے پاس جاؤں گی تو قوم کو کیا جواب دوں گی؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے مریم! تو اتنا ہی کہہ دینا کہ میں نے چپ کا روزہ رکھا ہوا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ مونہہ کا بھی روزہ ہوتا ہے' صرف یہی نہیں کہ انسان پیٹ باندھ لے' اگر تو روزہ رکھ کر گلہ کرے' گالیاں نکالے' فحش باتیں کرے تو روزہ کس بات کا ہے۔ تیری آنکھ کا روزہ' تیرے کانوں کا روزہ تیرے دماغ کا روزہ اور تیرے ہاتھ پاؤں کا روزہ ہو' اگر اس طرح کا روزہ رکھے گئے تو اللہ کی بارگاہ میں قبول ہو گا اور پھر تجھے جنت کا سرٹیفکیٹ ملے گا۔

سیدہ مریم رضی اللہ عنہا نبی کو اٹھا کر جب بیت المقدس کے قریب بستی کے چوک میں پہنچیں تو لوگوں نے دیکھا کہ مریم بچہ اٹھائے آ رہی ہے' اب لوگوں نے طعنے دیئے' اے مریم! تو یہ بچہ کہاں سے لائی ہے' تیرے ماں باپ تو اس طرح کے نہیں تھے!

يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّ مَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا۝

(مریم:۲۸)

تیری ماں بڑی نیک' تیرا بابا بڑا نیک' تو نے یہ کیا کیا ہے۔

قوم پریشان کرتی ہے تو بی بی مریم رضی اللہ عنہا' عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ اس

سے ہی پوچھ لیں کہ یہ کون ہے اور کس طرح آیا ہے؟ قوم کہتی ہے مریم کبھی شیر خوار بچے بھی بولے ہیں؟ عیسیٰ علیہ السلام ابھی دو چار گھنٹے کے ہی تھے' اللہ پاک نے فرمایا: اے میرے عیسیٰ! اب دودھ پینا چھوڑ دے اور اپنی ماں کی صفائی پیش کر دے' اگر تو اب نہ بولا تو کہیں میری بندی مجھ سے بدظن نہ ہو جائے' جناب عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں: "اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ" یہ نہیں کہا: "اَنَا ابْنُ اللّٰهِ" یا "اَنَا اللّٰهُ" بلکہ فرماتے ہیں "اِنِّیْ عَبْدُاللّٰهِ" اے میری ماں کو کچھ کہنے والو! میں اللہ کا بندہ ہوں' یہ اللہ کریم نے اپنی قدرت کے مناظر دکھائے ہیں' یہ سن کر قوم کا مونہہ بند ہو گیا۔

جو آیات میں نے شروع خطبہ میں تلاوت کی تھیں ان میں اللہ تعالیٰ اپنے نبی عیسیٰ علیہ السلام کو وہ احسان جتلا رہے ہیں!

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَ عَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا۔ (مریم: ۱۱۰)

اے میرے نبی عیسیٰ! میری وہ نعمتیں یاد کرو جو میں نے تجھ پر اور تیری والدہ مریم پر کی ہیں' جب میں نے تجھے جبرائیل امین کے ذریعہ طاقت دی اور تم بچپن میں بھی باتیں کرتے تھے اور بڑھاپے میں بھی کرو گے۔

کبھی دودھ پیتے بچے نہیں بولتے لیکن اللہ تعالیٰ بلانے پر آئے تو پھر بول پڑتے ہیں' یہ بچپن میں باتیں کرنا عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا!

وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ التَّوْرٰةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَ اِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِيْ۔ (مریم: ۱۱۰)

میں نے تجھے کتاب وحکمت' تورات اور انجیل سکھائی' اور جب تو اپنے ہاتھوں

سے مٹی گوندھ کر جانور کی شکل بنا کر اس میں پھونک مارتا تھا اور وہ پرندہ بن کر اڑ جاتا تھا تم جانور بنا کر اڑاتے تھے تو میرے حکم سے بنا کر اڑاتے تھے۔

فرمایا: ”وَ اَبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ“ پھلبہری والے اور پیدائشی اندھے جنابِ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آتے تھے' عیسیٰ نبی ان پر ہاتھ پھیرتے تھے تو اللہ مالک کے حکم سے ان کو شفا مل جاتی تھی۔

فرمایا: ”وَ اِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰی بِاِذْنِیْ وَ اِذْ كَفَفْتُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ عَنْكَ“ تم مردے زندہ کرتے تھے تو میرے حکم سے کرتے تھے اور میں نے تم کو بنی اسرائیل سے بھی بچایا۔

فرمایا: ”اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ۔ جب تم نے ان کو معجزات دکھائے تو یہودی معجزات دیکھ کر کہنے لگے کہ یہ تو جادوگر ہے' نبی کے معجزات تسلیم نہ کیے بلکہ تیری نبوت کا انکار کیا۔

عیسیٰ علیہ السلام نے اتنے معجزات دکھائے لیکن ان کی بدقسمتی کہ انہوں نے نہ مانا۔

ایک دفعہ ابوجہل اپنی مٹھی میں کنکر لے کر میرے مصطفیٰ علیہ السلام کے پاس آ کر کہتا ہے' اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! بتا میری مٹھی میں کیا چیز ہے؟ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں' کیا میں بتاؤں یا یہ مٹھی والی چیز خود ہی بول پڑے؟ ابوجہل کہتا ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مٹھی میری میں ہو اور وہ بول پڑے؟ آمنہ کے لال علیہ السلام نے اشارہ کیا تو کنکروں نے کلمہ پڑھنا شروع کر دیا' ابوجہل کہنے لگا' یہ تمہارا جادو چل گیا ہے۔ ان لوگوں کی بدقسمتی ہے جو معجزات دیکھتے ہیں لیکن ایمان نصیب نہیں۔

میرے بھائی! عیسیٰ علیہ السلام کے پاس اندھے' لنگڑے اور اپاہج لوگوں کا ہمیشہ ہجوم رہتا تھا' آپ کے پاس بیمار لوگ آتے تھے اور شفا پا کر جاتے تھے۔

ایک دن عیسیٰ نبی کو ماننے والے عیسیٰ علیہ السلام کے پاس اکٹھے ہو کر آئے اور آپ کے سامنے مطالبہ رکھ دیا اور مطالبہ بھی کیسا رکھا' کہتے ہیں:

هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ۔ (المآئدۃ: ۱۱۲)

کیا آپ کے رب میں اتنی طاقت ہے کہ آسمان سے پکایا کھانا نازل کر دے۔

دوسری قرأت یہ ہے۔ ”هَلْ تَسْتَطِيعُ“ حضرت جی! کیا آپ میں اتنی طاقت ہے کہ آپ رب سے دعا کریں اور آسمان سے پکا ہوا کھانا نازل ہو جائے۔

ان کا ذہن یہ تھا کہ رب سے یہ کام نہیں ہوگا' کیا اللہ پاک نے تنور لگائے ہوئے ہیں؟ کیا اس نے ہنڈیا رکھی ہوئی ہے کہ ہمیں آسمان سے پکی پکائی بھیج دے گا؟ حالانکہ اللہ کریم نے اس سے پہلے اسی (بنی اسرائیل) قوم کو ہی یہ دکھا دیا تھا اور ان کے بڑوں کو پکی پکائی کھلا بھی دی تھی۔

موسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں کو لے کر وادیٔ تیہہ میں گئے تو قوم کہنے لگی جلدی کرو' اب ہمارے لیے کھانے پینے کا بندوبست کرو' اللہ پاک نے بنی اسرائیل کے لیے آسمان سے من وسلویٰ نازل کر دیا' سلویٰ میں اتنے اتنے جانور تھے جیسے بٹیرے ہوتے ہیں' یہ بھنے ہوئے نازل کر دیئے اور ''بدانہ'' کی بھی بارش کر دی' مولا کریم فرماتے ہیں اے میرے نبی موسیٰ! ان سے کہو' جتنا چاہیں کھائیں لیکن میرا نازل کیا ہوا کھانا کبھی ختم نہیں ہوگا۔ اللہ کریم نے کھانے پینے کے بندوبست کر دیئے۔

اب یہ کہنے لگے حضرت جی! ہمارے لیے مکان بھی بنوادو' اللہ پاک نے بادل کے ایک ٹکڑے کی ڈیوٹی لگا دی' اے بادل میرے یہ بندے گھر بار چھوڑ کر یہاں آ گئے ہیں' تو ہمیشہ ان پر سائبان بن کر کھڑے رہنا ہے۔

اب یہ کہنے لگے کہ کپڑوں کا بھی انتظام کرو' اللہ مالک اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرماتے ہیں کہ اے میرے نبی موسیٰ' ان سے کہہ دو کہ جو کپڑے انہوں نے پہنے ہوئے ہیں' میں ان کو پھٹنے نہیں دوں گا۔

یہ کہنے لگے کہ جب یہ میلے ہو جائیں گے تو ہم ان کو کیسے دھوئیں گے' صابن کہاں سے لائیں گے؟

آواز آتی ہے اے میرے نبی ان کو تسلی دے کہ میں ان کو ''میلا'' ہی نہیں ہونے دوں گا اور اگر میلے ہو بھی گئے تو ایسی ہوا چلاؤں گا کہ ان کے کپڑے دھل جائیں گے اور ساتھ استری بھی ہو جائیں گے۔

یہ کہنے لگے ہم اپنے چھوٹے بچوں کے لیے کپڑے کہاں سے لائیں گے' آخر کبھی سردی کبھی گرمی۔

آواز آتی ہے میرے نبی موسیٰ ان سے کہہ دیں کہ جیسے جیسے تمہارے بچے بڑے ہوں گے میں کپڑے بڑے کرتا جاؤں گا' لیکن انہوں نے ناشکری کی اور کہا!

لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَ قِثَّآىِٕهَا وَ فُوْمِهَا وَ عَدَسِهَا وَ بَصَلِهَا۔(البقرة:٦١)

حضرت جی! ہم روزانہ بٹیرے نہیں کھا سکتے' روزانہ بدانہ نہیں کھایا جاتا۔ اللہ پاک سے دعا کرو کہ وہ ہمارے لیے زمین سے ترکاریاں اگائے' ہم کبھی لہسن کھائیں گے' کبھی پیاز کھائیں گے' کبھی سبزیاں کھائیں گے' کبھی دال کھائیں گے اور ہم سے ایک کھانے پر صبر نہیں ہوتا۔

میرے بزرگو اور دوستو! اللہ پاک تو بہت دیا کرتے ہیں لیکن بندے ہی بے صبرے ہیں۔

مسند احمد کی روایت ہے کہ میرے نبی ﷺ کا ایک صحابی گھر آ کر بیوی سے کہتا ہے' روٹی لا' اس کی بیوی کہنے لگی' آپ روٹی مانگتے ہیں' آپ کو پتہ ہی نہیں کہ اپنے گھر تو آٹا ہی نہیں' نہ ہی دانے ہیں اور نہ ہی پیسے ہیں' میں روٹی کیسے پکاؤں' یہ اللہ کا ولی ہے اور گھر سے آٹا اور دانے ختم ہیں۔

آپ اس ولی کا عقیدہ دیکھ لیں کیسا ہے' جہانوں کے پیر تشریف فرما ہیں' اس نے یہ نہیں کہا کہ میں اللہ کے رسول علیہ السلام سے کہتا ہوں کہ میں نے آپ کا کلمہ پڑھا ہے تو آٹا ہی ختم ہو گیا ہے' اپنی بیوی سے یہ بھی نہیں کہا کہ پڑوسیوں سے پکڑ کر اب تو وقت گذار لے بلکہ یہ اپنی بیوی سے کہتا ہے' تو یہاں مصلہ بچھا کر بیٹھ جا اور رب سے دعا کر اور میں بھی

رب سے ہی کہتا ہوں' یہ باہر جا کر اللہ پاک کے سامنے بیٹھ جاتا ہے اور رب سے مانگ رہا ہے' اے عرش والے! دانے اور پیسے کوئی نہیں' انتظام کر دے' یقین کے ساتھ مانگ مانگ کر گھر آ کر بیوی سے کہتا ہے سنا' کوئی بہانہ بنا ہے یا نہیں' اس کی بیوی کہتی ہے اللہ والے وہ جو ہمارے گھر میں چکی پڑی ہوئی ہے' ابھی تو گھر سے باہر ہی نکلا تھا اور یہ اسی وقت چلنا شروع ہو گئی تھی' یہ صحابی چکی پر کھڑا ہو جاتا ہے' اس کی بیوی کہتی ہے آپ یہاں کھڑے ہو گئے ہیں آٹا پیچھے کریں' مجھے پتہ تھا میرے خاوند کو بھوک لگی ہوئی ہے میں جلدی جلدی روٹی پکا دیتی ہوں۔ اس کی بیوی تنور کے پاس جا کر تنور میں نظر دوڑاتی ہے تو تنور بھی روٹیوں سے بھرا ہوا ہے' ادھر چکی چلی ہے اور ادھر تنور چلا ہے' اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھئے کہ چکی چلتی جا رہی ہے اور آٹا تیزی سے نکلتا آ رہا ہے۔ صحابی رسول بہت زیادہ آٹا جمع کر لیتا ہے تو پھر خیال آتا ہے کہ چکی چلانے والا تو نظر نہیں آتا' کوئی موٹر نہیں لگی' انجن نہیں چلا' تو یہ کیسے چل رہی ہے اور آٹا کہاں سے آ رہا ہے۔ صحابی چکی کے ہتھے کو ہاتھ سے روک کر ''پڑوا'' اٹھا کر دیکھتا ہے تو سارا نظام ہی درہم برہم ہو جاتا ہے' چکی کھڑی ہو جاتی ہے' یہ بھاگتا ہوا اللہ کے رسول ﷺ کے پاس جا کر کہتا ہے کہ آقا کام تو بن گیا تھا لیکن گنوا بیٹھا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کیا ہوا ہے؟ عرض کرتا ہے اے اللہ کے رسول گھر میں آٹا نہیں تھا' میں نے اللہ مالک سے دعا کی تو اللہ پاک نے چکی چلا دی' میرے دل میں خیال آیا کہ دانے کہاں سے آ رہے ہیں؟ ''پڑوا'' اٹھا کر دیکھا تو کچھ بھی نظر نہیں آیا' جہانوں کے پیر علیہ السلام فرماتے ہیں اللہ تجھ پر رحم کرے اگر تو صبر کر جاتا تو یہ چکی قیامت تک چلتی اور پورے مدینہ کو آٹا سپلائی کرتی۔

وہ کون سا کام ہے جو رب سے نہیں ہو سکتا۔

عیسیٰ نبی کے حواری جناب عیسیٰ علیہ السلام سے کہتے ہیں: حضرت جی کیا آپ کے رب میں اتنی طاقت ہے کہ وہ آسمان سے پکی ہوئی روٹی نازل کر دے۔ اللہ کے نبی فرماتے ہیں: ''اِتَّقُوا اللّٰہَ'' اے میرے ماننے والو! اللہ سے ڈر جاؤ اور اس طرح کے مطالبے نہ

کروٗ یہ کہنے لگے:

قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَ تَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَ نَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَ نَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ○ (المآئدة: ۱۱۳)

حضرت جی! آپ ہمارا مطلب نہیں سمجھے‘ ہمارا مطلب یہ ہے کہ ہم کام کر کے تھک جاتے ہیں‘ دوکان چلا کر تھک جاتے ہیں‘ پھر ہمیں روٹی کی فکر پڑ جاتی ہے اگر آسمان سے پکی پکائی آ جائے‘ ہم کھالیں اور فارغ رہ کر اللہ پاک کی عبادت ہی کریں تا کہ ہمارا ایمان اور یقین مزید ہو جائے۔

حالانکہ فارغ رہنے والوں کی عبادت اتنی قیمتی نہیں جتنی کہ کام کرنے والوں کی قیمتی ہوتی ہے‘ کیا یہ لطف کی بات ہے کہ آدمی فارغ بیٹھا ہوا ہے‘ آذان ہو تو بھاگ کر مسجد میں آ جائے؟

نہیں میرے بھائی! بلکہ لطف کی بات تو یہ ہے کہ دوکان پر گاہکوں کی لائن لگی ہو‘ خریداروں کا ہجوم ہو‘ ادھر کان میں اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ کی آواز پہنچے تو وہاں دوکان بند کر کے گاہکوں کو چھوڑ دے اور ساتھ یہ کہہ دے کہ سب سے بڑے کا اعلان آ گیا ہے‘ اس کے دربار میں حاضری دے کر پھر تمہیں سودا دوں گا۔ لیکن اللہ پاک بڑے بڑے حاجیوں اور نمازیوں کو آزماتے ہیں۔ جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو گاہک بھیج دیتے ہیں تا کہ میں ذرا حاجی صاحب کا ایمان دیکھ لوں‘ اس کا ایمان گاہک پر ہے یا مجھ پر ہے‘ میں اللہ مالک کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ یہ تھوڑی سی آزمائش ہے‘ اگر تو اللہ تعالیٰ کی آزمائش میں پورا اترے گا تو وہ تیری تھوڑی میں بھی برکت فرما دے گا اور اگر لاکھوں کمائے گا تو پانی کی طرح ہی چلے جائیں گے‘ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے میرے بندے میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ تجھ میں ایمان ہے یا نہیں۔

میرے بھائی! عیسیٰ علیہ السلام کے حواری کہتے ہیں: حضرت جی! ہم پکی پکائی کھائیں گے تو دل مطمئن ہو جائیں گے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ‘ فرماتے ہیں (میرے نبی علیہ السلام کی حدیث کے محدث

جس کے لیے میرے مصطفیٰ علیہ السلام نے دعا کی تھی' اتنی سمجھ دی کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ایک سو زبانیں بول لیتے تھے' آپ کے پاس سو سے اوپر علیحدہ علیحدہ زبان کے غلام تھے' آپ ہر غلام سے اس کی زبان میں بات کر لیتے تھے) جناب عیسیٰ علیہ السلام فرمانے لگے اے میرے حواریو! اگر تم نے پکی پکائی روٹیاں لینی ہیں تو تمیں روزے رکھو' یہ خوشی خوشی تمیں روزے رکھ کر عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آ کر کہنے لگے' حضرت جی! اگر ہم کسی شخص کی مزدوری کرتے تو اس نے ہمیں روٹی بھی کھلانی تھی' پانی بھی پلانا تھا' ہم نے رب تعالیٰ کی تمیں دن مزدوری کی ہے' اب' ہمیں رب سے مزدوری لے کر دو' آپ فرماتے ہیں' تم کیا مزدوری چاہتے ہو' یہ کہتے ہیں: آسمان سے پکی پکائی روٹی آ جائے۔

میں آمنہ کے لال علیہ السلام کے یاروں پر قربان جاؤں' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آمنہ کے لال علیہ السلام کے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں' جہانوں کے پیر علیہ السلام فرماتے ہیں: میرے صحابہ! میری امت کا جو شخص تمیں روزے رکھ کر میدان عید میں چلا جاتا ہے' اللہ پاک فرشتوں سے فرماتے ہیں میرے فرشتو' اگر کوئی مزدوری کرے تو کیا اس کی مزدوری ملنی چاہیے؟ فرشتے کہتے ہیں: اللہ مزدوری کیوں نہیں ملنی چاہیے۔ تو اللہ فرماتے ہیں یہ میرے مزدور (روزہ رکھنے والے) میدان میں نکل پڑے ہیں' فرشتے کہتے ہیں: اللہ! یہ مزدوری لینے کے لیے آئے ہیں' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یہ مزدوری لینے کے لیے آئے ہیں تو میں نے مزدوری میں ان کو جنت الاٹ کر دی ہے۔

جناب ابراہیم خلیل اللہ اور اسماعیل ذبیح اللہ علیہما السلام نے بیت اللہ بنایا تو رب تعالیٰ سے مزدوری یہ مانگی کہ اللہ' محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرما دے۔

صحیح مسلم شریف میں لکھا ہے کہ میرے نبی کے صحابی سیدنا ربیع رضی اللہ عنہ میرے نبی کی رات کی نوکری کرتے ہیں' آپ کی رات کی خدمت میں معمور ہیں' کبھی لوٹا پکڑ کر باہر چلے جاتے ہیں' کبھی جوتی سیدھی کر دیتے ہیں۔ وہ ہر وقت آپ کے ساتھ ساتھ ہی رہتے ہیں۔ ایک دن میرے نبی فرماتے ہیں' اے ربیع! کیا تو نے کچھ لینا ہے؟ میں تجھے رب سے لے کر دوں' سیدنا ربیع عرض کرتے ہیں' اللہ کے رسول میں نے کیا لینا ہے۔

آمنہ کے لال علیہ السلام دوسری مرتبہ فرماتے ہیں' پھر تیسری بار فرماتے ہیں۔ ربیع' تو نے میری نوکری اور خدمت کی ہے بتا تجھے کیا چاہیے؟ سیدنا ربیع رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں آقا اگر آپ لے کر دیتے ہیں تو جنت میں اپنا پڑوس لے کر دے دیں۔

میرے بھائی! پتہ چلا کہ روزہ رکھ کر' نماز پڑھ کر' قرآن پاک کی تلاوت کر کے' حج کر کے رب تعالیٰ سے کوئی اچھی چیز مانگنی چاہیے۔

عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں' تم نے کیا لینا ہے' حواری کہتے ہیں کہ تیس روزے پورے ہو گئے ہیں اب ہمیں مزدوری لے کر دو' عیسیٰ علیہ السلام سادہ سا لباس پہن لیتے ہیں اور گرجے میں داخل ہو کر دو رکعات پڑھتے ہیں۔

' یہ رب تعالیٰ سے مانگنے کا طریقہ ہے کہ وضو کر کے دو رکعات پڑھو اور پھر رب کے سامنے دعائیں کرو' آواز آتی ہے میرے بندے تو جو چیز مانگے گا میں وہی دے دوں گا۔

میں تو خود اعلان کر رہا ہوں!

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ۝ (المؤمن:٦٠)

اللہ پاک فرماتے ہیں: مجھ سے مانگو' جو نہیں مانگتے' میں ان کو ذلیل کر کے جہنم میں پھینک دوں گا۔

میرے دوستو! جنابِ عیسیٰ علیہ السلام اون کا سیاہ لباس پہن کر اپنے گرجہ میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور اپنے پیروں کی ایڑیاں ملا کر اپنے سینے پر ہاتھ باندھ لیتے ہیں اور رب سے دعا کرتے ہیں!

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ۔ (المآئدة:١١٤)

اللہ ان تیرے بندوں نے تیس روزے رکھے ہیں' اب یہ عید منانا چاہتے ہیں' ان کا مطالبہ ہے کہ ہمارے لیے آسمان سے پکی پکائی عید آئے' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے میرے نبی عیسیٰ! کیا یہ بات میرے لیے مشکل ہے۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک دن ڈاکو ڈاکہ مار کر بیٹھے ہوئے تھے' ان ڈاکوؤں

کا سردار کہنے لگا کہ میں پیشاب کر کے آتا ہوں پھر لوٹا ہوا مال تقسیم کرتے ہیں' یہ پیشاب کرنے کے لیے چلا گیا' تو وہاں ایک سوکھا ہوا درخت تھا جس پر ایک کوا آتا ہے' اس نے اپنی چونچ میں ایک ٹکڑا پکڑا ہوا ہے اور وہ اس سوکھے ہوئے درخت پر آ کر بیٹھ جاتا ہے اور پھر اڑ جاتا ہے' آ کر پھر بیٹھتا ہے اور پھر اڑ جاتا ہے' یہ ڈاکو اس درخت کے اوپر چڑھا تو اس کوے نے بڑا شور کیا کہ تو اوپر کیوں چڑھ رہا ہے؟ اس ڈاکو نے اوپر چڑھ کر دیکھا کہ اس درخت میں ایک سوراخ ہے جس میں ایک اندھا سانپ بیٹھا ہوا ہے اور یہ کوا خوراک لا کر اس کے مونہہ میں ڈال رہا ہے' اندھے سانپ کو دیکھ کر اللہ مالک نے ڈاکو کو ہدایت دے دی۔ ڈاکو کہتا ہے یا اللہ' اگر تو اندھے سانپ کو رزق دے سکتا ہے تو کیا مجھے نہیں دے سکتا' آج میری ڈاکے ڈالنے سے سچی توبہ ہے۔

میرے بھائی! اللہ تعالیٰ دیتا ہے تو لینے والا تو بن' جناب عیسیٰ علیہ السلام ہاتھ باندھے کھڑے ہیں اور کہتے ہیں:

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ○

(المآئدۃ: ۱۱۴)

آواز آتی ہے:

اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ○ (المآئدۃ: ۱۱۵)

اللہ فرماتے ہیں: میرے نبی عیسیٰ! میں پکی پکائی ابھی نازل کر دیتا ہوں' لیکن ان کو بتا دو کہ اگر تم نے پکی پکائی کھا کر کفر کیا تو پھر یاد رکھو کہ میں دنیا میں ان کی شکلیں بندروں اور خنزیروں جیسی بنا دوں گا۔ عیسیٰ نبی اپنی قوم کو بتا دیا کہ کھانا آنے والا ہے' لیکن اللہ پاک کی دھمکی بھی سن لو' اللہ مالک نے فرمایا ہے اگر تم نے میری پکی پکائی کھا کر شکر نہ کیا تو بندر بن جاؤ گے۔

حواری کہتے ہیں: حضرت جی! بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ہم پکی پکائی کھا کر شکر ادا نہ کریں، آپ کھانا اتاریں، ہم رب کے سامنے سجدہ میں ہی پڑے رہیں گے۔ عیسیٰ نبی سادہ سا لباس پہن کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور فرماتے ہیں ؏

تاں عیسیٰ پہن پوشاک دوالے زاری کر کر رووے
آکھے یا رب آساناں توں مائدہ نازل ہووے

اللہ یہ ضرور مانگتے ہیں، یہ کہتے ہیں: ہم کھا کر شکرانے ادا کریں گے۔ اب اللہ پاک نے مائدہ نازل کر دیا اور کیسے نازل ہوا، کہتے ہیں ؏

تاں خانچہ سرخ دو بدلیاں وچوں لیندا اوناں دسیایا
اک بیٹھ بدل اک اوپر لتھا تے حاضر اگے آیا

انہوں نے دیکھا کہ عیسیٰ علیہ السلام رو رو کر دعائیں کر رہے ہیں اور آسمان سے دستر خوان اتر رہا ہے، یہ خوش ہوتے ہیں کہ بات بن گئی ہے، جس وقت انہوں نے نیچے اترتے ہوئے دیکھا تو خوشبو پھیل گئی۔

مولانا رحمہ اللہ فرماتے ہیں ؏

او چیز عجیب جو اگے ایسی تے چیز نہ کسے دسیائی
خوشبو خوب عجائب کسے دماغ نہ اگے پائی
مچھی بھنی وچ نہ کنڈا تے نہ اتے چھلڑ کوئی
سر وچ لون سرکہ دم وچ تے چربی جاری ہوئی

اس دستر خوان میں روسٹ کی ہوئی مچھلی ہے جس سے سرکہ نکل رہا ہے، اللہ کے نبی کے سامنے دستر خوان آ کر لگ جاتا ہے، اللہ کے نبی فرماتے ہیں کہ میرے حواریو! رومال ہٹا کر کے دیکھو تمہارے لیے کیا آیا ہے اور ساتھ فرماتے ہیں تم میں جو سب سے اچھا ہے وہ اس رومال کو پیچھے ہٹائے۔ حواریوں کا ''شمعون'' نامی سردار کہتا ہے حضرت جی آپ سے اچھا کون ہوسکتا ہے آپ دستر خوان سے رومال ہٹائیں، اللہ کے نبی فرماتے

ہیں کہ میں تو یہ نہیں کر سکتا۔ عیسیٰ علیہ السلام پھر گرجہ میں چلے جاتے ہیں اور رب سے رو رو کر دعائیں کرتے ہیں۔ اللہ تو نے دستر خوان نازل تو کر دیا ہے' کہیں اس کو ہمارے لیے آزمائش اور فتنہ نہ بنا دینا۔

ایک دفعہ مکہ والے جہانوں کے پیر علیہ السلام کے پاس آ کر کہتے ہیں کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تیرے ساتھ رب کا بڑا گہرا تعلق ہے' اللہ تیرا رب ہے اور اس نے تجھے نبی بنایا ہے' وہ صفا پہاڑی کو سونا بنا دے تو ہم بہت بڑے تاجر بن جائیں گے؟ اللہ کے نبی آسمان کی طرف مونہہ کر کے عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ! یہ لوگ پہاڑی کو سونا بنانا چاہتے ہیں؟ اللہ فرماتے ہیں: میرے نبی اگر آپ کہیں تو میں اسے ابھی سونا بنا دیتا ہوں لیکن ان کو بتا دو کہ اگر یہ سونا بن گئی اور انہوں نے پھر بھی نہ مانا تو میں اس طرح کا عذاب کروں گا کہ پوری کائنات میں اس جیسا عذاب کسی کو نہیں ہو گا۔

جنابِ عیسیٰ علیہ السلام رو رہے ہیں' آپ دو رکعات پڑھ کر رومال ہٹاتے ہیں' دیکھتے ہیں کہ بھنی ہوئی مچھلی ہے' ادھر ساتھ مکھن کے ڈھیلے اور شہد پڑا ہوا ہے' کہیں سیب اور انگور پڑے ہوئے ہیں' مولی کے سوا ہر قسم کی سبزی تیار کر کے اس کے ساتھ رکھی ہوئی ہے' دستر خوان بھرا ہوا ہے اور ساتھ پانچ سات مکئی یا جو کی روٹیاں ہیں جن سے بڑی خوشبو آ رہی ہے۔ شمعون حواری کہتا ہے حضرت یہ جنتی کھانا ہے یا دنیا کا کھانا ہے؟ عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں: حیا کرو' تم ابھی بھی باز نہیں آتے۔ یہ کہتا ہے سرکار: میرا مطلب ہے' اللہ تعالیٰ سے پوچھ لیں کہ یہ جنت کا کھانا ہے یا دنیا کا ہے؟ جنابِ عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ نہ یہ جنت کا کھانا ہے اور نہ ہی دنیا کا بلکہ یہ اللہ پاک نے اپنی قدرت سے تیار کروایا ہے' آؤ اب اسے کھاؤ' کہنے لگے سرکار پہلے آپ تبرک کے طور پر لقمہ پکڑیں' آپ فرماتے ہیں یہ کھانا تم نے مانگا ہے اور کھانا بھی تم نے ہے' یہ میں نہیں کھاؤں گا' یہ کہنے لگے اگر آپ نہیں کھائیں گے' تو ہم بھی نہیں کھائیں گے عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: پھر ہٹ جاؤ' امیر لوگ پیچھے ہٹ گئے تو پانچ سات ہزار جتنے اپاہج اور معذور عیسیٰ علیہ السلام کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ نے ان سے فرمایا کہ کھاؤ' جب انہوں نے کھایا تو اپاہج' اندھے اور لنگڑے صحیح ہو گئے' بیمار

تندرست اور غریب غنی ہو گئے' جن امیروں نے پہلے نہیں کھایا تھا وہ کہنے لگے کہ کاش ہم بھی کھا لیتے۔ کم وبیش چالیس دن وہ کھانا نازل ہوا' پھر اللہ پاک نے ایک قانون بنا دیا اور فرمایا ان سے کہہ دو کہ یہ صرف غریب ہی کھائیں' امیر نہ کھائیں' اب وہ (امیر) سب ہی غریب بن گئے۔ اللہ پاک نے فرمایا' حواریو سب مل جل کر سیر ہو کر کھالو' لیکن جیبیں نہ بھرنا' وہ سب سیر ہو کر کھاتے لیکن کھانا پھر بھی ختم نہیں ہوتا تھا۔ جب انہوں نے جیبیں بھرنا شروع کر دیں تو عرش والے کو اتنا غصہ آیا کہ اللہ پاک نے بعض کو بندر بنا دیا اور بعض کو خنزیر بنا دیا۔ رات کو صحیح سلامت سوئے تھے کہ صبح اٹھے تو بندروں کی شکلیں بنی ہوئی ہیں۔ عیسیٰ نبی ان کو پہچان پہچان کر فرماتے ہیں کیا تو فلاں ہے' تو فلاں ہے' وہ سر ہلا کر کہتے ہیں: ہاں جی میں وہی ہوں۔ عیسیٰ نبی دیکھتے ہیں کہ یہ گلیوں میں چل پھر رہے ہیں' یہ بگڑے ہوئے بندے تین دن تک اللہ کی زمین پر رہے اور آخر جہنم میں جا گرے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سب سے زیادہ عذاب آل فرعون اور ان بندوں کو ہوتا ہے جنہوں نے کھانا کھا کر اللہ پاک کی ناشکری کی۔

میرے دوستو اور بزرگو! میرے بتانے کا مقصد یہ ہے کہ عیسائیوں نے تیس دن روزے رکھے' انہوں نے کھانا مانگا اور وہ بھی ہضم نہ کر سکے' اگر آپ اور میں روزے رکھیں تو اللہ تعالیٰ کے پاک پیغمبر علیہ السلام کے فرمان کے مطابق' صحیح بخاری شریف کی حدیث ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں!

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔

جو ایمان' یقین اور اللہ پاک سے ثواب کی نیت سے ماہ رمضان کے روزے رکھے گا تو اللہ کریم اس کی پچھلی زندگی کے تمام گناہ معاف فرما دیں گے۔

وہ رحمتوں اور برکتوں والا مہینہ آ رہا ہے۔ تیاری کر لیں۔ اللہ پاک مجھے اور آپ کو توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔



واقعہ کربلا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ۝ وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ۭ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ۝

(یوسف:۱۸)

ہر قسم کی حمد وثناء اللہ جل جلالہ کی ذات کے لئے' بے شمار اور ان گنت درود وسلام سید الاولین والاخرین' امام کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی پر۔

میں نے قرآن کریم سے سورۃ یوسف کی آیات آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں' اس مالک سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے صحیح بیان کرنے اور پھر ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

بھائیو! آج ماہ محرم الحرام کی دس تاریخ ہے' اس دن کے بارہ میں جہانوں کے پیر ﷺ نے فرمایا ہے' جو شخص اس دن روزہ رکھے گا تو اللہ پاک اس کو سال بھر کے روزوں کا اجر عطا فرمائیں گے۔

پیر عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مہینہ کے بارہ میں آپ فرماتے ہیں کہ:

اس مہینہ میں اللہ کریم نے زمین پیدا کی' آسمان اور پہاڑ بنا کر چاند سورج اور ستارے چمکائے۔

اس مہینہ میں اللہ پاک نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرما کر جنت میں بسایا۔

اس مہینہ میں ہی اللہ پاک نے بابا جی کی توبہ منظور فرمائی۔

اس مہینہ میں اللہ کریم نے اپنے جلیل القدر نبی جناب سیدنا نوح علیہ السلام کو اپنی قوم سے نجات عطا فرمائی۔

اس مہینہ میں ہی اللہ پاک نے فرعون بے ایمان کا بیڑا غرق کیا اور جناب موسیٰ علیہ السلام کو نجات عطا فرمائی۔

اس مہینے میں ہی اللہ پاک نے سیدنا یونس علیہ السلام کی توبہ منظور فرمائی۔

اس ماہِ محرم میں اللہ کریم نے جناب ایوب علیہ السلام کو صحت عطا فرمائی۔

اس مہینہ میں ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام پر آگ کو گلزار بنایا۔

اس مہینہ میں ہی قیامت قائم ہوگی' اس دن دس محرم ہوگی جس دن قیامت کا دھماکہ ہو جائے گا' اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں اسلام کے دو عظیم جرنیلوں نے شہادت پائی اور اللہ کریم سے اونچے مقام حاصل کئے' یکم محرم کو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور دس محرم ۶۰ ہجری جمعۃ المبارک کے دن سیدنا حسین رضی اللہ عنہ ساٹھ سال کی عمر پا کر شہید ہوئے' اللہ تعالیٰ ان شہداء پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔

اللہ کریم نے ان شہداء کے بارہ میں فرمایا:

يٰٓـاَيُّـهَا الَّـذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْـنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ اِنَّ الـلّٰـهَ مَعَ الصّٰبِـرِيْنَ○ (البقرۃ: ۱۵۳)

فرمایا: اے ایمان والو! مجھ سے صبر اور نماز کے ساتھ مدد مانگو یقیناً اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

یہ ایمان والوں سے بات ہو رہی ہے اور ایمان سے بات ہو رہی ہے اور ایمان والے کون ہیں؟ یہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت جن کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان تھا' اب بھی جو مومن ہیں ان کے لئے بھی وہی حکم ہے' اور یہ بات بھی یاد رکھنا کہ میں بے صبروں کے ساتھ نہیں بلکہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوں' اب آگے ایک اور حکم سن لیں فرمایا:

وَ لَا تَـقُـوْلُوْا لِمَنْ يُّـقْـتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا

تَشْعُرُوْنَo (البقرة:۱۵۴)

جو میرے راستہ میں دین کی سربلندی کے لئے اپنا گلا کٹوا دیں ان کو مردہ نہ کہا کرو بلکہ یہ زندہ ہیں' تم ان کی زندگی سمجھ نہیں سکتے۔

قرآن کریم کے چوتھے پارہ کی ایک آیت میں اس کی وضاحت فرما دی کہ لوگو کہیں تمہاری سمجھ میں نہ آئے' تم اپنا ذہن نہ بگاڑ بیٹھنا کہ جس طرح ہم دنیا میں زندہ ہیں اسی طرح شہید بھی زندہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَo (ال عمران:۱۶۹)

جو میرے راستہ میں شہید ہو جائیں ان کے بارہ میں یہ گمان بھی نہ کرنا کہ وہ مر گئے ہیں بلکہ وہ میرے پاس میری جنت میں زندہ ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ شہید کو وہ چھ مقام ملتے ہیں جو کسی اور کو نصیب نہیں ہوتے' آپ ﷺ فرماتے ہیں جب مومن اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اپنا گلا کٹواتا ہے' اس کے خون کا قطرہ زمین پر بعد میں گرتا ہے' اللہ کریم اس کی زندگی کے گناہ پہلے ہی معاف فرما دیتے ہیں۔

دوسرا مقام یہ ملتا ہے کہ ادھر اس کی جان نکل رہی ہوتی ہے۔ "وَيُرٰى مَقْعَدُهٗ مِنَ الْجَنَّةِ" اللہ تعالیٰ ساتوں آسمان چیر کر جنت میں اس کی جگہ دکھا دیتے ہیں' یہ صرف شہید کے لئے خاص ہے' ادھر سے جان نکل رہی ہوتی ہے اور ادھر سے اسے جنت کی کوٹھی نظر آ رہی ہوتی ہے۔

تیسرا' فرمایا کہ شہید قبر کے عذاب سے بھی محفوظ ہوتا ہے' کون سا عذاب قبر' جس عذاب کو سن کر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ زار و قطار رو پڑتے تھے۔

جہانوں کے پیر علیہ السلام فرماتے ہیں: "وَيَاْمَنُ مِنْ فَزَعِ الْاَكْبَرِ" قیامت کے دن جب لوگ پریشان ہوں گے تو شہید خوشیوں میں ہوگا اور شہید قیامت کی گھبراہٹ سے

بھی بری ہو گا۔

جہانوں کے پیر علیہ السلام فرماتے ہیں:

وَيُوْضَعُ عَلٰى رَاْسِهٖ تَاجُ الْوَقَارِ اَلْيَاقُوْتَةُ مِنْهُ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا۔

شہید کے سر پر اس طرح کا نورانی تاج ہو گا کہ اس کے ایک موتی کی قیمت سارا جہان مل کر بھی ادا نہیں کر سکتا' لوگ دیکھ کر کہیں گے پتہ نہیں یہ کون ہے' آواز آئے گی' یہ وہ ہیں جنہوں نے میرے دین کے لئے اپنے گلے کٹوا دیئے تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: قیامت کے دن اللہ پاک شہید سے فرمائیں گے کہ اے شہید! تیری برادری کے ستر آدمی جن کے چالان جہنم کی طرف مکمل ہو گئے ہیں' تو ایک دفعہ ان کی سفارش کر دے میں ان کو تیرے ساتھ جنت کے ٹکٹ عطا فرما دوں گا۔

میرے بھائی!

آج میں بدر کے چودہ شہدا کا تذکرہ نہیں کروں گا۔

اُحد کے ستر شہدا کا ذکر نہیں کروں گا۔

وہ ستر قاری قرآن' جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے اپنے گلے کٹوا دیئے' ان کا تذکرہ نہیں کروں گا۔

جنگ صفین اور جنگ جمل کے شہدا کا تذکرہ نہیں کروں گا۔

مدینہ کے شہدا کا تذکرہ نہیں کروں گا۔

بلکہ آج میں آپ کے سامنے کربلا کے شہید سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کروں گا۔

جب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو خلافت کا جھگڑا پڑ گیا' کچھ لوگوں نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور کچھ نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی' سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لخت جگر' سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بڑے بیٹے اور میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ بڑے حوصلہ والے تھے' بلکہ آپ اتنے قیمتی تھے کہ ایک دن میرے اور تمہارے پیر و مرشد علیہ السلام منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ایک طرف سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو بٹھایا ہوا ہے' آقا ﷺ جناب حسن رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں لوگو میری پیش گوئی سن لو' یہ میرا بیٹا سردار ہے' اللہ تعالیٰ میرے اس حسن کے ذریعہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کروائے گا۔

ایک سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی جماعت ہے اور دوسری سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جماعت ہے۔

میرے نبی ﷺ سیدنا حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے بارہ میں فرمایا کرتے تھے' لوگو! حسن اور حسین رضی اللہ عنہما میرے دنیا کے پھول ہیں اور جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں (اس کا یہ مطلب نہیں کہ سیدنا ابوبکر وسیدنا عمر رضی اللہ عنہما کی شان معاذ اللہ کم ہے) اسی طرح ہی آپ نے اپنی زبان نبوت سے فرمایا ہے' سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ جنت کے بوڑھوں کے سردار ہوں گے۔

اللہ کے نبی ﷺ ایک دن خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ سیدنا حسن وحسین رضی اللہ عنہما گرتے پڑتے چلے آ رہے ہیں' چھوٹی عمر ہے' ان کے لمبے چوغے پیروں کے ساتھ اڑتے تھے' اللہ کے پاک پیغمبر علیہ السلام منبر سے نیچے اترے اور سیدنا حسن وسیدنا حسین رضی اللہ عنہما کو اٹھا کر منبر پر لے آتے ہیں' پھر فرماتے ہیں' واقعی اللہ پاک نے قرآن کریم میں فرمایا ہے' تمہارا مال اور تمہاری اولادیں تمہارے لئے آزمائش ہیں۔

ایک دن اس طرح کا نقشہ بنتا ہے کہ میرے نبی ﷺ کے ایک کندھے پر سیدنا حسن رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے ہیں اور دوسرے کندھے پر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے ہیں' سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ دیکھ کر فرماتے ہیں' دیکھئے حسن وحسین رضی اللہ عنہما کی سواری کتنی اچھی ہے' میرے نبی ﷺ فرماتے ہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ اگر سواری اچھی ہے تو سوار بھی بہت اچھے ہیں۔

ایک بابا جی نومسلم بنے ہیں' یہ وضو کر رہے ہیں' بابا جی کو وضو کرنے کا طریقہ ہی نہیں آتا کہ وضو کس طرح کرنا ہے' سیدنا حسن وحسین رضی اللہ عنہما دیکھتے ہیں کہ اس بابا جی کو وضو کرنے کا طریقہ نہیں آتا' یہ سوچتے ہیں کہ اگر بابا جی سے کہا' اے بابا جی آپ کی داڑھی سفید ہوگئی ہے لیکن ابھی تک آپ کو وضو کا طریقہ نہیں آتا' بابا جی نے کہنا ہے' ان کا دین

کیسا ہے چھوٹے بڑے کی تمیز' ادب اور لحاظ ہی کوئی نہیں' سیدنا حسن و سیدنا حسین رضی اللہ عنہما اس بابا جی سے فرماتے ہیں' بابا جی ہم دونوں بھائیوں میں جھگڑا ہو گیا ہے' سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میرا وضو ٹھیک ہے' سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میرا وضو صحیح ہے' ہم دونوں وضو کرتے ہیں' آپ دیکھتے رہیں اور بعد میں فیصلہ کر دیں کہ کس کا وضو درست ہے' ایک طرف سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور دوسری طرف سیدنا حسین رضی اللہ عنہ وضو کرتے ہیں' یہ بابا بھی کچھ سمجھدار تھا' یہ دونوں کے وضو دیکھتا رہا' فیصلہ دیتے وقت کہتا ہے' بیٹو مجھے بات سمجھ آ گئی ہے' تم نے مجھے جو سمجھایا ہے میں سمجھ گیا ہوں' تم دونوں کے وضو صحیح ہیں میرا وضو ہی درست نہیں تھا' آئندہ میں صحیح وضو کیا کروں گا۔

میرے بھائی! بعض لوگوں نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور بعض نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی' اس سے پہلے سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان دو بڑی خونی جنگیں ہو چکی تھیں۔

ایک جنگِ جمل ہوئی جس میں دس ہزار مسلمان شہید ہوئے۔

ایک جنگِ صفین ہوئی جس میں ستر' اسی ہزار مسلمان شہید ہوئے۔

آمنے سامنے فوجیں کھڑی ہیں' سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کی بات ہوتی ہے' کچھ شرائط لکھی گئیں' سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک سفید کاغذ کے نیچے اپنے دستخط کر دیئے کہ اے حسن آپ جو شرائط لکھیں گے مجھے منظور ہیں' سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے کوفہ کی جامع مسجد میں اپنے باپ کے منبر پر سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بٹھا کر صلح کی' سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر سب سے پہلے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے بیعت کی اور پھر اپنے بھائی حسین رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں' اے حسین تو بھی بیعت کر لے' سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے بھی بیعت کی' اب فوج کے جرنیل سے فرماتے ہیں' تو بھی بیعت کر لے' یہ فوج کا کمانڈر اپنا فوجیوں والا دماغ استعمال کر کے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھتا ہے اور کہتا ہے حضرت ہم نے ان کے ساتھ اب تک لڑائیاں کی ہیں' اب آپ اس کے ہاتھ پر

بیعت کریں گے؟ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس کے ہاتھ پر میرے بڑے بھائی نے بیعت کی ہے میں بھی اس کے ہاتھ پر بیعت کر چکا ہوں' اس لئے تجھے بھی اس کے ہاتھ پر بیعت کرنا پڑے گی' سیدنا حسن وسیدنا حسین رضی اللہ عنہما اور عام لوگوں نے بیعت کی۔

تاریخ کی ورق گردانی کر کے دیکھئے' بیس سال تک بلا شرکت غیرے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسلمین رہے ہیں جب کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو عراق کے رہنے والے شیعان علی نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو خط لکھا' حضرت جی' سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کا سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے یہ عہد ہوا تھا اس لئے آپ تشریف لائیں ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں اور حکومت سے بغاوت کرتے ہیں' سیدنا حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' اے میرے بابا علی کے ماننے والو! جو وعدہ میرے بڑے نے کیا ہے میں حسین کبھی بھی وہ عہد توڑنے کے لئے تیار نہیں' میں بھی اس وعدے کا پابند ہوں۔ وہ پھر دن بھی آئے کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے' اب یزید کے ہاتھ پر بیعت ہوئی' مدینے کا گورنر ولید ہے' یزید کی طرف سے اسے خط ملتا ہے کہ سیدنا حسین' سیدنا عبداللہ بن عمر' سیدنا عبداللہ بن عباس' سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم اور دیگر مدینے والوں سے میرے لئے بیعت لو' مدینے کا گورنر اعلان کرتا ہے' سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے پاس اطلاع پہنچتی ہے کہ آپ بھی بیعت کریں' سیدنا حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں چونکہ میں یزید کو صحیح نہیں سمجھتا' مجھے ایک رات سوچنے کے لئے دی جائے' میں تحقیق کر کے کل فیصلہ کروں گا' رات پڑ جاتی ہے۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ رات کے اندھیرہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مکہ جانے کا ارادہ فرما لیتے ہیں' آپ کے ساتھ بہن سیدہ زینب' بیٹی سکینہ' بیٹا علی' اصغر اور علی اکبر ہیں' بیٹی سیدہ صغریٰ بیمار ہیں' علی اکبر اپنی بہن سے کہتے ہیں: اے میری بہن صغریٰ! تو مدینے میں رہ' میں پھر کسی وقت آ کر تجھے لے جاؤں گا' سیدنا حسین رضی اللہ عنہ مکے پہنچ جاتے ہیں' ادھر کوفہ والے خط پر خط بھیج رہے ہیں' دس خط آئے' بیس خط آئے' سو خط آیا' مورخ لکھتا ہے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو بلانے کے لئے انہوں نے بارہ ہزار خطوط بھیج دیئے اور بعض مؤرخین

لکھتے ہیں کہ اٹھارہ ہزار خطوط آئے' ایک بوری خطوط سے بھری پڑی ہے' کوفہ والے انتظار کر رہے ہیں کہ اے حسین' بڑا سنہری موقع ہے' آؤ ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں' سیدنا حسین رضی اللہ عنہ حالات کا جائزہ لینے کے لئے اپنے بھائی مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو بھیجتے ہیں' اب سیدنا مسلم رضی اللہ عنہ کوفہ جا رہے ہیں' آپ کے دو ننھے مُنے بچے عبداللہ اور ابراہیم بھی اپنے بابا مسلم کے ساتھ جانا چاہتے ہیں' مسلم بن عقیل روکتے ہیں لیکن یہ بچے کہتے ہیں: ابو جی! ہم نے آپ کے ساتھ ہی جانا ہے' سیدنا مسلم رضی اللہ عنہ کوفے پہنچ جاتے ہیں' آپ کے دونوں بیٹے آپ کے ساتھ ہیں' کوفے والوں کو پتہ چلا کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی سیدنا مسلم رضی اللہ عنہ آ گئے ہیں' کوفی شیعہ سیدنا مسلم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر!

پہلے دن چار ہزار بیعت کرتے ہیں۔

دوسرے دن آٹھ ہزار بیعت کرتے ہیں۔

تیسرے دن اٹھارہ ہزار بیعت کرتے ہیں۔

چوتھے دن چالیس ہزار بیعت کرتے ہیں۔

سیدنا مسلم رضی اللہ عنہ فوراً سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو خط لکھتے ہیں کہ اے میرے پیارے بھائی حسین رضی اللہ عنہ جلدی کرو' حالات بڑے سازگار ہیں' فصل پک کر تیار ہوگئی ہے' اب اس کی کٹائی کا موسم آ گیا ہے' جب سیدنا مسلم رضی اللہ عنہ کا یہ خط سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچتا ہے' ذوالحج کا مہینہ ہے' اتنی دیر میں آٹھ ذوالحجہ ہو جاتی ہے' بعض دو تاریخ لکھتے ہیں' سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کوفہ جانے کا ارادہ فرما لیتے ہیں' ادھر کسی نے یزید کو اطلاع کر دی کہ جناب یہاں ایک شخص آیا ہے وہ آپ کے خلاف بیعت لے رہا ہے' لوگ اس کے پیچھے لگ گئے ہیں' اس نے وہاں کے گورنر سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ اس کو میرے سامنے پیش کیا جائے' سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے نرم رویہ کی وجہ سے جب ایسا نہ کیا تو ان کو برطرف کر کے ابن زیاد کو کوفے کا گورنر مقرر کر دیا گیا' چالیس ہزار بیعت کرنے والوں نے جب ابن زیاد کی دھمکیاں سنیں' تو سیدنا مسلم رضی اللہ عنہ نے جو چالیس ہزار بیعت

کرنے والے تھے' ان کو بلایا تو ان میں سے صرف چار ہزار باقی رہ جاتے ہیں۔

ظہر کی نماز پڑھی تو صرف تین سو رہ گئے۔

عصر کی نماز پڑھی تو ایک سو رہ گئے۔

مغرب کی نماز پڑھی تو دس پندرہ آدمی رہ گئے۔

عشاء کی نماز پڑھ کر پیچھے دیکھتے ہیں تو پیچھے ایک کوئی بھی نظر نہیں آتا' تمام صفیں خالی ہوگئیں' کوفے والے بھاگ گئے' غدار بن گئے' انہوں نے بے وفائی کر دی' سیدنا مسلم رضی اللہ عنہ کے بارہ میں آڈر جاری ہوگیا کہ سیدنا مسلم رضی اللہ عنہ جہاں ملیں انہیں گرفتار کر کے لاؤ' سیدنا مسلم رضی اللہ عنہ حیران رہ جاتے ہیں' کہتے ہیں: اللہ یہ چالیس ہزار بیعت کرنے والے ابن زیاد کی دھمکیاں سن کر بھاگ گئے ہیں' اب سیدنا مسلم رضی اللہ عنہ سوچ رہے ہیں کہ میں کہاں جاؤں' میں راستوں سے واقف نہیں' سیدنا مسلم رضی اللہ عنہ سفر شروع کر دیتے ہیں' سفر کر کر کے تھک جاتے ہیں' آپ پریشان ہیں' آدھی رات ہو جاتی ہے' آپ ایک اماں جی کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں' یہ بی بی باہر نکل کر پوچھتی ہے' آپ کون ہیں؟ سیدنا مسلم رضی اللہ عنہ رو پڑتے ہیں اور فرماتے ہیں: بی بی میں تجھے کیا بتاؤں کہ میں کون ہوں' میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے چچا کا بیٹا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ ہوں' یہ بی بی آپ کو اندر بٹھا کر پانی پلاتی ہے' آدھی رات گذر چکی ہے' یہ بی بی آپ کو ایک علیحدہ کمرہ میں جگہ دیتی ہے' اس کا بیٹا آ کر دیکھتا ہے کہ سیدنا مسلم رضی اللہ عنہ اندر لیٹے ہوئے ہیں' یہ اپنی والدہ سے پوچھتا ہے' یہ کون ہیں؟ ماں بتاتی ہے کہ یہ مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ ہیں' اللہ کریم کی طرف سے ہمارے گھر رحمت آ گئی ہے' اس کا بیٹا پہلے آپ کے ہاتھ پاؤں چومتا ہے اور پھر بے وفائی کرتا ہے' اور ابن زیاد سے جا کر کہتا ہے میں آپ کا شکار قابو کر آیا ہوں' آؤ اسے گرفتار کر لو' ابن زیاد دو آدمی بھیجتا ہے' وہ سیدنا مسلم رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر لے آتے ہیں' ابن زیاد بے ایمان قصر خلافت کے اوپر بیٹھا ہوا ہے' یہ حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کا سر تن سے جدا کر کے زمین پر پھینک دیتا ہے' اس نے آپ کو اوپر سے پھینکا ہے آپ نیچے گرتے ہیں' آپ کا کوئی کوئی سانس باقی ہے کہ سیدنا عمرو بن سعد رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرماتے ہیں: اے عمرو بن سعد رضی اللہ عنہ تو میرا رشتہ دار ہے' ذرا

میری وصیتیں سن لے۔

(۱) میں نے کوفے سے سات سو درہم قرضہ لیا ہے اسے ادا کر دینا۔

(۲) میرے بیٹوں کو مکہ سے مدینہ پہنچا دینا۔

(۳) سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے پاس قاصد بھیج دینا کہ کوفے والوں نے وفا نہیں کی' اس لئے میرا بھائی حسین یہاں نہ آئے۔

سیدنا مسلم رضی اللہ عنہ شہید ہو جاتے ہیں' آپ کے دو ننھے منے بچے قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہیں' قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ رات کے اندھیرے میں ان بچوں کو انگلی سے لگا کر کہتا ہے' آؤ ایک قافلہ مکہ جا رہا ہے میں تم کو اس قافلے کے ساتھ ملا دوں' جب یہ وہاں جاتے ہیں تو ان کے جانے سے پہلے وہ قافلہ جا چکا ہوتا ہے' قاضی شریح کو بھی دھمکیاں ملتی ہیں کہ اگر مسلم رضی اللہ عنہ کے بچے تجھ سے برآمد ہو گئے تو تجھے بھی قتل کر دیا جائے گا' قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ ان چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کو ریت کے ایک ٹیلے پر بٹھا دیتا ہے اور خود واپس آ جاتا ہے' آدھی رات کا وقت ہے' یہ ننھے منے معصوم بچے کوفے کی گلیوں میں چل پھر رہے ہیں' کبھی اس دیوار کے ساتھ لگتے ہیں اور کبھی اس دیوار سے لگتے ہیں' ابن زیاد کی پولیس گلیوں میں گشت کرتی ہوئی ان بچوں کو پکڑ کر پوچھتی ہے' تم کون ہو' کہاں سے آئے ہو' کہاں جانا ہے اور کس سے ملنا ہے؟ ان بچوں کی چیخیں نکل جاتی ہیں' یہ کہتے ہیں: ہم آپ کو کیا بتائیں' ہم کون ہیں' ہم کہاں سے آئے ہیں اور کہاں جانا ہے' اگر آج ہمارا کوئی ہوتا تو ہم اس طرح لاوارث کوفہ کی گلیوں میں نہ پھرتے' کہتے ہیں ؏

اسی مسلم دے بچے ہاں لاوارث' سانوں کوئی نئیں مکے پوچان والا
کول ابوئیں کوئی امی نئیں' نئیں ویر کوئی موڈیاں تے چان والا

بچوں نے بتایا کہ ہم سیدنا مسلم رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں' ہمارا باپ شہید ہو گیا ہے' یہ پولیس والے ان بچوں کو پکڑ کر ابن زیاد کے پاس لے جاتے ہیں' سیدنا مسلم رضی اللہ عنہ کے ان بچوں کو شہید کر دیا جاتا ہے' سیدنا مسلم رضی اللہ عنہ آخری وقت کہہ رہے ہیں' اے کوفے والو! تم نے وفا

نہیں کی' سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے پاس خط پہنچ جاتا ہے کہ سرکار آپ کے بھائی مسلم کو شہید کر دیا گیا ہے' سیدنا حسین رضی اللہ عنہ تقریباً اسی بیاسی آدمیوں کا قافلہ لے کر روانہ ہو چکے ہیں' جن میں آپ کی بہن زینب آپ کے بھائی اور بیٹے ساتھ ہیں' سیدہ زینب کے بیٹے عون اور محمد ساتھ ہیں' سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے ابوبکر' عمر اور عثمان ساتھ ہیں' سیدنا حسین کے بیٹے علی اکبر' علی اصغر اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے بیٹے قاسم ساتھ ہیں' بہتر آدمی ہیں اور باقی عورتیں ہیں' ان میں بوڑھے بھی ہیں' بچے اور جوان بھی موجود ہیں۔

میرے بھائی! معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا لڑنے کا کوئی پروگرام نہیں تھا بلکہ آپ کوفے والوں کے بلانے پر جا رہے ہیں۔ ابھی آپ راستہ میں ہی ہیں' آپ کو اطلاع ملی کہ کوفے والوں نے بے وفائی کی ہے' آپ ساتھیوں سے مشورہ لیتے ہیں' سیدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے بھائی کہتے ہیں: حضرت بے وفائی نہ کرنا' جہاں ہمارا بھائی مسلم شہید ہو گیا ہے' ہم بھی وہاں اپنی جانوں کی قربانیاں پیش کر دیں گے' اب ہم واپس نہیں لوٹیں گے' بلکہ کوفے جائیں گے' سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے بھی سوچا کہ ٹھیک ہے چلتے ہیں ہو سکتا ہے کہ میرے خط دکھانے پر حالات صحیح ہو جائیں' راستے میں ایک شاعر ملتا ہے' سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اسے پوچھتے ہیں کوفے کے کیا حالات ہیں؟ یہ شاعر کہتا ہے: حضرت جی سن لیں' کوفے والوں کی تلواریں ابن زیاد کے ساتھ ہیں اور دل آپ کے ساتھ ہیں' حضرت حسین رضی اللہ عنہ سفر کرتے کرتے دو محرم کو ایک کھلے میدان میں پہنچ جاتے ہیں' آپ وہاں پوچھتے ہیں کہ یہ کون سا میدان ہے؟ پتہ چلتا ہے کہ یہ کرب و بلاء کا میدان ہے! ادھر ابن زیاد کی فوج کا حر نامی آدمی ایک ہزار فوجی لے کر جناب حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں آ جاتا ہے' یہ آ کر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو روکتے ہیں' سیدنا حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' اے کوفے والو! کیا تم میں فلاں آدمی موجود ہے؟ وہ کہتے ہیں: ہاں جی! آپ اس کا خط سامنے کر دیتے ہیں اور فرماتے ہیں' دیکھ لے یہ خط تیرے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے' پھر دوسرے اور تیسرے کا نام لیتے ہیں' آپ سب کا نام لے کر آوازیں دیتے ہیں' یہ کہتے ہیں: ہم نے خط ضرور لکھے ہیں لیکن ہم غلطی سے خط لکھ بیٹھے ہیں۔

میرے بھائی! سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کربلا کے میدان میں خیمے لگا دیتے ہیں اور ابن زیاد کی فوج سے کہتے ہیں: میں تمہارے سامنے تین باتیں رکھتا ہوں۔

(۱) مجھے واپس مکہ مدینہ جانے دو۔

(۲) مجھے یزید کے پاس جانے دو تا کہ میں جا کر خود یزید کے ساتھ معاملہ طے کرلوں۔

(۳) مجھے کسی کافر ملک کی سرحد پر جانے دو تا کہ میں وہاں اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے جہاد کروں۔

گورنر ابن زیاد کی طرف سے ہدایت آتی ہے' نہ واپس جانے دینا ہے' نہ براہ راست یزید سے ملانا ہے اور نہ ہی کسی ملک کی سرحد پر جانے دینا ہے' اب جو کرنا ہے یہاں ہی کرنا ہے' سیدنا حسین رضی اللہ عنہ دیکھتے ہیں کہ ان میں نوجوان اور بوڑھے ہیں' سیدہ زینب' سیدنا ابوبکر عمر اور عثمان ساتھ ہیں' آپ خطوط کی پوری بوری کوفہ کے سامنے کر دیتے ہیں لیکن کوفہ والے پھر بھی بے وفائی ہی کرتے ہیں۔

تاریخ طبری والا لکھتا ہے کہ انہوں نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے لئے پانی بند کر دیا' تین دن پانی بند رہا' سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سیدنا عباس علمدار سے فرماتے ہیں' عباس پانی لے کر آ ؤ' سیدنا عباس پانی لینے کے لئے جاتے ہیں لیکن ابن زیاد کی فوج پانی نہیں لینے دیتی بلکہ سیدنا عباس کو شہید کر دیتی ہے' کسی نے لکھا ہے کہ ؏

نہر فراتوں رج رج پیون' کتے سور ہزاراں
آل نبی دے ترسے تڑپن' ویکھ اللہ دیاں کاراں
اکناں نوں ترایاں مارے' تے اک ڈوبے وچ پانی
اس خالق دا کسے بھید نئیں پایا واہ واہ ذات ربانی

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا تین دن پانی بند ہو گیا' آپ بھی مظلوم ہیں اور یہ بھی شہید مظلوم ہیں جن کا چالیس دن پانی بند ہو گیا' سیدنا حسین رضی اللہ عنہ بھی میری آنکھوں کے تارے ہیں' سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا پہرے دار بن کر عثمانیہ یونیورسٹی سے شہادت کا

سبق سیکھا ہے' سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ روزانہ روزہ رکھتے جا رہے ہیں' کوئی پوچھتا ہے' اے عثمان! آپ بھوک پیاس کا علاج کیسے کر رہے ہیں' سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں بھوک کا علاج اللہ تعالیٰ کے قرآن سے کر رہا ہوں اور پیاس کا علاج روزے رکھ کر رہا ہوں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایک وقت آئے گا کہ دجال مومنوں کی روزی بند کر دے گا' صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین عرض کرتے ہیں' اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پھر مومن کیا کھائیں گے؟ آپ نے فرمایا: اس وقت مومنوں کی خوراک وہ ہوگی جو آسمان والوں کی خوراک ہے' مؤمن "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ" پڑھیں گے تو رب تعالیٰ ان کی بھوک پیاس کو دور فرما دیں گے۔

میرے بھائی! آج میرے حسین میدان کربلا میں ہیں۔

آپ پر پانی بند اور گھیرا تنگ ہے۔

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ علمبردار جاتے ہیں' تو شہید ہو جاتے ہیں۔

سیدنا عون رضی اللہ عنہ جاتے ہیں' تو شہید ہو جاتے ہیں۔

محمد رضی اللہ عنہ جاتے ہیں تو شہید ہو جاتے ہیں۔

سیدنا عقیل کے بھائی رضی اللہ عنہ جاتے ہیں تو شہید ہو جاتے ہیں۔

سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کے بھائی جاتے ہیں تو شہید ہو جاتے ہیں۔

سیدنا علی اکبر نکل کر اپنی پھوپھی جان اور سیدہ زینب سے ملتے ہیں' پھر اپنے بابا کے گلے لگ جاتے ہیں' کہتے ہیں: ابا جی! جب آپ خیموں میں جائیں تو میری پھوپھی اور بہنوں کو سلام کہنا اور وہ صغریٰ جو مدینے میں بیمار ہے' جس سے میں وعدہ کر کے آیا تھا کہ تجھے آ کر لے جاؤں گا وہ میرا انتظار کر رہی ہوگی اس کو بھی میرا سلام کہہ دینا' وہ صغریٰ باہر نکل کر لوگوں سے پوچھتی ہے' کوئی کوفے سے آیا ہو تو وہ مجھے بتائے کہ میرے بھائیوں کا کیا حال ہے۔

میرے بابا حسین اور میری پھوپھیوں کا کیا حال ہے' کہتی ہوگی ع

شالا وچھڑن نہ ویر کسے دے' تے نہ ہوون نمانیاں بھیناں
جس بھین دا ویر نہ کوئی' اس کی دنیا توں لیناں

علی اکبر باہر نکلتے ہیں تو یہ بھی شہید ہو جاتے ہیں' چھوٹا سا معصوم بچہ چھ مہینے کا علی اصغر خیمہ میں ہے' ابن زیاد کی فوج کا ایک تیر آتا ہے' جو حلق میں لگتا ہے' تو علی اصغر بھی شہید ہو جاتا ہے' سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے سامنے لاشوں کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں' کہیں بھائی شہید ہو گئے ہیں اور کہیں بھتیجے شہید ہو گئے ہیں' سب کے لئے تو قبریں نہیں کھودی جاتیں' سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھوں سے چھوٹا سا گڑھا کھود کر اپنے لخت جگر کو اس قبر میں رکھ کر اوپر مٹی ڈال دیتے ہیں اور آسمان کی طرف مونہہ کر کے فرماتے ہیں ؏

قبر نکی جئی کڈھ حسین نے' پتر نوں وچ دفنا دتا
اللہ مالکا اساں کجھ نئیں رکھیا' پلہ جھاڑ حسین فرما دتا

بعض لوگ کہتے ہیں کہ سیدہ سکینہ بنت حسین اور قاسم بن حسن کی شادی میدان کربلا میں ہوئی ہے' رب کا شکر ہے اور مسلک اہل حدیث کتنا سچا ہے' شیعہ کتب سے رب کریم نے واضح کروا دیا' اگر محرم میں شادی کرنا ناجائز ہوتی تو سیدہ قاسم اور سکینہ بنت حسین کی شادی نہ ہوتی۔

ہمارے بعض بھائیوں نے بڑی باتیں کی ہیں' بعض نے یہاں تک کہا ہے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ میدان کربلا میں باہر نکل کر دیکھتے ہیں کہ ایک بوڑھی سی اماں میدان کربلا میں جھاڑو دے رہی ہے' آپ پوچھتے ہیں: اماں جان! آپ کون ہیں؟ اماں جان کہتی ہیں: میں حسین کی ماں فاطمہ ہوں' میرے بیٹے حسین نے یہاں گذرنا ہے' اس لئے میں اس کے لئے جگہ صاف کر رہی ہوں۔

ایمان سے بتائیں' کیا بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے یہاں ذبح کروانے کے لئے آنا تھا' اگر اماں جی فاطمہ آتیں تو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو بچانے کے لئے آتیں۔

ہمارے ایک مولانا فرماتے ہیں' مجھے ایک شیعہ دوست کہنے لگا' ہم آپ کے تمام

خطبے سنتے ہیں' آپ بھی ہماری ایک مجلس سن کر دیکھیں' میں اس کے ساتھ چلا گیا' جب ذاکر اپنی مستی میں آیا تو کہتا ہے' سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے باہر نکل کر دیکھا کہ ایک شیر میدان کربلا میں پھر رہا ہے' آپ شیر سے پوچھتے ہیں تم کون ہو؟ یہ شیر کہتا ہے' میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہوں' وہ آدمی مولانا سے کہنے لگا' مولانا "دیکھا ہمارے ذاکروں کا طرزِ بیان" مولانا اس سے فرمانے لگے' ارے پاگل تو خوش ہو رہا ہے' اگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے آنا ہی تھا تو سیدھی تلوار لے کر انسان بن کر آتے' ایک حرام جانور شیر کی دم لگا کر آنے کا کیا مطلب تھا' مولانا فرماتے ہیں میرے سمجھانے سے اللہ کریم نے اس کو ہدایت نصیب فرما دی۔

بھائیو! لوگوں نے یہ تمام اپنی طرف سے خرافات بنائی ہوئی ہیں' اصل بات یہ ہے کہ جناب حسین رضی اللہ عنہ نے سبق دیا ہے کہ ظلم اور جبر کے سامنے سر نہیں جھکانا بلکہ کٹوا لینا۔

اب دس محرم آ جاتی ہے' جمعہ کا دن ہے' جناب حسین رضی اللہ عنہ' خیموں میں جا کر عورتوں سے ملاقات کرتے ہیں' اپنی بہن سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے مل کر فرماتے ہیں' اے میری بہن زینب اگر میں شہید ہو جاؤں تو رونا نہیں' بال نہیں نوچنا' گریبان چاک نہ کرنا' سینہ کوبی نہ کرنا بلکہ اس طرح صبر کرنا جس طرح ہماری اماں جان نے اللہ کے پاک پیغمبر علیہ السلام کی وفات پر صبر کیا تھا' سینہ کوبی' رونا پیٹنا اسلام میں جائز نہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں' جو گریبان پھاڑتا اور سر پر خاک ڈالتا ہے تو وہ میرا امتی نہیں اور میں اس کا نبی نہیں بلکہ بین ڈالنے والے قیامت کے دن کتے اور کتیا کا مونہہ بنا کر جہنم رسید کیے جائیں گے۔

ہمارے بعض بھائیوں نے یہاں تک کہا ہے کہ سیدہ سکینہ بنت حسین رضی اللہ عنہ اور قاسم بن حسن رضی اللہ عنہما کی شادی کے موقع پر وہاں مہندی تیار کی گئی' کوئی پوچھنے والا ہو تو پوچھے کہ ایک طرف تم کہتے ہو پینے کے لئے پانی نہیں ملتا' بتاؤ جب پانی پینے کے لئے نہیں ملتا تو مہندی میں ڈالنے کے لئے کہاں سے مل گیا' دوسری بات یہ ہے کہ سامنے بھائیوں کی لاشیں پڑی ہوں تو کیا مہندی سوجھتی ہے' وہ جھوٹ ہے یا یہ جھوٹ ہے۔

دیکھ لیں! میدان کربلا ہے' سیدنا حسین رضی اللہ عنہ میدان میں نکلتے ہیں' مقابلہ ہوتا ہے'

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ مقابلہ کرتے ہیں لیکن جب نماز کا وقت آتا ہے تو اس وقت رب کے آگے سر بھی جھکا دیتے ہیں۔

جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو آپ آخری وقت سجدہ کر رہے ہیں۔

جب سیدنا حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو آپ بھی سجدہ کر رہے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کوئی بھی میدان ہو نماز معاف نہیں۔

ایک بات اور بھی سن لیں، جو نیکی کا کام ہو اس کا لائسنس لینے کی ضرورت نہیں، بتاؤ!

کیا کبھی کسی نے نماز کا لائسنس لیا ہے۔

کیا زکوٰۃ دینے کا لائسنس لیا ہے۔

کیا جمعہ پڑھنے کا لائسنس لیا ہے۔

کیا قرآن کی تلاوت کرنے کا لائسنس لیا ہے۔

لائسنس کس کے ہوتے ہیں؟

شراب کا لائسنس ہے ----- جوئے کا لائسنس ہے

گھوڑ دوڑ کا لائسنس ہے ----- چکلہ بیٹھنے یا چکلہ چلانے کا لائسنس ہے۔

گھوڑے نکالنے والوں کے لائسنس ہیں، اگر یہ نیکی ہوتی تو لائسنس لینے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے میدان کربلا میں نماز نہیں چھوڑی اور ان ملنگوں نے ساری زندگی کبھی نہیں پڑھی، ان کو!

نماز کی چھٹی ----- روزے کی چھٹی ----- زکوٰۃ کی عشر کی چھٹی۔

ہر چیز کی چھٹی، بھنگ پی کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دو آوازیں دیں اور سیدھے جنتی۔

گالیاں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو۔

گالیاں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو۔

گالیاں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو۔

گالیاں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بعض امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کو۔

میرے بھائی! ذرا سوچ' ایک شخص ایک واقعہ سے چالیس سال پہلے دنیا سے چلا جاتا ہے اس کا اس واقعہ سے کیا تعلق ہے؟

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم سے کوئی اختلاف نہیں' اگر اختلاف ہوتا تو آپ ان کے ناموں پر اپنے بیٹوں کے نام نہ رکھتے' آپ نے اپنے!

ایک بیٹے کا نام ابوبکر رکھا ہے۔

دوسرے بیٹے کا نام عمر رکھا ہے۔

تیسرے بیٹے کا نام عثمان رکھا ہے۔

تاریخ کی ورق گردانی کر کے دیکھ لیں کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے!

ایک بیٹے کا نام ابوبکر رکھا ہے۔

دوسرے بیٹے کا نام عمر رکھا ہے۔

تیسرے بیٹے کا نام عثمان رکھا ہے۔

اصل میں بات یہ ہے کہ!

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا○ (الفتح:۲۹)

اللہ پاک فرماتے ہیں' محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرا رسول ہے اور جو آپ کے ماننے والے ہیں ان کا آپس میں بڑا پیار ہے' وہ آپس میں بڑے نرم ہیں اور بے گانوں کیلئے بڑے گرم ہیں۔

میرے بھائی! سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو تیروں اور تلواروں کے زخم آتے ہیں' ایک تاریخ دان لکھتا ہے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو بتیس زخم نیزوں اور چونتیس زخم تلواروں کے لگتے ہیں' آخر وہ وقت بھی آیا کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ دس محرم الحرام کو شہید ہو جاتے ہیں۔ ابن زیاد بے ایمان کے فوجی ان تمام شہداء کے سر قلم کر کے ابن زیاد کے پاس پہنچاتے ہیں' جب ابن زیاد سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا سر دیکھتا ہے تو چھڑی پکڑ کر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ہونٹوں پر

مارتا ہے' اس کے پاس ہی نبی ﷺ کے خادم اور صحابی سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے' وہ فرماتے ہیں' اے ابن زیاد کچھ ہوش کر' یہ وہ مبارک ہونٹ ہیں جن ہونٹوں کو محمد ﷺ چومتے تھے' اس کے ساتھ میرے نبی کا بڑا پیار تھا' میرے نبی کو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ اتنا پیار تھا کہ آپ ﷺ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی زبان اپنے مونہہ میں ڈال لیتے تھے۔

ابن زیاد بے ایمان سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا سر اور وہ آٹھ عورتیں جو بچ جاتی ہیں ان کو دمشق میں یزید کے پاس پہنچاتا ہے' سیدنا زین العابدین اور علی اصغر جب کوفے کے بازاروں میں جاتے ہیں تو آپ دیکھتے ہیں کہ کوفے والے رو رہے ہیں۔

سیدنا زین العابدین اپنی پھوپھی جان سیدنا زینب سے پوچھتے ہیں' اے پوپھی جان' یہ کوفے والے کیوں رو رہے ہیں' ان کے رونے کی کیا وجہ ہے؟ اماں جی زینب بتاتی ہیں' یہ آپ کے بابا حسین کو رو رہے ہیں' سیدنا زین العابدین کہتے ہیں: اے میری پھوپھی جان! مجھے یہ بتاؤ اگر انھوں نے میرے بابا کو شہید نہیں کیا تو کن لوگوں نے شہید کیا ہے' یہ خود ہی شہید کرنے والے ہیں اور خود ہی رونے والے ہیں' بات وہی ہے جو اللہ پاک نے سورۂ یوسف میں بتائی ہے۔

اللہ پاک فرماتے ہیں۔

وَ جَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ۝ (یوسف)

یوسف علیہ السلام کے بھائی جناب یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں پھینک کر یعقوب علیہ السلام کے پاس روتے ہوئے آئے۔

وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ۔ (یوسف:۱۸)

یہ بھائی یوسف علیہ السلام کا کرتہ اتار کر اسے جھوٹا خون لگا کر گیارہ میل چپ کر کے چلتے آئے' بارہواں میل شروع ہوا' سیدنا یعقوب علیہ السلام کے پاس پہنچے تو رونے لگ پڑے' باپ کہتا ہے بیٹو کیا بات ہے' کیوں رو رہے ہو؟ بیٹے عرض کرتے ہیں' ابا جی ہم دور چلے گئے تو پیچھے آپ کے یوسف کو بھیڑیا کھا گیا' آپ فرماتے ہیں اس کی کیا نشانی ہے؟ بیٹے کرتہ

سامنے کر کے کہتے ہیں: ابا جی! بھاگتے ہوئے بھیڑیے سے آپ کے یوسف کا صرف کرتہ ہی ہمارے ہاتھ آیا ہے' آپ فرماتے ہیں۔

بَلْ سَوَّلَتْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ۔ (یوسف:۱۸)

تسی کہو بھگیاڑاں کھادا' یوسف بدر منیراں
اے کرتہ کیوں سلامت رہیا' کیوں نہ ہوگیا لیراں
او بھگیاڑ تساڈے تالوں' نکلیا اے عجب نیارا
کرتے دا بے ادب نئیں ہویا' تے یوسف کھا گیا سارا

اللہ پاک ہمیں حقائق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔



استقامت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ o نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ o نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ o (حم السجدة: ۳۰-۳۲)

ہر قسم کی حمد وثناء اللہ جل جلالہٗ کی ذات کیلئے' بے شمار ان گنت درود وسلام سید الاولین والآخرین' امام کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی پر۔

دوستو اور بزرگو! آج کے خطبہ جمعہ میں چوبیسویں پارہ کی سورۃ حم السجدہ سے میں نے آپ کے سامنے قرآن پاک کی تین آیات پڑھی ہیں' اللہ مالک سے دعا ہے کہ اللہ کریم مجھے صحیح صحیح بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

صحابہ کرام اور صحابیات رضی اللہ عنہن جن کو اسلام کی وجہ سے تکالیف دی گئیں' جن کی وجہ سے ہم تک اسلام پہنچا ہے' آج اللہ مالک کی توفیق سے ان کے بارہ میں عرض کروں گا کہ وہ دین پر کتنے پکے اور قائم تھے' ان کو کتنی تکالیف آئیں' ان کو ذبح کر دیا گیا' گرم ریت پر لٹا دیا گیا' گلوں پر چھریاں چلا کر لہولہان کر دیا گیا' لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایمان سے نہیں پھرے اور نبی پاک علیہ السلام کا ساتھ نہیں چھوڑا' اس طرح کے لوگوں کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کے قرآن نے اعلان کیا ہے' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ۔

جو لوگ کہہ دیتے ہیں ہمارا رب اللہ ہے' کلمہ پڑھ کر اللہ پاک کو رب مان لیتے ہیں

اور میرے نبی کو اللہ تعالیٰ کا نبی تسلیم کر لیتے ہیں' اللہ تعالیٰ کو رب مانا اور مصطفےٰ علیہ السلام کو رہبر ورہنما جانا' پھر اسی پر قائم رہے' پھر جو کچھ ہوا متزلزل نہیں ہوئے' برادریوں نے زور ڈالا' یہ ڈگمگائے نہیں' بائیکاٹ کیا گیا' یہ ہلے نہیں' جب بچے اور جائیدادیں چھین لی گئیں' تو پھر بھی ڈگمگائے نہیں' کلمہ پڑھ کر کلمہ پر قائم رہے' ان پر اللہ کریم کے فرشتے نازل ہوتے ہیں' جو ان کو خوشخبری' مبارک اور حوصلہ دیتے ہیں' زندگی میں بھی اللہ کریم کے فرشتے ان کے ساتھ ہیں اور جب موت آتی ہے' اس وقت بھی فرشتے ساتھ ہیں' جو ان کو تسلی دیتے ہیں' مومن کی جان نکل رہی ہوتی ہے اور فرشتے کہہ رہے ہوتے ہیں:

يَآ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ٥ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ٥ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ٥ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ٥ (الفجر: ۲۷- ۳۰)

فرشتے بڑے پیار اور محبت سے جان نکالتے ہیں اور ساتھ ہی مومن کے سامنے جنت کا نقشہ بھی پیش کرتے ہیں' بعض آدمی جنت دیکھ کر ہنس پڑتے ہیں ادھر جان نکل رہی ہوتی ہے اور ادھر جنت کا نقشہ سامنے ہوتا ہے' قرآن کہتا ہے' یہ بندے خوش ہو کر جنت کی طرف جا رہے ہوتے ہیں اور ساتھ ہی مسکرا رہے ہوتے ہیں۔

قرآن پاک نے بتایا ہے کہ فرعون بے ایمان سیدہ آسیہ رضی اللہ عنہا کو سزا دلوا رہا ہے' جیتی جاگتی جان کے ہاتھ پاؤں میں "کیل" ٹھونک دیئے ہیں' سیدہ آسیہ رضی اللہ عنہا کو مار پڑ رہی ہے تو آپ آسمان کی طرف مونہہ کر کے کہتی ہیں:

رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِی الْجَنَّةِ۔ (التحریم: ۱۱)

اے میرے پروردگار! اب فرعون کی کوٹھیوں میں میرا دل نہیں لگتا' میں چاہتی ہوں کہ جو تیرے عرش کے نیچے جنت ہے' وہاں میری کوٹھی بن جائے' سیدہ آسیہ رضی اللہ عنہا کو اللہ پاک اس کی جنت دکھا دیتے ہیں تو سیدہ آسیہ رضی اللہ عنہا جنت دیکھ کر ہنس پڑتی ہیں' فرعون کہتا ہے' دیکھو یہ پاگل ہو گئی ہے' سیدہ آسیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' میں پاگل کب ہوئی ہوں' یہ کہتا ہے' پھر مار کھا کر ہنستی کیوں ہے' سیدہ آسیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' تو اس بات کو سمجھا نہیں' ہنسی تو

مجھے اس لئے آ رہی ہے' جب میں آسمان کی طرف دیکھتی ہوں تو اللہ کریم ساتوں آسمان چیر کر مجھے میری جنت کی کوٹھی دکھا دیتے ہیں۔

قرآن پاک نے بتایا ہے کہ ایک گاؤں کی طرف لوگوں کو سمجھانے کے لئے دو نبی آئے' پھر تیسرا بھی آ گیا' اسی نوے ہزار کی آبادی ہے' انہوں نے پروگرام بنایا کہ ان انبیاء کرام علیہم السلام نبیوں کو شہید کر دو۔

قرآن مجید کہتا ہے:

وَ جَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ o اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ o وَمَا لِيَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ o (يٰسٓ: ۲۰-۲۲)

ایک آدمی جس کا نام حبیب نجار ہے' یہ بستی کے کنارے پر رہتا ہے' یہ لوگوں کو آ کر کہتا ہے' ان انبیاء کرام علیہم السلام کی بات مان لو' لوگوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کو مارنا چھوڑ کر اس کو لٹا لیا اور اس کے پیٹ پر چڑھ کر ناچنا کودنا شروع کر دیا' یہ بدمعاش اللہ تعالیٰ کے ولی کے پیٹ پر ٹانگیں مار رہے ہیں' حبیب نجار کی انتڑیاں باہر آ جاتی ہیں' آسمان سے آواز آتی ہے ''قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ' تو میری جنت میں داخل ہو جا۔ اب اس کو یہ جنت دیکھ کر قوم کی فکر پڑ گئی' کہتا ہے ''يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ o'' کاش میری قوم کو پتہ چل جائے کہ اللہ پاک نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔

اسی لئے اللہ کا قرآن کہتا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ o

(فصلت: ۳۰)

جو لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے' پھر جو بھی ہو جائے ڈگمگاتے نہیں بلکہ اس پر قائم رہتے ہیں' ان کے لئے فرشتے دعائیں کرتے ہیں' فرشتے آ کر ان کو تسلی دیتے ہیں

کہ ڈرنے اور غم کرنے کی ضرورت نہیں' خوش ہو جاؤ' جس جنت کا اللہ پاک نے تمہارے ساتھ وعدہ کیا تھا وہ جنت اللہ کریم نے تم کو الاٹ کر دی ہے۔

جب مومن کی روح نکلتی ہے تو فرشتہ جنت کا نقشہ سامنے کر دیتا ہے' فرشتہ بڑے پیار اور محبت سے اس کی جان قبض کرتا ہے اور ساتھ تسلی دیتے ہوئے کہتا ہے ؏

آ دنیا جگہ خلل فساداں' تے تندوں کار ہنیرا
نبی ولی اتھے رہیا نہ کوئی' سبھناں کوچ کیتو نے ڈیرہ

یہ دنیا فساد کی جگہ ہے' یہ دنیا سکون اور امن کی جگہ نہیں' ایک جب موت آتی ہے تو فرشتے مبارک دیتے ہیں اور دوسرا جب مومن فوت ہوتا ہے تو اس کی وفات پر زمین روتی ہے' آسمان روتا ہے' اللہ کی قسم ہے جہان روتا ہے' پھر جب قبر میں جاتا ہے تو اس وقت فرشتے کہتے ہیں:

نَحْنُ اَوْلِیَآؤُكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ۔(حم السجدہ:۳۱)

اب گھبرانا نہیں' ہم تیرے دوست ہیں' ہم دنیا میں بھی تیرے ساتھ تھے' قبر میں بھی تیرے ساتھ ہیں اور قیامت کے دن قبر سے نکلتے ہوئے بھی تیرے ساتھ ہوں گے' فرشتے یا نیک اعمال اس کو اپنے پروں پر بٹھا کر محشر کے میدان میں لے جائیں گے لیکن کس کو لے جائیں گے' فرشتے ساتھ کس کا دیں گے' اللہ پاک فرماتے ہیں وہ جو کلمہ پڑھ کر پھر اس پر قائم رہے گا' اگر ڈگمگا گیا تو پھر بات نہیں بنے گی۔

سیدہ زنیرہ رضی اللہ عنہا نے کلمہ پڑھ لیا' عمر بوڑھی ہے' کافر مار مار کر برا حال کر دیتے ہیں' حتیٰ کہ نوبت یہاں تک آئی کہ دشمنوں کی اذیت کی وجہ سے سیدہ زنیرہ رضی اللہ عنہا کی آنکھوں کا نور ختم ہو گیا' آپ آنکھوں سے نابینا ہو گئیں' ابوجہل بے ایمان جیسے طعنے دیتے ہیں' اے زنیرہ تو نے لات' منات' عزیٰ اور ہبل کو چھوڑا ہے تو انہوں نے تیری آنکھیں گنوا دی ہیں' تو نے ہمارے بتوں کو چھوڑا ہے تو یہ تجھ پر ناراض ہو گئے ہیں' انہوں نے تیری آنکھیں خراب کر دی ہیں' تو پہلے بتوں کو پوجتی تھی تو تیری آنکھیں درست تھیں'

اب تو نے بتوں کو چھوڑ دیا ہے' تو تیری آنکھوں کا نور ختم ہو گیا ہے۔

سیدہ زنیرہ رضی اللہ عنہا کو پتہ چلا کہ مشرکوں نے مجھے طعنہ دیا ہے کہ بتوں نے میری آنکھیں خراب کر دی ہیں' تو آپ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا لیتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سامنے دعا کرتی ہیں' یا اللہ' ویسے تو آنکھیں نہ بھی ہوں تو کوئی ایسی بات نہیں' میں بغیر آنکھوں کے ہی زندگی گذار لوں گی' لیکن ان مشرکوں نے طعنہ دیا ہے کہ ہمارے خداؤں نے تیری آنکھیں خراب کر دی ہیں' اے اللہ اگر تو چاہے تو آنکھیں واپس بھی کر سکتا ہے' سیدہ زنیرہ رضی اللہ عنہا دعا کر کے ہاتھ مونہہ پر پھیرتی ہیں تو میرا رب ان کی آنکھیں درست فرما دیتا ہے۔

آپ فرماتی ہیں' مان لیتی ہوں اگر تمہارے بتوں نے میری آنکھیں خراب کی ہیں تو دیکھو کہ میرے رب نے واپس دے دی ہیں' (اگر تمہارے خداؤں میں اتنی طاقت ہے تو انہیں کہو کہ وہ واپس لے کر دکھائیں) دیکھو یہ کتنے پختہ ایمان والی عورت ہے۔ (رضی اللہ عنہا)

سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کے خاوند یاسر' بیٹے عبداللہ اور عمار رضی اللہ عنہم کے سامنے میرے نبی علیہ السلام مکہ میں جوان ہوئے' سیدہ سمیہ اور سیدنا یاسر رضی اللہ عنہما بھی بوڑھی عمر کے ہیں' بیٹا عبداللہ اور عمار رضی اللہ عنہما جوان ہیں' سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کو ابو جہل بے ایمان اتنا مارتا ہے کہ مار مار کر آپ کی ریڑھ کی ہڈی توڑ دیتا ہے' نبی علیہ السلام ان کے محلہ سے گذرتے ہیں تو ان کے گھر سے رونے کی آواز آ رہی ہے' ابو جہل بے ایمان ان کو مار رہا ہے' اللہ کے نبی فرماتے ہیں:

اِصْبِرُوْا اٰلَ یَاسِرٍ۔

اے آل یاسر! صبر کرو' میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہہ رہا ہوں' تمہارا وعدہ جنت ہے' سیدہ سمیہ اور سیدنا یاسر رضی اللہ عنہما فرش پر لیٹے ہوئے ہیں اور ابو جہل بے ایمان ان کو سزا دے رہا ہے' سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ یہ بے ایمان چلا گیا ہے' آپ تھوڑا سا سر اٹھا کر اپنے خاوند سیدنا یاسر رضی اللہ عنہ کو تسلی دے رہی ہیں' کہتی ہیں ع

مائی سمیہ کہندی یاسر میاں' دینوں مول نہ ڈولیں
بھانویں لکھ تکلیفاں ملن' پر کلمہ مونہوں بولیں

سیدنا یاسر رضی اللہ عنہ کو فرماتی ہیں' یاسر' یہ جتنی چاہیں تکالیف پہنچاتے جائیں لیکن کلمہ نہیں چھوڑنا' ابوجہل بے ایمان سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کی ایک ٹانگ ایک اونٹ کے ساتھ اور دوسری دوسرے اونٹ کے ساتھ باندھ دیتا ہے' ایک اونٹ کو مشرق کی طرف اور دوسرے اونٹ کو مغرب کی طرف چلا دیتا ہے' پھر یہ بے ایمان سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کی شرم گاہ میں نیزہ مارتا ہے' لیکن سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا ڈگمگاتی نہیں' دین پہ پکی ہیں' جسم چیر دیا گیا لیکن انہوں نے کلمہ نہیں چھوڑا۔

بابا جی صمصام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ع

اک مائی آکے مونہوں جدوں کلمہ بولیا
آئیاں سینکڑے مصیبتاں نہ دل ڈولیا
بدن اونٹاں نال بھن کے دو پھاڑ ہوگیا
سوہنے نبی جی دے سنگ جیدا پیار ہوگیا
بھانویں کیڈا گناہ گار بیڑا پار ہوگیا

سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا شہید ہوگئیں' یہ عالم اسلام کی پہلی خاتون ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اپنی جان دے دی' اور وہ وقت بھی آیا کہ سیدنا یاسر رضی اللہ عنہ اور آپ کے جوان بیٹے سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ستون کے ساتھ باندھ کر شہید کر دیا گیا' اب سیدنا عمار رضی اللہ عنہ اکیلے رہ گئے' یہ میرے نبی کے پاس آکر عرض کرتے ہیں' آقا امی ابو اور بڑا بھائی شہید ہوگیا ہے' میں اکیلا رہ گیا ہوں' میرے نبی آسمان کی طرف مونہہ کر کے فرماتے ہیں' اللہ سیدنا عمار کے گھر والوں کو جنت عطا فرما دے۔

یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے کہا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ۔

(حم السجدہ:۳۰)

کہیں اللہ پاک فرماتے ہیں:

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (الاحقاف:۱۳)

کلمہ پڑھنا آسان ہے اور کلمہ پر پکا رہنا بڑا مشکل ہے' اس دور میں اگر کوئی شریعت پر عمل کرے تو بڑی مشکل بات ہے۔

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کمانڈر کی حیثیت سے دنیا کی سپر طاقت روم کے بارڈر پر بیٹھے ہوئے ہیں' آمنے سامنے صف بستہ فوجیں ہیں' پہلے لڑائے ہوتی تھی تو کھانے کا وقفہ چھوڑ لیتے تھے' دونوں طرف کے فوجی ایک دوسرے کو کہہ لیتے تھے کہ اب کھانا کھانا ہے' تم بھی کھانا کھالو اور ہم بھی کھانا کھالیتے ہیں' پھر جو ہوگا دیکھا جائے گا' سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے سامنے دشمنوں کی فوج بیٹھی ہوئی ہے' آپ کے ہاتھ سے روٹی کا لقمہ گر گیا' یا اس طرح سمجھیں کہ فوج کے کمانڈر کے ہاتھ سے بوٹی زمین پر گر گئی' آپ وہ بوٹی پکڑ کر صاف کر کے کھانے لگے تو آپ کا ایک فوجی بڑے باادب طریقہ سے کھڑا ہو کر کہتا ہے' حضرت! زمین سے پکڑ کر لقمہ نہ کھایئے' سامنے دشمن کی فوج بیٹھی ہوئی ہے' وہ دیکھ کر کہیں گے کہ یہ بھوکے زمین سے لقمہ پکڑ کر کھانے والے بھوکے اور پیروں سے ننگے مسلمان ہم سے لڑنے کے لئے آ گئے ہیں۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' کیا ان کتوں کے لئے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت چھوڑ دوں' میں ان کتوں کے لئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نہیں چھوڑ سکتا' اللہ کریم ان شاء اللہ ہمیں فتح عطا فرمائے گا۔

یہ ہیں وہ لوگ جو کلمہ پڑھ کر پکا رہتے ہیں اور کیسے کیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔

احد کا میدان ہے' میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی فوج میدان میں پہنچ گئی' نبی علیہ السلام اپنی تلوار پکڑ کر فرماتے ہیں' میری تلوار کو پکڑ کر اس کا حق کون ادا کرے گا' سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میں نے آگے ہو کر عرض کیا' آقا یہ تلوار مجھے دیدیں' آپ نے فرمایا علی پیچھے ہٹ جاؤ'

سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ آگے ہوئے (یہ میرے نبی علیہ السلام کی پھوپھی سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے ہیں' پہلے چچا کے بیٹے نے تلوار مانگی' میرے نبی نے اس کو نہ دی' یہ پھوپھی کا بیٹا ہے) انہوں نے تلوار مانگی' میرے نبی نے ان کو بھی نہ دی' سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر عرض کرتے ہیں' آقا مجھے تلوار دے دیں' میرے نبی نے ان کو بھی تلوار نہ دی' پھر ایک صحابی سیدنا ابو دجانہ رضی اللہ عنہ آگے آ کر عرض کرتے ہیں' آقا تلوار کا حق کیا ہے' میں ادا کروں گا' پہلے حق بتایئے پھر تلوار عطا فرما دیجئے' آپ علیہ السلام فرماتے ہیں' اے میرے ابو دجانہ! یہ میری تلوار پکڑ کر اتنی دیر تک واپس نہیں آنا جتنی دیر تک تلوار ٹوٹ نہ جائے اور دوسری بات یہ ہے کہ میری تلوار سے بچوں اور عورتوں کو نہیں مارنا' سیدنا ابو دجانہ رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں' آقا میں اس کا حق ادا کروں گا' آپ ﷺ نے تلوار سیدنا ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کو دے دی' سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میرے دل میں یہ بات آئی کہ میں آپ ﷺ کی پھوپھی کا بیٹا ہوں اور قریشی بھی ہوں' آپ نے مجھے تلوار نہیں دی اور ابو دجانہ کو دے دی ہے' سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے سرخ رنگ کی پٹی اپنے ماتھے پر باندھ لی' ابو دجانہ رضی اللہ عنہ' جب سرخ رنگ کی پٹی باندھ لیتے تھے' اس کا معنٰی یہ ہے کہ اب موت سے نہیں ڈرنا' سیدنا ابو دجانہ رضی اللہ عنہ احد کے میدان میں اکڑ اکڑ کر چل رہے ہیں' میرے نبی فرماتے ہیں' اس طرح کی چال اللہ پاک کو اچھی نہیں لگتی لیکن جنگ میں اس طرح کی چال رب تعالیٰ کو اچھی لگتی ہے' سیدنا ابو دجانہ رضی اللہ عنہ وار کرتے جا رہے ہیں' جو شخص سامنے آتا ہے' آپ اس کو ہی تلوار مار کر جہنم رسید کر دیتے ہیں۔

سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میں نے دیکھا کہ کافروں کا ایک آدمی جو مسلمانوں کو زخمی شہید کرتا جا رہا ہے' میں نے دل ہی دل میں دعا کر دی' یا اللہ ان دونوں کا مقابلہ ہو جائے' اللہ پاک نے میری دعا قبول فرمالی' دونوں کا آمنا سامنا ہو گیا' اس کافر نے تلوار ماری تو سیدنا ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے ڈھال سے روک دی' پھر سیدنا ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے وار کیا تو کافر کو جہنم میں پہنچا دیا' اور پھر وہ وقت بھی آیا کہ سیدنا ابو دجانہ رضی اللہ عنہ لڑتے لڑتے شہید

ہو گئے اور اللہ پاک نے مسلمانوں کو فتح عطا فرما دی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تھوڑی سی غلطی کی وجہ سے درہ خالی دیکھ کر خالد بن ولید پیچھے سے حملہ کر دیتے ہیں' نتیجہ کیا نکلا؟ میرے نبی کے پاس سات انصاری اور دو مہاجرین' صرف نو آدمی رہ گئے' میرے نبی فرماتے ہیں اے میرے صحابہ! جو شخص میرا دفاع کرے گا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا' ایک انصاری اٹھا جو دفاع کرتے کرتے شہید ہو گیا' دوسرا اٹھا وہ بھی شہید ہو گیا' تیسرا بھی شہید' چوتھا' پانچواں اور چھٹا بھی شہید ہو گیا' اب ساتواں سیدنا صیاد ابن سکن رضی اللہ عنہ دفاع کر رہا ہے یہ بھی لڑتے لڑتے زخمی ہو گیا ہے' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے خیمہ میں لے جانے کی کوشش کرتے ہیں' لیکن یہ کہتا ہے' مجھے کھڑا کر دو میں نبی پاک علیہ السلام کا یہاں ہی پہرہ دیتا رہوں گا' یہ اتنے زخمی ہو گئے ہیں کہ اٹھ نہیں سکتے' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے اٹھا کر میرے نبی کے قدموں میں لے جاتے ہیں' اس نے اپنا سر نبی پاک علیہ السلام کے قدموں پر رکھ دیا' میرے نبی فرماتے ہیں' ابن سکن! تیری کوئی خواہش ہو' تجھے اس وقت کون سی چیز چاہیے' یہ میرے نبی کے قدموں پر اپنا مونہہ رکھ کر کہتا ہے آقا ایک ہی خواہش تھی' آپ فرماتے ہیں کون سی' عرض کرتا ہے ؏

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

محبوب اور تو کوئی چیز نہیں' میں یہی چاہتا تھا کہ میری جان نکلے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں نکلے۔

یہ ہیں وہ بندے!

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا۔

جنہوں نے کہہ دیا' ہمارا رب اللہ ہے' پھر ڈگمگائے نہیں۔

برادریاں چھوڑتی ہیں' تو چھوڑ جائیں۔

یار دوست ناراض ہوتے ہیں تو ہو جائیں۔

لیکن ایمان چھوڑتے نہیں۔

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے' ماں کا سعد کے ساتھ بڑا پیار ہے اور سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی ماں سے بری محبت ہے' ماں کہنے لگی بیٹا سعد! تو نے نیا دین اختیار کر لیا ہے' کلمہ چھوڑ دے ورنہ میں دھوپ میں بیٹھنے لگی ہوں' ماں کا مطالبہ دیکھیں کیسا ہے' کہتی ہے' میں نہ روٹی کھاؤں گی' نہ پانی پیوں گی اور نہ دھوپ سے چھاؤں میں بیٹھوں گی' میں تڑپ تڑپ کر مر جاؤں گی اور مشہور ہوگا کہ سعد ماں کا قاتل ہے' تو جب تک نبی پاک علیہ السلام سے کفر نہیں کرے گا' اتنی دیر تک میں دھوپ سے چھاؤں میں نہیں بیٹھوں گی' سیدنا سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میں نے بڑا سمجھایا' امی جان یہ دین سچا ہے' آپ کچھ کھا پی لیں اور سائے تلے ہو جائیں۔

آپ کو معلوم ہے کہ بعض بوڑھی عورتیں ضد پر آ جائیں تو جلدی نہیں چھوڑتیں' یہ مائی بھی ضد پر آ گئی' کہتی ہے' سعد میں سائے تلے نہیں ہوں گی' جناب سعد رضی اللہ عنہ نے سوچا' میری ماں اس طرح نہیں مانے گی' فرماتے ہیں ع

سعد کہیا کھا قسم اللہ دی' تے سن لے ماں پیاری
جے سو جان جائے مل تینوں' میں اس سوہنے اتوں واری
پیش میرے سب نکل جاون تے اک ایک ہو کے تیری
تاں بھی کلمہ کدی نہ چھوڑاں

امی سن لے' اگر تو کفر میں پکی ہے تو میں دین میں پکا ہوں' اگر تو میری بات نہیں مانتی' دھوپ میں بیٹھی مر جائے پھر زندہ ہو' پھر مر جائے پھر زندہ ہو' ایک دفعہ نہیں سو دفعہ اس طرح ہو جائے' اللہ کی قسم ہے میں کلمہ نہیں چھوڑوں گا۔

سیدنا حبیب رضی اللہ عنہ کو کافروں نے پکڑ لیا' مسیلمہ کذاب کہتا ہے' کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں' صحابی کہتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں' یہ کہنے لگا دیکھ لے ابھی وقت ہے' سیدنا حبیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میں نے ایسے ہی

نہیں' بلکہ سوچ سمجھ کر کلمہ پڑھا ہے' مسیلمہ بے ایمان کہنے لگا' اس کے دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی کاٹ دو' دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی کاٹ دی گئی' کہتا ہے اب دوسری کاٹ دو' دوسری بھی کاٹ دی گئی' کہتا ہے اب تیسری کاٹ دو' وہ بھی کاٹ دی گئی' چوتھی بھی کاٹ دی گئی' پانچویں بھی کاٹ دی گئی' پانچوں انگلیاں کاٹ دی گئیں' سیدنا حبیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے نبی ہیں' مسیلمہ کہنے لگا' اب بائیں پیر کی چھوٹی انگلی کاٹ دو' وہ بھی کاٹ دی گئی' کہتا ہے اب دوسری کاٹ دو' تیسری' چوتھی' پانچویں' بائیں پیر کی پانچوں انگلیاں کاٹ دی گئیں' مسیلمہ کہتا ہے کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا نبی ہوں' سیدنا حبیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ایک ہی گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نبی ہیں' مسیلمہ پھر حکم دیتا ہے کہ اس کے بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی کاٹ دو پھر دوسری پھر تیسری' چوتھی' پانچویں اگر پھر بھی گواہی دیتا ہے کہ محمد اللہ کا سچا نبی ہے' پھر دائیں پیر کی پانچوں انگلیاں ایک ایک کر کے کاٹ دی گئیں' (ایک ہی دفعہ ہاتھ کاٹنے کی اور تکلیف ہے اور ایک ایک انگلی کاٹ دینے کی اور تکلیف ہے) صحابی رسول نے بیس انگلیاں کٹوا لیں ہیں' صحابی کہتا ہے میں یہی کہوں گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے نبی ہیں' یہ کہتا ہے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دو' سیدنا حبیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کوئی پرواہ نہیں' آپ نے جان کی بازی لگا دی ہے لیکن اللہ رسول کو نہیں چھوڑا۔

سیدنا عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کو رومیوں کے فوجیوں نے گرفتار کر کے اپنے حکمران کے سامنے پیش کر دیا' کہتے ہیں: بادشاہ! یہ ہمارا جنگی قیدی ہے' اس نے ہمارے بڑے فوجی مارے ہوئے ہیں' اس کو کوئی سزا دی جائے' سیدنا عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ بڑے خوبصورت تھے' شاہ روم انہیں اپنے سامنے بلا لیتا ہے' وہ تخت پر بیٹھا ہوا ہے اس کی ایک ہی بیٹی ہے وہ بھی اس کے ساتھ تخت پر بیٹھی ہوئی ہے' شاہ روم کہتا ہے اگر تو کلمہ چھوڑ دے تو آدھی حکومت بھی دے دوں گا اور یہ میری ایک ہی بیٹی ہے اس کا رشتہ بھی تجھے دے دوں گا۔

دیکھ لیں! یہ کتنی بڑی پیشکش ہے' ہمارے یہاں اگر کہیں سے کوئی رعایت ملے تو عیسائیوں کا فارم پر کر لیتے ہیں' پچھلے دنوں حکومت کی طرف سے زکوٰۃ کی چھٹی ہوئی تو بعض لوگوں نے شیعہ ہونے کے فارم پر کر دیئے ہیں۔

میرے بھائی! اللہ پاک نے اپنے محبوب کو پوری کائنات سے چن کر صحابہ دیئے ہیں' وہ کہتا ہے بیٹی کا رشتہ بھی لے لے اور روم کی آدھی سلطنت بھی لے لے' سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ تو تیری ایک بیٹی ہے' اگر تیری سینکڑوں بیٹیاں ہوں اور تو پوری دنیا کی حکومت اور اپنی بیٹیاں مجھے دے دے تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے کی نوک پر قربان کر دوں' یہ ہیں وہ لوگ!

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا۔

اے مسلمان! تو بھی ذرا غور کر' تو قدم قدم پر ڈگمگا رہا ہے' تو قدم قدم پر اسلام کو چھوڑ رہا ہے۔

روم کا بادشاہ کہنے لگا اس کو جیل میں بند کر دو' آپ فرماتے ہیں کوئی پرواہ نہیں' آپ کو جیل میں بند کر دیا گیا' بادشاہ کہنے لگا' اس کو کھانے کے لئے خنزیر کا گوشت اور پینے کے لئے شراب دینا۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تفسیر ابن کثیر میں لکھتے ہیں' آپ کو کھانے کے لئے سور کا گوشت اور پینے کے لئے شراب دی گئی' آٹھ دن جیل میں رکھا' آٹھ دن بھوک سے گذر گئے ہیں لیکن آپ نے نہ سور کھایا ہے اور نہ شراب پی ہے' شاہ روم کہنے لگا تیرے دین میں تو لکھا ہوا ہے' کہ جب بندہ مجبور ہو تو خنزیر کھا کر اور شراب پی کر جان بچا سکتا ہے؟ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' بادشاہ یہ تو مجھے بھی پتہ ہے لیکن میں نے اس لئے خنزیر کا گوشت نہیں کھایا' شراب اس لئے نہیں پی کہ تو میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے' میں نبی علیہ السلام کے دشمن کو خوش نہیں کرنا چاہتا' بادشاہ کہنے لگا' کیا تو کلمہ نہیں چھوڑے گا؟ فرمایا: نہیں چھوڑوں گا' بادشاہ کہتا ہے' تیل کا کڑاہا چڑھاؤ' تیل کا کڑاہا چڑھا دیا گیا' تیل آگ

جیسا ہو گیا تو ایک اور مسلمان جو پہلے سے قیدی تھا' اس کو پکڑ کر تیل کے جلتے ہوئے کڑاہے میں پھینک دیا گیا' اس کی ہڈیاں جل گئیں' شاہ روم کہتا ہے اگر تو کلمہ چھوڑ دے تو ٹھیک ہے ورنہ جو حشر اس کا ہوا ہے تیرا بھی ہوگا' سیدنا عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' بادشاہ کوئی پرواہ نہیں' بادشاہ کہنے لگا' میرے سامنے سولی بنا کر اس کو سولی پر چڑھا دو' سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کو سولی پر چڑھانے لگے تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے' شاہ روم کہتا ہے اس کو واپس لے آؤ' شاید یہ ڈر گیا ہے' پوچھنے لگا' عبداللہ کیا تو ڈر کر کلمہ چھوڑنے لگا ہے' سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میں کب ڈرا ہوں' یہ کہتا ہے پھر تو رویا کیوں ہے' سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' اے بادشاہ میں اس لئے رو رہا ہوں' میں سوچ رہا تھا میری ایک جان ہے' کاش سینکڑوں جانیں ہوتیں تو میں نبی علیہ السلام کے دین پر قربان کر دیتا۔

انگریز کی عدالت نے مولانا یحییٰ علی خان کو سزائے موت سنائی کہ کل صبح مولانا یحییٰ علی خان کو تختہ دار پر لٹکا دیا جائے گا' رات کو انگریز سروے کرتا ہے کہ مولانا یحییٰ علی خان کیا کر رہے ہیں' یہ کیا دیکھتا ہے کہ مولانا یحییٰ علی جیل کی کوٹھڑی میں اللہ تعالیٰ کا قرآن پڑھ رہے ہیں اور بڑے ہشاش بشاش ہیں' انگریز کہتا ہے مولانا' صبح آپ کو تختۂ دار پر لٹکا دیا جائے گا لیکن آپ بڑے خوش ہیں' مولانا فرماتے ہیں میں خوش کیوں نہ ہوں' صبح میری اللہ پاک سے ملاقات ہونے والی ہے' یہ سن کر انگریز کہتا ہے کہ میں تیری سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کرتا ہوں اور آرڈر دیا کہ مولانا یحییٰ علی خان کی داڑھی مونڈھ دی جائے' مولانا کی داڑھی مونڈھی جا رہی ہے' داڑھی کے بال زمین پر گر رہے ہیں' مولانا کی آنکھوں سے زارو قطار آنسو جاری ہیں' انگریز کہتا ہے مولانا کل سزائے موت کی خبر سنائی تو آپ روئے نہیں' آج داڑھی مونڈھی جا رہی ہے اور آپ رو رہے ہیں' مولانا فرماتے ہیں' میں داڑھی کو کہہ رہا ہوں اے میری داڑھی میری قربانی سے پہلے اللہ پاک نے تیری قربانی قبول کر لی ہے' میں اس لئے رو رہا ہوں۔ رحمہ اللہ علیہ

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا۔

پکا رہنا بڑا مشکل ہے' بادشاہ کہنے لگا' پھر اس طرح کر کہ میرے سر کا بوسہ لے لے' پھر تجھے اور دیگر جتنے مسلمان قیدی ہیں سب کو رہا کر دوں گا' سیدنا عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے صرف مسلمانوں کی رہائی کے لئے اس عیسائی بادشاہ کے سر کا بوسہ لیا تو اس نے اپنا وعدہ پورا کرتے ہوئے تمام مسلمان قیدی رہا کر دیئے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دور تھا' آپ مدینہ آ کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ملے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بڑے خوش ہوئے' کہنے لگے کہ تو تمام قیدی رہا کروا کر لایا ہے' پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے میرے سر کا بوسہ لیا' یہ ہیں وہ بندے جو دنیا میں بھی کامیاب ہیں اور اگلے جہان میں بھی کامیاب ہیں۔

آپ جانتے ہیں کہ مکہ کے ظالموں نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے پیروں میں رسی ڈالی ہوئی ہے اور مکہ کی پتھریلی زمین پر گھسیٹ رہے ہیں' یہ گھسیٹتے ہیں تو میرے بلال اونچی اونچی ''اللہ احد'' پڑھتے ہیں' لوگو! جو تمہارا دل چاہتا ہے کر لو لیکن بلال یہی کہے گا کہ اللہ ایک ہی ہے' آپ کے سینے پر بڑے وزنی پتھر رکھے ہوئے ہیں لیکن سیدنا بلال پھر بھی اللہ احد کہتے ہیں' میرے نبی علیہ السلام فرماتے ہیں: ابوبکر رضی اللہ عنہ جا کر بلال کو کہہ دے کلمہ آہستہ پڑھ لیا کر اونچی نہ پڑھا کر' سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اے بلال! نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کلمہ آہستہ پڑھ لیا کر' سیدنا بلال رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں پہلے کلمہ پڑھنے کا طریقہ نہیں بتانا تھا یا اب نہ روکیں' اگر میں آہستہ کلمہ پڑھوں تو مجھے سرور ہی نہیں آتا ع

ریت تے پتھراں اتے پھرن گھسیٹ دے
بدن تے داغ پے گئے جیویں پھل نے چھیٹ دے
درد مند دل ویکھ کے اکھاں پے میٹ دے
پر ترس نہ کھاوے ہرگز' ٹولہ کفار دا
نام محمد والا کالجے ٹھار دا

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: یہ جیسے جیسے تکالیف دیتے ہیں تو مجھے ویسے ویسے اسلام

میں لذت زیادہ آتی ہے۔

میرے بھائی! اللہ تعالیٰ جانتا ہے دین کے لئے قربانی دینے کی لذت ہی بڑی ہے ہمارے ایمان کامل نہیں اس لئے ہمیں لذت نہیں آتی۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کلمہ آہستہ پڑھ لیکن وہ کہتے ہیں: آہستہ مزہ ہی نہیں آتا میں اونچی پڑھوں گا' سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ' امیہ کافر سے کہتے ہیں: یار یہ پردیسی آدمی ہے اس پر اتنا ظلم نہ کر' امیہ کہتا ہے: اگر آپ کو اس سے زیادہ پیار ہے تو آپ اس کو خرید لیں' سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تو نے اس کا کیا لینا ہے' امیہ کہتا ہے آپ اپنا فلاں عیسائی رومی غلام مجھے دے دیں اور بلال لے لیں' سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' مجھے تیرا یہ سودا منظور ہے' سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جا کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا' آپ فرماتے ہیں ابوبکر یہ سودا نقصان والا نہیں ہے' سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو امیہ اپنے وعدہ سے پھر گیا' وہ کہتا ہے کہ میں ساتھ سونا چاندی بھی لوں گا۔

صدقے جاؤں' ام المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے تقریباً دو کلو سونا دیا اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے غلام دے کر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ خرید لیا اور فرمایا' بلال جا تو اللہ تعالیٰ کے لئے آزاد ہے۔

اب سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کتنے قیمتی بن گئے ہیں' نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں' بلال میں نے جب جنت کی سیر کی ہے میرے آگے آگے کسی کے چلنے سے جوتے کی آواز آتی تھی' میں نے پوچھا جبرائیل' یہاں کوئی شخص تو نظر نہیں آتا' پھر یہ جوتے کی آواز کیسی ہے؟ جبرائیل علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اے اللہ کے رسول یہ آپ کے مؤذن بلال کے جوتوں کی آواز ہے' وہ چلتا تو مدینہ کی گلیوں میں ہے لیکن اس کی جوتے کی آواز جنت میں آرہی ہے' موسیٰ نبی کوہ طور پر جائیں تو اللہ پاک فرماتے ہیں' جوتی اتار کر آؤ' لیکن سیدنا بلال رضی اللہ عنہ جوتی سمیت جنت میں چل رہے ہیں۔

میرے بھائی! ایک دن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سیدنا خباب رضی اللہ عنہ سے فرمانے لگے' تم کو کتنی

تکالیف آتی تھیں، مکہ والے تم کو کتنی اذیتیں دیتے تھے؟ سیدنا خباب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہمیں جو تکالیف آتی تھیں، کیا وہ آنکھوں سے دکھاؤں یا زبان سے بتاؤں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آنکھوں سے کیسے دکھا سکتے ہو، سیدنا خباب رضی اللہ عنہ نے اپنی کمر سے کپڑا اٹھا کر کہا، یہ اپنی انکھوں سے دیکھ لیں، مکہ والے ہمیں کوئلوں پر لٹا دیتے تھے اور اوپر بھاری پتھر رکھ دیتے تھے اور ہماری چربی پگھل کر ان کوئلوں کو بھسم کر دیتی لیکن وہ ہمیں معاف نہیں کرتے تھے۔

اللہ کریم نے بدر کی لڑائی میں اپنے محبوب کو فتح عطا فرمائی، سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی چوہدری احد سردار تھے، فرماتے ہیں میں زرہ اٹھا کر جا رہا تھا کہ امیہ کافر بے ایمان میرے سامنے آیا، وہ مکہ میں میرا دوست تھا، اس لئے کہ سردار سرداروں اور چوہدری چوہدریوں کے یار ہوتے ہیں، امیہ کہنے لگا عبدالرحمٰن، تو نے اس لوہے کو کیا کرنا ہے، فرماتے ہیں کیا کروں، کہتا ہے مجھے گرفتار کر میں تجھے اونٹنیاں دوں گا، سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے لوہے کی زرہ ایک طرف پھینک کر امیہ کافر کو قیدی بنا لیا اور ادھر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی نظر پڑ گئی کہ یہ تو امیہ ہے، سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو مکہ کا وہ پرانا موسم یاد آ گیا، فرماتے ہیں ؏

ویکھ بلال دوروں پیا للکار دا
اج آ گیا دشمن قابو نبی سردار دا
نالے اے دشمن وڈا رب جبار دا
میں دوزخ پوچاواں ایدے تائیں

سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ فرمانے لگے، بلال یہ میرا قیدی ہے، اس کو کچھ نہ کہنا، سیدنا بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، عبدالرحمٰن تجھے مال کا لالچ ہے، تجھے پتہ ہے اس نے مجھے کتنی تکالیف دی تھیں ؏

کہندا بلال اینوں میں نئیں چھڈ دا
تینوں مال دا لالچ اے تے دشمن ہے رب دا

جے ہونددوں غلام فیر پتہ تینوں لگدا
میں ایہو جیا ظالم ڈھا نائیں
عبدالرحمٰن تینوں پتہ نئیں ایس بدکار دا
میں پڑھ داسی کلمہ مینوں اے چابک سی ماردا
تتیاں ریتاں اتے نالے لتاڑ دا
کہندا اپٹاں نوں پوج نئیں تے چھڈوں نائیں

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۝

(حم السجدة: ۳۰-۳۲)

اللہ پاک فرماتے ہیں: جن لوگوں نے کہہ دیا ہمارا رب اللہ ہے' پھر اس پر قائم رہے' وہ چار دن کی دنیا کی زندگی میں مصیبتیں برداشت کرلیں گے تو میں جنت کی بہاریں عطا کردوں گا' وہاں جنت میں جو مانگو گے میں دوں گا کیونکہ وہاں میں نے تمہاری مہمان نوازی خود کرنی ہے' اللہ پاک استقامت نصیب فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

حقوق الزوجین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا٥ (النسآء:۱)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا٥ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا٥ (الاحزاب:۷۰-۷۱)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ٥ (ال عمران:۱۰۲)

دوستو اور بزرگو! آج مالک کی توفیق سے اس برکت والے مہینے کا چوتھا جمعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جنہوں نے روزے رکھے ہیں' صدقہ خیرات کیا ہے' قرآن مجید پڑھا ہے' تراویح پڑھی اور ذکر اذکار کیا ہے' اللہ کریم کے گھروں کو رونق بخشی ہے۔ اللہ پاک سب کا قبول فرمائے۔

دوستو! میرے بعض ساتھیوں نے مجھے بڑا مجبور کیا ہے کہ آج کا خطبہ ''حقوق الزوجین'' یعنی میاں بیوی کے حقوق پر ہونا چاہیے' دعا کریں اللہ پاک مجھے صحیح معنوں میں بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے' اسی لیے میں نے قرآن پاک کی تین آیات مختلف جگہ سے پڑھی ہیں اور وہ آیات جو کائنات کے سردار نبی علیہ السلام کسی کا نکاح کرنے کے لیے پڑھتے تھے' کیونکہ نکاح اور میاں بیوی کی بات ہوگی اور یہ معاملہ شروع سے ہی آ رہا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے البدایہ میں لکھا ہے کہ اللہ پاک کا آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کا پروگرام بنا تو اللہ پاک نے جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا کہ جا کر زمین سے مٹی لے کر آ' جبرائیل علیہ السلام مٹی لینے کے لیے آئے تو مٹی نے واسطے ڈالے کہ جبرائیل مجھے نہ لے کر جانا' جبرائیل علیہ السلام واپس چلے گئے' اللہ پاک فرماتے ہیں جبرائیل' تو مٹی لے کر نہیں آیا' جبرائیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں' اے اللہ! مٹی نے تیرے واسطے ڈالے ہیں اس لیے مجھے اس کی ماننا پڑ گئی ہے۔ اللہ کریم فرماتے ہیں' میکائیل تو جا' اسرافیل تو جا' وہ بھی واپس مڑ کر چلے گئے۔ اللہ پاک نے فرمایا' اے ملک الموت تو بھی جا' ملک الموت علیہ السلام مٹی لینے کے لیے آئے تو مٹی نے واسطے ڈالے۔ منت سماجت کی کہ اے ملک الموت مجھے نہ لے کر جانا۔ ملک الموت علیہ السلام کہتے ہیں: اے مٹی! میں تیری مانوں یا عرش والے کی مانوں' حضرت ملک الموت علیہ السلام پوری زمین میں سے کہیں سے سیاہ رنگ کی اور کہیں سے سفید رنگ کی تھوڑی تھوڑی مٹی لے کر گئے' تو اللہ کریم نے اس مٹی میں پانی ڈال کر ''خَلَقْتُ بِيَدَيَّ'' اپنی قدرت کے ہاتھوں سے گوندھ کر بندہ بنا دیا اور پھر کتنی دیر تک آدم علیہ السلام کے مجسمہ کو پڑا رہنے دیا۔ شیطان بے ایمان آدم علیہ السلام کے پاس سے گذرا' اس نے ہاتھ مار کر پیٹ کو بجایا اور ساتھ ہی کہتا ہے کہ اگر رب نے مجھے اس پر مسلط کیا تو میں اس کو پیٹ سے ہی قابو کروں گا۔ اب اللہ کریم نے آدم علیہ السلام کو بنا کر نوریوں سے سجدہ کروایا اور جنت کے اندر بسایا' آدم علیہ السلام جنت میں ہیں' وہاں دودھ' شراباً طهورا کی نہریں اور پھل ہیں لیکن بابا جی اکیلے ہیں اور اکیلے آدمی کا دل نہیں لگتا۔ آپ کی بیوی اور بچے بھی کوئی نہیں' قرآن کہتا ہے!

يَـٰٓأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا۔ (النسآء: 1)

اے لوگو! اس رب سے ڈر جاؤ' جس رب نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا ہے اور آدم علیہ السلام میں سے ہی اس کی بیوی پیدا کی۔

ایک دن بابا جی سو رہے تھے کہ اللہ کریم نے آپ کی بائیں پسلی پھاڑ کر نوجوان حوا پیدا فرما دی' بابا جی اٹھے تو پاس حوا ؓ بیٹھی ہوئی ہیں' اماں جی بڑی خوبصورت ہیں اس لیے کہ آپ سارے جہان کی والدہ تھیں' بابا جی کہنے لگے تو کون ہے' اماں جی عرض کرتی ہیں' میں تیری بیوی ہوں۔

اللہ پاک نے حوا ؓ کو بغیر ماں کے اور عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں' اے آدم یہاں جنت میں رہو اور عیش کرو' اللہ کریم نے آپ کو جنت تو دکھا دی کہ اگر نیک کام کرو گے تو یہ جنت تمہاری ہے' اب بابا جی اور اماں جی زمین پر آ کر ہزار سال زندگی گذاری تو بابا جی آدم علیہ السلام بیمار ہو گئے' آپ کے بیٹے بڑے لائق ہیں۔

میرے دوستو! نیک اولاد کے بڑے فائدے ہیں' اس لئے رب تعالیٰ کے آگے رو کر دعا کیا کرو کہ اے اللہ! نیک بیٹے عطا فرما' مومنوں کی دعائیں ہی یہی ہیں۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۔ (الفرقان:۷۴)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے آدھی رات کے وقت اٹھ کر دعائیں کرتے ہیں' یا اللہ بیٹے اور بیویاں اس طرح کی دے' جن کو دیکھنے سے سینے میں ٹھنڈ پڑ جائے۔

آدم علیہ السلام کی اولاد بڑی اچھی ہے' آپ بستر مرگ پر پڑے ہوئے ہیں' آخری وقت ہے' آپ نے جنت میں جو فروٹ کھایا تھا' اب آپ کا دل چاہتا ہے کہ میں پھر وہی فروٹ کھاؤں' فرماتے ہیں' بیٹو! میرا جنت کے میوے کھانے کو بڑا دل کرتا ہے' جاؤ جنت کے میوے تلاش کر کے لاؤ' بیٹے تلاش کرنے کیلئے چل پڑے' سری لنکا میں جہاں آپ ایک پہاڑی پر اترے تھے' بیٹے ادھر جاتے ہیں تو آگے حضرت جبرائیل ومیکائیل علیہما السلام فرشتے مل پڑے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام بابا جی کے بیٹوں سے کہتے ہیں: تم کہاں جا رہے ہو؟ یہ کہتے ہیں: ہمارے ابا جی کا پھل کھانے کو دل چاہتا ہے' ہم جنت کے پھل لینے کے

لیے جا رہے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام فرماتے ہیں واپس چلے جاؤ' تمہارا بابا آدم اللہ تعالیٰ کے پاس جا چکا ہے۔ ملک الموت علیہ السلام آدم علیہ السلام کے بیٹوں کے پہنچنے سے پہلے پہلے یہاں پہنچ گئے اور بابا جی کی روح قبض کرنے لگے۔ اماں جی حوا آپ کے ساتھ چمٹ جاتی ہیں اور کہتی ہیں میں اپنے خاوند کو فوت نہیں ہونے دوں گی' ملک الموت علیہ السلام کہتے ہیں: بی بی! پیچھے ہٹ جا' بابا جی آدم علیہ السلام کی زندگی پوری ہو چکی ہے۔ دعا کریں اللہ پاک اس طرح کی نیک بیویاں عطا فرما دے۔

دیکھ لیں! نیک بیبیاں کیسی ہوتی ہیں اس موضوع کی بڑی ضرورت ہے۔

آج ہمارے گھروں میں بڑے فتنے اور جھگڑے پڑے ہوئے ہیں۔

کہیں ساس اور بہو کا جھگڑا ہے۔

کہیں میاں بیوی کے جھگڑے ہیں۔

کہیں دیورانی اور جیٹھانی کے جھگڑے ہیں۔

غور کریں' آپ کو زندگی گذارنے کے لیے کیا کیا کرنا چاہیے' بیوی کیسی ہونی چاہیے' خاوند کیسا ہونا چاہیے۔ بعض بے وقوف کہتے ہیں: عورت کا کیا ہے' یہ تو پیر کی جوتی ہے۔ جو بے وقوف اپنی بیوی کو کہتا ہے کہ عورت خاوند کے پیر کی جوتی ہے تو میں اس بے ایمان کو کہتا ہوں کہ تو پیر کا سلیپر ہے' یہ بیوی جوتی نہیں یہ تو تیری آنکھوں کا سکون ہے۔ اللہ پاک نے اس سے نبی اور ولی پیدا کیے' اس کو ماں کا درجہ دیا' اس تیری بیوی کے پیروں کے نیچے تیری اولاد کے لیے اللہ تعالیٰ نے جنت رکھ دی ہے اور تو اس کو جوتی کہتا ہے۔

مولانا ابراہیم خادم رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ؏

جیہڑا مرد زنانی نوں تنگ کر دا — اودے جیا ظالم انسان کوئی ناں
گھڑیں آوے تے بھوتھا اے وٹ لیندا — چنگا بولدا مٹھن زبان کوئی ناں
روٹی کپڑا گھر بھی اے نئیں دیندا — ایہدے جیا ہور بے ایمان کوئی ناں
نہ دیندا طلاق' نہ صلح رکھدا — سچ پچھو تے اے مسلمان کوئی ناں

میرے آقا نے اے فرمان کیتا ایہو جئے دا حشر خراب ہونا
عورت نیکیاں لے کے جائے جنت اس ظالم تے بڑا عتاب ہونا
نظر رحمت دی رب نے نئیں کرنی اوکھا اس تے یوم حساب ہونا

کسی نے میرے آقا علیہ السلام سے پوچھا' سب سے اچھا آدمی کون ہے' کون سا انسان بہتر ہے' کیا!

جس کی دوکان چلے وہ اچھا ہے۔

جس کا کاروبار چلے وہ اچھا ہے۔

جس کا رنگ خوب صورت ہے وہ اچھا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ' اے میرے پیارے صحابہ! تم میں سے!

اچھا وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے اچھا ہے۔

اچھا وہ ہے جو بیوی کے لیے اچھا ہے۔

اچھا وہ ہے جو بچوں سے اچھا ہے۔

اچھا وہ ہے جو ماں باپ سے اچھا ہے۔

اچھا وہ ہے جو گھر والی کے لیے اچھا ہے۔

اور میں اپنی گھر والیوں کے لیے سب سے اچھا ہوں۔

دعا کریں' اللہ تعالیٰ ہمیں اچھا ہی بنا دے۔

ایک انصاریہ بی بی میرے مصطفیٰ علیہ السلام کے پاس آ کر عرض کرتی ہے' آقا آج عورتوں نے مجھے نمائندہ بنا کر بھیجا ہے' میں آپ سے مسئلہ پوچھنے کے لیے آئی ہوں؟ آپ فرماتے ہیں بی بی کیا بات ہے' یہ بی بی عرض کرتی ہے کہ آقا!

مرد نمازیں پڑھاتے ہیں' جماعتیں کراتے ہیں' آذانیں کہتے ہیں' جہاد کرتے ہیں' تبلیغ کرتے ہیں' صدقہ اور خیرات کرتے ہیں جبکہ ہم ان اعمال میں ان سے پیچھے رہ گئی ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: عورتوں کو جا کر بتا دے کہ جو عورتیں گھر رہ کر خاوند کی

فرمانبرداری کرتی ہیں' اپنے خاوند کے سامنے خوش ہو کر پیش ہوتی ہیں تو اللہ پاک ان کو گھر بیٹھے ہی اتنا درجہ عطا فرما دیتے ہیں۔ ایک بی بی گھر رہ کر ستر اولیا کے مقام اور درجہ کو پہنچ سکتی ہے۔

میرے دوستو! غور کرنا' میرے نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو اللہ پاک نے چار چیزیں عطا فرما دی ہیں تو وہ شخص بڑا خوش نصیب ہے اور اس کے لیے دنیا میں ہی جنت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین عرض کرتے ہیں آقا وہ کون کون سی چیزیں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

(۱) جس کو نیک بیوی مل جائے۔

(۲) جس کو کھلا مکان مل جائے' تنگ مکان کا بھی کوئی حال ہے کہ دو چار مہمان آ جائیں تو آدمی پریشان ہو جاتا ہے۔

(۳) جس کو پڑوس اچھا مل جائے۔ ان پڑوسیوں کا بھی کوئی حال ہے کہ جو اپنے دروازہ سے کوڑا اٹھائیں اور اپنے پڑوسی کے دروازہ کے آگے پھینک دیں۔

(۴) جس کو سواری اچھی مل جائے' یہ نہ ہو کہ جب سفر کرنے کی ضرورت ہو تو سواری خراب کر دے۔

میرے بھائی! جس طرح خاوندوں کے بیویوں پر حقوق ہیں' اسی طرح بیویوں کے بھی خاوندوں پر حقوق ہیں۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چار بیٹیوں کے نکاح کیے۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی باری آئی' سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی عمر ساڑھے اکیس سال اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عمر ساڑھے پندرہ سال ہے' میرے نبی علیہ السلام علی رضی اللہ عنہ کو رشتہ دے دیتے ہیں' آپ چار سو درہم کے عوض خود ہی نکاح پڑھا دیتے ہیں اور اپنی لونڈی سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کو فرماتے ہیں: اے ام ایمن! فاطمہ کو گھر چھوڑ کر آنا' سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچ جاتی ہیں۔ میرے نبی کو اپنی بیٹی سے اتنا پیار ہے کہ آپ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر چلے جاتے ہیں' جا کر فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے سر پر ہاتھ رکھا اور فرماتے ہیں اے فاطمہ' میں

نے علی رضی اللہ عنہ کا مکان اور سامان نہیں دیکھا' میں نے دیکھا ہے تو علی رضی اللہ عنہ کا ایمان دیکھا ہے' بیٹی اب تجھے علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ زندگی گذارنا ہوگی۔

میرے نبی علیہ السلام سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اتنا پیار کیوں کر رہے ہیں۔ ام المؤمنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا دنیا سے جاتے وقت نبی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ اے میرے سرتاج' پہلے اپنی بیٹیوں سے میں پیار کرتی تھی' اب ماں کا پیار بھی آپ نے کرنا ہے اور باپ کا پیار بھی آپ نے کرنا ہے۔ نیک مائیں بیٹیوں کو گھر سے چلتے وقت اچھی نصیحتیں کرتی ہیں۔ نیک مائیں یہ نہیں کہتیں کہ اگر تھوڑی سی بھی بات ہو تو واپس آ جانا' تیرے بھائی جیتے رہیں۔

نیک مائیں کہتی ہیں ع

ماں ٹردیاں دھی نوں مت دتی ۔۔۔ میرے گل دا دھی اے خیال رکھیں
جیہڑی جگہ تیرا سائیں پیر رکھے ۔۔۔ اس جگہ تے سر دے وال رکھیں
تلکن بازیاں وچ نہ پھس جائیں ۔۔۔ ویکھیں اپنا آپ سنبھال رکھیں
سارے جگ نال نہ بنے نہ بن تیری ۔۔۔ اک صلح تو خاوند دے نال رکھیں

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ زندگی گذاری' آپ خود چکی پیستی رہیں' چکی چلا چلا کر ہاتھوں پر چھالے پڑ گئے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے کنویں سے خود پانی بھر مشکیز کندوں پر اٹھا کر لاتی تھیں' جس کی وجہ سے کندھوں پر نشان پڑ گئے ہیں' کئی کئی دنوں کے فاقے بھی گذار دیئے' تہجد بھی پڑھی' قرآن کریم کے کئی کئی پارے بھی پڑھتی تھیں۔ یہ اس بی بی کی بات ہو رہی ہے جو جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔

ایک دن سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے گھر میں تھوڑا سا تنازعہ ہو گیا' گھر میں ایسا ہو ہی جاتا ہے۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے بچوں کو انگلی سے لگایا اور میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آ گئیں' شام پڑ رہی ہے' میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ بیٹی فاطمہ! تو اپنے گھر کیوں نہیں جا رہی' سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں۔ ابو جی میں علی سے ناراض ہو کر آئی

ہوں اب میں نہیں جاؤں گی۔

لوگو! میرے نبی کی باتیں سنیں، زندگی کیسی گذارنی ہے، بیٹیوں کو بے جا ''لاڈلا'' نہ رکھا کر، اگر بیٹیوں کو گھر بٹھانا جائز ہوتا تو اللہ کی قسم ہے میرے نبی ﷺ بٹھاتے، بیٹیوں کا معاملہ ہی ایسا ہے۔ میرے نبی ﷺ فرماتے ہیں: میری پیاری بیٹی فاطمہ سن لے، اگر تجھے میرے گھر میں رات پڑ گئی اور رات کو عزرائیل علیہ السلام نے چکر لگا دیا اور تجھے موت آ گئی تو میں قیامت کے دن تیری سفارش نہیں کروں گا ع

عورت اوجو خاوند نوں رکھے راضی — تے منے اس دے سب اشاریاں نوں
جھگی خاوند دی نوں بہشت سمجھے — ویکھے کسے دے نہ محل چباریاں نوں

بعض اتنی نیک عورتیں ہوتی ہیں کہ اپنے خاوند کا ساتھ نہیں چھوڑتیں۔

میرے نبی ﷺ ایک صحابی کو دیکھتے ہیں کہ جب نماز پڑھی جاتی ہے تو یہ جلدی جلدی اٹھ کر گھر چلا جاتا ہے، میرے نبی ﷺ نے اسے بار بار دیکھا کہ پتہ نہیں اس شخص کو کیا تکلیف ہے، جو یہ نماز کے فوراً بعد جلدی جلدی چلا جاتا ہے۔ ایک دن آپ علیہ السلام فرماتے ہیں اے میرے صحابی! بیٹھ جا، مجھے بتا تجھے کیا تکلیف ہے، تو اتنی جلدی گھر کیوں چلا جاتا ہے؟

میرے دوستو! غور کرنا، ہمارے گھر کپڑوں کے اتنے جوڑے ہیں کہ شمار نہیں، جوتیوں کے جوڑوں کا بھی پتہ نہیں، جائیداد کا کوئی اندازہ نہیں، پھر بھی ہم اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرتے ہیں، یہ صحابی کہتا ہے آقا، بتانا تو نہیں چاہتا تھا لیکن اب اس لیے بتانے لگا ہوں کہ آپ کا حکم ہو گیا ہے، کہیں آپ کی نافرمانی نہ ہو جائے، عرض کرتا ہے اے اللہ کے نبی، میرے پاس صرف ایک ہی چادر ہے، میں نماز پڑھ کر جاتا ہوں اور اپنی بیوی کو چادر دیتا ہوں تو پھر وہ نماز پڑھتی ہے۔

یہ سن کر میرے نبی ﷺ پریشان ہو گئے کہ اتنی غریبی ہے، اتنی دیر میں ایک شخص سامان سے لدے ہوئے سات آٹھ اونٹ لے آیا، میرے نبی ﷺ صحابی کو فرماتے ہیں

کہ یہ اونٹ لے جا اور گھر کی ضرورت پوری کر لے۔ چنانچہ یہ صحابی اونٹوں کی مہار پکڑ کر اپنے گھر جا رہا ہے' بیوی نے دیکھا کہ یہ اتنے اونٹ کہاں سے لے آیا ہے' پہلے تو ایک ہی چادر تھی' جب صحابی نے ساری بات سنا دی تو بیوی کہتی ہے' لگتا ہے اب تیرا میرا نبھاہ مشکل ہوگا' کیونکہ تو نے اللہ تعالیٰ کا شکوہ کیا ہوگا ع

میں ہن تیرے گھر رہنا نئیوں جے کر اونٹ لیاویں
رب میرے دیاں کریں شکایتاں' وچ مسیت سناویں

میری مائیں' بہنیں سنیں! جو اپنے خاوند کو اس بات پر مجبور کرتی ہیں کہ جا کہیں ڈاکہ مار کر یا چوری کر کے لے آ۔

میرے نبی ﷺ کے صحابی کی بیوی کہنے لگی' اے اللہ کے بندے فیصلہ تیرے ہاتھ میں ہے' دنیا کی دولت رکھ لے یا مجھے رکھ لے' اگر تو یہ اونٹ رکھے گا تو میں نہیں رہوں گی اور اگر مجھے رکھنا ہے تو میں یہ دولت نہیں رہنے دوں گی۔ وہ کہتی ہے ع

اللہ نے صحت بخشی اے تینوں' تے دو جانور ایمان ایں
تیجی حب محمد والی' تے مل گئے نے کل خزانے

اللہ پاک نے تجھے تندرستی اور نبی پاک ﷺ کی محبت دی ہے' تجھے اور کیا چاہیے' صحابی اسی طرح اونٹ پکڑ کر واپس لے جاتا ہے اور کہتا ہے: آقا! اگر اونٹ رکھوں تو گھر نہیں بستا' اے اللہ کے نبی مجھے اونٹوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ میرے نبی کو اونٹ دے کر واپس آ گیا۔ اِدھر نبی ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرماتے ہیں کہ لوگو تم نے جنتی جوڑا دیکھنا ہے تو ان کو دیکھ لو۔

میرے نبی کا ایک صحابی آپ ﷺ کے پیچھے جمعہ اور نمازیں پڑھنے والا آج جہاد پر جانے لگا ہے' اس کی بیوی بڑی نیک اور فرمانبردار ہے' وہ کہتی ہے اے اللہ والے تو جہاد پر جانے لگا ہے' میرے لیے کیا آرڈر اور حکم ہے' یہ اپنی بیوی سے کہتا ہے' اے میری بیوی سن لے جب تک میں واپس نہ آؤں تم نے میرے دروازہ کی دہلیز سے باہر قدم نہیں رکھنا۔

آج بعض لوگ پہلے ہی لکھوا لیتے ہیں کہ ہم اتنی پابندیاں برداشت نہیں کریں گے' یہ پردہ نہیں کرے گی' یہ تیرے گھر کے برتن صاف نہیں کرے گی' یہ تیری ماں کی خدمت نہیں کرے گی' یہ تیرے بابا کے کپڑے نہیں دھوئے گی' لیکن یہ بیوی کتنی اچھی ہے' اس کا خاوند کہتا ہے کہ جب تک میں نہ آؤں تو نے دروازہ سے باہر نہیں نکلنا۔ اللہ کریم اپنے بندوں کی آزمائش بھی کر لیتا ہے۔ یہ صحابی باہر چلا گیا' بعد میں اس کی والدہ آ کر کہتی ہے کہ اے میری بیٹی تیرا باپ سخت بیمار ہے آ کر اس کی بیمار پرسی کر لے' بیٹی کہتی ہے کہ اے میری امی' جس سے تم نے میرا نکاح کر دیا ہے وہ مجھے دروازہ سے باہر نکلنے سے منع کر گیا ہے' اس لئے میں نہیں جاؤں گی' تھوڑی دیر گذری تو ماں پھر آ کر کہتی ہے' بیٹی آ کر باپ کی بات سن لے ع

ہے او تد بن تر لیندا' تے ٹھنڈ پاؤل چھاتی
اوڑک میلہ اج اجھوکا' بابل وچ حیاتی

ماں تھوڑی دیر بعد پھر آ کر کہتی ہے' بیٹی تیرا بابا فوت ہو گیا ہے آ کر اس کا موبنہ ہی دیکھ لے۔ ماں کہتی ہے ع

ویکھ لویں موبنہ تھلے آ کے' تے اوڑک جاندی واری
مڑ مڑ بابا آنا نئیوں' تے ویکھ لے صورت پیاری

بیٹی کہتی ہے امی' جس سے تم نے میرا نکاح کر دیا ہے وہ گھر سے باہر نکلنے سے منع کر گیا ہے ایک بات ہے کہ آپ اللہ کے رسول ﷺ کی عدالت میں جا کر کیس کریں اگر اللہ کے نبی اجازت دے دیں تو میں اپنے ابا جی کا موبنہ دیکھ لوں گی۔ یہ کیس میرے مصطفیٰ علیہ السلام کے پاس آیا' آقا ایک صحابی باہر گیا ہوا ہے اور اپنی بیوی کو پابند کر گیا ہے کہ تو نے گھر سے باہر نہیں جانا' اب اس کا بابا فوت ہو گیا ہے' کیا وہ اپنے بابا کا موبنہ دیکھ سکتی ہے یا نہیں؟ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جس کو جس کا خاوند پابند کر گیا ہے' اس کو میں محمد ﷺ بھی اجازت نہیں دے سکتا۔ یہ کہتی ہے امی' میرے بھائیوں کو کہہ دے کہ میرے

بابا کا جنازہ میرے دروازہ کے آگے سے لے کر گذریں تاکہ میں اپنے ابا جان کا مونہہ دیکھ لوں' یہ دل دل میں رو رہی ہے یہ اونچی آواز میں نہیں روتی' بین نہیں ڈالتی' حال دوہائیاں نہیں دیتی ع

نہ اچی رووے نہ سر کھووے' تے چھم چھم ہنجو جاری

جنت لے لیا اس بی بی' کر کے تابعداری

آپ ﷺ فرماتے ہیں: میں اس کو اجازت تو نہیں دے سکتا' لیکن اس کے صبر کی قیمت یہ ہے کہ اللہ پاک نے اس کو جنت دے دی ہے۔

خاوند کی اطاعت کرنے کا بڑا مقام ہے' میاں بیوی کی زندگی اچھی گذر جائے تو رحمٰن خوش ہوتا ہے۔ یہ نکاح اتنے پکے ہیں کہ قیامت کے دن دونوں میاں بیوی اکٹھے جنت میں ہوں گے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر بیوی فوت ہو جائے تو خاوند کا رشتہ ٹوٹ جاتا ہے' شیطان نے ان کی عقل ماری ہوئی ہے۔ نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ اتنا پکا نکاح ہے کہ جنت میں بھی اسی نکاح میں ہوں گے۔

ایک دن سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اور ام المؤمنین سیدہ صدیقہ کائنات رضی اللہ عنہا دونوں ماں بیٹی بیٹھی ہوئی ہیں' ماں کہنے لگی بیٹی' ماں کی شان زیادہ ہے' بیٹی کہنے لگی امی میری شان زیادہ ہے' اماں جی کہنے لگیں' بیٹی بات دلیل سے' سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں' امی میرے باپ کا نام محمد ﷺ ہے اور آپ کے ابا جان کا نام صدیق رضی اللہ عنہ ہے۔ ماں کہنے لگی بیٹی' جہاں تک اس بات کا تعلق ہے بات تو ٹھیک ہے اگر لاکھوں صدیق اکٹھے ہو جائیں تو ایک محمد ﷺ نہیں بن سکتا' لیکن سن لے یہ بھی تیرے باپ کا فرمان ہے کہ قیامت کے دن ہر نیک میاں بیوی اکٹھے ہوں گے' تیرا ہاتھ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ہوگا اور میرا ہاتھ محمد کریم ﷺ کے ہاتھ میں ہوگا۔

یہ نکاح بڑے پکے ہیں' اس لیے اپنی بیویوں کے ساتھ سختی نہ کیا کرو' انہوں نے آپ کے لیے بڑی قربانی دی ہے' جو ماں باپ اور بہن بھائی چھوڑ آئی ہے۔

مولانا رحمہ اللہ نے لکھا ہے ع

کرو محبت نال بیویاں پیاریاں بدلے تساڈے چھڈ ے ماپے بے چاریاں

نال محبت گلاں کرن اے ساریاں مارنا کٹنا ناہیں

بعض مرد اتنے ظالم ہوتے ہیں کہ خود تو باہر دودھ اور یخنی پئیں' فروٹ کھائیں اور گھر جا کر بیوی کو کہتے ہیں کہ آج ''دہاڑی'' نہیں لگی۔

ایک شخص مجھے کہنے لگا مولوی صاحب' میں نے تو اپنی بیوی کو کبھی برف کے لیے بھی پیسے نہیں دیئے۔ میں نے کہا' اگر تیرے بعد گھر مہمان آ جائیں تو وہ کیسے برف یا پانی منگوائے گی۔ حالانکہ اگر مرد بیوی بچوں کو کھلائے۔ کائنات کے سردار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن میزان میں سب سے بھاری نیکی یہی ہوگی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور عرض کرنے لگا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس ایک روپیہ ہے' فرمایا اپنی بیوی پر خرچ کر' وہ عرض کرتا ہے' ایک اور ہے' فرمایا اپنے بچوں پر خرچ کر' پھر عرض کرتا ہے ایک اور ہے' فرمایا اپنی ماں پر خرچ کر' پھر عرض کرتا ہے اللہ کے رسول ایک اور ہے' فرمایا اپنے باپ پر خرچ کر' اگر بندہ اپنے عزیزوں کو صدقہ دے تو ڈبل ثواب ہے' لیکن آج کیا ہے کہ باپ مزدوری کرتا پھرتا ہے اور بیٹا چوہدری بنا پھرتا ہے۔

میرے بھائی! سدا دن ایک جیسے نہیں رہتے' اللہ پاک سے ڈرا کرو۔

میاں بیوی کا ایک جوڑا بڑے خوش گپیوں میں مصروف بیٹھ کر کھانا کھا رہا تھا۔

میاں بیوی آپس میں خوش ہوں تو پورا خاندان خوش ہوتا ہے اور اگر میاں ادھر دیکھے اور بیوی ادھر دیکھے تو پھر دو خاندان پریشان ہوتے ہیں۔

دونوں میاں بیوی سامنے بہترین کھانا لے کر بیٹھے ہوئے ہیں کہ ایک سوالی نے دروازہ پر آ کر صدا لگائی' کہنے لگا گھر والو! مجھے بڑی بھوک لگی ہوئی ہے' تین دن سے بھوکا ہوں' اگر تمہارے پاس روٹی ہے تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے دے دو' اس کا خاوند کہتا ہے اس نے ہمارے آرام میں خلل ڈال کر ہمیں پریشان کیا ہے' اس نے غصہ سے اٹھ کر

سوالی کے چہرہ پر زور سے طمانچہ مار دیا اور مار کر بستی سے باہر نکال دیا۔ حالانکہ اللہ کریم نے فرمایا ہے!

وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْO (والضحیٰ:١٠)

کوئی سوالی آ جائے تو اس کو جھڑکا نہ کرو۔

اس سوالی کے دل سے آہ نکلی تو اب آہستہ آہستہ اس خاوند پر مصیبتیں آنا شروع ہو گئیں' کاروبار نہیں چلتا' دوکان بند ہو گئی' روٹی سے تنگ ہو گیا' اتنا تنگ ہوا کہ اپنی بیوی سے کہتا ہے' اے میری بیوی تو طلاق لے کر جہاں تیرا دل چاہتا ہے' چلی جا۔ اب میں تیرا خرچہ پورا نہیں کر سکتا' بیوی بڑی عقلمند تھی' کہتی ہے اے اللہ والے! تمام دن رب کے ہیں اگر آج برے دن ہیں تو کل اچھے بھی آ جائیں گے' وہ اچھے بھی لا سکتا ہے اور برے بھی لا سکتا ہے۔ خاوند کہتا ہے نہیں تو طلاق لے کر چلی جا میں اپنا بوجھ بھی نہیں اٹھا سکتا' تیرا کیسے اٹھاؤں گا؟ اس بے چاری کے نہ ماں باپ اور نہ کوئی بہن بھائی۔ بعض عورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کے ماں باپ نہیں ہوتے اور خاوند انہیں مار پیٹ کر گھر سے نکال دیتا ہے تو پھر وہ بے گانے دروازوں پر دھکے کھاتی ہیں۔

یہ بے چاری باہر چلی گئی' اس نے مانگ کر نہیں کھایا' اسے کوئی اچھا سا خاوند مل گیا تو اس نے نکاح کر لیا۔ زندگی بڑی اچھی گذرنے لگی' بڑے اچھے دن آ گئے' ایک دن یہ دونوں میاں بیوی کھانا کھا رہے تھے کہ باہر ایک سوالی آ گیا' اس نے آ کر صدا لگائی کہ میں غریب کئی دنوں سے بھوکا ہوں مجھے کچھ دو' اس کی بیوی نے سنا تو یہ دوڑ اٹھی' جس کو ٹھوکریں لگی ہوں اس کو پتہ ہوتا ہے' مولانا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ع

لے بجھی روٹی اپنی حصے' دی جو بوٹی اپنی
خاوند نے واجاں ماریاں' نہ کر تو تیز تراریاں
جاں پانی لے کے آوندی' اودے چہرے دل تکاوندی

روٹی دینے کے بعد اب پانی لینے کیلئے آئی تو اس سوالی کے چہرہ کو غور سے دیکھا ع

جاں مڑی تے اپنے سادھی، جان ہو گئی بے واسی
اکھاں وچوں پانی آ گیا، تک خصم دی قدر آ گیا

پانی لے کر گئی تو اس کے نیچے والے سانس نیچے رہ گیا اور اوپر والا سانس اوپر رہ گیا، یہ بڑی پریشان ہو گئی، اس کا خاوند کہتا ہے اے اللہ والی! تو کیوں رو رہی ہے، کیا بات ہو گئی ہے، یہ کہنے لگی اے اللہ والے! وہ باہر دروازہ پر جو سوالی کھڑا ہے میں نے اس کے چہرہ کی طرف غور سے دیکھا ہے، یہ میرا پہلا خاوند تھا جس کے ساتھ میں زندگی گذارتی تھی، اس نے ایک نیک دل سوالی کو جھڑک دیا تو اس پر برے دن آ گئے، پھر اس نے مجھے طلاق دے دی اور میں تیرے نکاح میں آ گئی۔ خاوند کہنے لگا، اے میری بیوی! بات سن لے، وہ سوالی جس کو اس نے جھڑکا تھا وہ کوئی اور نہیں تھا وہ میں ہی تھا۔

غور کریں! سارے دن اللہ تعالیٰ کے ہیں اگر اچھے دن ہوں تو سسرال بھی عزت کریں، بیوی بھی احترام کرے اور اگر برے دن آ جائیں تو بعض عورتیں دعویٰ کر دیتی ہیں کہ یہ نشہ کرتا ہے اور بعض مردوں کا جب دوسری شادی کرنے کو دل چاہے تو وہ اپنی بیوی کو زہر دے کر مار دیتے ہیں۔ اللہ پاک دونوں گھروں کو ہدایت نصیب فرمائے۔

دیکھیے! یہ بھی تو بیوی ہے جس نے ستر سال خاوند کے گھر عیش بہار کی، اب آزمائش آ گئی اور آزمائش بھی بہت بڑی ہے، جتنا ایمان بڑا ہے، آزمائش بھی تو اتنی بڑی ہے، بچے اور مال مویشی مر گئے جسم میں بیماری پھیل گئی، گاؤں والوں نے طعنے دیئے کہ یہ کسی گناہ میں قابو آیا ہے، معاذ اللہ! یہ بڑا پاپی ہے، اس کی نمازیں کیا کہتی ہیں، لیکن اللہ رب العزۃ فرماتا ہے کہ میں اپنے پیاروں کو آزماتا ہوں۔

اس کی تین بیویوں نے طلاق لے لی، چوتھی بیوی کا خاندان اچھا تھا ع

چوتھی جو بیوی آہی حضرت ایوب دی
یوسف دی پوتی آئے پڑپوتی یعقوب دی

صابراں دی لڑی‘ ابراہیم محبوب دی
صبر دا ورثہ جنہاں تائیں
آکھیا پیغمبر تو بھی لے جا طلاق نی
چلی جا میکے میرا توڑ جا ساتھ نی
آپے ای پیا پٹو‘ جیویں کرے رب پاک نی
تو تے تکلیف اٹھاویں ناہیں
سنیاں جاں مائی رحمت‘ چانگڑاں نے ماریاں
رب دے حبیبا تے تھی صدقے میں واریاں
لے کے طلاقاں چلیاں گیاں جو ساریاں
کھٹیا ای اوناں کجھ ناہیں
حضرت میں زخماں تھیں‘ تک نہ وٹاں گی
جے روئی نال درد ہوئی‘ جب نال چٹاں گی
خاوند دیاں خدمتاں کر کے جناں کھٹاں گی
او موقع لیاندا اے اللہ سائیں

اماں جی رحمت رضی اللہ عنہا نے ایوب علیہ السلام کو سر پر اٹھا کر باہر جنگل میں لے گئیں‘ جس عورت کو کبھی سورج کی کرنوں نے نہیں دیکھا تھا‘ آج وہ لوگوں کی مزدوری کر کے نبی کو کھانا پیش کر رہی ہے‘ یہ ہیں نیک عورتیں۔

مؤرخین نے لکھا ہے کہ اماں جی کو محنت کرتے ہوئے اٹھارہ سال گذر گئے اور کام کی وجہ سے ان کے کندھوں پر نشان پڑ گئے‘ جس نے کام لینا ہوتا ہے کیا وہ ترس کرتا ہے؟ اس ظالم کو یہ سوچ تو نہیں کہ آج یہ میری مزدوری کر رہا ہے ہوسکتا ہے کل مجھے کسی کی مزدوری کرنا پڑے‘ جو عورتیں گھروں میں عورتوں کو رکھ کر کام کرواتی ہیں‘ میں ان بہنوں سے درخواست کروں گا‘ اے میری بہن سوچ‘ اگر تجھے یہ کام کرنا پڑے تو پھر تو کیا کرتی‘ جس طرح تجھے اور تیرے بچوں کو کھانے پینے کی ضرورت ہے‘ اسی طرح اسے بھی

ضرورت ہے۔ اللہ پاک نے تیری روزی میں اس کا حصہ رکھ دیا ہے۔

ایوب علیہ السلام دیکھتے ہیں کہ بیوی کے کندھوں پر نشان پڑ گئے ہیں' فرماتے ہیں اے رحمت' اب تو مزدوری کرنے کے لیے بھی نہیں جانا' اگر قیامت کے دن میرے بابا اسحاق علیہ السلام نے مجھے پوچھ لیا کہ تو نے میری پوتی سے کتنا کام لیا تھا تو میں کیا جواب دوں گا۔ بی بی رحمت رو پڑتی ہیں اور عرض کرتی ہیں اے میرے سرتاج' اگر میں کام نہ کروں تو کہیں قیامت کے دن میرا بابا ابراہیم مجھے یہ نہ کہہ دے کہ ایوب علیہ السلام پر آزمائش آئی تھی اور تو ساتھ چھوڑ کر چلی گئی۔

ایک دن ایوب علیہ السلام کسی وجہ سے اپنی بیوی رحمت بی بی سے ناراض ہو گئے اور جذبات میں آ کر فرماتے ہیں اگر مجھے صحت ملی تو میں تجھے سو کوڑا ماروں گا' اماں جی کتنے حوصلہ والی ہیں' عرض کرتی ہیں حضرت اللہ پاک آپ کو ابھی شفا دے تو میں ابھی سو کوڑے کھانے کے لیے تیار ہوں' آخر ایوب علیہ السلام نے عرش والے کا دروازہ کھٹکھٹا دیا۔

وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗٓ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَo

(الانبیآء:۸۳)

یا اللہ اٹھارہ سال ہو گئے ہیں' اب تو انتہا ہو گئی ہے۔ اللہ پاک نے فرمایا تو پہلے کہتا تھا کہ ستر سال بیمار رہا تو پھر کہوں گا' اب اگر تو نے کہہ ہی دیا ہے تو اپنی ایڑی زمین پر مار' ایوب علیہ السلام نے ایڑی ماری تو پانی کا چشمہ نکل پڑا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فرمایا پانی پی لو۔ ایوب علیہ السلام نے پانی پیا تو اندر کی بیماریاں ختم ہو گئیں اور جب غسل فرمایا تو بیرونی بیماریوں سے بھی نجات مل گئی۔ مائی صاحبہ مزدوری کر کے آئیں تو دیکھا کہ میرے خاوند کی بجائے ایک صحت مند آدمی کھڑا ہے' پوچھنے پر ایوب علیہ السلام فرماتے ہیں میں ہی ایوب ہوں' مائی صاحبہ کہنے لگیں کہ دکھیوں کو مذاق نہیں کرنے چاہئیں' وہ تو بیمار تھے اور تو صحت مند ہے؟ فرمانے لگے رحمت عرش والے نے شفا دے دی ہے۔ مائی صاحبہ عرض کرنے لگیں کہ اللہ پاک نے شفا دینے کے لیے ایک منٹ ہی لگایا ہے۔

اللہ کے نبی علیہ السلام فرمانے لگے: اے رحمت! میں نے قسم اٹھائی تھی کہ میں تجھے سو کوڑا ماروں گا۔ اب بتا کیا کروں' مائی صاحبہ عرض کرتی ہیں کہ میرا کب انکار ہے۔ ایوب علیہ السلام نے کوڑا اوپر اٹھالیا تو اللہ پاک نے فرمایا' جبرائیل جا کر میرے نبی کا ہاتھ پکڑ کر کہہ دے' اس کو نہ مارنا' یہ بی بی مار کھانے والی نہیں' اس نے آپ کی بڑی خدمت کی ہے' یہ آپ کی نوکر بن کر رہی ہے' اس نے فاقے برداشت کیے ہیں لیکن خاوند کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ ایوب علیہ السلام عرض کرتے ہیں اللہ! قسم کیسے پوری ہو گی؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قسم تو میں نے ہی لینی ہے اور میری ہی قسم ہے' فرمایا: سو تنکا گن کر جھاڑوں میں ڈال لے پھر اس کے جسم کے ساتھ آہستہ سے لگا' زور سے نہ مارنا تاکہ میری بندی کو تکلیف نہ ہو' اس کے جسم کو جھاڑو آپ لگا دیں اور قسم میں پوری فرما دوں گا۔

جہانوں کے پیر علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: جو بیوی چار کام کرے!

۱۔ پانچ نمازیں پڑھے۔ ۲۔ ماہ رمضان کے روزے رکھے۔

۳۔ اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرے۔ ۴۔ اپنے وجود کی حفاظت کرے۔

جب یہ بی بی فوت ہو گی تو اس کیلئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جائیں گے۔

اللہ پاک میری ماؤں بہنوں اور بھائیوں کو توفیق عطا فرمائے اور زندگی اچھی گذر جائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔



اولاد کے حقوق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا o اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا o خٰلِدِيْنَ فِيْهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا o (الفرقان: ۷۴-۷۶)

ہر قسم کی حمد و ثنا اللہ رب رحمٰن کے لئے' بے شمار اور ان گنت درود و سلام سید اولالین والاخرین' امام کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی پر۔

دوستو اور بزرگو! آج کے خطبہ جمعہ میں' میں نے قران کریم سے سورۃ فرقان کی چند آیات آپ کے سامنے پڑھی ہیں۔ اللہ مالک سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے صحیح بیان کرنے اور پھر ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

آج میں ان شاء اللہ' اللہ تعالیٰ کی توفیق سے یہ بتاؤں گا کہ اولاد کے حقوق کیا ہیں؟ اور ماں باپ کو اپنی اولاد کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے؟ اللہ پاک نے قران پاک کے اس مقام پر بیان بھی یہی کیا ہے' اللہ پاک اپنے مومن بندوں کی نشانیاں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میرے بندوں کی علامات یہ ہیں کہ جب رات ڈھل جاتی ہے' پچھلی رات آجاتی ہے تو میرے بندے اپنے بستر چھوڑ کر مصلے پر کھڑے ہو کر میرے سامنے دعائیں کرتے ہیں۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا o (الفرقان: ۷۴)

یا اللہ! ہماری بیویوں سے ہمیں اس طرح کی اولاد عطا فرما جن کو دیکھنے سے دل کو سکون آجائے اور آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں' اس کے ساتھ ان کی یہ دعا بھی ہوتی ہے' یا

اللہ! ہمیں متقین کا امام بنادے۔

اللہ پاک فرماتے ہیں جو میرے اس طرح کے بندے ہیں۔

أُولَٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَسَلَٰمًا ۝ (الفرقان:۷۵)

انہوں نے دنیا میں جو صبر کیا ہے اس کے عوض میں ان لوگوں کو جنت کے چوبارے عطا فرمادوں گا اور پھر وہاں ان لوگوں کو بڑے بڑے تحائف اور سلام پیش کیے جائیں گے۔

قرآن کریم کے دوسرے مقام پر یہ بتایا ہے کہ ''وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۝'' اللہ پاک فرشتوں سے فرمائیں گے جنت کے آٹھ دروازے ہیں' ہر دروازے سے جاؤ' فرشتے دروازوں سے آکر جنتیوں سے کہیں گے' ہم نے کروڑوں سال عبادت کی ہے' ہمیں یہ جنت نہیں ملی لیکن تم چند برس عبادت کر کے آئے ہو' تو رب تعالیٰ نے تمہیں یہ جنت دے دی ہے' اب اللہ کریم نے ہماری یہ ڈیوٹی لگا دی ہے کہ ہم تمہیں جنت میں صرف سلام کرنے کے لئے ہی آنا ہے۔

جب لڑکی اور لڑکے کی شادی ہو جاتی ہے تو پھر دونوں کا یہ دل چاہتا ہے کہ اللہ اولاد عطا فرمائے' خاص کر بیٹے پر ہر آدمی کا دل چاہتا ہے' یہ ان سے پوچھ کر دیکھئے جن کی اولاد نہیں' بعض عورتیں کہتی ہیں یا اللہ! بیٹا نہیں تو کوئی بیٹی ہی عطا کر دے' لیکن بیٹا ایسی چیز ہے کہ ان پر انبیاء علیہم السلام کا دل بھی چاہتا ہے' قرآن کہتا ہے' جناب زکریا علیہ السلام بی بی مریم کے پاس گئے' ''وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا'' دیکھا کہ مریم رضی اللہ عنہا کے پاس بے موسم پھل پڑے ہوئے ہیں' آپ نے وہاں ہی کھڑے ہو کر (اس سے غلط فائدہ نہیں اٹھایا' مریم صدیقہ اللہ کی بندی ہے' زکریا علیہ السلام اللہ کے نبی ہیں' اللہ کے نبی نے مریم رضی اللہ عنہا کی قبر پر نہیں مانگا' سیدہ مریم کے پاس جا کر مریم سے بھی نہیں مانگا اور مریم سے بھی نہیں کہا کہ تو کہہ) ''هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ'' دل ہی دل میں رب سے کال ملا دی' فرماتے ہیں یا اللہ تو نے مریم کو بند کوٹھڑی میں وہ پھل دے دیئے ہیں جن پھلوں کا موسم ہی نہیں ہے' میں تیرا نبی ہوں' مجھے

تجھ سے مانگتے ہوئے ایک سو بیس سال ہو گئے ہیں' مجھے بھی بے موسم بیٹا عطا فرما دے۔

اللہ کریم فرماتے ہیں' ہم نے اسی وقت ہی سن لی' فرمایا جبرائیل' زکریا علیہ السلام نے مریم صدیقہ کے حجرہ میں کھڑے ہو کر آہستہ سے کہا ہے لیکن تو بیت المقدس کے چوک میں کھڑے ہو کر اونچی آواز سے کہنا ہے۔

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ هُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ۔

(آل عمران:۳۹)

اے زکریا! اللہ نے بوڑھی عمر میں تیری دعا سن لی ہے' اللہ نے تجھے بیٹا دے دیا ہے' اب نبی پوچھتا ہے' اللہ بیٹا کیسے ہوگا' عمر تو گزر گئی ہے' میں بھی بوڑھا ہوں اور میری بیوی بھی بیمار ہے' نبی کا مقصد یہ تھا کہ شاید جوان ہو جائیں گے' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر تجھے جوان بنا کر دیا تو مجھے رب کس نے کہنا ہے' کسی بچے کا نام ننھیال والے اور کسی بچے کا نام ددھیال والے رکھیں گے' لیکن اس کا نام بھی میں عرش سے خود ہی رکھ کر بھیجوں گا۔

اللہ کریم کے ایک اور نبی ہیں' یہ اسی سال کے ہو گئے ہیں' یہ کہتے ہیں: "رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ٥" اللہ مجھے ایک نیک بیٹا عطا فرما۔

ایک اور نبی ہیں' ان کو بھی رب نے بیٹا نہیں دیا' صرف بیٹیاں ہی عطا کی ہیں' شعیب علیہ السلام کہتے ہیں: یا اللہ! بیٹا عطا فرما دے' آواز آتی ہے میں نہیں دوں گا' لوط علیہ السلام کہتے ہیں: اللہ! بیٹا دے دے' اللہ فرماتے ہیں' میں نہیں دوں گا۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں' آقا میری عمر اٹھارہ سال ہے' میرا دل چاہتا ہے کہ اللہ پاک بیٹا عطا فرمائے لیکن وہ مرضی والا ہے' نہیں دیتا ع

بڈھا باپ شعیب تے پُت کوئی نئیں' پیاں بیٹیاں بکریاں چار دیاں
بھلا نئیں شعیب دا دل کردا' چکھے لذتاں ایس بہار دیاں
اونوں کون پچھے تو اے کی کرنا ایں' اے مرضیاں رب غفار دیاں
دراصل عقیدے دیاں گنڈیاں نیں' شاناں سمجھیاں نئیں کردگار دیاں

اگر وہ دینے پر آئے تو گناہ گاروں کو دے دیتا ہے' میاں بیوی کی خواہش ہے اللہ بیٹا دے' لیکن نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں لوگو! بیٹے بھی رحمت ہیں اور بیٹیاں بھی رحمت ہیں۔

اگر بیٹی پیدا ہو تو اپنی بیوی کو طلاق دینے تک نوبت نہ لایا کرو۔

بعض ظالم اس طرح کے ہوتے ہیں کہ اگر ایک دو بیٹیاں پیدا ہو جائیں تو ساس کہتی ہے تو نے صرف لڑکیاں ہی پیدا کرنی ہیں' میں تجھے طلاق دلوادوں گی۔

میرے بھائی! فیصلے زمین پر نہیں ہوتے' یہ تو عرش عظیم پر ہوتے ہیں:

مسلم شریف میں ہے' آمنہ کے لال اور ساری کائنات کے سردار ﷺ فرماتے ہیں جس کو اللہ کریم دو بیٹیاں عطا فرما دیتے ہیں' وہ برا محسوس نہیں کرتا بلکہ دونوں کی پرورش کرتا ہے' تو وہ قیامت کے دن میرے پڑوس میں کھڑا ہوگا۔

میں ایک روایت میں پڑھ رہا تھا نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ جس کو اللہ پاک نے ایک بیٹی دی' یہ بیٹی کی پرورش کرتا ہے' اس سے بیٹوں کی طرح ہی پیار کرتا ہے' آپ علیہ السلام فرماتے ہیں اس بندہ کو بھی اللہ پاک جنت عطا فرما دیں گے۔

بعض دفعہ ایسے ہوتا ہے کہ بیٹے شکایات کا سبب بن جاتے ہیں اور بیٹیاں رحمت کا سبب' میں نے دیکھا ہے کہ ماں باپ بوڑھے ہو جائیں تو بہو نہیں سنبھالتی' بلکہ بیٹیاں سنبھالتی ہیں۔

میں آج ہی ابوداؤد شریف میں پڑھ رہا تھا' نبی پاک علیہ السلام کی آٹھویں بیوی کا نام سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا ہے' یہ نبی اکرم ﷺ کے ایک صحابی سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئیں' سیدنا ثابت رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے جویریہ! تو مجھے اتنے پیسے دے دے تو میں تجھے آزاد کر دوں گا؟ سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے پاس پیسے تو نہیں تھے' میں نے اللہ کے رسول ﷺ کے پاس جا کر عرض کیا' آقا ثابت بن قیس کہتا ہے کہ مجھے اتنے پیسے دے دے تو میں تجھے آزاد کر دوں گا؟ اے اللہ کے رسول! آپ میری امداد فرما دیں' میں آزاد ہو جاؤں گی' میرے نبی فرماتے ہیں' جویریہ کیا میں تجھے اس سے اچھی بات نہ

بتا دوں' سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں' آقا وہ کیا بات ہے؟ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں: تیری جگہ پیسے میں دے دیتا ہوں تو آزاد ہو کر مجھ سے نکاح کر لینا' اس طرح تو دنیا میں بھی میری بیوی بن جائے گی اور اگلے جہان کی بھی میری بیوی بن جائے گی۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات منظور کر لی' کُجا ایک عام آدمی کی بیوی بننا اور کُجا دو جہانوں کے سردار کی بیوی بننا' یہ کتنی پیاری بات ہے' اب جس جس کے پاس قیدی تھا ان کو پتہ چلا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا ہے' یہ نبی پاک کے سسرال بن گئے ہیں' ان سب نے ہی غلام آزاد کر دیئے' ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جتنی برکت والی کوئی سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا اپنے خاندان کے لئے ثابت ہوئی ہے' میں نے اتنی برکت والی خاتون کبھی دیکھی ہی نہیں۔

میرے بھائی! بعض دفعہ ماں باپ کے لئے بیٹی بیٹوں سے بھی بہتر بن جاتی ہے' اللہ بیٹا دے تب' بیٹی دے تب' وہ مرضی والا ہے' اللہ پاک بیٹی دے تو ناراض نہ ہوا کر' اللہ کریم نے اپنے محبوب کو چار بیٹیاں دیں۔

حجاج بن یوسف یا کوئی اور آدمی اپنی ماں سے کہنے لگا' میں چاہتا ہوں کہ تیرا احسان دنیا میں ہی چکا دوں' بتا تو کیا بدلہ لے گی؟ ماں کہنے لگی بیٹا تو یہ نہیں کر سکتا' بیٹا کہنے لگا نہیں' میں تیرا احسان چکانا چاہتا ہوں' ماں کہنے لگی: اچھا پھر اس طرح کر' پانچ کلو کا پتھر اپنے پیٹ کے ساتھ نو مہینے باندھ لے میں راضی ہو جاؤں گی۔

بتاؤ! کیا پانچ کلو کا پتھر پیٹ کے ساتھ باندھنا آسان ہے' تیری ماں تجھے نو ماہ اٹھائے' پھر موت وحیات کی کشمکش کے وقت تجھے جنم دے' جب ماں کو پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیٹا دیا ہے تو اسے سارے دکھ ہی بھول جاتے ہیں۔

مسلم شریف میں لکھا ہے' نبی علیہ السلام کے دور میں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا تھا تو اس بچے کو نبی علیہ السلام کے پاس لایا جاتا تھا' اللہ کے نبی علیہ السلام اس بچے کے لئے برکت کی دعائیں کرتے'

اور آپ اپنے مونہہ میں کھجور چبا کر پھر اس بچہ کے مونہہ میں ڈال دیتے۔

میں ایک روایت پڑھ رہا تھا کہ جب کسی عورت کے ہاں بچے کی ولادت کا وقت ہو تو دانا عورتیں اس عورت کے پاس جا کر آیت الکرسی اور آخری سورتیں پڑھیں تو اللہ پاک آسانیاں اور مہربانیاں فرما دیں گے۔

ہمارے ملک میں رسم یہ ہے کہ اس کے تکیہ کے پاس چھرا رکھو' اس کی چار پائی کے ساتھ تالا لگاؤ' دروازہ پر سرس کے پتے لٹکاؤ' میرے بھائی! یہ سب کفر اور جہالت کی رسومات ہیں' کیا اس طرح بچے بچ جاتے ہیں'

مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے ع

قسم خدا دی لوہے کولوں' ملک الموت نئیں ڈردا
جے کر لوہا راکھا ہندا' فیر کوئی لوہار نہ مردا

یہ سب رسومات ہیں۔

نہ چار پائی کو تالا لگانے کی ضرورت ہے۔

نہ تکیہ کے پاس چھرے رکھنے کی ضرورت ہے۔

نہ دروازہ پر سرس کے پتے لٹکانے کی ضرورت ہے۔

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ ''نیل الاوطار'' میں لکھتے ہیں: کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں' جس کو اللہ پاک بیٹا دے وہ اس کے دائیں کان میں آذان پڑھے اور بائیں میں تکبیر' جس کے دائیں کان میں آذان پڑھی جائے اور بائیں میں تکبیر تو اللہ پاک اس بچے کو ''ام الصبیان'' کی بیماری سے محفوظ فرما دیتے ہیں۔

میرے بھائی! نومولود بچے کو نہلا کر کوشش کرو کہ اس کو سفید لباس پہنایا جائے' یہ قدرت کا نظام ہے کہ بچہ ابھی دنیا میں آیا نہیں اور سارے انتظام پہلے ہو رہے ہیں' اب بچے کو بھوک لگ گئی ہے لیکن یہ بول نہیں سکتا' اس کا واقف بھی کوئی نہیں' یہ کسی کو جانتا ہی نہیں' اس کو کسی کے نام کا پتہ نہیں' یا اللہ! بھوک لگ گئی ہے کیا کروں؟ فرمایا: اگر تجھے

بولنے کا طریقہ نہیں آتا تو رونا شروع کر دے، بچہ رونا شروع کر دیتا ہے تو اس کو چھاتی پر لٹانے والی آ جاتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ" مائیں اپنے بچوں کو دو سال تک دودھ پلائیں۔

اللہ کے پاک نبی علیہ السلام فرماتے ہیں، سات دن کے بعد بچے کا عقیقہ کرو اور اس کے بال اتر واؤ، میرے نبی ﷺ نے سیدنا حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے عقیقہ پر بکریاں ذبح کیں، تم بھی بکریاں، بکرے، اونٹ، گائے یا جو دل چاہے ذبح کرلو لیکن بکرے اور چھترے سے عقیقہ کرنا سنت ہے۔

یاد رکھیں! لڑکے کی طرف سے دو جانیں اور لڑکی کی طرف سے ایک جان۔

عقیقہ کے لئے جانوں کو ذبح کرنا ہے یعنی لڑکے کی طرف سے دو جانور اور لڑکی کی طرف سے ایک جانور آج کل بعض لوگوں نے یہ طریقہ اپنا لیا ہے کہ قربانی کے جانور میں لڑکے کے لئے دو حصے اور لڑکی کے لئے ایک ڈال لیتے ہیں اور اس کو عقیقہ کہہ دیتے ہیں میرے بھائی یہ طریقہ غلط ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مدینہ منورہ گئے تو کسی صحابہ کے گھر بچہ پیدا نہ ہو، سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے بھائی کے گھر امید ہوئی، انصار کی ایک عورت کو پتہ چلا کہ اللہ پاک بچہ دے گا، تو وہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ کر کہتی ہے، تمہارے بھائی کے گھر اللہ تعالیٰ نے بیٹا دیا تو میں عقیقہ پر اونٹ ذبح کروں گی، اللہ کریم نے بیٹا دے دیا، اب وہ انصار کی عورت آئی کہنے لگی چونکہ میں نے نذر مانی ہے کہ عقیقہ پر اونٹ ذبح کروں گی، وہ ام المؤمنین سے کہتی ہے، کیا میں کروں یا نہ کروں؟ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اگر تو اونٹ ذبح کرے گی تو ثواب کم ملے گا اور پیسے زیادہ لگیں گے، اگر تو بکرے کرے گی تو پیسے کم لگیں گے اور ثواب بھی زیادہ ملے گا۔

میرے بھائی! عقیقہ ساتویں دن کرنا ہے، اگر ساتویں دن نہیں ہو سکا تو چودھویں روز کرلو، اگر چودھویں روز جانور نہیں مل سکے تو اکیسویں دن کرلو اور اگر اکیسویں دن

بھی نہ ملے تو۔

حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ع

حضرت آپ عقیقہ کیتا' تے عمر پچانواں سالاں

اے سنت ترک کریندے اکثر بدعت پھڑی چالاں

بچے کے سر کے بال اتار کر دفن کر دیں' نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے عقیقہ کر کے ان بالوں کے برابر اللہ تعالیٰ کی راہ میں چاندی صدقہ کی تھی' آدمی عقیقہ پر جس طرح کے چاہے جانور ذبح کر سکتا ہے' اس کے ''دوندے'' کی شرط ہے اور نہ کھیرے کی شرط ہے' یہ صرف قربانی کے لئے شرط ہے' وہ گوشت آپ کچا اور پکا کر بھی تقسیم کر سکتے ہیں' آپ خود بھی کھا سکتے ہیں اور دوستوں کو تحفہ بھی بھیج سکتے ہیں۔ البتہ گوشت کھانے کے قابل ہونا چاہیے نہ کہ بالکل ہی چھوٹا اور کمزور جانور۔

میرے بھائیو! ساتویں روز عقیقہ کرنا سنت ہے' پھر عقیقہ کے بعد بچے کا اچھا سا نام رکھو' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے' عبداللہ یا عبدالرحمٰن نام رکھو' یہ بہترین نام ہیں' اگر اس کے بعد رکھنا ہے تو محمد یا احمد نام رکھو اور اگر اس کے بعد رکھنا ہے تو انبیاء کرام علیہم السلام کے نام رکھو۔

بخاری شریف میں لکھا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لوگو! اچھے اچھے نام رکھا کرو' قیامت کے دن تمہیں تمہارے باپ کے نام پر آواز پڑے گی کہ فلاں' فلاں کا بیٹا کہاں ہے' اس کا اعمال نامہ چیک ہونے لگا ہے۔

جناب! اب ختنہ کرنا ہے۔

صحیح بخاری شریف میں لکھا ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی عمر اسی سال ہوگئی تو اللہ پاک نے فرمایا اپنا ختنہ کریں' سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے سیدنا اسحٰق علیہ السلام کا ساتویں دن ختنہ کیا اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام کا تیرہویں سال ختنہ کیا' یہ ختنہ کرنا سنت ہے' جس نے ختنہ نہیں کروایا وہ اب بھی کروا سکتا ہے' یہ ساری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی باتیں ہیں' عقیقہ اور سر کے

بال منڈانا بھی سنت ہے۔

میرے بھائی! اگر اللہ پاک بچی دے تو اس کی اچھی پرورش کریں۔

ایک چوہدری میرے مصطفیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اس کا نام قیس ہے' یہ اپنے قبیلہ کا سردار ہے' یہ میرے مصطفیٰ علیہ السلام کو اپنے دورِ جاہلیت کی باتیں سنا رہا ہے' عرض کرتا ہے' آقا میرے ہاں بچہ پیدا ہونے والا تھا' میں سفر پر چلا گیا' میں نے اپنی بیوی سے یہ بات کہہ دی' اگر اللہ پاک نے بیٹا دیا تو اس کا فلاں نام رکھ دینا اور اگر بیٹی پیدا ہوئی تو پیدا ہوتے ہی اس کا گلا دبا کر ختم کر دینا' اب میرے گھر بیٹی پیدا ہوگئی' ماؤں کے دل بڑے نرم ہوتے ہیں' ماں نے بچی مارنے کی بجائے اپنی بہن کے گھر بھیج دی' میری وہ بچی اپنی خالہ کے گھر پرورش پاتی رہی' ایک دن میں گھر آیا اور اس بچی کو دیکھا' میرے خون نے جوش مارا' میں نے اپنی بیوی سے پوچھا یہ بچی کس کی ہے' میری بیوی سمجھی کی شاید اس کا دل نرم ہوگیا ہے' کہنے لگی یہ وہی بچی ہے جس کے بارہ میں میں نے تجھے بتایا تھا کہ مردہ بچہ پیدا ہوا تھا' یہ اب بڑی ہوگئی ہے' کہنے لگا مجھے بھی اس بچی سے پیار ہوگیا۔

میرے بھائیو! آپ بھی اپنی بیٹیوں اور بہنوں سے پیار کیا کریں' اللہ ذوالجلال کی قسم ہے' میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹیوں اور بہنوں سے بڑا ہی پیار تھا' اگر میں اس طرح بھی کہہ دوں کہ میرے نبی کو اپنی بیٹیوں کے بغیر لقمہ حلق سے نیچے نہیں اترتا تھا' اس کی دلیل میں امام منذری کی الترغیب پڑھ کر دیکھ لیں' ایک دن میرے نبی کو دوپہر کے وقت بھوک لگ گئی' آپ کا پروگرام بنا کہ صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر جاتے ہیں' آپ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف چلتے جا رہے ہیں' آگے سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ چلے آ رہے ہیں' آپ علیہ السلام فرماتے ہیں صدیق مجھے بھوک لگی ہوئی تھی' میں تیری طرف جا رہا تھا' سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں' آقا! مجھے بھوک لگی ہوئی تھی اس لئے میں آپ کی طرف آ رہا تھا' آپ علیہ السلام فرماتے ہیں' اچھا عمر رضی اللہ عنہ کی طرف چلتے ہیں' آپ علیہ السلام دیکھتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ دوپہر کے وقت میرے مصطفیٰ علیہ السلام کی طرف آ رہے ہیں' آپ علیہ السلام فرماتے ہیں

عمر رضی اللہ عنہ ہم دونوں کو بھوک لگی ہوئی تھی ہم تیری طرف جا رہے تھے' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں آقا مجھے بھوک لگی ہوئی تھی اور میں آپ کی طرف آ رہا تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں چلو پھر ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس ہی چلتے ہیں' آپ گئے تو سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ باغ میں چل پھر رہے ہیں' مائی صاحبہ نے جلدی سے دروازہ کھول کر بٹھا دیا اور آواز دی' ابوایوب ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' آ گئے ہیں۔

میرے بھائی! وہ کتنے خوش قسمت لوگ تھے جن کے گھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم چل کر چلے جاتے تھے' سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت کا پتہ تھا کیونکہ پہلے دن آپ مہمان ہی ان کے تھے۔ ابوایوب رضی اللہ عنہ نے باغ سے کھجوروں کا ایک خوشہ توڑا' لاکر آپ کے آگے رکھ دیا اور عرض کیا آقا کھائیے' مجھے معلوم ہے کہ آپ کو بھوک لگی ہوئی ہے' سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ جلدی جلدی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بکری ذبح کر کے بیوی سے فرماتے ہیں' آدھی شوربے والی پکا اور آدھی ویسے ہی بھون دے' آج نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھنی ہوئی بکری کھلائیں گے' بیوی نے آدھی بھون دی اور آدھی شوربے والی پکا دی' اب کائنات کے سردار کے سامنے روٹیاں' بھنی ہوئی بوٹیاں اور شوربے والا گوشت پڑا ہوا ہے' میرے مصطفےٰ علیہ السلام نے تھوڑا سا گوشت' شوربا اور روٹیوں کے چند ٹکڑے لئے اور فرماتے ہیں پہلے میری بیٹی فاطمہ کو دے کر آؤ' کیونکہ وہ بھی کئی دن سے بھوکی ہے۔

میرے بھائی! کیا آپ نے بھی کبھی اپنی بیٹی کا خیال کیا ہے۔

یہ کہتا ہے' آقا! میں گھر آیا تو میری بیٹی گھر میں چل پھر رہی تھی' میں نے بیوی سے پوچھا یہ خوبصورت بیٹی کس کی ہے؟ میری بیوی کہتی ہے' یہ تو وہی بچی ہے' جو میں نے تیرے سامنے جھوٹ بولا تھا' کہتا ہے کچھ دن تو یہ بچی مجھے بڑی پیاری لگتی رہی' وہ جو عربوں کا رواج تھا کہ بیٹی پیدا ہوتے ہی قتل کر دیتے تھے' میرے دل میں بھی جوش پیدا ہونا شروع ہو گیا' کل یہ بچی جوان ہو جائے گی تو کوئی میرا بھی داماد بن جائے گا' میں اس عار سے بچنے کے لئے اپنی بچی کو ساتھ لے کر جنگل کی طرف چل پڑا' وہاں جا کر میں نے

گڑھا کھودنا شروع کیا' میرے کپڑوں پر مٹی پڑ رہی تھی تو وہ بچی میرے کپڑے جھاڑتی' میں نے گڑھا کھود کر اپنی زندہ بچی کو اس میں کھڑا کر دیا اور مٹی ڈالنا شروع کر دی' تو میری وہ بچی کہتی ہے' ابو مجھ سے کیا غلطی ہوئی ہے' میرا کیا قصور ہے' مجھ پر مٹی کیوں ڈال رہا ہے' کیا تو مجھے یہاں اکیلی کو چھوڑ کر چلا جائے گا؟

ذرا غور کریں! اس بچی پر کیا بیت رہی ہوگی' بچی کہتی ہے ع

نہ میں رووّاں نہ پیسے منگاں' نہ تیرے ول آواں
مینوں چھڈ کے نہ جائیں وے ابا' کِتے روندی نہ مر جاواں

کہتا ہے آقا! میرے دل میں کوئی ترس نہ آیا تو پھر بچی مجھے کہتی ہے ع

جس دن روز قیامت ہوسی' اللہ دے دربارے
لبھ لواں گی وے ابا تینوں تے لے لواں گی بدلے سارے

اس نے مجھے کہا' ابا! تیری میری باتیں قیامت کے دن ہوں گی' آپ علیہ السلام فرماتے ہیں پھر تیرا دل تو پتھر سے بھی زیادہ سخت ہے' میرے مصطفٰی علیہ السلام کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی' آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ لَا يُرْحَمْ۔

آج تو نے اپنی بچی پر رحم نہیں کیا' اللہ تجھ پر رحم نہیں کرے گا۔

البدایہ میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے لکھا ہے' وہ کہتا ہے کہ آقا! میں آٹھ زندہ بیٹیاں قتل کر کے آیا ہوں۔

مسند دارمی میں لکھا ہے' ایک آدمی میرے مصطفٰی علیہ السلام کے پاس آ کر کہتا ہے' آقا! میں اپنی زندہ بچی کو کنوئیں میں پھینک کر آ گیا ہوں' اس کی چیخیں ابھی بھی میرے کانوں میں پڑ رہی ہیں۔

ایک اور آ کر کہتا ہے' آقا! میں ستر بچیاں زندہ درگور کر چکا ہوں' یہ کتنے ظلم تھے میرے مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! بیٹیوں کو نہ مارا کرو' بیٹیوں کے ساتھ پیار کیا کرو'

آپ ﷺ فرماتے ہیں جس کی دو بیٹیاں جوان ہو جائیں اور پھر وہ ان کے نکاح کر دے تو وہ قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں جب بچہ بچی جوان ہو جائے اور اس کا رشتہ مل جائے تو اس کی شادی کر دیں۔

لیکن ہمارے ملک میں نہ کوئی کسی غریب سے رشتہ لینے کے لئے تیار ہے اور نہ ہی دینے کے لئے' بچیوں کی عمر چالیس چالیس سال ہو جاتی ہے لیکن رشتہ ہی نہیں ملتا۔

اللہ کریم فرماتے ہیں: میں نے اولاد کو ماں باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دیا ہے' اگر والدین نے ان کی صحیح تربیت کی ہے' ان کو بُرے ماحول سے بچا کر اچھے ماحول میں بھیجا ہے' ان کو غلط لوگوں کے پاس نہیں بیٹھنے دیا' یہ بچہ قرآن پڑھ گیا ہے' دین کا علم سیکھ گیا ہے' ماں باپ قبروں میں پہنچ چکے ہیں' اب ماں باپ کو کیا ملنا ہے؟

عیسیٰ علیہ السلام جا رہے ہیں' آپ نے دیکھا کہ ایک قبر والے کو مار پڑ رہی ہے' پھر دوبارہ دیکھا کہ اس کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنی ہوئی ہے' آپ عرض کرتے ہیں' یا اللہ! ابھی اس کو جوتیاں پڑ رہی تھیں' اب اس کی قبر جنت کے باغوں میں باغ بن گئی ہے؟

اللہ کریم فرماتے ہیں: اس کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے' اب اس کی ماں نے اسے پڑھنے کے لئے بھیج دیا ہے' آج اس نے اپنی زبان سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا ہے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں بچے کی زبان کھلے تو اس کو لا الہ الا اللہ پڑھایا کرو۔

لیکن آج بعض مائیں کہتی ہیں' باپ کو گالی نکال۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں' یا اللہ! اس کی قبر جنت کے باغوں میں باغ بن گئی ہے' اللہ پاک فرماتے ہیں اس کے بیٹے نے صرف بسم اللہ ہی پڑھی ہے تو ہم نے قبر کا عذاب ختم کر دیا ہے۔

میرے بھائی! اگر آپ کا بیٹا سارا قرآن ختم کر جائے' اگر رب آپ کو توفیق دے'

آپ محنت مزدوری کر کے بچوں کا پیٹ خود پالیں اور بیٹے کو قرآن کریم حفظ کرنے کی طرف لگا دیں تو پھر کیا مقام ملے گا۔

ابوداؤد شریف میں ہے' آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيهِ أُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

''جو شخص قرآن یاد کر کے قاری بن جاتا ہے' قیامت کے دن اس کے ماں باپ کے سر پر اس طرح کا نورانی تاج ہوگا جس کی چمک سورج سے بھی زیادہ ہوگی۔''

اب یہ ماں باپ بڑی شان وشوکت کے ساتھ جا رہے ہیں' سر پر تاج سجا ہوا ہے' بعض دیکھ کر بھول جائیں گے وہ دوسرے کو کہیں گے یار اس طرح لگتا ہے جیسے یہ نبی جا رہے ہیں؟ آواز آئے گی یہ نبی نہیں' یہ کہیں گے پھر صحابہ تو ضرور ہوں گے؟ آواز آئے گی یہ صحابہ بھی نہیں' کہیں گے یہ محدثین ہوں گے؟ اللہ کریم فرمائیں گے یہ ریڑھی لگا کر گذارہ کرنے والا سادہ سا آدمی ہے' اس کو میں نے اولاد دی' اس نے ان کو دین کی طرف لگا دیا' محنت اس کی اولاد نے کی' آج شان میں نے اس کو عطا کر دیا ہے۔

یا اللہ! بچے پوچھتے ہیں تو نے ہمارے ماں باپ کو شان دے دی ہے' ہمیں کیا ملے گا؟ اللہ کریم فرماتے ہیں: جہاں نبی کھڑے ہوں گے میں ساتھ وہیں تمہیں بھی جگہ دے دوں گا' پھر میں کہوں گا' بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o سے اس طرح پڑھنا شروع کرو جس طرح دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے اور ساتھ ساتھ اوپر چڑھنا شروع کر دو جہاں وَالنَّاسِ کی س آئے گی' میں جنت میں اتنی کوٹھیاں ابھی سے تمہارے نام الاٹ کر دیتا ہوں۔

میرے بھائیو! ماں باپ چلے جائیں' اولاد نیک ہو' وہ دعا مانگیں تو اولاد کی دعاؤں سے ماں باپ کی قبریں منور ہو جاتی ہیں۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب کوئی بندہ مر جائے تو اس کے تمام اعمال کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے لیکن تین چیزوں کا ثواب قبر میں بھی ملتا ہے۔

(۱) وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُوْا لَهٗ۔ نیک اولاد جو دعا کر رہی ہے' حج اور عمرہ کر رہی ہے'

نماز پڑھ رہی ہے اور نماز میں کہتی ہے' رَبَّنَا غْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ۔ ''اللہ مجھے بھی معاف کردے اور میرے ماں باپ کو بھی معاف کردے۔''

(۲) صَدَقَةٌ جَارِيَةٌ۔ وہ کہیں' مسجد بنوا گیا ہے' کنواں کھدوا گیا ہے' کہیں پانی کا نلکا یا ٹونٹی لگوا گیا ہے یا اور کوئی صدقہ جاریہ کر گیا ہے' تو جب تک وہ باقی رہے گا تو اسے اس کا اجر ملے گا۔

(۳) عِلْمٌ يُنْتَفَعُ بِهِ۔ اس نے خود علم پڑھا تھا اور آگے لوگوں کو پڑھا گیا ہے' جب تک اس کا ایک بھی شاگرد باقی ہے' تو اس کو قبر میں ثواب ملتا رہے گا۔

دعا کریں اللہ پاک ایسی اولاد دے جو ماں باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن جائے' جن کے پاس اولاد نہیں اللہ کریم انہیں اولاد عطا فرمائے اور جن کو اولاد دی ہے ان کی اولادوں کو نیک بنائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

دُکھوں کا علاج

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ وَ تَوَلّٰى عَنْهُمْ وَ قَالَ يٰاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ وَ ابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ○ قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ○ قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَ حُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○

(یوسف: ۸۴-۸۶)

ہر قسم کی حمد و ثناء اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات کے لئے' بے شمار اور ان گنت درود و سلام امام کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی پر۔

دوستو اور بزرگو! میں نے اس وقت سورۃ یوسف کی تین آیات تلاوت کی ہیں' اللہ مالک سے دعا ہے کہ اللہ پاک مجھے صحیح بیان کرنے اور پھر میرے سمیت سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

دوستو! آج میرا دل چاہتا ہے کہ میں آپ کے سامنے ''دُکھوں کا علاج'' عرض کروں کیونکہ ہر آدمی کو دُکھ اور پریشانیاں آتی رہتی ہیں' جس طرح اللہ پاک نے یہ دکھ بنائے ہیں' اسی طرح ان دکھوں کا علاج بھی بنایا ہے' اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے دکھ دور کرنے کے طریقے بھی سمجھائے ہیں۔

انسان کے دکھ کس طرح دور ہوتے ہیں' قرآن کریم میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے وہ مختلف چیزیں بیان کی ہیں کہ یہ چیز بھی تمہارے دکھوں کا علاج ہے' یہ چیز بھی تمہارے دکھوں کا علاج ہے' انسان کو دکھ تو آتے ہی رہتے ہیں' کہیں بیماریاں ہیں' کہیں پریشانیاں ہیں' کہیں مقدمات ہیں' کہیں جیلیں ہیں' کہیں غریبی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا علاج بھی اپنے قرآن میں نازل فرمایا ہے' وہ علاج کیا ہے؟

اللہ رب العزت نے فرمایا:

يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ○ (البقرة:۱۵۳)

اے ایمان والو! مجھ سے صبر اور نماز کے ساتھ مدد مانگو' تمہارے دکھوں کا علاج صبر بھی ہے اور نماز بھی ہے۔

اللہ کے نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے:

تمہارے دکھوں کا علاج نماز میں رکھا ہے۔

تمہارے دکھوں کا علاج صدقات میں رکھا ہے۔

تمہارے دکھوں کا علاج روزوں میں رکھا ہے۔

تمہارے دکھوں کا علاج علم پڑھنے اور پڑھانے میں رکھا ہے۔

اللہ پاک نماز پڑھنے' روزے رکھنے' صدقہ وخیرات کرنے' علم پڑھنے اور پڑھانے سے تمہارے دکھ دور فرما دیتے ہیں۔

کنز العمال میں لکھا ہے کہ جناب آدم علیہ السلام کی گردن پر ایک غدود نکل آئی' آپ کو اس غدود کی درد شروع ہوگئی' جناب آدم علیہ السلام نے اللہ پاک سے درخواست کی' یا اللہ! میری گردن پر ایک غدود نکل پڑی ہے' اس کا علاج کیا ہے' اللہ پاک فرماتے ہیں: ''قُمْ يَا اٰدَمَ فَصَلِّ'' اے میرے آدم! اُٹھ کر نماز پڑھنا شروع کر دے۔

کوئی شخص کسی سے کہے نماز پڑھا کر' تو وہ کہتا ہے کہ ہمارے گھر کھانے کے لئے کچھ نہیں اور تمہیں نماز کی پڑی ہے' کوئی شخص بیمار سے کہے کہ نماز پڑھ' تو وہ کہتا ہے کہ میری جان نکل رہی ہے اور تجھے نماز کی پڑی ہے۔

جناب آدم علیہ السلام کو تکلیف ہوئی' آپ کو بیماری آئی تو اللہ پاک فرماتے ہیں' اے میرے آدم کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھو' آدم نبی کہتے ہیں: یا اللہ! میری جان نکل رہی ہے اور آپ مجھے نماز کا حکم فرما رہے ہیں' اللہ پاک فرماتے ہیں: اے میرے آدم! ''فَاِنَّ فِي

اَلصَّلٰوۃِ شَفَاءٌ'' تو نماز پڑھ میں نے نماز میں شفا رکھی ہے' جناب آدم علیہ السلام نے دو رکعات پڑھیں تو درد کم ہوگئی' پھر عرض کرتے ہیں' یا اللہ! ابھی درد کم ہوئی ہے مکمل آرام نہیں آیا' اللہ کریم فرماتے ہیں' اے آدم! دو رکعات اور پڑھ' پھر دو رکعات پڑھیں تو درد اور کم ہوگئی' اللہ پاک فرماتے ہیں اور دو رکعات پڑھو' پھر دو رکعات پڑھیں تو میرے مالک نے آپ کو مکمل شفاء عطا فرمادی' اس سے معلوم ہوا کہ نماز دکھوں کا علاج ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر سوار ہو کر جارہے تھے' راستہ میں اطلاع ملی کہ تمہارا بھائی فوت ہوگیا ہے' سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میری کمر ٹوٹ گئی' بھائیوں کے بڑے صدمے ہوتے ہیں' مجھے بڑی تکلیف آئی کہ مجھے میرے بھائی کی موت کی خبر ملی ہے' میں نے اپنی سواری ایک طرف باندھ دی' پھر وضو کر کے دو رکعات نماز ادا کی تو اللہ پاک نے میری پریشانی میں آسانی فرمادی' معلوم ہوتا ہے کہ نماز دکھوں کا علاج ہے۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کو ساتھ لے کر جارہے ہیں' مصر سے گذرے تو مصر کے ظالم بادشاہ اور عیاش قسم کے حکمران کے سپاہیوں نے دیکھ کر شکایت کردی' کہنے لگے اے بادشاہ ایک جوڑا گذر رہا ہے' یہ ظالم حکمران سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کو اپنے دربار میں بلا لیتا ہے' سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا کہ یہ ظالم حکمران میری عزت تار تار کردے گا' یہ میری عزت پر ڈاکہ ڈالے گا' سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا نے وضو کر کے نماز پڑھنا شروع کردی' دو رکعات پڑھ کر فارغ ہوئیں اور ہاتھ باندھ کر آسمان والے کے سامنے دعا کی' اے عرش والے! تو سچا رب ہے' عزتوں کا محافظ تو ہے' اپنے نبی ابراہیم علیہ السلام کی عزت کی حفاظت فرمانا' سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا نے نماز پڑھی تو اس ظالم کو مرگی کے دورے پڑنے شروع ہوگئے۔

دوستو! معلوم ہوتا ہے کہ نماز دکھوں کا علاج ہے' اس ظالم نے ایک دفعہ برائی کا ارادہ کیا تو اس کو دورے پڑنے شروع ہوگئے' دوبارہ پھر ایڑیاں رگڑنے لگا' تیسری مرتبہ پھر ایڑیاں رگڑنے لگا' سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا نے دعا کی' اے اللہ! اس کو نہ مارنا' کہیں اس کے

سپاہی مجھے یہ نہ کہہ دیں کہ تو نے ہمارا حکمران مار دیا ہے' پھر اس ظالم حکمران نے اپنی بیٹی ہاجرہ سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کی خدمت کے لئے وقف کر دی۔

میرے بھائی! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھنا بھی دکھوں کا علاج ہے۔

طبرانی میں ایک بڑی حدیث ہے' اللہ کے پاک پیغمبر جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں' آج رات اللہ کریم نے مجھے خواب میں دکھایا ہے۔ (انبیاء کرام علیہم السلام کے خواب بھی وحی ہوتے ہے) میں نے دیکھا ہے کہ میرا ایک امتی پل صراط پر بڑا ہی پریشان ہے' دکھوں میں گھرا ہوا ہے' یہ بے چارہ کبھی کھڑا ہوتا ہے کبھی بیٹھتا ہے اور کبھی گھٹنوں کے بل گر پڑتا ہے' آپ علیہ السلام فرماتے ہیں' اے میرے صحابہ میرے دیکھتے دیکھتے میرے اس امتی کا میرے اوپر درود پڑھنا آیا' اس درود نے میرے اس امتی کو بازو سے پکڑ کر پل صراط کی گھاٹی سے پار کر دیا' معلوم ہوتا ہے کہ درود بھی دکھوں کا علاج ہے۔

اگر آپ نہیں سمجھے تو آؤ میں سمجھا دوں' میرے نبی کا ایک صحابی اونٹنی پر سوار ہو کر میرے نبی کے پاس آ کر السلام علیکم کہتا ہے' آپ علیہ السلام نے اس کے سلام کا جواب دیا' اب ایک اور آدمی دوڑتا ہوا آیا اور عرض کرتا ہے' آقا! یہ آدمی جو اونٹنی پر بیٹھ کر آیا ہے یہ اونٹنی چوری کر کے لایا ہے' یہ اونٹنی میری ہے' اللہ کے نبی کی سچی عدالت ہے' آپ نے انصاف کرنا تھا' میرے نبی اس سے فرماتے ہیں کہ تو اس کے دعوے کا جواب دے؟ اس نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ اونٹنی میری ہے' تو تو اس کے دعوے کا جواب کیوں نہیں دیتا؟ اللہ کے نبی علیہ السلام اس کو بلاتے ہیں لیکن یہ بولتا ہی نہیں ویسے اس کے ہونٹ حرکت کر رہے ہیں' اتنی دیر میں جس اونٹنی پر یہ بیٹھا ہوا تھا' یہ اونٹنی بول کر میرے مصطفےٰ علیہ السلام سے کہتی ہے' آقا! یہ شخص جو آ کر دعویٰ دائر کر رہا ہے اس نے غلط دعویٰ کیا ہے' یہ جھوٹ بولتا ہے' جب اس کے کانوں میں اونٹنی کی آواز پڑی تو یہ موقعہ پا کر بھاگ گیا' اللہ کے پاک نبی علیہ السلام اس سے (جو اونٹنی پر بیٹھا ہوا تھا) پوچھتے ہیں' اس نے تجھ پر الزام لگایا تھا تو بولتا کیوں نہیں تھا؟ یہ عرض کرتا ہے آقا! میں نے آپ کی نبوت والی زبان سے سنا ہے جو شخص مجھ پر

درود پڑھتا ہے تو اللہ کریم اس کے دکھ خود ہی دور فرما دیتے ہیں' آقا جب اس نے دعویٰ کیا تھا اس وقت میں آپ پر درود ہی پڑھتا گیا اور مجھے بولنے کی ضرورت ہی نہیں پڑی کہ اللہ پاک بغیر بولنے کے ہی میرے دکھ دور فرما دیئے ہیں' معلوم ہوا کہ درود پاک بھی دکھوں کا علاج ہے۔

آ داب میں آپ کو جامع ترمذی کی روایت سنا دوں' میرے نبی کے صحابی سیدنا اُبی ابن کعب رضی اللہ عنہ (یہ کون اُبی بن کعب ہیں' اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں' اے ابی آ مجھے قران پڑھ کر سنا' سیدنا اُبی عرض کرتے ہیں' آقا قران آپ پر نازل ہوا اور پڑھ کر میں سناؤں؟ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں: اے اُبی! یہ میں نہیں کہہ رہا' بلکہ اللہ پاک نے فرمایا ہے کہ اُبی قران بڑا پیارا پڑھتا ہے' اس لئے اُبی سے قران سنو) عرض کرتے ہیں آقا میں سارے کاروبار سے فارغ ہو کر جب آپ پر درود پڑھوں تو کتنا پڑھوں؟ اس طرح سمجھیں صحابی کہتا ہے' آقا! میں نے ذکراذکار کے لئے چار گھنٹے وقف کئے ہیں' کیا چار گھنٹوں میں ایک گھنٹہ آپ پر درود ہی پڑھ لیا کروں؟ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: مرضی تیری ہے اگر ٹائم بڑھا لے تو یہ بہتر ہے' سیدنا اُبی رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں آقا دو گھنٹے پڑھ لیا کروں گا' فرمایا مرضی تیری ہے' اگر ٹائم اور بڑھا لے تو یہ بہتر ہے' سیدنا اُبی رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں' آقا! تین گھنٹے پڑھ لیا کروں گا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ٹائم زیادہ کر لے' سیدنا اُبی رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں' آقا اب میں ہر وقت آپ پر درود ہی پڑھتا رہوں گا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب تو ہر وقت درود پڑھے گا تو پھر تجھے رب تعالیٰ سے کچھ مانگنا بھی نہیں پڑے گا' اللہ پاک تیرے تمام دکھ درد خود ہی دور فرما دیں گے' معلوم ہوتا ہے درود پاک بھی دکھوں کا علاج ہے۔

میرے بھائی! صبر بھی دکھوں کا علاج ہے' میرے نبی کی پیاری بیوی ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا پہلا خاوند فوت ہو گیا' چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اور سر پر جوانی ہے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سوچتی ہیں اگر دوسری شادی کر لی تو بچے خوار ہو جائیں گے' پتہ نہیں

دوسرا خاوند بچوں کا خیال کرے گا یا نہیں اور اگر شادی نہیں کرتی تو سر پر جوانی ہے' لوگ طعنے دیں گے' سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا پر بہت بڑی آزمائش آ جاتی ہے۔

جو عورتیں جوانی میں بیوہ ہو جائیں' وہ بڑی مشکلات اور پریشانیوں میں آ جاتی ہیں' وہ بڑے دکھوں میں گھر جاتی ہیں' کیونکہ خطرہ ہوتا ہے کہیں تہمت اور الزام نہ لگ جائے' لوگ طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے خاوند سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے' میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جا کر فرماتے ہیں: اے ام سلمہ! صبر کر اور یہ دعا پڑھا کر' سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں آقا کیا دعا پڑھا کروں؟ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں: ام سلمہ! یہ دعا پڑھا کر۔

اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا۔

یا اللہ! یہ جو مجھ پر مصیبت آ گئی ہے' جن دکھوں اور پریشانیوں نے مجھے گھیر لیا ہے مجھے اس کا اجر بھی عطا فرما اور اس سے بہتر چیز بھی عطا فرما۔

میرے بھائی! یہ دعا بڑی قیمتی ہے' کوئی تکلیف اور پریشانی آئے تو یہ دعا پڑھ لیا کرو۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مان کر یہ دعا پڑھنا شروع کر دی لیکن میں سوچتی تھی کہ میرے سردار ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے اچھا خاوند اور کون ہو سکتا ہے؟

دوستو! اپنی بیویوں سے اچھا سلوک کیا کرو' اپنی بیویوں کو ہر کام پر نہ جھڑکا کرو۔

معلوم ہوتا ہے سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بڑا اچھا سلوک کرتے تھے' اسی لئے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں مجھے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر کوئی نظر ہی نہیں آتا۔

لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ام سلمہ تو یہ دعا پڑھا کر۔

اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا۔

اے اللہ! مجھے میری مصیبت کا اجر عطا فرما دے' یہ وقت بڑا سخت ہوتا ہے' بچوں کو چھوڑنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتا ہے' آقا! آج میں باغ سے گذر رہا تھا' مجھے

چڑیا کے بچوں کی آواز آئی تو میں نے چڑیا کے بچے اپنی جھولی میں ڈال لیئے' اب یہ چڑیا میرے اوپر اوپر اڑتی پھر رہی ہے' کبھی زمین پر اپنے پر بکھیرتی ہے' کبھی اپنے پیر زمین کے ساتھ لگا دیتی ہے' اس طرح لگتا تھا جیسے میرے قدموں پر گر کر منت سماجت کر رہی ہے کہ میرے بچوں کو چھوڑ دے' صحابی عرض کرتا ہے' آقا! میں نے اپنی جھولی خالی کی تو چڑیا بچوں پر آ کر بیٹھ گئی' یہ صحابی میرے مصطفےٰ علیہ السلام کے سامنے اپنی جھولی سے بچے الٹ دیتا ہے لیکن چڑیا پھر بھی نہیں اڑتی بلکہ اپنی چونچ سے بچے اکٹھے کرنے شروع کر دیتی ہے' چڑیا کو اپنے بچوں سے اتنا پیار ہے تو ماؤں کو اپنے بیٹوں سے کتنا پیار ہوتا ہے۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مان کر میں نے دعا پڑھنا شروع کر دی' لیکن سوچتی تھی کہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر اور کون ہو سکتا ہے؟ اب وہ دن بھی آ گئے' عدت کے دن گذر گئے تو نبی علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور فرماتے ہیں: اے ام سلمہ! مجھے عرش والے رب نے آڈر دیا ہے کہ میں ام سلمہ سے نکاح کر لوں؟ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: مجھے اس وقت معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ نے میری دعا کی کیا قیمت مقرر کی ہے' مجھے سمجھ آ گئی کہ اللہ کریم نے مجھے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر خاوند جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرما دیئے ہیں۔

اس لئے میرے بھائی مصیبت پر صبر کیا کرو' صبر بھی دکھوں کا علاج ہے۔

ایک نبی ہے اس کے بارہ بیٹے ہیں' دوسرے بھائیوں نے ایک بھائی کو لے جا کر کنوئیں میں پھینک دیا' اب نکالنے والے نے کنویں سے نکال کر مصر کے بازار میں پہنچا دیا' پھر یہ بیٹا فروخت ہوتے ہوتے عزیزِ مصر کے گھر پہنچا' وہ وقت بھی آیا کہ جیل جانا پڑا' پھر عرش والے نے جیل سے نکال کر تختِ مصر پر بٹھا دیا' قحط سالی پڑ گئی تو کنعان بھی قحط سالی کی لپیٹ میں آ گیا' کھانے کے لئے کچھ نہیں ملتا' غریبی بھی بہت بڑا دکھ ہے' اللہ پاک نے اس کا علاج بھی نماز میں رکھا ہے۔

میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک صحابی کاروبار کے لئے باہر جاتا ہے لیکن اسے کام نہیں ملتا؛

دوسرے دن پھر گیا لیکن کام نہ ملا' تیسرے دن گیا لیکن کام پھر بھی نہ ملا' گھر میں بیوی بچے بھوکے ہیں' تین دن کام پر جاتا رہا لیکن کام نہ ملا' کہیں بھی بات نہ بنی' اب یہ سچے رب کی عدالت میں پیش ہو جاتا ہے'

مولانا رحمہ اللہ فرماتے ہیں ع

ڈِٹھا اس بندے گھر دے اندر' تے غربت تھیں اے حالا
جنگل پہنچ کے کرے دعائیں' اگے رب تعالیٰ

یہ آدمی باہر چلا گیا اور وضو کر کے سجدہ میں گر جاتا ہے ع

مرد گیا جد گھر تھیں باہر' ے عورت صدقاں والی
تے کنڈ چکی دا صاف کیتو سو' اگ تندوری بالی

بی بی بڑی نیک تھی' یہ گھر میں وضو کر کے مصلہ بچھا لیتی ہے اور کہتی ہے ع

مُڑ خود وی سجدے دے وچ پیے کے' تے لگی کرن دعائیں
یا رب کرم اپنے تھیں' رزق آسانوں عطائیں

یہ بی بی بھی نماز پڑھ رہی ہے' اس کا خاوند بھی سجدہ میں پڑ کر دعائیں کر رہا ہے ع

ویکھ ایناں دا ایڈا عمل' مولا نے کرم کمایا
کھلی کھلوتی چکی تائیں' قدرت نال ہنوایا

اس کا خاوند گھر آیا تو اس کی بیوی کہتی ہے' یہ دیکھ آٹا کیسے نکل رہا ہے' یہ بسم اللہ پڑھ کر جا کر تنور میں دیکھتی ہے' کہ روٹی لگی ہوئی ہے ایک روٹی اتارتی ہے تو دوسری لگ جاتی ہے۔

کائنات کے سردار نے غریبی سے بھی پناہ مانگی ہے۔

بیٹے کہتے ہیں: ابا جی! کوئی چیز نہیں' فرمایا اپنی اماں جی کی چوڑیاں' بابا جی اسحق کی بچی ہوئی نشانیاں اور یہ کچھ کھوٹے پیسے ہیں' یہ لے جاؤ' یہ مصر میں لے گئے تو یوسف علیہ السلام نے پہچان کر وافر غلہ دیا' پوچھا تم کہاں سے آئے ہو؟ بھائی کہتے ہیں: ہم کنعان سے

آئے ہیں' آپ پوچھتے ہیں: تم کتنے بھائی ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں: ہم بارہ بھائی ہیں' آپ پوچھتے ہیں: دوسرے کہاں ہیں؟ وہ کہتے: ہیں ہمارے ایک بھائی کو چھوٹی عمر میں ہی بھیڑیا کھا گیا تھا اور ایک ابا جی کی خدمت کیلئے ہے' آپ فرماتے ہیں: آئندہ اسے بھی لے کر آنا۔ اب بھائی دوبارہ گئے تو بنیامین کو بھی لے گئے' جاتے وقت اللہ کے نبی یعقوب علیہ السلام فرمانے لگے۔

لَا تَدْخُلُوْا مِنْ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّ ادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ۔

(یوسف:٦٧)

بیٹو! ایک ہی دروازہ سے داخل نہ ہونا (بلکہ) مختلف دروازوں سے دو دو کر کے داخل ہونا۔

تم خوبصورت نوجوان ہو کہیں تمہیں نظر نہ لگ جائے' یہ دو دو کر داخل ہو گئے' بنیامین بے چارہ اکیلا تھا' اب یہ اکیلا ہی کھڑا ہے' یہ کبھی ادھر دیکھتا ہے' کبھی ادھر دیکھتا ہے' کہتا ہے اللہ آج میرا بھائی یوسف بھی ہوتا تو ہم بھی دونوں گذر کر جاتے' جناب یوسف علیہ السلام تخت سے اترے اور آکر اپنے بھائی بنیامین کو بازو سے پکڑ لیتے ہیں' فرماتے ہیں تو اکیلا کیوں کھڑا ہے' کبھی ادھر دیکھتا ہے' کبھی ادھر دیکھتا ہے' کبھی آگے دیکھتا ہے اور کبھی پیچھے دیکھتا ہے' کیا بات ہے؟ بنیامین کہتے ہیں: میرا بھی ایک حقیقی بھائی تھا' میں سوچ رہا ہوں آج وہ بھی ہوتا تو ہم بھی دونوں اکٹھے داخل ہو جاتے' اللہ کے نبی یوسف علیہ السلام فرماتے ہیں تو تھوڑی دیر کے لئے مجھے اپنا بھائی ہی سمجھ لے اور فرمانے لگے کہ میرے بابا کا نام یعقوب ہے اور ان کے باپ کا نام اسحٰق ہے اور میری ماں کا نام رحیل ہے' بنیامین کہتا ہے: تیرا باپ یعقوب کیسے بن سکتا ہے؟ تیری ماں رحیل کیسے بن سکتی ہے؟ جناب یوسف علیہ السلام بنیامین کو گھر لے جاتے ہیں اور کھانا کھلاتے ہیں' جناب بنیامین کہتے ہیں: بھائی جان آپ نے مجھ سے بڑی ہمدردی اور پیار کیا ہے' میرا دل چاہتا ہے کہ آپ اپنا چہرہ ننگا کر دیں تاکہ میں آپ کو جی بھر کر دیکھ لوں' سیدنا یوسف علیہ السلام اپنے چہرہ سے کپڑا اٹھا

دیتے ہیں تو بنیامین دیکھ کر کہتے ہیں: ''ءَ اِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ'' اے بھائی! علم غیب تو اللہ پاک کے پاس ہے' سچ بتانا کہیں تو یوسف تو نہیں' اللہ کریم کی طرف سے آڈر آ گیا' اے یوسف! اب اپنے بھائی کو تعارف کروا دے' آپ فرماتے ہیں: ''اَنَا يُوْسُفُ'' اے بنیامین! میں یوسف ہی ہوں۔

میرے بھائی! بھائیوں کے ساتھ جھگڑے نہ کیا کرو' چھوٹے بھائیوں پر رحم کیا کرو اور بڑوں کا ادب کیا کرو' کیا تمہیں دُکھ دینے کے لئے بھائی ہی ملتے ہیں' بعض بھائی اپنے بھائیوں پر بڑا ظلم کرتے ہیں۔

جناب بنیامین کہنے لگے اب میں واپس نہیں جاؤں گا' یوسف علیہ السلام بنیامین کو رکھ لیا' بھائی واپس جا کر کہتے ہیں: ابا جی! آپ کا بنیامین چوری کے کیس میں قابو آ گیا ہے' یعقوب علیہ السلام فرماتے ہیں: بیٹو یہ بات ہو ہی نہیں سکتی کہ میرا بنیامین چوری میں قابو آ جائے' یعقوب علیہ السلام بیٹوں سے ایک طرف ہو گئے اور کہتے ہیں:

وَقَالَ يٰاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ۝ (یوسف: ۸۴)

واہ اللہ کہاں یوسف' رو رو کر تو میری آنکھوں کا نور ہی ختم ہو گیا ہے۔

بیٹے کہنے لگے!

تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ۝ (یوسف: ۸۵)

ابا جی! آپ تو یوسف کو یاد کر کر کے معاذ اللہ ہلاک ہو جائیں گے۔

یعقوب علیہ السلام فرماتے ہیں:

اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ۔ (یوسف: ۸۶)

بیٹو! میں اپنے شکوے اللہ تعالیٰ کے آگے پیش کر رہا ہوں' میرا غم اور دکھ اللہ تعالیٰ کے آگے ہے' اسی نے ہی میرا درد کاٹنا ہے' اللہ پاک نے ہی میری مصیبتیں دور کرنا ہیں۔

اب دیکھیں، دکھوں کا علاج ہونے لگا ہے، جناب یعقوب علیہ السلام نے ایک چٹھی لکھ دی اور اپنے بیٹوں سے کہتے ہیں: یہ چٹھی جا کر عزیز مصر کو دے دینا۔

دکھوں کا علاج کیسے ہوتا ہے، تم نے اپنے دکھ کا علاج کیسے کرنا ہے۔

مولانا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

میں فرزند اسحق نبی دا، تے جس دی شان اُچیری
ابراہیم خلیل ربانا، جد مبارک میری

پہلے اپنا تعارف کرواتے ہیں کہ ہم انبیاء علیہم السلام کی اولاد ہیں، ہمیں چوری نہیں جچتی۔

آگے لکھتے ہیں ؎

اس توں پچھے سب تھیں پہلاں، تے لکھاں سلام تساں نوں
اے مُلک مصر دے شاہا، تیرا نام نہ یاد آساں نوں

جناب یعقوب علیہ السلام بیٹے کو چٹھی لکھ رہے ہیں، یعقوب علیہ السلام کو معلوم نہیں کہ کس کو چٹھی لکھ رہا ہوں، دکھ درد بھری چٹھی کا مضمون کیا ہے۔

مولانا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

پہلاں یوسف دلبر جانی، میری اکھیاں دی روشنائی
کھیڈن گیا نئیں واپس آیا، تے سانوں خبر نہ کائی
کرتہ اس دا خون دا بھریا، اک میرے کول نشانی
جنگل وچ بگھیاڑاں نے کھادا، میرا دلبر جانی

فرماتے ہیں، بیٹو! میری چٹھی لے جاؤ، یہ جا کر عزیز مصر کو دے دینا، بھائی چٹھی لے کر عزیز مصر کے پاس پہنچے، اب نبی کے دکھوں کا علاج ہونے لگا ہے، بھائیوں نے باپ کی چھٹی دی اور ساتھ کہتے ہیں: بھائی جا کر کہتے ہیں:

يَـٰٓأَيُّهَا الْعَزِيزُ مَسَّنَا وَ اَهْلَنَا الضُّرُّ وَ جِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَ تَصَدَّقْ عَلَيْنَا اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِى الْمُتَصَدِّقِيْنَ○

(یوسف:۸۸)

''اے عزیز مصر! فاقوں نے مار دیا ہے' ہم بھی پریشان ہیں اور گھر والے بھی پریشان ہیں' ہمارے پاس پیسے بھی نہیں ہیں' ہمیں ہمارے کھوٹے پیسوں کا غلہ پورا دینا' اور کچھ اپنی طرف سے صدقہ بھی کر کے دے دینا۔''

یہ وہی بھائی ہیں جو تھپڑ مار کر کنوئیں میں پھینکنے والے تھے' اللہ کے نبی یوسف علیہ السلام چٹھی پڑھتے ہوئے رو بھی رہے ہیں اور فرماتے ہیں:

هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ۔ (یوسف:۸۹)

''کیا تم جانتے ہو کہ تم نے یوسف علیہ السلام کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا؟''

یہ سن کر بھائیوں کے پیروں کے نیچے سے زمین نکل گئی' کہنے لگے یہ کون ہے جو چالیس سال بعد ہمارے گھر کی باتیں کرنے والا ہے' ایک بھائی بڑے غور سے دیکھ کر دوسرے سے کہنے لگا' ذرا دیکھ اس کا ناک ابا جی جیسا ہے' دوسرا کہتا ہے میں بھی' دیکھ رہا ہوں کہ اس کی آنکھیں بھی ابا جی سے ملتی ہیں' تیسرا کہتا ہے میں بھی دیکھ رہا ہوں اس کے رخسار بھی ابا جی جیسے ہیں' سب مشورہ کر کے کہنے لگے:

قَالُوْا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ۔

ہمارے گھر کی باتیں کرنے والے کہیں تو یوسف تو نہیں؟

قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَ هٰذَآ اَخِيْ۔

آپ فرماتے ہیں' میں ہی یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔

قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَ يَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ○ (یوسف:۹۰)

یہ سارے احسانات اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں' جو شخص اللہ پاک سے ڈر جائے اور صبر کر جائے تو اللہ کریم اس کے دکھوں کا علاج اسی طرح ہی کرتے ہیں۔

میرے بھائی! صبر بھی دکھوں کا علاج ہے' علم پڑھا کرو' علم پڑھایا کرو' اس لئے کہ علم بھی دکھوں کا علاج ہے۔

جناب سلیمان علیہ السلام تخت پر بیٹھ گئے' وزیر مشیر ساتھ بٹھا لئے' جنات اور انسان آپ کے ساتھ ہیں' سلیمان علیہ السلام نے ہوا کو حکم دیا کہ میرا تخت اٹھا کر مکہ لے جا' جناب ہود اور جناب صالح علیہما السلام کے علاوہ ایک لاکھ انبیاء کرام علیہم السلام نے بیت اللہ کا طواف کیا ہے۔

کائنات کے سردار نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے' لوگو حج عمرہ کر کے اپنی غربت دور کرو' حج عمرہ کرنے سے غربت دور ہوتی ہے

مولانا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ع

جدوں یاد مکے دی آوندی اے دل میرا ڈب ڈب جاندا اے
اج ہجر فراق چہ سڑھ سڑھ کے مینوں رہ رہ کے تڑپاندا اے
او تاں قسمتاں والیاں گھڑیاں سن جدوں رحمتاں لایاں جھڑیاں سن
وچ حرم نمازاں پڑھیاں سن اج یاد او ویلا آوندا اے
جدوں یاد مکے دی آوندی اے دل میرا ڈب ڈب جاندا اے
بھانویں بیٹھا ہاں پاکستان اندر اوتھانواں رہن دھیان اندر
کیویں سمیس آن بیان اندر میرا لوں لوں ٹھردا جاندا اے
جتھے وانگ دیوانیاں بھج بھج کے گھر رب دا ویکھیا رج رج کے
دھکے کھا کھا کے نالے بچ بچ کے کیڈا مزہ طواف دا آوندا اے
جدوں یاد مکے دی آوندی اے دل میرا ڈب ڈب جاندا اے

ہوا نے جناب سلیمان علیہ السلام کا تخت اٹھایا اور مکہ لے گئی' آپ نے بیت اللہ کا طواف کیا' پھر ہوا سے فرمانے لگے' تخت اٹھا کر چل اب یمن کے علاقہ سے ہو کر آنا ہے' جناب سلیمان علیہ السلام یمن کے علاقہ سے ہو کر آ رہے ہیں' یمن میں بڑے باغات ہیں' وہاں بڑی بہاریں اور رونقیں لگی ہوئی ہیں' جناب سلیمان علیہ السلام ہدہد بھی اپنے ساتھ رکھتے تھے' اللہ پاک نے ہدہد کو اتنی طاقت دی ہوئی ہے' وہ زمین پر چونچ مار کر دیکھ لیتا ہے کہ یہاں پانی کتنا گہرا ہے' ہدہد جناب سلیمان علیہ السلام سے عرض کرتا ہے کہ حضرت یہاں پانی نزدیک ہے'

یہاں کنواں کھودلو' سلیمان علیہ السلام وہاں جنوں کو حکم دیتے ہیں' وہ جلدی جلدی کنواں کھود کر پانی نکال لیتے ہیں۔

ایک دن جناب سلیمان علیہ السلام دیکھتے ہیں کہ ہدہد نظر نہیں آرہا ہے' تو کہتے ہیں:

مَالِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ٥ (النمل:٢٠)

کیا بات ہے کہ مجھے ہدہد نظر نہیں آرہا' کیا وہ کہیں غائب ہوگیا ہے۔

ایک عقاب کی ڈیوٹی لگ جاتی ہے کہ ہدہد جہاں بھی ملے اس کو گرفتار کر کے میرے سامنے پیش کرو' ہدہد مل جاتا ہے عقاب ہدہد سے کہتا ہے کہ:

جناب سلیمان علیہ السلام نے یہ بات کہی ہے کہ میں اس کے پر نوچ کر اس کو دھوپ میں پھینک دوں گا' اسے کیڑے کھا جائیں گے' میں اسے بڑے دکھ پہنچاؤں گا یا پھر اسے چھری پھیر کر قصہ ہی ختم کر دوں گا' ہدہد کہتا ہے اور کوئی بات' عقاب کہتا ہے کہ جناب سلیمان علیہ السلام نے یہ بات بھی کہی ہے کہ یا ''وہ کوئی عجیب خبر لے کر آئے گا۔''

ہدہد کہتا ہے: پھر کوئی ڈر نہیں' عقاب نے لاکر پیش کر دیا اور عرض کیا یہ ہے جو چھٹی کے بغیر گیا تھا' ہدہد معافی مانگتا ہوا سلیمان علیہ السلام کے سامنے پیش ہو رہا ہے۔ (آپ بادشاہ بھی تھے اور نبی بھی تھے) ہدہد کہتا ہے آپ کو اللہ کا واسطہ ہے پہلے میری بات توجہ سے سن لیجئے۔

سلیمان علیہ السلام غصہ میں آگئے' آپ ہدہد کے پر پکڑ کر طمانچہ مارنے لگے' تو ہدہد جلدی سے بول پڑا' کہتا ہے: اے سلیمان جی! سوچ سمجھ کر طمانچہ مارنا' جس طرح آج میں آپ کی عدالت میں پیش ہوں' اسی طرح کل کو آپ بھی اللہ پاک کی عدالت میں پیش ہونے والے ہیں' سلیمان علیہ السلام کے رونگٹے کھڑے ہوگئے' آپ فرماتے ہیں: ہدہد تو کہاں گیا تھا؟

علم دکھوں کا علاج ہے' اب ہدہد علم کی بات کرنے لگا ہے' یہ بھی دکھ ہی تھا کہ آپ اس کے پر نوچ کر دھوپ میں پھینک دیں گے' اللہ جانتا ہے' کام کی بات جانور بھی کرے تو اللہ پاک جانور کی بولی کی بھی پانچ آیات بنا دیں' ہدہد کہتا ہے:

فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍ بِنَبَاٍ

يَّقِيْنٍ ○(النمل:۲۱)

''میں آپ کے پاس علم کی وہ خبر لے کر آیا ہوں' جو آپ کے پاس نہیں۔''

اگر ہماری عدالت ہوتی تو کہتی اس پر توہین رسالت کا پرچہ کاٹو' یہ نبی سے کہہ رہا ہے کہ آپ کو پتہ نہیں' ہدہد کہتا ہے حضرت جی میں وہاں گیا تھا جہاں کا آپ کو پتہ ہی نہیں۔

ہدہد کہتا ہے:

اِنِّیْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَ اُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ وَّ لَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ○ وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ○

(النمل:۲۳-۲۴)

ہدہد نے ساری خبر بتائی کہ میں بی بی بلقیس اور اس کا تخت دیکھ کر آیا ہوں' وہ سارے ہی مشرک ہیں' جناب سلیمان علیہ السلام فرماتے ہیں' ان کو کس کی عبادت کرنی چاہیے؟ ہدہد کہتا ہے: ''اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ'' ان کو چاہیے تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے' معلوم ہوتا ہے کہ علم بھی دکھوں کا علاج ہے۔

آؤ میں آپ کو اور بتاؤں کہ دکھوں کا علاج کیا ہے' ایک بی بی آدھی رات کے وقت میرے نبی کا دروازہ کھٹکھٹا دیتی ہے' اماں جی عائشہ صدیقہ مطہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' آدھی رات کے وقت کون دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے' وقت بھی نہیں دیکھتے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے ہیں' آدھی رات کے وقت کیا ضرورت پڑ گئی ہے؟ یہ بی بی کہتی ہے: اے ام المؤمنین عائشہ دروازہ تو کھول جو مجھ پر بیت گئی ہے' میں تجھے کیا سناؤں' میری دنیا لٹ گئی ہے' میری جوانی تباہ ہوگئی ہے' ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کیا بات ہے؟ یہ بی بی کہتی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیدار کرو' ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اللہ کے نبی علیہ السلام آرام فرما رہے ہیں' اللہ کریم نے میرے نبی سے فرمایا: اے محبوب! اٹھ جائیں' ایک دکھوں بھری بی بی آپ کے دروازہ پر آ گئی ہے' آپ علیہ السلام فرماتے ہیں: خولہ کیا بات ہے؟ سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں آج بیٹھے بیٹھے میرے خاوند نے مجھے ماں

کہہ دیا ہے، میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، انہیں کہاں لے کر جاؤں، اگر چھوڑ کر جاؤں تو بچے خوار ہو جائیں گے، ماں کے بغیر بچوں کا کوئی پرسان حال نہیں، آپ علیہ السلام فرماتے ہیں خولہ ابھی قانون پرانا ہی ہے، اب تو اپنے خاوند کے گھر نہیں جاسکتی، سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا نے وہاں بیٹھے ہی رب سے کال ملائی، ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: خولہ رضی اللہ عنہا کی باتیں مجھ سے نہیں سنی گئیں، لیکن عرش والے نے سن لی ہیں۔

کہنے والے نے خوب کہا ع

آ جا منگ لے جو کچھ چاہنا ایں　　تیرا رب ہاں کیوں شرمانا ایں
کیوں غیراں دے در جانا ایں　　کہو لا الہ الا اللہ
آویں ہتھ خالی جھولی بھر دیواں　　تینوں مال اولاد تے زر دیواں
تیری ہر مشکل حل کر دیواں　　کہو لا الہ الا اللہ

اللہ پاک نے سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا کی باتیں عرش عظیم پر سن لیں اور ان کی باتوں کو قرآن بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ○ (المجادلة:١)

میں نے آسمان پر خولہ کی باتیں سن کر اس کے دکھ دور کر دیئے ہیں اور اس کالے قانون کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا ہے۔

میرے بھائی! قرآن کریم بھی دکھوں کا علاج ہے۔

یہ ایک نبی ہے!

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○

(الانبیآء:٨٧)

نبی کشتی پر بیٹھا تو نبی کی کشتی ڈوبنے لگی، کشتی والوں نے قرعہ ڈالا تو یونس علیہ السلام کا نام

نکلا' انہوں نے آپ کو اٹھا کر سمندر میں گرا دیا تو کشتی تیرنے لگی' اس سے کیا سبق ملا ع

اللہ باجھوں کوئی مار دا نئیں
کوئی ڈبیاں بیڑیاں تار دا نئیں
کوئی وگڑے کم سنوار دا نئیں
سب نبی ولی لا چار نی اک دن مر جانا
اللہ باجھ نہ غیر پکار ایتھے نئیں رہنا

جب کشتی والوں نے نبی کو سمندر میں گرا دیا تو ایک بہت بڑی مچھلی مونہہ کھولے پھر رہی ہے' نبی کا پورا جسم صحیح اور سالم مچھلی کے پیٹ میں چلا گیا' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے مچھلی! یہ تیری غذا نہیں بلکہ تیرا پیٹ اس کیلئے جیل خانہ ہے' اب ایک دن بھی گذر گیا' دوسرا دن بھی گذر گیا' تین دن گذر گئے' بعض نے لکھا ہے سات دن گذر گئے اور بعض نے لکھا ہے کہ اکتالیس دن گذر گئے' آپ نے اکتالیس دن وظیفہ پورا کر لیا' وظیفہ کیا ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ○ (الانبیآ:۸۷)

''یا اللہ! مجھ سے زیادتی ہوگئی ہے مجھے معاف کر دے۔''

نبی آیت کریمہ پڑھ رہا ہے' قرآن کریم کہتا ہے' وَنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ نبی نے وظیفہ پورا کر لیا تو ہم نے غم ختم کر دیئے۔

معلوم ہوا کہ قرآن بھی دکھوں کا علاج ہے' اس لئے میرے بھائیو! قرآن کریم پڑھا کرو۔

میں ایک چھوٹی سی مثال دے کر بات ختم کرتا ہوں' صدقہ بھی دکھوں کا علاج ہے۔

دو جانور اڑتے ہوئے آئے' انہوں نے اکر ایک گھر میں گھونسلا بنا لیا اور انڈے دے دیئے' گھر والا درخت پر چڑھا' اس نے انڈے اتارے اور کھا لیئے' جانوروں نے سلیمان علیہ السلام کے آگے شکایت کی' آپ نے اسے سمجھایا' یہ دوسرے دن پھر انڈے اتار کر کھا گیا' تیسرے دن پھر انڈے اتار کر کھا گیا' جانوروں نے پھر شکایت کی' آپ نے ایک جن کی ڈیوٹی لگا دی' فرمایا اب اگر یہ انڈے اتارنے کے لئے چڑھے تو اسے چیر کر

دو ٹکڑے کر دینا' یہ میرا حکم ہی نہیں مانتا' میں نے اس کو سمجھایا ہے لیکن اسے سمجھ ہی نہیں آئی' اور جب یہ آدمی انڈے اتارنے کے لئے درخت پر چڑھا تو باہر ایک سوالی آ کر سوال کرتا ہے' کہتا ہے مجھے بڑی بھوک لگی ہوئی ہے' مجھے روٹی چاہیے' یہ درخت کے اوپر سے ہی کہتا ہے' باہر سوالی کھڑا ہے اسے روٹی دو' اس کی بیوی کہتی ہے' دو روٹیاں ہیں' کیا اس کو دونوں روٹیاں دے کر بچے بھوکے مارنے ہیں اسے کہہ چلا جائے' اب یہ خود درخت سے نیچے اترا' اور روٹیاں اٹھا کر سوالی کو دے دیں اور کہا جا یہ تو لے جا' ہمارا اللہ حافظ ہے' اب یہ انڈے اتارنے کے لئے درخت پر چڑھا' جن تیار ہو کر کھڑا ہے' اللہ کریم نے دو فرشتے بھیجے کہ اس جن کو اٹھا کر جنگل میں پھینک آؤ' ان جانوروں نے پھر شکایت کی' سلیمان علیہ السلام نے جنوں کو آؤرد یا اب اس شخص کو کچھ نہ کہو بلکہ اس جن کو تلاش کر کے لاؤ اس نے میرا حکم کیوں نہیں مانا' وہ جن کو تلاش کر کے لائے' تو آپ فرماتے ہیں کہ میں نے تجھے کیا حکم دیا تھا اور تو کہاں پھر رہا ہے؟ جن عرض کرتا ہے حضرت مجھے دو فرشتوں نے اٹھا کر جنگل میں پھینک دیا' یہ دیکھئے مجھے زخم لگے ہوئے ہیں' یہ ابھی مجھے جنگل سے لا رہے ہیں' پتہ نہیں کیا بات بنی ہے' اس آدمی سے پوچھا گیا تو اس نے کہا میں نے دو روٹیاں صدقہ کی تھیں۔

میرے بھائیو! صدقہ' نماز روزہ' زکوٰۃ حج' قرآن کریم اور درود پاک یہ سب چیزیں دکھوں کا علاج ہیں' اللہ پاک ہمیں ان سے علاج کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔



انسانی ہمدردی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ (الحشر: ۸-۹)

ہر قسم کی حمد وثناء اللہ جل جلالہ کی ذات کے لئے' بے شمار ان گنت درود سلام سید الاولین والاخرین' امام کائنات جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر۔

قرآن کریم کے اٹھائیسویں پارہ سے سورۃ الحشر کی دو آیات آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں' اللہ پاک کا سارا قرآن ہی بابرکت ہے' انسان جس مقام سے بھی چاہے پڑھے' ایک ایک حرف کی دس دس نیکیاں ملتی ہیں' لیکن اس سورۃ کی آخری تین ایسی آیات ہیں' جن کے بارہ میں دونوں جہانوں کے سردار جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر کوئی آدمی صبح وشام ان آیات کی تلاوت کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے لئے رحمت اور بخشش کی دعا کرتے ہیں۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر مکمل کر کے بنا کر مولا کریم سے دعا کی' اللہ میں نے تیرا گھر تعمیر کر دیا ہے' میں نے جس طرح کا تیرا گھر بنایا ہے' پوری زمین پر اس طرح کا گھر کوئی نہیں' اب یہاں استاد کی ضرورت ہے' جس طرح یہ گھر اعلیٰ اور افضل ہے اسی طرح جو استاد یہاں آئے تو وہ بھی سارے جہان سے افضل ہو' فرماتے ہیں!

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ

الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۝

(البقرۃ:۱۲۹)

یا اللہ ان میں' انہیں میں سے ایک نبی بھیج دے جو ان کو تیری آیات پڑھ کر سنائے' اس درس سے کتاب وحکمت کی آواز آئے' تیرا رسول ان کو کتاب وحکمت سکھائے' ان کا تزکیہ نفس کر دے اور ان کو ایسا پاک کر دے کہ وہ زمین پر چلیں تو آسمان کے فرشتے ان کے پیروں کے نیچے اپنے نورانی پر بچھانے کو اپنی سعادت سمجھیں۔

اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول فرماتے ہوئے نبی آخرالزماں جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارا ہادی ورہنما بنا کر مبعوث فرمایا۔

پھر میرے مصطفی علیہ الصلوۃ والسلام نے آ کر وہ مدرسہ چلایا' آپ امام اور استاد بن کر آئے' لوگوں کو ایسا سبق' ایسی تعلیم اور ان کی ایسی خیر خواہی کی کہ!

جو لوگوں کو لوٹنے والے تھے وہ لوٹانے والے بن گئے۔

جو لوگوں کی عزتیں دیکھنے والے تھے وہ لوگوں کی عزت کے محافظ بن گئے۔

ایسا سبق دیا اور ایسی تربیت کی' اللہ کے پاک نبی علیہ السلام نے ایسی ہمدردی سکھائی کہ لوگ تلاش کر کر کے لوگوں کی خیر خواہی کرتے تھے' یہ آیات بھی ان کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔

ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مہمان آیا' کہتا ہے آقا' مجھے بھوک لگی ہوئی ہے' میں نے کھانا کھانا ہے' اللہ کے پاک نبی علیہ السلام اپنے تمام گھروں میں پیغام بھیجتے ہیں کہ ایک مہمان آیا ہے جس نے کھانا کھانا ہے' تمام امہات المومنین رضی اللہ عنہن کی طرف سے ہی جواب ملتا ہے کہ آقا اس وقت گھر میں صرف پانی موجود ہے' پانی کے سوا اور کوئی چیز میسر نہیں' میرے نبی کے تربیت یافتہ شاگرد اللہ کے نبی علیہ السلام کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' آپ فرماتے ہیں: اس میرے مہمان کو کون کھانا کھلائے گا' سیدنا طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر عرض کرتے ہیں' آقا آج میں اس کو کھانا کھلاؤں گا' سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ اس مہمان کو گھر

لے گئے' جا کر بیوی کو کہنے لگے' یہ اللہ کے رسول ﷺ کا مہمان ہے' کیا کوئی کھانے کا انتظام ہے؟ بیوی کہتی ہے صرف بچوں کے لئے کھانا ہے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں' سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: تو اس طرح کر کہ بچوں کو سلا دے' بچوں کو سلا دیا گیا' پھر سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں اور مہمان کھانا کھانے لگیں گے تو تم چراغ درست کرنے کے بہانے پھونک مار کر بجھا دینا' میں ویسے ہی مونہہ ہلاتا رہوں گا' اس طرح رسول اللہ ﷺ کا مہمان سیر ہو کر روٹی کھا لے گا اور رب کریم راضی ہو جائے گا۔

اس طرح وہ کرتے ہیں جن کے اندر ایثار اور ہمدردی ہو۔

سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما بیمار ہو گئے' سیدنا علی و فاطمہ رضی اللہ عنہما نذر مانتے ہیں' اللہ ہمارے ان شہزادوں کو شفا دے دے' ہم تجھے راضی کرنے کے لئے تین تین روزے رکھیں گے' (یہ نہیں کہا یا اللہ تو ان کو شفا دے گا تو ہم فلاں بزرگ کی قبر پر جا کر پھلڑیاں تقسیم کریں گے) شفا مل گئی' تو سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی روزہ رکھا اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بھی روزہ رکھا ہوا ہے' روزہ افطار کرنے کا وقت ہوا' کھانا سامنے رکھا ہوا ہے' ایک سوالی آ کر سوال کرتا ہے' سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خود پانی سے روزہ افطار کر لیتے ہیں اور کھانا سوالی کو دے دیتے ہیں' دوسرے دن پھر روزہ رکھا' افطاری کا وقت ہوا تو پھر ایک سوالی آ گیا' اس نے آ کر سوال کیا' آپ نے کھانا سوالی کو دے دیا اور خود پانی سے افطار کیا' تیسرے دن روزہ رکھا تو افطاری کے وقت پھر سوالی آ جاتا ہے' تیسرے دن بھی کھانا سوالی کو دے دیتے ہیں اور خود پانی سے روزہ افطار کرتے ہیں' اللہ کریم آسمان سے قرآن نازل کر دیتے ہیں۔

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ○ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ○ (الدھر :۹)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے میرے محبوب! آپ کی تربیت یافتہ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور آپ کے داماد علی (رضی اللہ عنہ) نے!

آج بھی روزہ پانی سے افطار کیا ہے۔
دوسرے دن بھی پانی سے افطار کیا ہے۔
تیسرے دن بھی پانی سے افطار کیا ہے۔
مطلب کیا ہے کہ خود بھوکے رہے ہیں اور میری مخلوق پر رحم کر دیا ہے۔

ایک دن سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک سوالی آ کر سوال کرتا ہے' کہتا ہے سرکار' مجھے کچھ اللہ کے لئے دو' سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہیں' میں تمہاری امی جان کو چھ درہم دے کر آیا ہوں' ایک درہم لاؤ تاکہ سوالی کو دے دیں' سیدنا حسن رضی اللہ عنہ جا کر کہتے ہیں: اماں جی! ابو جی کہتے ہیں: ایک درہم دو' سوالی کو اللہ کے لئے دینا ہے' سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں بیٹا' وہ درہم تو آٹے کے لئے رکھے ہوئے ہیں' گھر میں آٹا نہیں ہے' آٹا لانا ہے' سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اسی طرح جا کر جواب دیتے ہیں' سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' جا کر اپنی امی جان سے کہو جو رب رات لائے گا وہ بندوبست بھی کر دے گا' اب چھ درہم ہی لے آؤ تاکہ آج دیکھ لیں کہ رب کریم انتظام کرتا ہے یا نہیں' (وہ انتظام کرتا ہے' لیکن ہمیں یقین نہیں ہے' اللہ کریم ہمیں یقین نصیب فرمائے) سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ وہ چھ درہم ہی اس آنے والے غریب' مسکین کو دے دیتے ہیں' ان کی تو خواہش ہی یہ ہوتی تھی کہ ہمارے دروازہ سے کوئی فقیر خالی مڑ کر نہ جائے۔

ایک دن آمنہ کے لال علیہ السلام کے پاس آ کر ایک فقیر صدا کرتا ہے' آپ فرماتے ہیں' اے آنے والے میرے پاس تو کوئی چیز نہیں' جا کسی دوکان سے میرے نام پر قرضہ لے لے' سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ پاس بیٹھے ہوئے ہیں' عرض کرتے ہیں آقا' اللہ پاک نے آپ کو اتنی تکالیف میں تو نہیں ڈالا؟ اللہ کے نبی خاموش ہو جاتے ہیں' ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کھڑا ہو کر عرض کرتا ہے' اللہ کے رسول کھلے دل سے قرضہ لے کر دیں' اللہ کریم ساری تنگدستی دور فرما دیں گے' ان کی تو حالت یہ تھی۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ چھ درہم ہی سوالی کے ہاتھ میں دے دیتے ہیں' سیدنا علی رضی اللہ عنہ ابھی اسی

جگہ پر بیٹھے ہوئے ہیں کہ پاس سے ایک آدمی گذرتا ہے' اس کے ہاتھ میں ایک اونٹ ہے' اس نے اونٹ کی مہار پکڑی ہوئی ہے اور جا رہا ہے' سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' بھائی کیا اونٹ بیچنا ہے' وہ کہتا ہے جی بیچنا ہے' سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' اس کی قیمت کیا ہے' وہ کہتا ہے میں نے یہ اونٹ ایک سو چالیس درہم کا بیچنا ہے' سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اونٹ یہاں باندھ دے اور ایک گھنٹے کے بعد آ کر پیسے لے جانا۔

میرے بھائی! یہ ہمارے جیسے گھٹیے نہیں کہ کسی سے ادھار لے کر مطلب نکالا' پھر وہ پیچھے روتا پھرتا ہے' پیسے لے کر آدمی کو خراب کرنا حاجی ابوجہل بے ایمان کی سنت ہے۔ ہمارے بعض نمازی اور مولوی ایسا طریقہ اپنائے ہوئے ہیں جیسے وہ کہہ رہے ہوں کہ ہم اس کی سنت پر عمل کر کے دکھائیں گے' یہ اس بے ایمان کا طریقہ ہے' وہ تاجروں سے سودا لے لیتا تھا اور پھر ان کو کہتا تھا' کل آ کر پیسے لے جانا۔

ایک دن ایسا ہوا کہ ایک تاجر بے چارا اونٹ بیچنے کے لئے آیا' ابوجہل نے بولی لگا کر اونٹ لے لیا اور کہنے لگا' کل آ کر پیسے لے جانا' کل ہوا تو اس کو کہتا ہے کل آنا' وہ کل آیا تو کہتا ہے کل آنا' وہ تاجر تین چار دن دھکے کھا کر مکہ کے چوہدریوں کے پاس جا کر کہتا ہے' تمہارا حاجی ابوجہل مجھے خراب کر رہا ہے' اللہ کے نبی علیہ السلام بیت اللہ میں عبادت کر رہے تھے' وہ لوگ مذاقاً کہنے لگے' اگر ابوجہل کو کوئی کچھ کہہ سکتا ہے تو وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی کہہ سکتا ہے' ہم کچھ نہیں کہہ سکتے' وہ سیدھا میرے مصطفیٰ علیہ السلام کے پاس گیا' جا کر عرض کرتا ہے آقا' ان چوہدریوں نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے کہ اگر ابوجہل سے کوئی پیسے لے کر دے سکتا ہے تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی لے کر دے سکتا ہے' میرے نبی نے یہ نہیں کہا کہ میری اور اس کی بول چال نہیں' آپ کا تو فرمان ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی مسلمان کا کام کرنے کے لئے چل پڑے' ابھی یہ اپنا قدم زمین سے اٹھا کر اوپر لے جاتا ہے تو آسمان سے آواز آتی ہے' میرے فرشتو! اس کے ایک قدم کے بدلہ میں اس کے نامہ اعمال میں ستر نیکیاں درج کر دو' یہ دوسرا قدم رکھتا ہے تو اوپر سے آواز آتی ہے اس کے نامہ اعمال

سے ستر گناہ کاٹ دو' کیونکہ یہ کسی مسلمان کی خیر خواہی کے لئے چلا ہے' اگر اس کے ذریعہ کام ہو جائے تو اس کے لئے ستر ہزار فرشتے دعائیں کرتے ہیں اور اگر یہ کام کرنے کے لئے گیا اور راستہ میں فوت ہو گیا تو اللہ کریم فرشتوں کو فرماتے ہیں اس کو بغیر حساب کے ہی جنت کا ٹکٹ دے دو۔

میرے نبی نے یہ نہیں فرمایا کہ میری اور اس کی علیک سلیک نہیں' جہانوں کے پیر علیہ السلام فرماتے ہیں اگر میرے جانے سے تیرے پیسے مل جائیں تو میں سو بار جانے کو تیار ہوں' چنانچہ نبی ﷺ اس کے ساتھ چل پڑتے ہیں' جا کر دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں' ابو جہل جلدی جلدی باہر آ کر کہتا ہے' کیسے آئے ہو؟ میرے نبی فرماتے ہیں' کیا تو نے اس بے چارے مسافر کے پیسے دینے ہیں' یہ کہتا ہے جی دینے ہیں' اللہ کے نبی فرماتے ہیں' پھر دیتا کیوں نہیں؟ ابو جہل کہتا ہے ٹھہر جاؤ' میں ابھی لا کر ادا کرتا ہوں' یہ گھر جا کر جتنے پیسے دینے تھے وہ لا کر میرے مصطفےٰ علیہ السلام کے سامنے اس کے ہاتھ پر رکھ دیئے' وہ تاجر پیسے لے کر واپس گیا' تو چوہدریوں نے پوچھا' کیا ہوا' تاجر کہتا ہے مجھے پیسے مل گئے ہیں' وہ خوش ہو کر دعائیں دے رہا ہے' یہ چوہدری اس سے پوچھتے ہیں' کس نے لے کر دیئے ہیں' یہ کہتا ہے جس کی طرف تم نے بھیجا تھا' وہ سب چوہدری ابو جہل کے پاس جا کر کہنے لگے' حاجی صاحب ہم نے تو مذاق کیا تھا اور تو نے سچ مچ پیسے دے دیئے ہیں؟ ابو جہل کہنے لگا اگر میں نہ دیتا تو مجھے خطرہ تھا' میرے اور محمد (ﷺ) کے درمیان آفت کھڑی تھی جو مجھے ہضم کر جائے گی۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' اونٹ یہاں باندھ دے اور ایک گھنٹے کے بعد آ کر پیسے لے جانا' اس آنے والے تاجر نے اونٹ باندھ دیا' تھوڑی دیر گذری تو ایک اور آدمی آ گیا' وہ پوچھتا ہے یہ اونٹ کس کا ہے' سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ میرا اونٹ ہے' وہ کہتا ہے کیا آپ نے بیچنا ہے' فرمایا: ہاں بیچنا ہے' وہ کہتا ہے کتنے پیسے' آپ فرماتے ہیں' دو سو درہم' وہ آدمی کہتا ہے اونٹ مجھے دو اور یہ پیسے لو' آپ نے جس سے ایک سو

چالیس درہم کا خریدا اور اس کو کہا تھا کہ ایک گھنٹے تک آ کر پیسے لے جانا' وہ ایک گھنٹے کے بعد آیا تو آپ نے ایک سو چالیس درہم اس کو دے دیئے اور ساٹھ درہم لے کر گھر چلے گئے' گھر جا کر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہتے ہیں: یہ ساٹھ درہم لو' سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں' ابھی آپ نے چھ درہم بھی منگوا لئے تھے' یہ ساٹھ کہاں سے آئے ہیں؟ آپ قرآن پاک کی آیت پڑھتے ہیں۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا۔ (الانعام: ۱۶۰)

اللہ پاک کا وعدہ ہے جو مجھے ایک دے گا' تو میں دس دوں گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

میرے بھائی! انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی ہمدردی اور پیار ہونا چاہیے' آپ دوکاندار ہیں تب' اگر آپ کو کوئی عہدہ ملا ہے تب' آپ ملازم ہیں اور تب اگر تجھے صدارت و وزارت کی کرسی مل گئی ہے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ بھلائی کرے گا تو رب راضی ہو گا۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا غلام سیدنا اسلم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک دفعہ رات کو ایسا ہوا کہ میں اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک سنگلاخ سی زمین کی طرف نکل گئے' میں نے دیکھا کہ ایک جگہ آگ جل رہی تھی' سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ مجھے فرماتے ہیں' یہ بے چارے سردی کے مارے مسافر ہوں گے' چلو ان کا پتہ کریں' میں اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ادھر چل پڑے' ہم نے دیکھا کہ ایک عورت بیٹھی ہوئی ہے جس نے چولہے پر ہنڈیا رکھی ہوئی ہے اور اس کے پاس چھوٹے چھوٹے معصوم بچے بلک رہے ہیں' سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بی بی اگر ہمیں آگے آنے کی اجازت ہو تو آگے آ جائیں؟ یہ بی بی کہتی ہے اگر شرافت سے آؤ تو سو بسم اللہ' ورنہ میرے قریب نہ آنا' رات کا ٹائم ہے' سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ حکمران ہیں' آپ اس بی بی کے پاس چلے جاتے ہیں' فرماتے ہیں بی بی! تیرے بچے کیوں رو رہے ہیں' تو نے ہنڈیا میں یہ کیا رکھا ہوا ہے؟ بی بی کہتی ہے' میں

ایک مسافرہ اجنبی عورت ہوں' یہاں میرا کوئی واقف نہیں' آج ہمارے پاس کھانے کے لئے کوئی چیز نہیں' میں نے ہنڈیا میں پانی ڈال کر چولہے پر رکھ دیا ہے تاکہ میرے بچے سو جائیں اور وہ کہتی ہے کہ میرے اور عمر کے فیصلے قیامت کے دن رب کے دربار میں ہوں گے' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' بی بی تو ایک دور دراز علاقہ کی رہنے والی اجنبی عورت ہے' عمر کو تیری حالت کا کیا پتہ ہے؟ یہ بی بی کہتی ہے' عمر ہم پر حکمران بن سکتا ہے تو ہماری حالت کا پتہ کیوں نہیں کرسکتا' وہ حکمران ہی کیسا کہ جس کو اپنی رعایا کا پتہ بھی نہ ہو؟

جس طرح ہمارے حکمران کرتے ہیں' اس طرح نہیں کہ جب ممبر بن گئے تو پھر غریبوں کو پوچھتے ہی نہیں' پھر جو چوہدری اور سردار ہے وہی ڈیرے پر جا سکتا ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' بی بی عمر کو تیری حالت کا کیا پتہ ہے؟ یہ بی بی کہتی ہے اگر عمر کو ہماری حالت کا پتہ نہیں تو ہمارا حکمران کیوں بنا تھا؟ سیدنا اسلم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رات کے اندھیرے میں دوڑتے ہوئے آئے' سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آکر بیت المال کا دروازہ کھولا اور مجھے فرمانے لگے' آٹے کی بوری میری کمر پر رکھ دے؟ میں نے کہا کہ اگر آٹا آپ نے ہی اٹھانا ہے تو میں آپ کا نوکر اور خادم کس لئے ہوں؟ یہ میرے سر پر رکھ دیجئے' سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اسلم یہ میری کمر پر رکھ' سیدنا اسلم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کہ میں نے پھر درخواست کی اور مجھے تین دفعہ ہی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اسلم تو آج تو میرا بوجھ اپنی کمر پر اٹھالے گا لیکن کل قیامت کے دن میرے گناہوں کا بوجھ کون اٹھائے گا؟

میرے بھائی! یہاں تو یہ حال ہے' سیدنا یوسف علیہ السلام تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں' سارا ملک اپنا ہے' سات سال گذر جاتے ہیں' آپ روٹی سیر ہو کر کھاتے ہی نہیں' غلام کہتے ہیں: سرکار! سب کچھ تو آپ کا ہی ہے' پھر آپ سیر ہو کر کھانا کیوں نہیں کھاتے؟

سیدنا یوسف علیہ السلام فرماتے ہیں' اے میرے وزیرو مشیرو اگر میں نے سیر ہو کر کھالیا تو مجھے بھوکے یاد نہیں آئیں گے اور میں کل قیامت کے دن رب کے دربار میں کیا جواب

دوں گا؟ فرماتے ہیں ع

یوسف نے رج نہ کھادا' برساں ست کدائیں
تھوڑے قدر کفایت کھاوے تے جان بچاون تائیں
کیہا غلاماں یوسف میاں' آ مال غلہ سب تیرا
کیوں رج نہ کھاویں یوسف تے جھلیں درد قنیرا
یوسف کیہا جے رج کھاساں' مڑ بھکے یاد نہ آون

ایک اللہ کا نبی موسیٰ علیہ السلام ہے' ان سے شعیب علیہ السلام کی بکریاں چرانے کے لئے آٹھ' دس سال کا معاہدہ طے ہو جاتا ہے' شعیب علیہ السلام نے بیٹی کا رشتہ دینا ہے اور موسیٰ علیہ السلام نے آٹھ دس سال بکریوں کو چرانا ہے' اللہ کے نبی شعیب علیہ السلام فرماتے ہیں۔

اِنِّیْٓ اُرِیْدُ اَنْ اُنْکِحَکَ اِحْدَی ابْنَتَیَّ هٰتَیْنِ عَلٰٓی اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِکَ وَمَآ اُرِیْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَیْکَ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ○ (القصص:۲۷)

اللہ کے نبی موسیٰ علیہ السلام نے لاٹھی پکڑ لی ہے اور بکریوں کے پیچھے چل پڑتے ہیں' ایک بکری بڑا ہی خراب کرتی ہے' موسیٰ علیہ السلام اس کے پیچھے پیچھے دوڑے جا رہے ہیں اور ساتھ آوازیں کستے ہیں' فرماتے ہیں ع

موسیٰ لاٹھی لے کے نسیا' تے بکری مگر سدایا
اے بکری جے قابو آویں' ٹنگ توڑاں فرمایا
جاں او بکری قابو آئی' تے یاد قیامت آئی
ڈھائیں مار کے رنا موسیٰ' تے بکری گل نال لائی
اے بکری جے میں ماردا تینوں' لنگ ٹٹ جاندے تیرے
قیامت دے دن دعویٰ کردی' تے کی پلے رہندا میرے

اللہ کریم ہمیں اپنی مخلوق سے بھلائی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسلم غلام سے کہتے ہیں: بوری مجھے اٹھوا دو' یہ کہتا ہے سرکار میں کس لئے ہوں' کیا یہ بے ادبی اور گستاخی نہیں ہوگی؟ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' اسلم آج تو میرا بوجھ تو اٹھالے گا' لیکن کل قیامت کے دن میرا بوجھ کون اٹھائے گا؟ جس دن کے بارہ میں اللہ پاک نے فرمایا:

كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ۝ إِلَّآ أَصْحَٰبَ ٱلْيَمِينِ ۝

(المدثر: ۳۸-۳۹)

قیامت کے دن ہر جان اپنے کئے میں پکڑی ہوگی اور اس دن حالت یہ ہوگی کہ!

يَوْمَ يَفِرُّ ٱلْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ۝ وَأُمِّهِۦ وَأَبِيهِ ۝ وَصَٰحِبَتِهِۦ وَبَنِيهِ ۝ لِكُلِّ ٱمْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ۝ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ۝ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ۝ وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ۝ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ۝ أُولَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْكَفَرَةُ ٱلْفَجَرَةُ ۝ (عبس: ۳۴-۴۲)

جس دن ماں بیٹے کو چھوڑ جائے گی' باپ بیٹے کو چھوڑ جائے گا۔

جس دن آواز آئے گی۔

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍۭ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰٓؤُلَآءِ شَهِيدًا ۝ (النسآء: ۴۱)

اے اسلم اس دن میرا بوجھ کون اٹھائے گا۔

ان کا تو کام ہی یہی تھا کہ رب کریم کی مخلوق کی خدمت ہی کرتے رہیں' آپ نے بوری اپنی کمر پر اٹھائی ہوئی ہے' ہاتھ میں گھی کا ڈبہ پکڑا ہوا ہے اور دوڑے جا رہے ہیں' جہاں بی بی بیٹھی ہوئی تھی وہاں جا کر بوری رکھ دی' سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جلدی جلدی آٹا گوندھتے ہیں اور ہنڈیا چولہے پر رکھ کر آگ جلاتے ہیں' سیدنا اسلم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی لمبی اور بھاری داڑھی تھی' جس وقت آپ چولہے میں پھونک مارتے تھے مجھے اس طرح محسوس ہوتا تھا جیسے داڑھی سے دھواں نکل رہا ہے' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خود

ہنڈیا پکار رہے ہیں۔

میرے بھائیو! یہاں تو یہ حال ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ حکمران بنے' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' مدینہ کے کنارے پر ایک بوڑھی اماں کی جھونپڑی تھی' میرا پروگرام بنا کہ یہ اماں آنکھوں سے نابینی ہے' اس کا پانی بھر کر اس کی خدمت کرنی چاہیے' یہ سوچ کر میں ایک دن صبح صبح گیا' جا کر کیا دیکھتا ہوں کہ اماں کا کام ہو چکا ہے' اماں کی جھونپڑی میں جھاڑو دیا ہوا ہے اور پانی بھرا ہوا ہے' میں دوسرے دن پھر گیا تو دیکھا اماں کا کام ہو چکا ہے' اب میں تیسرے دن اذان کے وقت ہی چلا گیا' میں نے دیکھا کہ ایک شخص اماں کی جھونپڑی سے نکل کر آرہا ہے' جس نے پردہ کیا ہوا ہے' یہ تیز تیز چلا جا رہا ہے' میں نے کہا السلام علیکم' جب میں نے غور سے دیکھا تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نظر آئے' میں نے کہا واہ اللہ! ہم ابھی سوچ ہی رہے ہوتے ہیں اور ہمارے حکمران عوام کی خدمت پہلے ہی کر جاتے ہیں۔

بتایئے! کیا اب کوئی ایسا کرتا ہے' انہوں نے تو بدمعاش چھوڑے ہوئے ہیں کہ ڈاکے مار کر لاؤ' سڑکوں پر کھڑے ہو کر مسافروں کو لوٹو' چور تم ہو گے اور تمہاری سفارشی ہم ہوں گے۔

لیکن وہ حکمران ایسے نہیں تھے۔

تاریخ اٹھا کر دیکھئے! سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو ایران کا گورنر بنا کر بھیجا اور وہاں کے لوگوں کو خط بھیجا کہ تمہارا گورنر آرہا ہے' پوری سلطنت ایران کا گورنر گدھے پر بیٹھا جا رہا ہے' گورنر کے پاس چمڑے کا ایک تھیلا ہے جس میں لکڑی کا ایک پیالہ ہے اور سوکھے ٹکڑے زادِ راہ ہے' جب آپ ایران پہنچے تو وہ لوگ استقبال کے لئے نکلے' انہوں نے دیکھا کہ ایک آدمی گدھے پر بیٹھا ہوا ہے جس کے پاس چمڑے کا تھیلا ہے اور لکڑی کے پیالے میں سوکھے ٹکڑے بھگو کر کھا رہا ہے' انہوں نے سمجھا کہ شاید یہ کوئی مانگنے والا فقیر ہے' انہوں نے استقبال ہی نہ کیا' اب گورنر صاحب خفا نہیں ہوئے کہ میرا استقبال نہیں ہوا' پیچھے سے ایک مسافر آتا ہے' ایرانی اس سے پوچھتے ہیں' سیدنا

عمر رضی اللہ عنہ کا خط آیا ہے کہ میرا گورنر آ رہا ہے' ہم انتظار کر رہے ہیں' ابھی تک گورنر صاحب پہنچے ہی نہیں؟ وہ کہتا ہے کیا تمہارے پاس سے گدھے پر بیٹھا ہوا آدمی نہیں گذرا؟ وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی جا رہا تھا' ہم نے سمجھا کہ شاید یہ کوئی فقیر ہے' وہ کہتا ہے' اسی کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے گورنر بنا کر بھیجا ہے' سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اڑھائی سال ایران کے گورنر رہتے ہیں' اڑھائی سال کے بعد جب آپ واپس جاتے ہیں تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ استقبال کے لئے آتے ہیں' راستہ میں مل کر خیر خیرت پوچھتے ہیں' پیار محبت کی باتیں ہو رہی ہیں' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' سلمان آپ اڑھائی سال ایران کے گورنر رہ کر آئے ہیں' اس عرصہ میں آپ کیا کچھ بنا کر لائے ہیں' سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں' عرض کرتے ہیں امیر المؤمنین! آپ کس طرح کی باتیں کر رہے ہیں' میں ڈھائی سال ایران میں گورنر بن کر رہا ہوں' جب میں وہاں گیا تھا' اس وقت بھی یہ لکڑی کا ایک پیالہ اور ایک چمڑے کا تھیلا تھا' وہاں اور کوئی برتن لینے کی ضرورت نہیں پڑی' میں اسی پیالے میں کھاتا رہا ہوں' اسی پیالے میں پیتا رہا ہوں اور جس حالت میں وہاں گیا تھا اسی طرح واپس مڑ کر آ گیا ہوں۔

میرے بھائیو! ہم میں سے کوئی چار دن منشی لگ جائے تو وہ کہتا ہے' بس اب خاندان سنوار کر ہی ہٹوں گا' ایم این اے اور ایم پی اے تو دور کی بات ہے' انہوں نے تو آخر لگائے ہوتے ہیں جو اکٹھے کرنے ہوتے ہیں' ادھر یہ حال ہے۔

سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہو جاتے ہیں' آپ ایسے حکمران ہیں کہ اڑھائی سال خلیفۃ المسلمین رہے ہیں' آپ نے اڑھائی سالوں میں ایسا انصاف کیا ہے کہ بھیڑیئے اور بکریاں ایک ہی گھاٹ پر پانی پیتے ہیں' نہ شیر بکریوں کو کچھ کہتے ہیں اور نہ بھڑیئے بکریوں کو کچھ کہتے ہیں' آپ نے اتنا انصاف قائم کیا' ایک دن ایک بھڑیئے نے ایک بکری پر حملہ کر دیا' یہودی بکریاں چرا رہا تھا' کہتا ہے آج مجھے اس طرح لگتا ہے جیسے مسلمانوں کا حکمران فوت ہو گیا ہے۔

آپ بیمار ہو گئے تو آپ کا سیب کھانے کو دل چاہتا ہے' آپ کے ایک عزیز رشتہ دار کو پتہ چلا تو وہ سیب لے آیا' کہنے لگا حضرت آپ کا سیب کھانے کو دل چاہتا ہے تو یہ سیب کھا لیجئے' آپ نے سیب پکڑ کر سونگھا' اس کی خوشبو لی اور فرمایا' سیب تیری مہک بڑی پیاری ہے' لذت بھی پیاری ہوگی' اتنی بات کہہ کر سیب واپس کر دیا اور فرمایا سیب واپس لے جا' وہ کہنے لگا' حضرت آپ کا دل چاہتا ہے تو کھا لیجئے' فرمانے لگے' تو آج سیب لے کر آیا ہے کل کسی کی سفارش لے کر آئے گا' اس لئے میں سیب نہیں کھاؤں گا' اپنے دل پر قابو پا لوں گا۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بی بی کی ہنڈیا کے نیچے خود آگ جلا رہے ہیں' سیدنا اسلم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ پھونک مارتے تھے تو آپ کی داڑھی سے دھواں نکلتا تھا' ہنڈیا اور روٹیاں تیار ہو جاتی ہیں' تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بی بی سے فرماتے ہیں' بی بی کوئی برتن لا' بی بی ایک کھلا سا برتن لے آتی ہے' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سالن ڈال کر ساتھ روٹیاں دیتے ہیں اور بی بی سے کہتے ہیں کہ ان بچوں کو کھلا' بچے کھانا کھانے کے بعد خوش ہو کر دعائیں دیتے ہیں' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ باقی کا بچا ہوا سامان بی بی کے حوالے کرتے ہیں اور تھوڑا سا دور جا کر بیٹھ جاتے ہیں۔ سیدنا اسلم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: امیر المؤمنین! اب کیوں حیران ہو کر بیٹھ گئے ہیں؟ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اسلم تجھے نہیں پتہ' میں چاہتا ہوں کہ جس طرح ان بچوں کو پہلے پریشان دیکھا تھا اب ان کو خوش ہوتے ہوئے بھی دیکھ لوں' ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ مجھے معاف کر دے۔

میرے بھائی! ایک دفعہ تاجروں نے آ کر عیدگاہ میں ڈیرے ڈال دیئے' سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' اے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آپ اور میں رات کو ان کا پہرہ دیں گے' کہیں کوئی رات کو ان کا سامان لوٹ کر نہ لے جائے' سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اے تاجرو! تم سو جاؤ' ہم تمہارا پہرہ دیں گے' یہ تاجر سو جاتے ہیں' سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' کبھی میں نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہو جاتا اور سیدنا

عمر رضی اللہ عنہ تلوار پکڑ کر پہرہ دیتے اور کبھی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو جاتے ہیں اور میں پہرہ دیتا ہوں‘ ساری رات نماز پڑھتے اور پہرہ دیتے ہوئے گذر گئی۔

ایک طرف سے بچہ رونے کی آواز ائی‘ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جا کر اس بی بی کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں اور فرماتے ہیں: بی بی! اپنے بچے کو چپ کراؤ‘ بچہ پھر روتا ہے‘ تو آپ پھر جا کر بچے کی ماں سے کہتے ہیں: بی بی! اپنے بچے کو چپ کراؤ‘ بچہ پھر روتا ہے‘ تو آپ پھر جا کر دروازہ کھٹکھٹا کر کہتے ہیں‘ تو کیسی ماں ہے‘ تیرا بچہ رو رہا ہے اور تو اسے چپ نہیں کراتی‘ یہ عورت کہتی ہے بھائی! تو نے مجھے پریشان کر دیا ہے‘ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں‘ بی بی کیا بات ہے‘ یہ بی بی کہتی ہے‘ میرا یہ بچہ چھوٹا ہے‘ میں اس کا دودھ چھڑا رہی ہوں لیکن یہ دودھ نہیں چھوڑتا‘ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بی بی تو اس کا دودھ کیوں چھڑا رہی ہے؟ بی بی کہتی ہے کہ اتنی دیر تک وظیفہ نہیں ملتا جب تک بچہ دودھ نہ چھوڑے‘ اور عمر (رضی اللہ عنہ) کا اعلان ہے کہ جب تک بچہ دودھ نہیں چھوڑے گا اس کو وظیفہ نہیں ملے گا‘ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رو پڑتے ہیں‘ اور کہتے ہیں: عمر! تو نے کتنے ہی بچے ہلاک کر دیئے ہوں گے‘ فرماتے ہیں بی بی! اس بچے کو دودھ پلا دے‘ صبح عدالت میں آنا‘ اور ساتھ اعلان کر دیتے ہیں کہ آج کے بعد پیدا ہوتے ہی بچے کا بیت المال سے وظیفہ مقرر ہو جائے گا‘ یہ ہیں حکمران۔

اللہ کریم کوئی ایسا حکمران ہمیں بھی نصیب فرمائے۔

میرے بھائی! اسلام میں کیسی ہمدردی اور خیر خواہی ہے‘ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک سوالی آ کر سوال کرتا ہے‘ اماں جی لونڈی سے فرماتے ہیں‘ جو روٹی پڑی ہے اس کو دے دو‘ لونڈی کہتی ہے اماں جی پھر آپ روزہ کس سے افطار کریں گی‘ اماں جی فرماتی ہیں‘ اللہ کریم کوئی بندوبست کر دے گا‘ اس کے حال پر رحم کرو‘ لونڈی کہتی ہے میں نے وہ روٹی سوالی کو دے دی‘ اب شام پڑ رہی تھی‘ اماں جی نے روزہ افطار کرنا تھا لیکن گھر میں کوئی چیز ہی نہیں ہے‘ لونڈی کہتی ہے‘ میں اماں جی کا تقویٰ دیکھ کر حیران تھی‘ اور ادھر مدینہ کا ایک کنجوس ترین آدمی جس سے توقع نہیں کی جا

سکتی تھی، اس نے ایک پوری بکری بھون کر اماں جی کو لا کر تحفہ پیش کر دیا۔

میرے بھائیو! اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحم اور پیار کرنے سے رب تعالیٰ بڑا راضی ہوتا ہے۔

صحیح بخاری شریف میں لکھا ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کی ایک کنجری تھی میں اس کو جنت میں دیکھ کر آیا ہوں، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ کنجری کس طرح جنت میں چلی گئی؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا، وہ جا رہی تھی، اس نے دیکھا کہ کتا پیاسا مر رہا ہے، اس نے اپنی جوتی کا ڈول بنا کر اپنے دوپٹہ کا ساتھ باندھا اور کنویں سے پانی نکال کر تھوڑا تھوڑا کتے کے مونہہ میں ڈالا، عرش سے آواز آئی، اگر تو میری بندی ہو کر میری مخلوق پر رحم کر سکتی ہے تو کیا میں رب ہو کر تجھ پر رحم نہیں کر سکتا۔

سیدنا ابوجہیم بن حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، جنگ یرموک میں میرے چچا کا بیٹا زخمی ہو گیا، مجھے پتہ چلا تو میں پانی کی مشک لے کر گیا، میں نے اپنے چچا کے بیٹے کو تلاش کیا تو وہ موت وحیات کی کشمکش میں تھا، میں نے پوچھا، کیا پانی کی ضرورت ہے، کہنے لگا ہاں پانی کی بڑی ضرورت ہے، میں اس کو پانی پلانے لگا تو اس کے ساتھ ایک اور مسلمان زخمی پڑا ہوا تھا، اس کے کراہنے کی آواز آئی، اس طرح لگتا تھا جیسے اس کو بھی پانی کی ضرورت ہے، میرے چچا کا بیٹا کہنے لگا، جاؤ پہلے اس کو پانی پلاؤ (حالانکہ اپنی جان نکل رہی ہے) اس کو مجھ سے زیادہ ضرورت ہے، فرماتے ہیں میں اس کو پانی پلانے لگا تو قریب ہی ایک اور مسلمان زخمی پڑا ہوا تھا، اس کے کراہنے کی آواز آئی تو دوسرا زخمی کہنے لگا، پہلے اس کو پانی پلاؤ، میری خیر ہے۔

دیکھئے! یہ آپس میں کیسی محبت اور ایثار ہے، سیدنا ابوجہیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں اس تیسرے آدمی کے پاس پانی لے کر گیا تو میرے جانے سے پہلے ہی وہ فوت ہو چکا تھا۔ میں واپس دوسرے زخمی کے پاس آیا تو وہ بھی رب کو پیارا ہو چکا تھا، اب میں اپنے چچا کے بیٹے کے پاس آیا تو اس کی جان بھی نکل چکی تھی۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، ایک دن ایک مسلمان کے پاس بکری کی سری

کا تحفہ آیا' جس صحابی کے پاس یہ تحفہ آیا' اس نے سوچا کہ میرے ساتھ کے ہمسائے کو مجھ سے زیادہ ضرورت ہے' اس نے بکری کی سری ادھر بھیج دی' اس نے بھی سوچا کہ میرے ساتھ والے کو مجھ سے زیادہ ضرورت ہے' اس نے ادھر بھیج دی' اس نے سوچا کہ میرے ساتھ کے گھر والوں کو مجھ سے زیادہ ضرورت ہے' اس نے ادھر بھیج دی' اسی طرح بکری کی سری سات گھروں سے ہوتی ہوئی واپس پہلے گھر ہی پہنچ گئی' یہ کیسا ایثار ہے' اللہ کریم ایسی ہمدردی ہمیں بھی نصیب فرمائے۔

جہانوں کے پیر علیہ السلام ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لے جاتے ہیں' اللہ کے پاک نبی علیہ السلام فرماتے ہیں میرے صحابہ' یہاں مسلمانوں کے لئے میٹھے پانی کا کنواں نہیں ہے' تم میں سے کون ہے جو مسلمانوں سے ہمدردی کرتے ہوئے میٹھے پانی کا انتظام کرے' سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں' محبوب میں جا کر سودا کر لیتا ہوں' آپ دعا فرما دیں' بئر رومہ ایک یہودی کے قبضہ میں تھا جہاں سے لوگ پانی پیتے تھے' یہودی مشکوں اور ڈولوں کے حساب سے پانی بیچا کرتا تھا' سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اسے کہتے ہیں: اگر تو پسند کرے تو تو اور میں کاروبار اکٹھا کر لیں' یہودی کہتا ہے کس طرح' سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' تو آدھا کنواں مجھے فروخت کر دے' ایک دن پانی تو بیچا کر اور ایک دن میں بیچا کروں گا' یہودی راضی ہو جاتا ہے' سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پینتیس ہزار درہم دے کر آدھا کنواں اس انداز پر خرید لیتے ہیں پھر آ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں کہ آقا! میں نے مسلمانوں کی ہمدردی کے لئے کنواں اس انداز پر خرید لیا ہے کہ ایک دن یہودی پانی بیچے گا اور ایک دن میں بیچوں گا' مسلمانوں سے کہیں جس دن میری باری ہو جتنا چاہیں پانی مفت بھر کر لے آیا کریں اور اتنا بھریں کہ دوسرے دن قیمتاً لینے کی ضرورت نہ پڑے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی یہ ترکیب رب تعالیٰ کو ایسی پسند آئی کہ یہودی مار کھا گیا' یہودی کہتا ہے' عثمان میرا دل چاہتا ہے کہ میں دوسرا حصہ بھی فروخت کر دوں' آپ یہ بھی لے لیں' سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے پاس سے رقم ادا کر کے پورا کنواں مسلمانوں کے لئے

وقف کر دیا' لوگ پانی پیتے رہے اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو دعائیں دیتے رہے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے میرے مصطفیٰ علیہ السلام کا کلمہ پڑھا تو آپ کے پاس چالیس ہزار درہم تھے لیکن آپ نے سارے پیسے میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر خرچ کر دیئے اور ایسے ایسے سودے کیئے کہ کہیں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کرایا اور کہیں سات لونڈیاں آزاد کرائیں' آپ نے میرے مصطفیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایسے سودے کیئے کہ دنیا میں ہی جنت خرید لی' اسی لئے آمنہ کے لال علیہ السلام نے فرمایا ہے' میرے ساتھ جس نے بھی احسان کیا ہے میں اس کا بدلہ دے چکا ہوں لیکن سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ذات ایسی ہے جس کا بدلہ میں نہیں دے سکا' اللہ کریم ہی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بدلہ دیں گے۔

میرے بھائی! ان لوگوں میں کیسی کیسی ہمدردیاں تھیں۔

اماں جی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جہانوں کے پیر علیہ السلام اور میرے بابا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' وفات کے بعد میرے حجرہ میں لیٹے ہوئے تھے اور ساتھ جگہ خالی پڑی ہوئی تھی جو میں نے اپنے لئے رکھی ہوئی تھی' لیکن جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا آخری وقت آیا' تو وہ اپنے بیٹے سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرماتے ہیں کہ اے میرے بیٹے! اماں جی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ آپ کو جا کر میرا سلام کہنا اور یہ نہ کہنا کہ امیر المومنین آپ سے اجازت مانگتے ہیں' بلکہ یہ کہنا کہ عمر ابن خطاب آپ سے اجازت مانگتا ہے اگر آپ اجازت دے دیں تو میں اپنے دونوں یاروں کے پاس ہی لیٹ جاؤں؟ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اماں جی کے پاس جا کر بات کرتے ہیں' اماں جی فرماتی ہیں یہ جگہ تو میں نے اپنے لئے رکھی ہوئی تھی لیکن میں عمر کو اپنے اوپر ترجیح دیتی ہوں' جا بیٹا میں اپنی جگہ عمر کو دے دی ہے۔

دیکھو یہ کیسے کیسے ایثار ہیں۔

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ گھر جا کر بیوی سے کہتے ہیں: بچوں کو سلا کر چراغ درست کرنے کے بہانے بجھا دینا' میں اندھیرے میں ویسے ہی مونہہ ہلاتا جاؤں گا اور اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان سیر ہو کر روٹی کھا لے گا' صبح ہوئی تو یہ مسجد میں

آ گئے' ان کے جانے سے پہلے ان کے انداز کو رب تعالیٰ نے قرآن بنا کر اپنے مصطفےٰ علیہ السلام پر نازل کر دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ (الحشر:۸)

پہلی آیت میں اللہ کریم نے مہاجروں کی تعریف کی ہے' فرمایا مہاجر سب کچھ لٹا کر مجھے راضی کرنے اور جنت حاصل کرنے کے لئے مدینہ آ گئے ہیں' اب آگے اللہ پاک مدینہ والوں کا تذکرہ کرتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (الحشر:۹)

اور مدینہ کے انصار جنہوں نے اپنے گھر بانٹ کر مہاجرین کو دے دیئے' جس کی دو بیویاں تھیں اس نے ایک کو طلاق دے کر مہاجر کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا' جس کے دو مکان تھے اس نے ایک مکان اپنے بھائی کو دے دیا۔

ایمان اور میرے مصطفےٰ علیہ السلام کو جگہ دی' جو جو بھی مہاجر بن کر آتے رہے' ان کا ان کے ساتھ بڑا ہی پیار تھا' کبھی ان کے سینے تنگ نہیں ہوئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے محبوب' آج کی رات تیرے یار طلحہ نے تو کمال ہی کر دی ہے' خود بھی بھوکا رہا ہے' اس کی بیوی اور بچے بھی بھوکے رہے ہیں لیکن آپ کے مہمان کو اس نے سیر ہو کر روٹی کھلا دی ہے' اے میرے محمد ﷺ یہ کامیاب لوگ ہیں' جو لوگوں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں' جن کے اندر ایثار' اسلامی ہمدردی اور خیر خواہی ہے۔

دیکھئے! مسلمانوں سے بھلائی کرنے سے رب تعالیٰ کتنے خوش ہوتے ہیں۔

کہتے ہیں: ایک شخص جا رہا تھا' اس نے دیکھا کہ ایک درخت کی موٹی سی ٹہنی مسافروں کو پریشان کرتی ہے' اس کے دل میں خیال آیا کہ یہ مسافروں کو تنگ کرتی ہے' کبھی رب نے موقع دیا تو یہ ٹہنی کاٹوں گا' صرف ٹہنی کاٹنے کا ارادہ ہی کیا ہے' اب اس کو ٹہنی کاٹنے سے پہلے ہی موت آ گئی' آواز آتی ہے میرے بندے! مجھے تیری نیت اچھی لگی ہے' جا میں نے تجھے جنت الاٹ کر دی ہے' مسلمانوں کی خیر خواہی میں رب بڑا خوش ہوتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جہنمی جہنم کی طرف جا رہے ہوں گے' جہنمیوں کی جماعت کی ایک جنتی پر نظر پڑے گی' ایک جہنمی جنتی کے پاس جائے گا اور کہے گا' کیا تو نے مجھے پہچانا ہے' وہ کہے گا میں نے تو نہیں پہچانا' یہ کہے گا دنیا میں تو نے ایک دن مجھ سے وضو کرنے کے لئے پانی مانگا تھا' میں نے بغیر پیسوں کے پانی مفت ہی دے دیا تھا' آج میں جیل میں قابو آیا ہوا ہوں' تو ذرا سفارش کر دے' یہ رب تعالیٰ کے آگے سجدہ میں گر پڑے گا' اور عرض کرے گا اے اللہ! اس نے مجھے وضو کروایا تھا' ایک روایت میں آتا ہے کہ اس نے مجھے مسواک دی تھی' اللہ کریم فرمائیں گے' جا میں نے تیری سفارش قبول کر کے اس کو جنت الاٹ کر دی ہے۔

بھائیو! اللہ پاک کی مخلوق پر رحم کیا کرو۔

کرو مہربانی تم اہل زمین پر
خدا مہربان ہوگا عرش بریں پر

اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر تم رحم کرو گے تو اللہ کریم تم پر رحم فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کے بندوں سے تم خیرا خواہی کرو گے تو اللہ کریم تم سے خیر خواہی فرمائیں گے۔

اللہ کریم میرا اور آپ کا بھلا فرمائے اور ہمیں اسلام کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔



حسد کا انجام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ○ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ○ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ○ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ○ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ○ (الفلق: ١– ٥)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ○ مَلِكِ النَّاسِ ○ اِلٰهِ النَّاسِ ○ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ○ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ○ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ○ (الناس: ١–٦)

ہر قسم کی حمد و ثناء اللہ رب رحمٰن کے لئے' بے شمار اور ان گنت درود و سلام سید الاولین والاخرین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی پر۔

دوستو اور بزرگو! آج میں نے ماہِ رمضان کے دوسرے خطبہ جمعہ میں قرآن کریم کی آخری دو سورتیں معوذتین تلاوت کی ہیں' اللہ مالک سے دعا ہے کہ اللہ پاک مجھے صحیح بیان کرنے اور پھر ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

آج میں چاہتا ہوں کہ میں آپ کے سامنے یہ بات بیان کروں کہ جو لوگ حسد کرتے ہیں ان کی سزا کیا ہے' حسد کرنے والے کے پلڑے میں کیا پڑتا ہے' جن لوگوں نے حسد کیا ہے ان کو کیا ملا ہے اور جن سے حسد کیا گیا ہے' اللہ کریم نے ان کو کیا مقام عطا فرمایا ہے۔

- یہودیوں کا ایک بچہ اللہ کے نبی جناب محمد ﷺ کی خدمت کرتا تھا۔

یہودی بے ایمان شروع سے ہی دین اسلام کے دشمن ہیں' ان بے ایمانوں کے دل میں حسد کی آگ بھری ہوئی تھی۔

یہ یہودی بچے کو ورغلا کر کہتے ہیں: تو اللہ کے نبی ﷺ کی داڑھی یا سر کے بال مبارک اور وہ کنگھی جس سے آپ کنگھی کرتے ہیں اس کے کچھ دندانے ہمیں لا کر دینا' ان یہودی بے ایمانوں نے میرے مصطفےٰ ﷺ کے اس خادم لڑکے کو ورغلا کر میرے پاک نبی کے بال مبارک اور کنگھی کے دندانے حاصل کر لئے' لبید بن اعصم یہودی بے ایمان نے میرے نبی کے بالوں پر جادو کر کے گیارہ گرہیں لگا دیں اور ان کو ایک بئر زروان نامی کنویں میں پتھر کے نیچے دبا دیئے۔:

: صحیح بخاری کی حدیث پاک ہے' ان بے ایمانوں نے اللہ کے پاک نبی ﷺ پر جادو کر دیا' پھر میرے نبی پر جادو کا اتنا اثر ہوا' ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' نبی پاک ﷺ نے ایک کام نہیں کیا ہوتا تھا لیکن آپ فرماتے میں نے یہ کام کیا ہے' اللہ کے نبی نے ایک کام کیا ہوتا تھا لیکن آپ فرماتے میں نے یہ کام نہیں کیا' اب میرے نبی بھی پریشان ہیں' میرے آقا علیہ السلام کے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین بھی پریشان ہیں' آپ کی پاک بیویاں بھی پریشان ہیں۔:

: ایک دن میرے آقا علیہ السلام سوئے ہوئے ہیں کہ دو فرشتے آئے' ایک سر کی طرف کھڑا ہو گیا اور ایک آپ کے پیر مبارک کی طرف کھڑا ہو گیا' ایک دوسرے سے کہتا ہے' ان کو کیا تکلیف ہوئی ہے' دوسرا کہتا ہے' پیارے نبی پر جادو کر دیا گیا ہے' وہ کہتا ہے کس نے کیا ہے' دوسرا کہتا ہے' لبید بن اعصم بے ایمان نے جادو کیا ہے' یہ کہتا ہے کس پر جادو کیا گیا ہے' وہ کہتا ہے' کہ ان کے سر کے بال لے کر ان میں گرہیں دی گئی ہیں اور پھر وہ بال بئر زروان میں پتھر کے نیچے دبا دیئے گئے ہیں' ادھر میرے نبی ﷺ بیدار ہوئے تو آپ فرماتے ہیں' اے میری پیاری عائشہ! مجھے میری بیماری کی سمجھ آ گئی ہے' مجھ پر جادو کر دیا گیا ہے' اللہ پاک نے آسمان سے دو سورتیں نازل فرما دیں' جبرائیل علیہ السلام میرے مصطفےٰ ﷺ کے پاس قرآن کریم کی یہ دو سورتیں لے کر آئے' اللہ فرماتے ہیں میرے محبوب' آپ پڑھیں۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ○ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ○ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ○ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ○ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ○ (الفلق:۱-۵)

میں صبح کے رب کے نام کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں اور ہر اس چیز سے پناہ مانگتا ہوں جو اللہ نے پیدا کی ہے اور رات کے اندھیروں سے پناہ مانگتا ہوں' جو لوگ جادو پڑھ پڑھ کر پھونکیں مارتے ہیں' ان کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں اور حسد کرنے والے کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں جب وہ حسد کرتا ہے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ○ مَلِكِ النَّاسِ ○ اِلٰهِ النَّاسِ ○ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ○ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ○ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ○ (الناس:۱-۶)

اے میرے محبوب! یہ بھی کہہ دیں' میں لوگوں کے رب کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں جو سارے جہان کا بادشاہ ہے' جو لوگوں کا الٰہ ہے' شیطان خناس کے وسواس سے پناہ مانگتا ہوں' جو لوگوں کے سینوں میں وسوسے ڈالتا ہے' جنوں اور انسانوں (یعنی ان کی برائی' حسد اور نظر بد) سے پناہ مانگتا ہوں۔

: اللہ کے پاک نبی ﷺ نے یہ سورتیں پڑھیں' ان دونوں سورتوں کی گیارہ آیات ہیں' جب نبی اکرم ﷺ نے!

ایک آیت پڑھی تو ایک گرہ کھل گئی۔

دوسری آیت پڑھی تو دوسری گرہ کھل گئی۔

تیسری' چوتھی' پانچویں' چھٹی' یعنی جب میرے مصطفےٰ ﷺ نے گیارہ آیات پڑھیں تو اللہ پاک نے اپنے محبوب کو شفا عطا فرما دی۔

اللہ پاک نے مومنوں کے لئے یہ وظیفہ نازل کر دیا' کائنات کے سردار نبی ﷺ فرماتے ہیں' جو شخص فجر اور مغرب کی نماز پڑھ کر صبح و شام سورۃ الاخلاص' سورۃ الفلق اور

سورۃ الناس پڑھتا ہے' تو اللہ پاک اس کو جادو' ٹونے اور حاسدوں سے محفوظ رکھیں گے۔

یہ میرے بہن بھائیوں بلکہ چھوٹے چھوٹے بچوں کو بھی یاد ہونی چاہئیں' اس میں اللہ پاک نے فرمایا ہے' محبوب آپ کہہ دیں' اللہ میں حاسدوں کی برائی سے بچنا چاہتا ہوں' مجھے حسد کرنے والوں کے حسد سے بچا لے۔

میرے بھائی! سب سے پہلے ابلیس بے ایمان نے سیدنا آدم علیہ السلام سے حسد کیا' اللہ پاک نے فرمایا: ''فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ○'' میں آدم نبی کو پیدا کرتا ہوں تو تم سب سجدہ میں پڑ جانا۔ ''فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ'' سب فرشتوں نے بابا جی کو سجدہ کر دیا لیکن ابلیس اکڑ گیا' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں' ابلیس تو نے سجدہ کیوں نہیں کیا' یہ کہتا ہے: ''انا خیر منه'' میں کیسے سجدہ کروں میں اس سے بہتر ہوں' یہ مٹی سے پیدا ہوا ہے اور میں آگ سے بنا ہوں' مٹی پھینکیں تو نیچے کی طرف آتی ہے' آگ جلائیں تو اوپر کو جاتی ہے' اس لئے میرا مقام اونچا ہے' اللہ پاک نے فرمایا اے ابلیس اب قیامت تک تجھ پر میری پھٹکار اور لعنت ہی پڑتی رہے گی' تو نے 'میں' کہا ہے' جو کہے کہ میں بڑی شئے ہوں' اس کتاب کے اتارنے والے کی قسم ہے 'میں' کہنے والا شخص اللہ کو اچھا ہی نہیں لگتا ع

میں وچ میں نئیں میں میری تے میں کی میں نوں کرنا
میں میں کر دی پکڑ قصائیاں ہیٹھ چھری دے دھرنا
میں کر بولن عادت آئی بکریاں دی
ایسے کارن الٹیاں کر کے تے کھل اتاری جاندی

شیطان نے حسد کیا تو مردود کر دیا گیا اور بابا جی آدم علیہ السلام جھک گئے تو بلند کر دیے گئے۔

اللہ پاک فرماتے ہیں محبوب ان کو حسد کی برائی کا انجام پڑھ کر سناؤ۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ○ (المائدۃ:٢٧)

اللہ پاک نے بابا جی آدم علیہ السلام کو اٹھارہ بیٹے اور اٹھارہ بیٹیاں عطا فرمائیں' اللہ پاک ایک حمل سے ایک بیٹی اور ایک بیٹا عطا فرماتے تھے' اللہ پاک کا قانون یہ تھا' اے میرے آدم ایک حمل والی بیٹی اور دوسرے حمل والے بیٹے کا آپس میں نکاح کر دو' آپ کے ایک بیٹے کا نام ہابیل تھا اور ایک کا نام قابیل تھا' قابیل کا رنگ خوبصورت تھا' ہابیل اور اس کی بہن کا رنگ کچھ پکا تھا' قابیل کہنے لگا' میں تو اپنی بہن سے ہی شادی کروں گا' تو اپنی بہن سے شادی کر لے' اللہ پاک فرماتے ہیں' اے آدم! ان سے کہہ دو' یہ قربانی کریں' ہابیل نے بڑا خوبصورت اور موٹا تازہ دنبہ قربانی کیا اور قابیل نے ہلکی سی قربانی کی' بلکہ بعض کہتے ہیں کہ اس نے ردی چیزیں قربانی کیں' قربانی کر کے اسے ایک جگہ رکھ دینا تھا' اس کی قبولیت کی نشانی یہ تھی کہ آسمان سے آگ آتی تھی اور اسے جلا کر چلی جاتی تھی' انہوں نے قربانی کر کے ایک جگہ رکھ دی' آسمان سے آگ آئی جو ہابیل کی قربانی کو جلا کر چلی گئی' اس نے قابیل کی قربانی کو کچھ بھی نہ کہا' جب ہابیل کی قربانی قبول ہوگئی تو قابیل کے دل میں حسد کی آگ جل پڑی' کہتا ہے' تیری قربانی قبول ہوگئی ہے اب تو اپنا فکر کر لے میں تجھے قتل کر دوں گا۔

میرے بھائیو! حسد کی آگ اس کے دل میں آ گئی' حسد اتنی گندی چیز ہے اس کے ذہن میں یہ بھی نہیں رہا کہ یہ میرا سگا بھائی ہے' ہابیل کہتا ہے کہ میرا کیا اختیار ہے کہ تیری قربانی قبول کیوں نہیں ہوئی' اللہ کریم تو پرہیزگاروں اور متقین کی قربانیاں قبول کرتا ہے لیکن ایک بات سن لے۔

لَئِنْ م بَسَطْتَّ اِلَیَّ یَدَكَ لِتَقْتُلَنِیْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ یَّدِیَ اِلَیْكَ لِاَقْتُلَكَ۔ (المآئدة:۲۸)

تو میرا بڑا بھائی ہے اور میں تیرا چھوٹا بھائی ہوں اگر تو نے مجھے مارنے کے لئے ہاتھ اٹھایا تو میں تیرے آگے ہاتھ بھی نہیں اٹھاؤں گا۔

اِنِّیْٓ اُرِیْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِیْ وَاِثْمِكَ۔ (المائدة:۲۹)

اس لئے کہ میں چاہتا ہوں میرا گناہ بھی تجھ پر پڑے اور تیرا بھی تجھ پر پڑے' تو جہنمی بن جائے اور رب مجھے جنت عطا فرما دے۔

دیکھ لیں! پھر اس نے حسد کی آگ میں آ کر قدم اٹھایا' بابا جی حج کرنے کے لئے چلے گئے' ایک دن اس کا چھوٹا بھائی ہابیل سو رہا تھا کہ اس نے پتھر سے اس کا سر کچل کر شہید کر دیا' یہ حسد ہے' اللہ پاک حسد کی بیماری سے محفوظ فرمائے۔

۱ قرآن کریم نے بتایا ہے کہ مومن کسی سے حسد نہیں کر سکتا' یہودی عیسائی اور منافقین حسد کرتے ہیں' اب آپ دیکھ لیں' اگر آپ کے دل میں حسد کی آگ جلتی ہے تو اپنے آپ کو صحیح کر لیں' رب سے ڈر کر توبہ کر لیں' اس کتاب کے اتارنے والے کی قسم ہے' آج آپ اس سے بچ جائیں' نبی اکرم ﷺ نے جنت کی بشارت دے دی ہے۔

کیسا پیارا موسم ہے' مسجد نبوی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوئے ہیں' آمنہ کے لال ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اس طرح سج رہے ہیں جس طرح چودھویں رات کا چاند ستاروں کے جھرمٹ میں خوبصورت لگتا ہے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میں ایک دن یہ دیکھنے کے لئے چل پڑا کہ آسمان کا چاند خوبصورت ہے یا پیارے نبی کا چہرہ خوبصورت' پھر میں نے کیا دیکھا' فرماتے ہیں کہ میں مسجد نبوی میں گیا' جہانوں کے پیر ﷺ نے اپنے چہرہ پر سرخ رنگ کی چادر اوڑھی ہوئی ہے' چادر سے نبی اکرم ﷺ کا چہرہ پر انوار اس طرح نظر آ رہا تھا جیسے بادلوں میں چاند نظر آتا ہے' سیدنا جابر رضی اللہ عنہ ایک طرف کھڑے ہو گئے اور فرماتے ہیں ؎

سمرہ دے بیٹے جابر بیان سنایا سی
چنوں سی چودھویں چن جوبن وچ آیا سی
تارے وی مدھم پے گئے' ڈاڈی چنوں چاننی
پر میرے چنوں ودھ نیوں چناں تیری چاننی

اک چن تو دوجا چن میرا پیر جی

دوواں چناں اتے لائی ڈاڈی میں نظیر جی
ویکھاں میں دوواں چناں وچوں وده کدی چانی
پر میرے چنوں ودھ نئیوں چناں تیری چاننی
اپنے میں پیر دا جد ویکھیا جمال اے
فوراً میرے دل اندر آ گیا خیال اے
تینوں ویں ملی اے چناں میرے چنوں چاننی
پر میرے چنوں ودھ نئیوں چناں تیری چاننی

نبی اکرم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تشریف فرما ہیں' بیٹھے بیٹھے میرے مصطفیٰ ﷺ فرماتے ہیں' میرے صحابہ' مسجد کے دروازہ پر ایک آدمی ہے' جس نے جنتی دیکھنا ہے اس کو دیکھ لو' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے دیکھنے کے لئے نظریں اٹھاتے ہیں (غالباً وہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ تھے) اس صحابی نے جوتا ہاتھ میں پکڑا ہوا ہے' وضو کر کے مسجد نبوی میں آ رہے ہیں اور داڑھی سے وضو کے پانی کے قطرات ٹپک رہے ہیں۔

ایک دن گذر گیا' دوسرے دن پھر میرے نبی اسی طرح تشریف فرما ہیں' صحابہ آپ ﷺ کے اردگرد بیٹھے ہوئے ہیں' مسجد نمازیوں سے بھری ہوئی ہے' اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں' میرے صحابہ عنقریب ایک آدمی مسجد میں آ رہا ہے جس نے جنتی دیکھنا ہے اسے دیکھ لینا' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں ہم نے دیکھا کہ وہی کل والا آدمی ہے۔

تیسرے دن پھر میرے آقا ﷺ نے فرمایا' لوگو! اگر تم نے جنتی آدمی دیکھنا ہے تو وہ آدمی جو مسجد میں آ رہا ہے یہ جنتی ہے' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ یہ وہی آدمی تھا جس کو نبی اکرم ﷺ نے پہلے دن جنتی فرمایا تھا۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میں اس کے پاس چلا گیا اور ان سے کہا کہ میں نے دو تین دن آپ کے پاس رہنا ہے' آپ ایک دن بھی رہے' دوسرے دن بھی رہے' سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جس طرح میں نماز پڑھتا تھا اسی طرح اس نے نماز پڑھی۔

جس طرح میں قران پڑھتا تھا اسی طرح اس نے پڑھا۔

لیکن یہ ضرور تھا کہ جب وہ رات کو سوتے سوتے کروٹ لیتے تھے تو کبھی سبحان اللہ کہتے تھے اور کبھی الحمد للہ کہتے تھے، تین دن گذرنے کے بعد میں نے کہا اب مجھے اجازت دیں، میں جانا چاہتا ہوں، جو مقصد میں لے کر آیا تھا، وہ حل نہیں ہوا؟ یہ صحابی پوچھتا ہے کونسا مقصد، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے تین دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زبان سے یہ بات سنی ہے اگر جنتی دیکھنا ہے تو اسے دیکھ لو، کیا بات ہے، آپ کون سا عمل کرتے ہیں؟ یہ صحابی کہتا ہے، میں اور تو کوئی عمل نہیں کرتا، صرف ایک ہی عمل کرتا ہوں، جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے اس دن سے لے کر آج تک میں نے کسی مسلمان کے بارہ میں حسد نہیں کیا۔

میرے بھائی! اس لئے حسد نہ کیا کر۔

کسی کی دوکان چلتی دیکھ کر نہ جلا کر۔

کسی کا کاربار چلتا دیکھ کر نہ جلا کر۔

کسی کی عزت دیکھ کر نہ جلا کر۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، حسد سے بچو، حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح لکڑیوں کو آگ کھا جاتی ہے، آگ جل رہی ہو، اس کے اندر لکڑیاں ہوں تو کوئی چیز نہیں بچتی، اسی طرح جو شخص حسد کرتا ہے تو اسے سوائے جلنے کے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا، کوئی جس طرح چاہے کرتا جائے عزت و ذلت تو اللہ پاک کے ہاتھ میں ہے۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ۔ (ال عمران:۲۶)

اللہ کریم فرماتے ہیں، عزت و ذلت میرے ہاتھ میں ہے، میں جس کو چاہوں عزت دوں اور جس کو چاہوں ذلیل کر دوں۔

دیکھئے! یہ کتنی پیاری گدی ہے' ایک نبی کے بیٹے' نبی کے پوتے اور نبی کے پڑپوتے ہیں' یہ دیکھتے ہیں کہ ابا جی کا ایک بھائی سے بڑا پیار ہے' نبی زادے ایک کی حویلی میں بیٹھ کر مشورہ کرتے ہیں' اس طرح سمجھیں کہ بھینسوں کو چارہ ہم ڈالتے ہیں' جانور ہم سنبھالتے ہیں' سارا کاروبار ہم کرتے ہیں' لیکن ابا جی ہم سے وہ پیار نہیں کرتے جو یوسف علیہ السلام اور اس کے بھائی سے کرتے ہیں' بھائیوں کے دلوں میں حسد کی آگ بھڑک اٹھی' اب بھائیوں نے بیٹھ کر مشورہ کیا۔

اُقْتُلُوْا یُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا یَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِیْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِیْنَ٥ (یوسف:۹)

نبی کے بیٹوں کے دلوں میں حسد آ گیا' کہتے ہیں: ہمارے ابا جی صریحاً بھولے ہوئے ہیں' اس طرح کرو کہ کسی نہ کسی طریقہ سے ابا جی کو ورغلا کر یوسف علیہ السلام کو لے جاؤ اور اسے مار مار کر قتل ہی کر دو یا کنوئیں میں پھینک دو' کوئی قافلہ آئے گا تو اسے لے کر چلا جائے گا یا کنوئیں میں ڈوب کر فوت ہو جائے گا' بھائیوں کا منصوبہ یہ ہے کہ اسے مار دو' یہ ابا جی کی آنکھوں کے سامنے نہیں ہوگا تو پیار نہیں کریں گے' ہم سامنے ہوں گے تو ابا جی لازماً ہم سے پیار کریں گے' اب یہ باپ کے پاس چلے گئے۔

قَالُوْا یٰۤاَبَانَا مَالَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰی یُوْسُفَ وَ اِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ٥ اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا یَّرْتَعْ وَ یَلْعَبْ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ٥ (یوسف:۱۱-۱۲)

کہتے ہیں: ابا جی! آپ ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ کیوں نہیں بھیجتے' اس کو بھیجو یہ بھی جنگل میں جائے اور سیر کر آئے' ہم سے بڑا اس کا خیر خواہ اور کون ہے' ہم اس کی خیر خواہی کریں گے' یعقوب علیہ السلام کے مونہہ سے یہ بات نکل گئی۔

قَالَ اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْۤ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَ اَخَافُ اَنْ یَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَ اَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ٥ (یوسف:۱۳)

بیٹو مجھے ڈر لگتا ہے' کہیں تم یوسف کو لے کر دور چلے جاؤ' پیچھے سے بھیڑیا آ کر

میرے یوسف کو کھا جائے' بھائی کہتے ہیں: ''ابا جی! یہ بات ہو ہی نہیں سکتی اگر بھیڑیے ہماری زندگی میں یوسف کو کچھ کہہ جائیں تو ہمارا پیدا ہونا ہی فضول ہے۔''

باپ کے سامنے جا کر ظاہری طور پر یوسف علیہ السلام سے بڑا پیار کرتے ہیں لیکن اندر سے محبت نہیں ہے۔

آج بھی بعض لوگ ظاہری طور پر بڑا پیار کرتے ہیں لیکن پیٹھ پیچھے گلہ' حسد اور منافقوں والا کردار ادا کرتے ہیں' دعا کرو اللہ پاک دلوں کو صاف کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' (یہ کون انس ہیں' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم انس رضی اللہ عنہ ہیں' دس سال کے نوکر انس ہیں) کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا' اے بیٹا انس! ایک بات سن لے سیدنا انس رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں آقا! کیا بات ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بیٹا! جہاں میری دوسری سنتیں ہیں' رفع الیدین سنت ہے' آمین سنت ہے' وہاں میری یہ بھی سنت ہے کہ اپنے دل میں کسی شخص کے بارہ میں حسد اور بغض نہ رکھا کر۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص میری اس سنت سے پیار کرے گا تو وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

میرے بھائی! اگر آپ جنت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑوس چاہتے ہیں تو اپنے دل صاف کر لیں۔

سلطان باہو رحمہ اللہ نے بڑی پیاری بات لکھی ہے' فرماتے ہیں ؎

جے رب ملدا ناتیاں دھوتیاں فیر ملدا ڈڈواں مچھیاں ہُو
جے رب ملدا جتیاں ستیاں فیر ملدا بلداں خسیاں ہُو
جے رب ملدا کونیاں موتیاں فیر ملدا بھیڈاں سسیاں ہُو
باہو رب اونہاں نوں مل دا نیتاں جناں دیاں اچھیاں ہُو

اب بابا جی ابراہیم خادم رحمہ اللہ کا کلام سن لیں' وہ فرماتے ہیں ؎

اوتھے کدے وی رب نئیں رحم کردا' جتھے نیتاں دے وچ کھوٹ ہووے

اوتھوں برکتاں رب اٹھا لیندا' جتھے وچ بھراواں انجوٹ ہووے
جھگا کدی او خیر نال وسیا نئیں' جتھے وسدا نت دا سوٹ ہووے
اُس وعظ وچ نفع نئیں کوئی ہندا' گل گل اندر جتھے چوٹ ہووے

بھائی دل صاف کر لیں!

• آپ کی نمازوں کا فائدہ تب ہے۔
آپ کے حج کا فائدہ تب ہے۔
آپ کے روزوں کا فائدہ تب ہے۔
آپ کی زکوٰۃ کا فائدہ تب ہے۔
اگر آپ کا دل صاف ہے۔

آپ اندر حسد لئے پھریں اور اوپر سے بڑے خوب صورت بن جائیں' اللہ کی قسم ہے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

دیکھ لیں! بھائیوں کے دلوں میں حسد کی آگ جلی ہوئی ہے' بھائی چاہتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام کو عزت نہ ملے' اللہ پاک فرماتے ہیں اے یوسف نبی کے بھائیو' عزت کسی کے ہاتھ میں نہیں عزت میرے ہاتھ میں ہے۔

میرے بھائیو! اگر یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کو معلوم ہوتا کہ یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں پھینکنے سے ان کو تختِ مصر مل جانا ہے' ہمیں اس کو سلام کرنا پڑے گا تو اللہ کی قسم ہے وہ یوسف علیہ السلام کو پھینکنے کے لئے کبھی تیار نہ ہوتے بلکہ تمام بھائی کنوئیں میں چھلانگیں لگانے کے لئے خود تیار ہو جاتے۔

یعقوب علیہ السلام فرماتے ہیں' بیٹو! یہ پانی لے جاؤ جب میرے یوسف کو پیاس لگے تو پانی پلا دینا' یہ کھانا لے جاؤ جب میرے یوسف کو بھوک لگے تو روٹی کھلا دینا' ابا جی الوداع کرنے کے لئے جاتے ہیں اور کہتے ہیں: بیٹو! اسے خیال سے رکھنا' میرے یوسف کو کوئی تکلیف نہ آنے دینا' جب تک ابا جی کی نظر پڑتی ہے بیٹے یوسف بھائی سے بڑا پیار کرتے ہیں' ایک کندھوں سے اتارتا ہے تو دوسرا اٹھالیتا ہے' دوسرا اتارتا ہے تو تیسرا

اٹھا لیتا ہے اور جب باپ کی آنکھوں سے اوجھل ہو جاتے ہیں' تو جناب یوسف علیہ السلام کو پٹخ کر زمین پر دے مارتے ہیں۔

مفسرین لکھتے ہیں قریب تھا کہ اللہ کے نبی یوسف علیہ السلام کے جوڑ ٹوٹ جاتے' یوسف علیہ السلام کو کوئی ادھر سے تھپڑ رسید کرتا ہے' کوئی ادھر سے طمانچے مارتا ہے'

قرآن سن لیں' اللہ کا قرآن اعلان کرتا ہے:

فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَ اَجْمَعُوْۤا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ۔(یوسف:۱۵)

پروگرام یہ بنایا کہ یوسف علیہ السلام کو گہرے کنوئیں میں پھینک دو۔

بھائی یوسف کے گلے سے کرتہ بھی اتار لیتے ہیں' اللہ کے نبی یوسف علیہ السلام رو کر فرماتے ہیں' بھائیو یہ کرتہ تو میرے گلے میں رہنے دو' اگر میں زندہ رہا تو میں سردی گرمی سے بچ جاؤں گا اور اگر فوت ہو گیا تو یہ میرے کفن کا کام دے گا' لیکن بھائیوں کے دلوں میں حسد کی آگ جلی ہوئی ہے' اللہ کے نبی یوسف علیہ السلام کنوئیں کے کناروں کو ہاتھ ڈالتے ہیں تو بھائی چھڑیاں مارتے ہیں' اللہ کے نبی یوسف علیہ السلام کنوئیں میں گر جاتے ہیں تو اللہ پاک جبرائیل علیہ السلام سے فرماتے ہیں:

وَ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ۝

(یوسف:۱۵)

اے میرے جبرائیل! جلدی چلا جا' کہیں میرا یوسف پریشان نہ ہو جائے' جا کر تسلی دے دے اے یوسف تجھے کنعان کے کنوئیں میں نہیں پھینک رہے' بلکہ تجھے تختِ مصر پر بٹھا رہے ہیں' اب جناب یوسف علیہ السلام کنوئیں میں ہیں اور بھائی راستہ میں ہنستے کھیلتے واپس آ رہے ہیں' کوئی کہتا ہے یوسف علیہ السلام کو زیادہ طمانچے میں نے مارے ہیں' کوئی کہتا ہے' یوسف علیہ السلام کو زیادہ تھپڑ میں نے مارے ہیں' جب واپس ابا جی کے پاس آئے تو انہوں نے رونا شروع کر دیا۔ جن کے بچھڑ جائیں پتہ ان کو ہوتا ہے۔

جناب یوسف علیہ السلام کے والد یعقوب علیہ السلام وہاں بیٹھے ہوئے ہیں جہاں یوسف نبی کو

الوداع کیا ہے۔

مولانا ؒ فرماتے ہیں ؎

اوہو تھی بیٹھے راستے اوپر' تے شام نماشاں پیاں
غم دے نال یعقوب نبی نوں' بہت دلیلاں گیاں
اُٹھ اُٹھ بیندا مڑ مڑ ویکھے' شالا خیری آون
جیدی طلب یعقوب نبی نوں' اونوں کھوہ وچ سُٹی جاون
بکرا لے کر ذبح کیتو نے تے کرتہ لہو بھر کے
چلے نے پاس یعقوب نبی دے' مکر بہانہ کر کے

یہ اللہ کے نبی کے پاس آ گئے' آپ فرماتے ہیں کیا ہوا ہے' کیا بکریوں کو بھیڑیا تو نہیں پڑ گیا' کہتے ہیں: ابا جی! اس سے بھی بڑا سانحہ ہو گیا ہے' آپ فرماتے ہیں کیا ہوا ہے؟ کہتے ہیں: ابا جی! ہم دور چلے گئے' پیچھے سے بھیڑیا آیا اور بھائی یوسف کو کھا گیا' ویسے آپ نے ماننا نہیں' یعقوب علیہ السلام فرماتے ہیں: بیٹو! اس کی نشانی اور دلیل کیا ہے؟ بیٹوں نے کرتہ بابا جی کی جھولی میں پھینک دیا' کہتے ہیں: ابا جی! بھاگتے ہوئے بھیڑیے سے یہ کرتہ ہی ہاتھ آیا ہے' یعقوب علیہ السلام نے لپٹا ہوا کرتہ کھولنا شروع کر دیا اور مسکرا پڑے فرماتے ہیں ؎

تُسی کہو بھگیاڑاں کھادا' یوسف بدر منیراں
اے کرتہ کیویں سلامت رہیا' کیوں نہ ہو گیا لیراں
او بھگیاڑ تساڈے نالوں' نکلیا عجب نیارا
کرتے دا بے ادب نہ ہویا' یوسف کھا گیا سارا

فرماتے ہیں: بیٹو! جب بھیڑیا میرے یوسف کو کھانے لگا تھا تو کیا اس نے کرتہ اتار کر رکھ دیا تھا کہ کہیں بے ادبی نہ ہو جائے؟

میرے بھائی! نبی عقل اور فہم کا سردار ہوتا ہے' معاذ اللہ نبی پاگل اور کم عقل نہیں ہوتا۔

اب بھائیوں نے اپنے بھائی یوسف کو بیچنے کے لئے رکھ دیا ہے' یہ حسد ہے' حسد

میں آ کر بندہ کیا کچھ کر لیتا ہے' اب انہوں نے بھائی یوسف کو کتنے کا فروخت کیا' قرآن کہتا ہے۔

وَ شَرَوْهُ بِثَمَنٍۭ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ۔ (یوسف:۲۰)

جناب یوسف نبیؑ کو چند کھوٹے درہموں کے عوض بیچ دیا اور تاجر سے کہتے ہیں: یہ بڑا فریبی اور بھاگنے والا ہے' بھائیوں نے بھائی یوسف کو ہر طرف سے بے اعتبار بنا دیا' جس قافلہ والوں نے یوسف علیہ السلام کو خریدا تھا انہوں نے یوسف علیہ السلام کو بیڑیاں پہنا دیں' ہتھکڑیاں لگا دیں' ایک طرف جناب یوسف کے بھائی چل پڑتے ہیں اور ایک طرف کارواں چل پڑتا ہے' ذرا دیکھئے منظر کیسا بنا ہے' آج میرا نبی یوسف دیس سے پردیس ہو رہا ہے' اصل میں اللہ کریم کے وعدے سچے ہیں' اللہ کے وعدوں میں دیر ضرور ہے اندھیر کوئی نہیں۔

جناب یوسف علیہ السلام آج کنوئیں میں ہیں' بھائی اس کو بے اعتبار بتا رہے ہیں' انہوں نے فروخت کر دیا ہے' بھائی کے پیروں میں بیڑیاں پڑ گئی اور ہاتھوں میں ہتھکڑیاں لگ رہی ہیں۔

مولانا عبدالستار رحمہ اللہ فرماتے ہیں ع

اک ول کوچ کیتا کارواناں' تے لمبے سفر جناں دے
اک ول یوسف ویکھے بھائی کنڈ وکھالی جاندے

جس شخص نے خریدا تھا اس کے سامنے بڑے عاجز ہو کر فرماتے ہیں ع

حکم کروتے میں چھیکو واری' مل لواں ایناں نوں
ہے میرا اک نکا بھائی' تے دیاں پیغام تناں نوں

جناب یوسف علیہ السلام فرماتے ہیں' اگر تم اجازت دو تو میں ان سے مل لوں ع

ترس کیتا فرمایا مالک' کجھ نئیں حرج آساں نوں
پاس ایناں دے حاضر ہو کے' بے شک مل لے سبناں نوں

اللہ کے نبی یوسف علیہ السلام پیچھے دوڑ پڑتے ہیں ع

پرت ڈِٹھا وقت بھراواں' تے مگروں ایں ٹریا آوے
ویکھ تے تیز روانہ ہوئے' اے کر کر پیار بلاوے
رو رو کرے سوال اونہاں نوں' گل سنو اک میری
سن کے تیز روانہ ہوئے' تے پئی آ وتھ ودھیری
رو کر دوڑیا مگر اوناں دے' جلدی قدم اٹھایا
پیراں دے وچ سنگل اڑیا' تے مونہہ پرنے ڈِگ آیا

اللہ کے نبی یوسف علیہ السلام مونہہ کے بل گر پڑتے ہیں' ایک بھائی پیچھے دیکھتا ہے تو کہتا ہے اب یوسف ہمارے ساتھ جا تو نہیں سکتا اس کی بات سن لو۔

مولانا رحمہ اللہ فرماتے ہیں ع

ٹھہر کُھلیتاں آ کر یوسف' کرے سلام تناں نوں
رب نوں سونپیا کرو آ سادی' نالے سونپیا اساں تسانوں
سر چہ دستاراں چٹے' دیندا نیک دعائیں
اے دربار یعقوب نبی دا' خوش رکھے رب سائیں

آج بھائیوں کی آنکھیں کھل گئی ہیں' وہ وقت بھی آیا جنہوں نے حسد اور بغض کی آگ میں آ کر کنوئیں میں پھینکا تھا' میرے اللہ نے اسے تختِ مصر عطا فرما دیا ہے' کیا پھر وہ تختِ مصر ایک سال کے لئے ملا' دو سال کے لئے ملا' پانچ سال نصیب ہوا' تاریخ کی ورق گردانی کر کے دیکھئے' اللہ کے نبی یوسف علیہ السلام اسی سال تک بلا شرکت غیرے حکمران رہے' جنہوں نے حسد کیا تھا' آج وہ سلام کر رہے ہیں' کہتے ہیں:

يَآ اَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَ اَهْلَنَا الضُّرُّ وَ جِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَ تَصَدَّقْ عَلَيْنَا اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِى الْمُتَصَدِّقِيْنَ○

(یوسف:۸۸)

اے یوسف! ہم پر صدقہ اور مہربانی کر دے' اللہ پاک صدقہ کرنے والوں کو بڑا اجر دیتا ہے۔

بھائیو! پتہ چلا کہ جو حسد کرتا ہے تو نقصان اس کا ہی ہوتا ہے' جس کے ساتھ حسد کیا جائے اس کا کوئی نقصان نہیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ''احیاء العلوم'' میں لکھا ہے کہ ایک آدمی بادشاہ کے دربار میں وعظ کرتا تھا' وہاں سے ہی ایک حاسد کھڑا ہو گیا اور بادشاہ سے کہنے لگا یہ شخص (جو وعظ کر رہا ہے) کہتا ہے کہ مجھے بادشاہ کے مونہہ سے بدبو آتی ہے' اس نے یہ بات کر کے اس اللہ کے نیک بندے کی دعوت کر دی اور اسے کچا لہسن کھلا دیا' جب وہ بادشاہ کے دربار میں آیا تو بادشاہ کہنے لگا اس کو میرے پاس لاؤ' جب اسے پاس لائے تو اس نے اپنا کپڑا اپنے مونہہ کے آگے کر لیا بادشاہ کہنے لگا اس آدمی کی بات تو سچی ہے اس کو شاید مجھ سے بدبو آتی ہے' اس نے ایک رقعہ لکھا اور کہا جا' اس کو فلاں گورنر کے پاس لے جا' اب وہ گورنر کے پاس جا رہا تھا کہ راستہ میں اسے وہی حاسد مل گیا' اس نے سمجھا کہ بادشاہ نے اسے رقعہ دیا ہے' شاید بادشاہ نے اسے انعام وغیرہ دینا ہو گا' وہ کہنے لگا یہ رقعہ مجھے دے دو میں پہنچا دیتا ہوں' وہ رقعہ اس نے لے لیا' جب وہ گورنر کے پاس گیا تو گورنر کہنے لگا' تیار ہو جا' اس میں بادشاہ نے لکھا ہے کہ یہ شخص تیرے پاس آئے تو اس کی چمڑی اتار کر اس میں بھوسہ بھر کر میرے دربار میں بھیج دے' اس نے بہت کہا کہ یہ رقعہ میرا نہیں' میں تو کسی سے لایا ہوں' گورنر نے کہا اب تو بادشاہ کے حکم کی تعمیل ہو گی' یہ تبلیغ کرنے والا پھر بادشاہ کے دربار میں گیا' اس نے وعظ کی' بادشاہ حیران ہو گیا کہ میں نے تو کل اس کو رقعہ دے کر بھیجا تھا' اتنی دیر میں اُس شخص کی بھری ہوئی کھال بادشاہ کے دربار میں پہنچ گئی' بادشاہ کہتا ہے بات کیا ہے' یہ کہتا ہے بات یہ ہے کہ اس کو مجھ سے حسد تھا' اس نے میری دعوت کر کے مجھے کچا لہسن کھلا دیا' جب آپ نے مجھے بلایا تو میں نے سوچا کہ بادشاہ کو بدبو نہ آئے' اس لئے میں نے اپنے مونہہ کے آگے کپڑا کر لیا تھا' بادشاہ کہنے لگا ٹھیک ہے' حسد کرنے والے کو اس کی سزا مل گئی ہے۔

دعا کرو اللہ پاک ہمیں حسد سے بچائے' ایک دوسرے سے پیار اور محبت نصیب فرمائے اور ہمیں اپنے دلوں کو صاف کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

گانے کی سزا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِo وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ يَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌo وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍo (لقمان:۷)

ہر قسم کی حمد وثناء اللہ جل جلالہٗ کی ذات اقدس کیلئے' بے شمار اوران گنت درود وسلام سیدالاولین والاخرین امام کائنات جناب محمد ﷺ کی ذات گرامی پر۔

دوستو اور بزرگو! میں نے سورۂ لقمان کی دو آیات آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں' اللہ مالک سے دعا ہے کہ اللہ کریم مجھے صحیح بیان کرنے اور پھر ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

دوستو اور بزرگو! جب کائنات کے سردار نبی' جہانوں کے پیر' رب کے حبیب جناب محمد کریم ﷺ نے نبوت کا اعلان کیا تو جن کی قسمت اچھی تھی وہ مسلمان بن گئے اور جن کے بخت اچھے نہیں تھے انہوں نے مخالفت کی بلکہ وہ کہنے لگے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَo (حم سجدہ:۲۶)

یہ قرآن نہ سنو' جب قرآن پڑھا جائے تو شور مچاؤ' جہاں سے قرآن کی آواز آئے وہاں تم سیٹیاں بجاؤ' انہوں نے بڑے بڑے حربے استعمال کئے۔

نضر بن حارث مکہ کا ایک بڑا مالدار چوہدری اور سردار آدمی تھا' یہ کہتا ہے مکہ والو محمد ﷺ چالیس سال تک تمہاری محبوب ترین شخصیت رہے ہیں' جب آپ چالیس سال کی عمر سے گذرے ہیں تو اب نبی ﷺ تمہیں اچھے نہیں لگتے' معاذ اللہ کوئی آپ کو جادوگر کہتا ہے' کوئی کاہن اور ساحر کہتا ہے' کوئی دیوانہ کہتا ہے' کوئی کہتا ہے کہ یہ نبی ہمیں

قصے کہانیاں سناتا ہے' یہ کہتا ہے میں چاہتا ہوں کہ میں بھی روم' فارس' رستم اور اسفند کے قصے یاد کر کے تمہیں سنایا کروں' اب یہ رستم اور اسفند کے قصے یاد کر کے مکہ آیا' اس نے مال خرچ کر کے لونڈیاں اور کنجریاں خریدیں' جہاں آمنہ کے لال ﷺ جا کر قران سناتے یہ نضر بن حارث بے ایمان وہاں جا کر اپنی مجلس قائم کرتا' جب یہ کسی کو دیکھتا کہ اس کا قران اور آمنہ کے لال ﷺ کے فرمان کی طرف رجحان ہے' اور یہ مسلمان ہونا چاہتا ہے تو یہ اپنی کنجریوں سے کہتا کہ تم جا کر ان کو دین سے پھیرو' ان کے سامنے گانے گاؤ اور ان کو ڈانس کر کے دکھاؤ تاکہ یہ محمد (ﷺ) کے دین کے قریب تک نہ آئیں' ان بے ایمانوں نے مسلمانوں کو دین سے دور رکھنے کے لئے یہ حربہ استعمال کیا' مسلمانوں کے گھر کنجریاں بھیجنے کی کوشش کی' کنجریوں کے گیت سنائے' انہوں نے ان کنجریوں کو بھیج کر مسلمانوں کو بے غیرتی کی طرف مائل کرنے کی کوشش کی' اللہ پاک ہمیں بے غیرتی سے بچائے اور شرم وحیا نصیب فرمائے۔

آج بھی ہمارے گھروں میں اس طرح ہو رہا ہے۔

ٹی وی اور وی سی آر آ گیا۔

کنجریوں کے گانے اور ڈانس آ گیا۔

اداکار اور گلوکار آ گئے۔

ان مسلمانوں نے کنجروں اور کنجریوں کے نام تبدیل کر کے مسلمانوں کو بے حیائی اور بے غیرتی کی طرف لا کر دین سے دور کرنے کی کوشش کرنا شروع کر دی ہے' اور ہمارے مسلمان حاجی صاحب' نمازی صاحب' مولوی صاحب' پیر صاحب سامنے کنجریوں کے ڈانس دیکھ رہے ہیں اور گیت سن کر لطف اندوز ہو رہے ہیں۔

میرے بھائی! آؤ میں بتاؤں کائنات کے سردار نبی ﷺ نے کیا فرمایا ہے۔

اللہ کے پاک نبی جناب محمد ﷺ فرماتے ہیں' جو لوگ کنجریوں کے گانے سنتے ہیں' جن کے کانوں میں گانے کی آواز پڑتی ہے اگر یہ بغیر توبہ کے مر گئے تو قیامت کے دن

ان کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر داخل کیا جائے گا۔

آمنہ کے لال ﷺ فرماتے ہیں' معراج کی رات میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا' ایک جماعت ایسی تھی جن کے مونہہ سیاہ تھے' ان کو آگ کے کپڑے پہنا کر ان کے سینوں پر آگ کے تھال بھر کر رکھے ہوئے تھے' فرشتے ان کو کوڑے مارتے تو یہ چیختے چلاتے تھے' میں نے کہا جبرائیل' یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں' آقا یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو گانے گایا کرتے تھے' یہ بغیر توبہ کے مر گئے ہیں' اب یہ بے ایمان قیامت تک اس طرح جلتے ہی رہیں گے۔

آج ہمارے گھروں میں راگ کی آواز ہماری گاڑیوں میں گانوں کی آواز' ٹی وی لگے ہوئے ہیں' ہماری بسوں میں وی سی آر چل رہے ہیں' ہمارے گھروں میں برہنہ فلمیں اور کنجری عورتوں کے ناچ دیکھے جارہے ہیں' کائنات کے سردار نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے' جہاں سے قرآن کی آواز آئے وہاں رب کی رحمت نازل ہوتی ہے اور جہاں سے راگ کی آواز آئے وہاں اللہ تعالیٰ کی لعنت برستی ہے۔

صحیح مسلم کی روایت ہے' نبی ﷺ کے دور میں ایک عورت نے ایک اونٹنی کو پھٹکار ڈال دی' اونٹنی کو کہہ دیا' جا تجھ پر رب کی لعنت برسے' نبی ﷺ نے فرمایا اس اونٹنی سے سامان اتار لو' اس کے قریب رب کی رحمت نہیں' جس کے قریب رحمت نہیں' ہمیں اس اونٹنی کی ضرورت نہیں' اس کو کھلا چھوڑ دو' صحابی کہتا ہے اس اونٹنی کو کھلا چھوڑ دیا گیا' جہاں اس کا دل چاہتا چلتی پھرتی' کوئی اس کے قریب تک نہیں جاتا تھا' اس لئے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت برس رہی تھی۔

آپ ﷺ نے فرمایا ہے' جس شخص کے گھر گانے بجانے کے آلات موجود ہیں اگر یہ بغیر توبہ کے مر جائے تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھو۔

بتائیے! کیا کوئی ایسا شخص ہے جس کے کانوں میں راگ کی آواز نہیں' اب بوڑھوں کی نظر کمزور ہو جائے تو وہ نظر کے چشمے لگا کر ٹی وی دیکھتے ہیں' وی سی آر کے سامنے بیٹھ

کر کنجریوں کے ڈانس دیکھتے ہیں' بس میں بیٹھیں تو ڈرائیور کو چاہیے کہ وہ قرآن کی آیات پڑھے' سواریوں کو چاہیے کہ وہ اپنی سواری پر بیٹھ کر تلاوت کریں اور سواری پر سوار ہونے کی دعا پڑھیں:

سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ ○ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ○ (زخرف:۱۴)

پاک ہے اللہ جس نے سواریاں ہمارے مطیع کر دیں۔

لیکن یہاں کیا ہے' بسوں میں بھی راگ' گاڑیوں میں بھی گانوں کی کیسٹیں لگی ہوئی ہیں' پھر یہ بس کسی درخت سے جا ٹکراتی ہے تو بعض آدمی راگ سنتے سنتے جہنم رسید ہو جاتے ہیں' اللہ پاک ہمیں قرآن سنتے ہوئے موت نصیب فرمائے۔

ان کنجروں کا نام اداکار اور کنجریوں کا نام اداکارہ رکھ کر نام تبدیل کر دیا ہے' جس طرح کسی پولیس والے کو کوئی شخص رشوت پیش کرے تو اس کو کہتے ہیں' یہ آپ کی خدمت ہے' یعنی رشوت کا نام خدمت رکھ دیا' اسی طرح کنجروں اور کنجریوں کے نام اداکار رکھ دیا ہے۔

آؤ میں آپ کو ابن ماجہ کی روایت سناؤں' میرے نبی کا صحابی بیان کرتا ہے کہ ہم نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' ایک آنے والا آیا' یہ اداکار ہے' یہ پاکستان یا ہندوستان کا رہنے والا نہیں بلکہ یہ نبی پاک ﷺ کے شہر مدینہ کا رہنے والا ہے' یہ آ کر کہتا ہے اے اللہ کے رسول! اللہ پاک نے میرے مقدر میں برائی لکھی ہے' میری قسمت میں کوئی اچھی چیز نہیں لکھی' میرے پاس روزی کمانے کا اور کوئی طریقہ نہیں' آپ ﷺ فرماتے ہیں کیا طریقہ ہے؟ یہ عرض کرتا ہے آقا! پہلے تو میں ڈھولکی' سارنگی اور بانسری بجا کر جاہلیت کے گانے گا کر روزی کماتا تھا' اب مجھ سے اور کوئی کام نہیں ہوتا' اس لئے مجھے اجازت دے دیں کہ میں اپنی ڈھولکی اور بانسری بجا کر اچھی باتیں کر کے اپنی روزی کما لیا کروں' ہمارے بڑوں کا پیشہ اور کاروبار بھی یہی ہے۔

آج بھی بعض لوگ کہتے ہیں: جی ہمارا باپ دادا سے پیشہ یہی چلا آ رہا ہے، ہم ڈرامہ کر کے پیسے کماتے ہیں، ہم مانگ کر کھاتے ہیں۔

یہ بھی میرے مصطفےٰ ﷺ سے عرض کرتا ہے، آقا میرے اباؤ اجداد سے یہی پیشہ ہے، میں ڈھولکی بجا کر روزی کماتا ہوں، مجھے اجازت دیجئے، اب میں اچھی باتیں کر کے روزی کما لیا کروں۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں، اللہ کریم نے تیری قسمت میں کب ایسی روزی لکھی ہے، اللہ پاک نے تو تیری قسمت میں حلال لکھا ہے، تو حلال کما کر کیوں نہیں کھاتا، اگر میں نے تجھے پہلے روکا ہوتا اور تو نہ رکتا تو میں تجھے سزا دلواتا، اگر اب تو اداکاری سے باز نہ آیا، گانا گانے سے نہ رکا تو میں تیرا سر مونڈوا کر تیرا حلیہ بگاڑ دوں گا، اس طرح میری نظروں میں تیرا کوئی وقار اور عزت نہیں ہوگی اور اگر تو پھر بھی نہ رکا تو میں اپنے نوجوانوں کو حکم دوں گا کہ اس کا مال اس سے چھین لو (اس کا پیسہ تم پر حلال ہے) اور اس کو مار مار کر مدینہ سے نکال دو۔

سن لیں آپ ﷺ فرماتے ہیں، جو شخص گانے گاتا گاتا بغیر توبہ کے مر گیا، تو ایسا شخص قیامت کے دن ننگا کر کے کھڑا کیا جائے گا اور اس کو مرگی کے دورے ہی پڑتے رہیں گے۔

ہمارے ہاں لوگ کہتے ہیں: ٹی وی اور وی سی آر گھر کی مجبوری بن گئی ہے، بتاؤ کس بات کی مجبوری ہے، کہتے ہیں: جی اس میں قرآن کی آیات آتی ہیں اور بڑی تربیت ہوتی ہے، سنیں!

ٹی وی میں لڑکے لڑکیاں اغوا کرنے اور ڈاکے ڈالنے کی تربیت ہوتی ہے، ٹی وی پر تو قرآن سنے گا اور تیری بیٹی ڈرامے دیکھے گی۔

ٹی وی پر تو قرآن سنے گا اور تیری غیر موجودگی میں تیری بیوی فلم دیکھے گی، پھر کیا بنے گا، تیرے گھر بے غیرتی کا اڈہ چلے گا، کیا آپ اخبار نہیں پڑھتے، عدالت میں ایک طرف

داڑھی والا بابا کھڑا ہے اور دوسری طرف بیٹی کھڑی ہے' یہ کہتی ہے میں اپنے باپ کے ساتھ نہیں جاؤں گی بلکہ میں نے گانے سن سن کر جس کے ساتھ عشق کیا ہے اس کے ساتھ جاؤں گی' یہ صلہ تجھے ٹی وی اور وی سی آر نے دیا ہے۔

مؤطا امام مالک کی روایت ہے' میرے نبی کے ایک صحابی نے لونڈی بیچنا چاہی' دوسرے صحابی نے لونڈی خریدنا چاہی' لونڈی خریدنے والا کہتا ہے' اس میں جو نقص ہیں وہ بتا دے' بیچنے والا کہتا ہے' اس میں اور کوئی نقص نہیں' یہ لونڈی ہفتہ' مہینہ بعد دو چار پیسے چوری کر لیتی ہے' خریدنے والا صحابی کہتا ہے' میں یہاں تک نوبت ہی نہیں آنے دوں گا' میں دو چار پیسے خود ہی اس کو دے دیا کروں گا' یہ صحابی پیسے وصول کر لیتا ہے اور دوسرا صحابی لونڈی خرید کر اپنے گھر لے جا کر اپنی حویلی میں بند کر دیتا ہے' ایک دن یہ صحابی اپنے گھر آتا ہے' اس کے مکان کا دروازہ بند ہے' یہ دروازہ کے ساتھ کان لگا کر سنتا ہے کہ اس کی لونڈی گانے گا رہی ہے' یہ دروازہ کھول کر اپنی لونڈی سے پوچھتا ہے تو کیا کر رہی تھی' اس کی لونڈی کہتی ہے مجھے گانے آتے ہیں میں گانے گا رہی تھی' اس صحابی نے اللہ کے نبی کی عدالت میں جا کر کیس کر دیا ہے' کہتا ہے آقا فلاں شخص نے لونڈی بیچی ہے اور میں نے خریدی ہے' میں نے اسے کہا تھا کہ اس کے نقص بیان کر دے' اس نے نقص بیان نہیں کئے' اس لونڈی کو گانے آتے ہیں' اللہ کے پیغمبر اس صحابی کو طلب فرما لیتے ہیں اور فرماتے ہیں' اے میرے صحابی تو نے اس کا گانوں والا نقص کیوں نہیں بیان کیا؟ یہ عرض کرتا ہے آقا! اللہ کی قسم ہے مجھے پتہ ہی نہیں تھا کہ اس لونڈی کو گانے آتے ہیں' آپ ﷺ فرماتے ہیں' اے میرے صحابی اس لونڈی کو اپنے گھر نہ رکھنا' اس کو بیچ دینا' خواہ تجھے بالوں کی گچھی کے بدلہ میں بھی کیوں نہ بیچنی پڑے' یہ گانے گائے گی تو بچوں کی تربیت غلط ہوگی' عاشقی معشوقی گھر میں چلے گی تو بے حیائی اور بے پردگی گھر میں آئے گی' تیرے گھر کا ماحول خراب ہو جائے گا۔

میرے بھائی! اللہ پاک نے میرے مصطفےٰ ﷺ کی تربیت کی اور میرے

مصطفیٰ ﷺ نے اپنے صحابہ کی تربیت کی' آپ ﷺ نے صحابہ میں کیسا حیا پیدا کیا اور اس نبی میں کتنا حیا ہے' بخاری شریف پڑھ کر دیکھ لیں' اللہ کے نبی میں اتنا حیا تھا کہ سارے جہان کی کنواری لڑکیوں میں اتنا حیا نہیں تھا۔

میرے بھائیو! آپ ﷺ نے اپنی اولاد کی کیسی تربیت کی ہے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دور ہے' روم سے جنگ لگی ہوئی ہے' میرے نبی کے صحابی حملہ آور ہو رہے ہیں' فتح ہی فتح آ رہی ہے' ان دلیر اور بہادر مجاہدوں کے دلوں میں ایمانی غیرت موجود ہے' عیسائی مذہب سے تعلق رکھنے والا روم کا بادشاہ اپنے پوپ پادریوں کو بلا کر کہتا ہے' محمد (ﷺ) کے صحابہ ہمارے ملک پر حملہ کر رہے ہیں' ہمارا فارس اور روم بھی جا رہا ہے' ہمیں اجازت دو کہ ہم اپنی نوجوان بچیوں کو ان کی فوج میں بھیجیں' جو بن سنور کر ان کو برائی کی طرف مائل کریں اور ان کو بے غیرتی کی دعوت دیں' اگر ان میں سے کسی نے برائی کر لی تو ان پر عذاب الٰہی آ جائے گا' ان کو شکست ہو جائے گی اور رومیوں کی فتح ہو جائے گی' کہتا ہے تم میں سے کون ہے جو اپنی بیٹی اس کام کے لئے دے گا' یہ جوان بیٹیاں بھیج رہے ہیں' ان کو تربیت دی جا رہی ہے کہ مسلمانوں کی فوج میں جا کر مسلمانوں کو برائی اور بے غیرتی کی طرف مائل کرنا ہے' امیر لشکر کو پتہ چلا کہ یہ کاروائی ہونے لگی ہے' امیر لشکر نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ جناب یہ سازش ہونے لگی ہے' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فوج کے کمانڈر کو خط لکھتے ہیں' فرمایا ان مسلمانوں کو قرآن پاک سے سورۃ نور کی آیات پڑھ کر سناؤ' امیر لشکر نے ایک گھنٹہ وعظ نہیں کی' چھ گھنٹے کا جلسہ نہیں کیا' تین دن کی کانفرنس نہیں کی بلکہ اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر قرآن کریم کی صرف ایک آیت پڑھی:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ○ (النور: ٣٠)

اے میرے نبی! مومنوں سے فرما دیں کہ اپنی نظریں نیچی کر لیں' ادھر ادھر ان بے حیا عورتوں کی طرف نہ دیکھیں' یہ ان کے لئے اچھی بات ہے۔

یہ وہ عورتیں ہیں، کائنات کے سردار نبی فرماتے ہیں، جو عورت خوشبو لگا کر اور تنگ کپڑے پہن کر بازار جاتی ہے کہ مجھے غیر محرم آدمی دیکھیں اور میں غیر محرم آدمیوں کو دیکھوں، یہ عورت زانیہ بن کر جا رہی ہے، اس کو جنت کی خوشبو تک بھی نصیب نہیں ہوگی،

ایسی عورت گھر میں!

باپ سے بولتی ہے تو غصہ سے بولتی ہے۔

بھائی سے بات کرتی ہے تو غصہ سے کرتی ہے۔

ماں سے بولے تو جذبات سے بولتی ہے۔

لیکن جب دوکاندار کے پاس جاتی ہے تو دوکاندار سے اس طرح پیار کے ساتھ بات کرتی ہے جس طرح یار سے باتیں کر رہی ہو۔

حالانکہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے، جب دروازہ کھٹکھٹانے والا آواز دے، آگے گھر میں کوئی عورت ہے تو وہ پیار محبت سے نہ بولے بلکہ سخت لہجہ سے بات کرے تاکہ آنے والے کو پتہ چل جائے کہ یہ غیرت مند عورت ہے، بے غیرت نہیں ہے۔

میرے بھائی! امیر لشکر نے ایک ہی آیت پڑھ کر سنائی نبی ﷺ کے ان صحابہ نے اپنے جرنیل سے ایک ہی آیت سنی ہے تو یہ ان نوجوان عورتوں کی طرف دیکھتے ہی نہیں، پوپ پادری مکانوں کی چھتوں پر چڑھ کر دیکھ رہے ہیں کہ محمد (ﷺ) کے تربیت یافتہ لوگوں میں کتنی حیا اور شرم ہے، یہ تو ہماری عورتوں کی طرف دیکھ کر آنکھیں میلی ہی نہیں کرتے، یہ پادری اپنے فوجیوں سے کہہ دیتے ہیں کہ تم جس طرح چاہے کر لو، جن میں اتنی شرم اور حیا ہے ان کا مقابلہ ہی نہیں ہو سکتا، ان میں شرم وحیا موجود ہے، جن میں شرم وحیا موجود ہو، ان میں غیرت موجود ہوتی ہے، جن میں غیرت موجود ہو ان میں ہمت اور دلیری بھی موجود ہوتی ہے، جب غیرت نکل جائے تو ان میں سے دلیری بھی نکل جاتی ہے، یہ غیور قوم ہے، جو غیور قوم ہو ان کا کوئی مقابلہ ہی نہیں کر سکتا۔

آج گانے سن سن کر ہم میں نفاق پیدا ہو چکا ہے، دل سیاہ ہو چکے ہیں۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دور ہے، آپ رات کو سوتے ہی نہیں بلکہ گلیوں میں چکر

لگاتے پھرتے ہیں کہ میری حکومت میں کسی شخص کو کوئی تکلیف تو نہیں' ابن ماجہ کی روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رات کے اندھیرے میں اپنی رعایا کی حفاظت کے لئے گلیوں میں گشت کر رہے ہیں کہ!

کوئی چور اور ڈاکو کسی کو پریشان تو نہیں کر رہا۔
کوئی شخص کسی کی بہو بیٹی کی طرف بری نگاہ سے تو نہیں دیکھ رہا۔
کوئی شخص کسی کی عزت تو نہیں لوٹ رہا۔

آپ فرماتے ہیں اگر نہر فرات کے کنارے کتا بھی پیاسا مر گیا تو قیامت کے دن عمر کو رب کے دربار میں جواب دینا پڑے گا' آپ گشت کرتے ہوئے دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی اپنے مکان کا دروازہ بند کر کے گانے گا رہا ہے' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اتنا غصہ آیا کہ آپ نے دروازہ نہیں کھٹکھٹایا بلکہ دیوار پھلانگ کر اندر داخل ہو گئے اور اس ظالم سے کہنے لگے' تو چھپ کر گانے گا رہا ہے اور سمجھ رہا ہے کہ تجھے کوئی نہیں دیکھ رہا؟ یہ آدمی کہتا ہے' عمر میرے بارہ میں جلدی نہ کرنا۔

پہلے لوگ مسلمان حکمرانوں سے ڈرتے تھے' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی اتنی دہشت تھی کہ قیصر وکسریٰ کے ایوانوں میں لرزہ طاری ہو جاتا تھا' لیکن آج ہمارے حکمران ان سے ڈرتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کیوں؟ یہ کہتا ہے میں نے ایک گناہ کیا ہے اور آپ نے تین گناہ کئے ہیں' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کیا کیا ہے؟ یہ کہتا ہے۔

(۱) اللہ پاک نے اپنے قرآن میں فرمایا ہے: "وَلَا تَجَسَّسُوْا" کسی کی جاسوسی مت کرو' آپ نے میرے گھر کے دروازہ کے ساتھ کان لگا کر میری جاسوسی کی ہے' حالانکہ اللہ پاک نے اس بات سے منع فرمایا ہے۔

(۲) آپ کا دوسرا گناہ: "وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا" اللہ کریم نے حکم دیا ہے کہ کسی کے گھر جاؤ تو دیواریں پھلانگ کر نہ جاؤ' بلکہ دروازہ کی طرف سے جایا کرو۔

(۳) آپ کا تیسرا گناہ اللہ پاک نے فرمایا ہے: "لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا" کسی کے گھر جاؤ تو اس کی اجازت لے کر جایا کرو بغیر اجازت کسی کے گھر نہ جاؤ۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' ایک دن وہ آدمی مجھے باہر اکیلا مل گیا' میں نے اسے کہا' میں نے تیرا یہ عیب کسی کو نہیں بتایا' وہ آدمی کہتا ہے اگر آپ نے کسی کو نہیں بتایا تو میں نے اس کے بعد آج تک گانا بھی نہیں گایا' میں نے بھی سچی توبہ کر لی ہے۔

میرے بھائیو! جامع ترمذی کی روایت سنیں۔

یہاں کہتے ہیں: جی خوشی کا موقع ہے' فوجی بینڈ کا کیا ڈر ہے' لڑکیاں تھوڑی دیر ڈانس کر لیں تو کیا ڈر ہے' گیت گا لیں کیا ڈر ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اللہ پاک کو دو آوازیں پسند نہیں' ایک گانے کی آواز اور دوسری بین ڈالنے کی آواز' جو مرد یا عورت بین ڈالے گی تو قیامت کے دن اس کا مونہہ کتے اور کتی کی طرح بنا ہو گا۔

غور کریں! آپ میٹھی میٹھی تقاریر تو سنتے ہی رہتے ہیں' کبھی کڑوی تقاریر بھی سن کر دیکھیں' تو اپنے گھروں میں اونچے اونچے انٹینے لگا کر ٹی وی اور وی سی آر دیکھ رہا ہے' ڈش لگا کر اپنی بیوی کو برہنہ عورتوں اور مردوں کی فلمیں دکھا رہا ہے' تو نے اپنے آپ سے بھی غیرت کا جنازہ نکال دیا ہے اور اپنے بیٹے بیٹیوں کو بھی اس طرف لا رہا ہے' یہ آپ کے بھلے کی باتیں ہیں' یہ اس وقت تجھے کڑوی محسوس ہوں گی لیکن یہ کڑوی کی گولیاں ہیں' آج انہیں برداشت کر لیں گے تو ان کا بڑا فائدہ ہو گا۔

آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میرے صحابہ قیامت کے نزدیک میری امت سے بھی بندر اور خنزیر بن جائیں گے' صحابہ عرض کرتے ہیں' آقا! کیا وہ لوگ کلمہ نہیں پڑھیں گے' اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں' تم کلمہ کہتے ہو ان میں بعض نمازی ہوں گے' بعض حاجی ہوں گے' بعض روزہ دار ہوں گے' وہ نماز بھی پڑھیں گے' قرآن بھی پڑھیں گے' حج

بھی کیا ہوگا' روزے بھی رکھیں گے لیکن پھر بھی ان کی شکلیں بگڑ جائیں گی صحابہ عرض کرتے ہیں آقا ان کا گناہ کیا ہوگا؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں وہ گانے سنتے ہوں گے' گانوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کی شکلیں بگاڑ دے گا۔

تو کہتا ہے کیا ڈر ہے' بچے ہمسائیوں کا وی سی آر دیکھنے کے لئے ان کے گھر جاتے تھے' میں نے کہا گھر میں ہی دیکھ لیں تاکہ گھر میں رحمت کا فرشتہ نظر بھی نہ ڈالے' آج ہمارے گھروں میں بیماریاں اور مقدمات کیوں ہیں' گھر گھر بیماری بے برکتی' بے دینی' بے غیرتی اور بے سکونی کیوں ہے' اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے گھروں میں رحمت نہیں بلکہ لعنت برس رہی ہے۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی ﷺ نے فرمایا' قیامت کے قریب میری امت میں پندرہ خصلتیں پیدا ہو جائیں گی تو پھر ان پر عذاب الٰہی آنا شروع ہو جائے گا' جب یہ پندرہ کام کرے گی تو ان پر مصیبتیں اور پریشانیاں آئیں گی' وہ کون کون سی خصلتیں ہیں' کیا وہ ہم میں تو نہیں آ گئیں؟

آپ ﷺ فرماتے ہیں:

جب مال غنیمت کو آپس میں ہڑپ کر جائیں گے اور جن کا حق ہے ان تک نہیں پہنچائیں گے۔

امانت کو غنیمت سمجھیں گے' کوئی شخص امانت دے گا تو کھا جائیں واپس دینے کا نام نہیں لیں گے۔

اب کوئی شخص کسی سے ادھار پیسے لے لے' مجھے تو اس طرح محسوس ہوتا ہے جس طرح وہ رات کو اٹھ کر دعا کرتے ہیں یا اللہ ہم نے جس کے پیسے دینے ہیں وہ مر ہی جائے' جیسی نیت ویسی مراد' اتنی لمبی داڑھی ہے' ماتھے پر محراب چمک رہا ہے' یہ حاجی نماز میں بڑا روتا ہے لیکن بے ایمان اوپر سے اور ہے اور اندر سے اور ایسا داؤ لگاتا ہے کہ وہ 'چارہ دیکھتا ہی رہ جاتا ہے۔

بخاری شریف کی حدیث ہے' نبی ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ تم سے پہلے دور میں ایک آدمی کو پیسوں کی ضرورت پڑ گئی' یہ کسی آدمی کے پاس گیا اور جا کر کہتا ہے' یار مجھے ہزار دینار کی ضرورت ہے' میں اتنے دنوں میں تیرے پیسے واپس کر دوں گا' وہ آدمی کہنے لگا کوئی ضامن لا' یہ کہنے لگا میرے پاس اور تو کوئی ضامن نہیں' تمہارے شہر میں میرا واقف کوئی نہیں' میرا تیرا اللہ تعالیٰ ضامن ہے' اس نے پیسے دے دیئے یہ ہزار دینار لے گیا' جب رقم کی واپسی کا وعدہ آیا' یہ بندرگاہ پر گیا تو جہاز کوئی نہیں' اب یہ سوچ میں پڑ گیا' کہنے لگا یا اللہ! وعدہ بھی آج کا ہے اور بحری بیڑا ابھی کوئی نہیں' اب کیا کروں تیری ضمانت دی ہوئی ہے؟

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں' اس نے ایک لکڑی لے کر اس کو اندر سے کھود کر کھوکھلا کیا' اس میں ہزار دینار رکھ دیا اور ساتھ ایک پرچی بھی لکھ کر رکھ دی کہ بھائی جان آج میرا وعدہ تھا' مجھے جہاز نہیں ملا' اس لئے میں پانی کے ذریعہ لکڑی میں تیری امانت بھیج رہا ہوں' چونکہ اللہ تعالیٰ ضامن ہے' اس لئے مجھے امید ہے جس کو ضامن بنایا ہے وہ یہ رقم تیرے پاس ضرور پہنچا دے گا۔

اب اس کا ایمان دیکھ لیں' جدھر اس نے پیسے دینے ہیں وہ اس طرف رہتا ہے اور پانی کا بہاؤ دوسری طرف ہے' اس نے اللہ تعالیٰ کی سپرد کر کے لکڑی دریا میں پھینک دی' اب پانی ادھر جا رہا ہے اور لکڑی اوپر کو تیرتی جا رہی ہے' جس نے پیسے لینے تھے' وہ کہتا ہے آج میرے مسلمان بھائی نے آنا ہے اور میں نے اس سے ہزار دینار لینا ہے' وہ بھی دریا کے کنارے ٹہل رہا ہے' اس نے شام تک انتظار کیا لیکن کوئی جہاز نہ آیا' یہ سوچتا ہے شاید اسے کوئی مجبوری بن گئی ہوگی' اچانک یہ دیکھتا ہے کہ ایک لکڑی اوپر کو تیرتی آ رہی ہے' اس نے لکڑی پکڑ کر اپنے کندھے پر رکھ لی کہ چلو ایندھن ہی سہی' یہ لکڑی گھر لے جا کر کلہاڑی سے کاٹتا ہے تو اندر سے ہزار دینار اور ساتھ ایک لکھی ہوئی پرچی نکل آتی ہے کہ بھائی جان آج میرا وعدہ تھا میں وعدہ پر نہیں پہنچ سکا۔

آپ ﷺ نے فرمایا ہے' جس کا وعدہ پکا نہیں اس میں ایمان ہی نہیں' وہ بے ایمان آدمی ہے' کیا تیرا وعدہ پکا ہے' تو نے اتنی لمبی داڑھی رکھی ہے' پچاس پچاس حج کر لیتا ہے اور سجدے میں پڑ کر لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے' کیا تو نے کبھی زبان کا خیال کیا ہے؟

میرے بھائی! جس نے پیسے دینے تھے جب اسے جہاز ملا تو وہ مزید ہزار دینار لا کر اس سے کہتا ہے' آپ کی بڑی مہربانی' آپ کو تکلیف تو ہوئی ہوگی میں وعدہ پر نہیں آ سکا کیونکہ مجھے جہاز نہیں ملا تھا' یہ اپنا ہزار دینار لے لیں' وہ کہتا ہے بھائی جان جو آپ نے لکڑی کے ذریعہ ہزار دینار بھیجا تھا وہ تیرے ضامن نے میرے تک پہنچا دیا ہے' وہ بھی ایمان والا ہے اور یہ بھی ایمان والا ہے۔

آقا ﷺ فرماتے ہیں:

جب لوگ امانت کو غنیمت سمجھ کر کھا جائیں گے' کوئی شخص امین نہیں ملے گا۔

لوگ زکوٰۃ کو ٹیکس سمجھیں گے۔

ماں کی نافرمانی کریں گے۔

بیوی کی قدر کریں گے۔

باپ کو ذلیل کریں گے۔

اور یاروں دوستوں کی قدر کریں گے۔

شراب پئیں گے۔

ریشم پہنیں گے۔

گانے سنیں گے۔

گھر گھر سے گانوں کی آواز آئے گی۔

کنجریاں اور باجے گاجے کے آلات عام ہو جائیں گے۔

پہلے پچھلوں پر لعنت کریں گے۔

پھر زلزلے آئیں گے۔

سرخ آندھیاں چلیں گی۔

ظالم حکمران ہوں گے۔

بدمعاش آدمیوں کی عزت ان سے ڈر کر کی جائے گی۔

مساجد میں شور برپا ہوگا۔

تو اس وقت اللہ تعالیٰ کے عذاب نازل ہونا شروع ہو جائیں گے۔

میں اپنے بسوں' گاڑیوں اور ویگنوں والے ڈرائیور بھائیوں سے درخواست کروں گا کہ اللہ کے لئے کہ اپنی بسوں' کاروں اور گاڑیوں میں قران کی کیسٹیں چلائیں' اپنے بیاہ شادیوں میں قران کی محفلیں سجائیں' اللہ پاک کے عذاب کو دعوت نہ دیں کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب آ جائے۔

دعا فرمائیں' اللہ پاک گانوں باجوں سے ہمیں محفوظ فرما کر حیا نصیب فرمائے اور قران کریم سے پیار عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

ردِّ شرک

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِo يٰۤاَيُّهَا الۡاِنۡسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الۡكَرِيۡمِo الَّذِىۡ خَلَقَكَ فَسَوّٰٮكَ فَعَدَلَكَo فِىۡۤ اَىِّ صُوۡرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَo (الانفطار:٦-٨)

ہر قسم کی حمد وثنا اللہ جل جلالہ کی ذات اقدس کے لئے بے شمار اور ان گنت درود وسلام سید الاولین والاخرین' امام کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی پر۔

دوستو اور بزرگو! اصل میں بات یہ ہے کہ!

بعض گناہ ایسے ہیں جو وضو کرنے سے معاف ہو جاتے ہیں۔

بعض گناہ ایسے ہیں جو نماز پڑھنے سے معاف ہو جاتے ہیں۔

بعض گناہ ایسے ہیں جو زکوٰۃ ادا کرنے سے معاف ہو جاتے ہیں۔

بعض گناہ ایسے ہیں جو روزہ رکھنے سے معاف ہو جاتے ہیں۔

بعض گناہ ایسے ہیں جو حج کرنے سے معاف ہو جاتے ہیں۔

لیکن شرک ایک ایسا گناہ ہے' قرآن کریم کہتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغۡفِرُ اَنۡ يُّشۡرَكَ بِهٖ وَيَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِكَ لِمَنۡ يَّشَآءُ۔

(النساء:٤٨)

اللہ پاک فرماتے ہیں' میں جس کو چاہوں گا' معاف کر دوں گا لیکن مشرک کو معاف نہیں کروں گا۔

مشرک نمازی ہو' تب بھی معافی نہیں۔

مشرک حاجی ہو' تب بھی معافی نہیں۔

مشرک بیت اللہ کا بانی ہو' تب بھی معافی نہیں۔

مسجد بنانا کتنا بڑا ثواب ہے' نبی ﷺ نے فرمایا ہے۔

مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِدًا بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ۔

جو شخص اللہ کا گھر بناتا ہے' اللہ پاک اس کا جنت میں گھر بناتے ہیں۔

میرے بھائیو! مکہ کے مشرکوں نے کوئی معمولی مسجد نہیں بنائی۔

بلکہ ام المساجد بنائی ہے اور مسجد بناتے وقت ہاتھ کھڑا کر کے اعلان کیا ہے' کہتے ہیں: لوگو! یہ اللہ کا پاک گھر ہے یہاں کمائی بھی پاک لگانی ہے' یہاں رنڈیوں اور کتوں کی لڑائی کے پیسے نہ لگانا' یہاں سود و رشوت کی رقم نہ لگانا بلکہ یہاں رزق حلال لگانا ہے' انہوں نے بیت اللہ بنایا اور رزق حلال سے بنایا' بیت اللہ بنانے والا ابوجہل' عتبہ اور شیبہ ہے' کیا نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق ان کو جنت مل گئی ہے؟

میرے بھائی! حالانکہ انہوں نے وہ بیت اللہ بنایا ہے جس کو ایک دفعہ دیکھنے سے زندگی کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں' معلوم ہوتا ہے مشرک بے شک چونا گچ مسجد بنا دے' جتنے چاہے خوبصورت مینار اور محراب بنالے اگر مشرک ہے تو معافی نہیں۔

حج کرنا اتنا بڑا نیک عمل ہے' کائنات کے سردار نبی ﷺ فرماتے ہیں جو شخص رزق حلال سے کعبۃ اللہ کا حج کر لیتا ہے' وہ اس طرح ہو جاتا ہے۔ ''کَمَا وَلَدَتْہُ اُمُّہُ الْیَوْمَ'' جس طرح اس کی ماں نے اسے آج جنا ہے' یعنی زندگی کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

الترغیب کی روایت ہے' جس شخص نے رزقِ حلال سے حج کیا' اللہ کریم قیامت کے دن اس حاجی کو اپنے دربار میں بلا کر فرمائیں گے' اے میرے بندے! تیرا رزق حلال کا حج تھا آج میں تیرے نمبر بناؤں گا' بندہ کہے گا یا اللہ تو کس طرح نمبر بنائے گا؟ اللہ پاک فرمائیں گے' تیری برادری کے چار سو جن کے چالان جہنم کی طرف مکمل ہو چکے ہیں' ایک دفعہ تو کہہ دے' میں ان چار سو آدمیوں کو جنت عطا فرما دوں گا۔

حج کرنا بہت بڑی نیکی ہے' ابوجہل نے ایک حج نہیں کیا تھا' دو نہیں کیے تھے' دس

نہیں کیے تھے بلکہ اس نے پچاس حج کیے تھے لیکن اللہ پاک نے پھر بھی معاف نہیں کیا۔

طبرانی کی روایت ہے' اللہ کے پاک نبی جناب محمد ﷺ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر سوئے ہوئے تھے' آپ ﷺ بیدار ہو کر فرماتے ہیں' اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا مجھے ایک خواب آیا ہے لیکن اس کی تعبیر کی سمجھ نہیں آ رہی' ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں' آقا کیا خواب آیا ہے' آپ ﷺ فرماتے ہیں' میں نے دیکھا ہے کہ ابو جہل کے گھر جنت کی کھجور اُگ پڑی ہے' اس لئے میں پریشانی ہوں کہ اس خواب کی تعبیر کیا ہے؟

بدر کی لڑائی میں ستر کافر مارے گئے اور ستر قیدی بنا لئے گئے' ان مارے جانے والوں میں ابو جہل بھی ہے' سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جا کر اس کی گردن پر اپنا پاؤں رکھ دیا' ابو جہل کہتا ہے تو میری گردن پر پاؤں رکھنے والا کون ہے' آپ فرماتے ہیں: میں مکہ میں تمہاری بکریوں کا چرواہا عبداللہ بن مسعود ہوں' ابو جہل کہتا ہے تو کیا کرنے لگا ہے؟ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں تیری گردن اتارنے لگا ہوں' ابو جہل کہتا ہے ذرا نیچے سے کاٹنا' سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' نیچے سے کیوں کاٹوں؟ ابو جہل کہتا ہے اگر میری گردن نیچے سے کاٹی ہوگی تو اونچی معلوم ہوگی' لوگ اسے دیکھ کر کہیں گے' یہ کسی چوہدری کا سر پڑا ہوا ہے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں' فرعون بے ایمان مرتے وقت جھک گیا لیکن میری امت کا فرعون مرتے وقت بھی اکڑا رہا۔

میرے بھائی! اللہ پاک نے اپنے محبوب سے فرمایا' اے میرے نبی ہم نے آپ سے جو وعدہ کیا تھا۔ ''اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۝'' ہم نے مکہ فتح فرما دیا ہے' آپ جا کر قبضہ کر لیں' اللہ کے نبی ﷺ نے ماہ رمضان ۸ ہجری میں دس ہزار کی فوج لے کر مکہ پر چڑھائی کر دی' میرے نبی مکہ کے قریب چلے گئے' آپ ﷺ فرماتے ہیں میرے صحابہ آگ جلا دو' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آگ جلا دیتے ہیں' صحابہ کرام خوش ہیں' ایک صحابی کہتا ہے ''اَلْيَوْمُ يَوْمُ الْمَلْحَمَةِ'' آج گوشت کاٹنے کا دن ہے' میرے نبی ﷺ فرماتے ہیں:

اس طرح نہیں بلکہ اس طرح کہو: "اَلْیَوْمُ یَوْمُ الْمَرْحَمَةِ" آج معافی کا دن ہے، جو معافی مانگے گا نبی اکرم ﷺ اسے معاف فرما دیں گے۔

دیکھ لیں! عالم اسلام کی فوج کے جرنیل جناب محمد ﷺ اپنی فوج کو کیا تربیت دے رہے ہیں، ہم نے اسی لئے اسے اپنا پیر و مرشد تسلیم کیا ہے، لوگوں کی مثال بنی ہوئی ہے ؏

اک عام داناواں دی گل اے، پیئے راضی ہندے اوسن سن کے
پانی پیئے پن کے، تے مرشد پھڑیئے چُن چُن کے
اساں چُن کے مرشد پھڑیا، جیدا سب نوں اچا ستارہ اے
اک جگ وچ کامل مرشد، جیدا ناں محمد پیارا اے
لوکی مرشد پھڑ دے جے چھوٹے، ساڈا چھوٹیاں نال تا جوڑ نئیں
ساڈا جوڑ نبی پاک نال اے، سانوں ہور کسے دی لوڑ نئیں

کوئی جرنیل اپنی فوج کو اس طرح ہدایت نہیں کر سکتا۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں، میرے صحابہ سن لو!

جو شخص کعبۃ اللہ کا غلاف پکڑ لے، اسے بھی کچھ نہیں کہنا۔

جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے، اسے بھی کچھ نہیں کہنا۔

جو شخص ابوسفیان کے گھر چلا جائے، اسے بھی کچھ نہیں کہنا۔

جو شخص ہتھیار پھینک دے، اسے بھی کچھ نہیں کہنا۔

جو شخص دوڑ جائے، اسے بھی کچھ نہیں کہنا۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ عرض کرتا ہے، آقا! آپ اس طرح اعلان کر دیں کہ کسی کو بھی کچھ نہیں کہنا۔

اسی لئے بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے، فرماتے ہیں: ؏

میرا پیر رؤف رحیم نبی جدوں جمیا تے جمیا یتیم نبی
موئی ماں تے چاچا دادا بھی آساں رہ گیاں رب قدیر دیاں

آ اہلحدیثاں توں نہ سجناں — جے گلاں سنیاں مدنی پیر دیاں
جیدی عمر دی قسم خدا کھاوے — جیدیاں اُنگلاں چن نوں چیر دیاں
کئی قومی کئی ملکی پیارے نبی — چھوٹے چھوٹے حلقے ول سارے نبی
مشرق توں مغرب تک — حداں پہنچیاں اوہدی جاگیر دیاں
آ اہلحدیثاں توں سن سجناں — جے گلاں سنیاں مدنی پیر دیاں

قرآن مکا دتا قصہ اے — نہ او رب تے نہ رب دا حصہ اے
نور نئیں پر نوریاں تے — سرداریاں بدر منیر دیاں
آ اہل حدیثاں توں سن سجناں — جے گلاں سنیاں مدنی پیر دیاں

مکہ فتح ہو جاتا ہے' میرے نبی فاتح کے رنگ میں مکہ داخل ہو جاتے ہیں' اور ابوجہل کا بیٹا عکرمہ بھاگ جاتا ہے' کہتا ہے میں نبی اکرم ﷺ کو دیکھنا نہیں چاہتا' یہ دوڑ کر کشتی میں بیٹھ جاتا ہے تو کشتی بھنور میں آ جاتی ہے' ملاح بڑا عقل مند تھا' کہتا ہے' اب لات منات اور عزیٰ کو نہ پکارنا' اب اگر آواز دینی ہے تو محمد ﷺ کے رب کو بلانا' اب لات منات اور عزیٰ کام نہیں آئیں گے' اگر یہاں کام آئے گا تو اس کا رب ہی کام آئے گا اور وہ رب بھی کہتا ہے۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِيٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ○ (المومن: ٦٠)

مجھ سے مانگو اور مجھے پکارو۔

دیکھئے! کسی محلّہ میں کوئی کتا اپنے مالک کے دروازہ پر سر جھکا کر پڑا ہو' اس کے پاس سے۔

کوئی پینٹ پہن کر گذر جائے' وہ کچھ نہیں کہتا۔
کوئی شلوار پہن کر گذر جائے' وہ کچھ نہیں کہتا۔
کوئی چادر پہن کر گذر جائے' وہ کچھ نہیں کہتا۔

جونہی غیر اللہ کا مانگت گلی میں داخل ہوتا ہے تو کتا دور سے ہی بھونکنا شروع کر دیتا ہے' کتا اس کو کہتا ہے' میں نے کتا ہو کر مالک کا دروازہ نہیں چھوڑا اور تو نے بندہ ہو کر رب کا دروازہ چھوڑ دیا ہے۔

بتاؤ! کیا آپ نے کبھی دیکھا ہے کہ کوئی کتا کسی کتے کو سجدہ کر رہا ہو' کوئی کتا مرا پڑا ہو اس کے پاس سے کتا گذرے تو وہ سجدہ میں پڑ جائے۔

کوئی گھوڑا کسی گھوڑے کو سجدہ کر رہا ہو۔

کوئی گدھا کسی گدھے کو سجدہ کر رہا ہو۔

شیطان نے انسان کی عقل پر ایسا پردہ ڈالا ہے' اس بے ایمان نے خود زندہ بابا جی کو سجدہ نہیں کیا اور لوگوں کو مردوں کی طرف لگا دیا ہے۔

میرے بھائیو! ابوجہل کا بیٹا عکرمہ کشتی میں بیٹھ گیا' اب کشتی بھنور میں پھنس کر ڈوبنے لگی' ملاح کہنے لگا' اب لات منات اور عزیٰ کو نہ پکارنا' یہ کہنے لگے پھر کس کو بلائیں' ملاح کہتا ہے' اب محمد ﷺ کے رب کو پکارنا' ابوجہل کا بیٹا عکرمہ سوچ میں پڑ گیا' وہ ملاح سے کہتا ہے ؎

عزیٰ لات منات تے ہبل چھڈ کے
کیوں اک نوں پیئے واجاں مار دے او
جیدے نال مُدھ قدیم دی دشمنی ایں
اودے رب نوں کیوں پکار دے او

اب اس کو کیوں بلاتے ہو' کیا بات ہے' یہ سارے کہنے لگے' لات منات اور عزیٰ بہت بڑی ہستیاں ہیں' وہ بہت بڑے بزرگ اور کرنی والے ہیں لیکن یہاں ان کی نہیں چلتی' یہ سن کر عکرمہ ملاح سے کہتا ہے' کشتی پیچھے کی طرف لے جا' مجھے سمجھ آ گئی ہے' اگر پانیوں میں مدد کرے تو نبی (ﷺ) کا رب کرے' تو پھر باہر بھی وہی کر سکتا ہے' عکرمہ واپس آیا اور کلمہ پڑھ کر میرے محمد ﷺ کا صحابی بن گیا' آپ ﷺ فرماتے ہیں' ام سلمہ

اب سمجھ آئی ہے' ابوجہل کے گھر جنت کی کھجور کس طرح اُگی ہے' عکرمہ ابوجہل کا بیٹا ہے لیکن جنت کا شہزادہ ہے' یہ اللہ کریم کے کام ہیں۔

میرے بھائیو! توحید والے بن جاؤ' اللہ کی قسم ہے' بیڑا پار ہو جائے گا۔

جتنا مشرک پلید ہے' اتنا بندر پلید نہیں۔

جتنا مشرک پلید ہے' اتنا سور پلید نہیں۔

جتنا مشرک پلید ہے' اتنا کتا پلید نہیں۔

آپ کہیں گے کہاں لکھا ہے؟

آپ قرآن اور نبی اکرم ﷺ کا فرمان پڑھ لیں' اللہ پاک فرماتے ہیں' اے میرے بندو' جس شکاری کتے کو تم نے شکار کا طریقہ سکھایا ہے' اس کی رسی کھولتے وقت تم تکبیر پڑھ کر چھوڑتے ہو' اب شکاری کتے نے جا کر شکار پکڑ لیا ہے' پہلے یہ سمجھ لیں کہ اگر!

کتا شکاری ہے' تو وہ بھی پلید ہے۔

کتا بُولی ہے' تو وہ بھی پلید ہے۔

کتا پستہ ہے' تو وہ بھی پلید ہے۔

کتا رب کا ہے' تو وہ بھی پلید ہے۔

کتا غوث کا ہے' تو وہ بھی پلید ہے۔

جو کتے ہیں وہ پلید ہیں' بتاؤ کیا کتا پاک ہو سکتا ہے' بے شک زم زم کے پانی کے ساتھ دھو کر سونے کی چھری سے ذبح کر دو وہ پھر بھی پلید ہی رہے گا۔

اگر نبی کی بیوی مشرک ہے' تب بھی معافی نہیں۔

اگر نبی کا باپ مشرک ہے' تب بھی معافی نہیں۔

اگر نبی کا بیٹا مشرک ہے' تب بھی معافی نہیں۔

قرآن پڑھ کر دیکھ لیں!

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ كَانَتَا

تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ○ (التحریم:۱۰)

اللہ پاک فرماتے ہیں: اے کافرو! مثالیں سن لو ایک بیوی نوح (علیہ السلام) کی ہے اور ایک بیوی لوط (علیہ السلام) کی ہے' یہ انبیاء علیہم السلام کے نکاح میں ہیں' انبیاء (علیہم السلام) کا تبرک کھاتی ہیں اور انبیاء کے گھروں میں رہتی ہیں' معلوم ہوتا ہے کسی کے تبرک سے بات نہیں بنتی' بات نیک اعمال سے بنتی ہے' ورنہ نبی سے بڑا تبرک کس کا ہے' جب طوفان نوح آیا' تو اللہ پاک نے فرمایا!

قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ۔ (ھود:۴۰)

اے میرے نوح! تیری کشتی میں ہر قسم کا جوڑا بیٹھ سکتا ہے' کتوں بندروں اور خنزیروں کے جوڑے بیٹھ سکتے ہیں' لیکن آپ کی مشرکہ بیوی اور مشرک بیٹا نہیں بیٹھ سکتا' مشرکوں کو نبی کی کشتی میں بیٹھنے کی اجازت ہی نہیں۔

قرآن پاک کہتا ہے کہ یہ بیویاں انبیاء علیہم السلام کی اور دھکے جہنم کے۔

اب یہاں سے ہی آگے قرآن پڑھ لیں' اللہ کریم فرماتے ہیں:

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ○ (التحریم:۱۱)

وہ بیویاں انبیاء علیہم السلام کی تھیں اور یہ فرعون کی بیوی سیدہ آسیہ رضی اللہ عنہا ہیں' سیدہ آسیہ رضی اللہ عنہا نے کلمہ پڑھ لیا اور موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئیں' فرعون بے ایمان کہتا ہے ؎

گھر دی توں بیوی ہو کے' سجدہ نہ کریں گی
جان لکیں بدن وچ' میخاں تو جریں گی
وچ حیاتی ساری' تڑف دی مریں گی
کسے چھڑاونا تینوں نائیں

بعض عورتیں مسئلہ پوچھنے کے لئے آتی ہیں' مولوی جی ہم اہلحدیث ہیں اور ہمارے رشتہ دار دوسرے فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں' کیا ہم ان کے ساتھ جائیں یا نہ جائیں؟

سیدہ آسیہ رضی اللہ عنہا بھی اس طرح کرسکتی تھیں' لیکن یہاں تو حال یہ ہے کہ میرے نبی کی بیوی ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سگی بہن' سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا دونوں کا باپ ایک ہے اور ماں علیحدہ علیحدہ ہے' سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی والدہ کئی سالوں کے بعد سامان کے سات اونٹ لاد کر بیٹی سے ملنے کے لئے آئی' ماں نے آ کر دروازہ کھٹکھٹایا' سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ یہ میری ماں ہے' ماں مشرکہ تھی' سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں' اماں وہاں باہر کھڑی ہو جا' پہلے مجھے نبی پاک علیہ السلام سے یہ پوچھ لینے دے کہ تجھے ملوں یا نہ ملوں۔

میرے بھائی! اس کا نام ایمان ہے' یہ صحابہ اور صحابیات رضی اللہ عنہم ہیں۔

سیدنا عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اپنے سگے مشرک باپ کا سر لا کر میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں رکھ دیا' آپ رشتہ داریاں قائم کر رہے ہیں؟

سیدہ آسیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: مرجانا منظور ہے لیکن اللہ پاک کے ساتھ شرک کرنا منظور نہیں ہے ع

آسیہ کہیا میں نہیں شرک کماونا
نال کفاراں میں نہیں دوزخ نوں جاونا
دکھ پوچا لو جیہڑا تساں نے پوچاونا
جان دا خوف مینوں نائیں

سیدہ آسیہ رضی اللہ عنہا پر توحید کا ایسا رنگ چڑھا کہ ہاتھوں پیروں میں میخیں گاڑ دی جاتی ہیں لیکن آپ ڈگمگاتی نہیں۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبدالرحمٰن کہتے ہیں: ابا جی! بدر کے دن آپ کئی مرتبہ میری تلوار کے نیچے آئے ہیں لیکن میں نے آپ کو باپ سمجھ کر معاف کر دیا ہے'

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: عبدالرحمٰن رب کی قسم ہے اگر تو میری تلوار کے نیچے آتا تو میں نے تجھے معاف نہیں کرنا تھا۔

ابوسفیان نے بیس سال ڈٹ کر نبی ﷺ کی مخالفت کی لیکن اس کی بیٹی نبی اکرم ﷺ کی بیوی ہے' ۸ ہجری میں ابوسفیان بیٹی سے ملنے کے لئے گیا' نبی اکرم ﷺ کا بستر بچھا ہوا تھا' یہ اس پر بیٹھنے لگا تو ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ابا جی ذرا ٹھہر جاؤ' ابوسفیان کہنے لگا' میرے ذہن میں بات آئی کہ شاید یہ بستر پرانا ہے' ام حبیبہ کوئی اچھا بستر بچھانے لگی ہے' اماں جی بچھا ہوا بستر اکٹھا کر کے فرماتی ہیں' اب بیٹھ جاؤ' باپ کہتا ہے' بیٹا مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آئی' یہ بستر میرے قابل نہیں یا میں اس بستر کے قابل نہیں؟ ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ؏

تو ایں باپ میرا تے میں آں دھی تیری اس گل اندر کوئی شک ناہیں
اے وے بسترہ پاک رسول والا' تینوں بیٹھنے دا ایتھے حق ناہیں
کریں لات منات دی تو پوجا کیوں من دا اک ذات برحق ناہیں
تیرے جیاں نوں نجس قرآن آکھے' اس گل اندر کوئی شک ناہیں

سیدہ آسیہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ میں میخیں گاڑ دی گئیں اور تختہ پر لٹا کر گیارہ دن سولی پر لٹکائے رکھا گیا' لیکن یہ سیدہ آسیہ رضی اللہ عنہا اسلام میں اتنی پکی اور مضبوط ہو چکی ہیں کہ یہ رنگ اترا ہی نہیں' فرعون بے ایمان پاس کھڑے ہو کر اپنی بیوی کو مروا رہا ہے' جلاد مار مار کر تھک جاتے ہیں' انہوں نے سیدہ آسیہ رضی اللہ عنہا کو دھوپ میں پھینکا ہوا ہے' اللہ پاک فرشتوں سے فرماتے ہیں' اے میرے فرشتو! جا کر میری بندی آسیہ پر اپنے پروں سے سایہ کر دو' سیدہ آسیہ رضی اللہ عنہا دھوپ میں پڑی ہوئی ہیں اور فرشتے سایہ کر رہے ہیں۔

میرے بھائی! بعض عورتیں بڑی جلدی ڈگمگا جاتی ہیں اور بعض عورتیں دین میں بڑی مضبوط ہوتی ہیں' سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا نے کلمہ پڑھا تو ابوجہل نے مار مار کر ریڑھ کی ہڈی توڑ دی' آپ کے خاوند سیدنا یاسر رضی اللہ عنہ اور بیٹے سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بھی باندھ کر مارا'

سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا اٹھ کر بیٹھ نہیں سکیں، آپ لیٹی ہوئی ہیں' آپ تھوڑا سا سر اٹھا کر دیکھتی ہیں' کہ ابوجہل ظالم ذرا دور گیا ہوا ہے' یہ اپنے خاوند سیدنا یاسر رضی اللہ عنہ سے کہتی ہیں ع

مائی سمیہ کہندی یاسر میاں' دینوں مول نہ ڈولیں
بھانویں لکھ تکلیفاں ملن' پر کلمہ مونہوں بولیں

سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں اے یاسر توحید نہ چھوڑنا' بے شک ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے' ابوجہل بے ایمان سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کی ایک ٹانگ ایک اونٹ کے ساتھ اور دوسری دوسرے اونٹ کے ساتھ باندھ دیتا ہے اور دونوں کو مخالف سمت چلا کر سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کی شرم گاہ پر نیزہ مارتا ہے جس سے آپ شہید ہو جاتی ہیں' یہ عالم اسلام کی پہلی خاتون ہیں جنہوں نے شہادت پائی ہے' ان کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان نبوت سے فرمایا تھا:

اِصْبِرُوْ اٰلَ يَاسِرٍ اِنَّ مَوْعِدَ كُمُ الْجَنَّةُ.

یاسر کے گھر والو! صبر کرو' تمہارے وعدے جنت کے ہیں۔

بابا جی صمصام رحمہ اللہ نے لکھا ہے ع

اک مائی مونہوں آکے جدوں کلمہ بولیا
آیاں سینکڑے مصیبتاں نہ دل ڈولیا
بدن اوٹھاں نال بھن کے دو پھاڑ ہوگیا
سوہنے نبی جی دے سنگ جیدا پیار ہوگیا
بھانویں کیڈا گنہگار بیڑا پار ہوگیا

کوئی حبش ولائیتوں پیا خط لکھ دا
اک کالا جیا بندہ کدھروں آیا وکدا
لا لئی پریت کالا رنگ وی سنگھار ہوگیا
سوہنے نبی جی دے سنگ جیدا پیار ہوگیا
بھانویں کیڈا گناہ گار بیڑا پار ہوگیا

سیدہ آسیہ رضی اللہ عنہا کو مار پڑ رہی ہے' آپ آسمان کی طرف مونہہ کر کے فرماتی ہیں۔

رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِی الْجَنَّةِ وَنَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ○ (التحریم:۱۱)

اللہ اب دنیا میں میرا دل نہیں لگتا' میں چاہتی ہوں کہ جو تیرے عرش کے نیچے جنت ہے وہاں میری کوٹھی بنا دے اور فرعون اور اس کے ظالموں سے نجات عطا فرما دے۔

امام قرطبی تفسیر قرطبی میں لکھتے ہیں کہ سیدہ آسیہ رضی اللہ عنہا آسمان کی طرف دیکھتی ہیں تو مسکرا پڑتی ہیں' فرعون کہتا ہے دیکھو یہ محلات کی رانی ہے لیکن ماریں کھا کھا کر پاگل ہوگئی ہے' سیدہ آسیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: فرعون اس بات کو تو نہیں سمجھا' فرعون کہتا ہے' پھر ماریں کھا کر ہنسی کیسی ہے' سیدہ آسیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' ہنسی تو مجھے اس لئے آ رہی ہے' میں جب آسمان کی طرف دیکھتی ہوں تو اللہ پاک ساتوں آسمان چیر کر جنت کی کوٹھی مجھے دکھا دیتے ہیں۔

قرآن کریم کہتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ○ الَّذِیْ خَلَقَكَ فَسَوّٰكَ فَعَدَلَكَ○ (الانفطار:۶-۷)

اے انسان تجھے کس چیز نے دھوکے میں ڈال دیا ہے' وہ رب جس نے تجھے کتنا خوبصورت پیدا کیا ہے' اب بھی بندہ رب کو چھوڑ کر کہیں اور جائے تو ذلیل وخوار ہی ہوگا ع

کیوں رب نالوں بندیا تو ناطہ توڑیا
جنے تیرا اک اک جوڑ جوڑیا
اکھاں وچ موتی جڑے گول گول نے
سارے اختیار میرے اللہ کول نے

رب دا تو کھاویں تے ہنڈا ویں بندیا
اودے بناں سر کیوں جھکاویں بندیا

چھڈ دے تو شرک والے بول بولنے
سارے اختیار میرے اللہ کول نے

اللہ پاک' وحدہ لاشریک ہے' اسی عقیدہ کی اللہ پاک سے دعا کرنی چاہیے کہ اللہ کریم عقیدہ توحید عطا فرمائے' اگر یہ عقیدہ ہوا تو آواز آئی ہے' اے میرے بندے' زمین آسمان بھر کر گناہ لے آ' لیکن اس میں شرک نہ ہوا' میں چاہوں گا تو تیرے گناہوں کو بھی نیکیوں میں تبدیل کر دوں گا۔

دوستو! شرک تو کسی بندے کو بھی گوارہ نہیں۔

مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی فرماتے ہیں کہ ایک عورت کسی شیخ الحدیث کے پاس آ کر کہتی ہے' شیخ الحدیث میرا خاوند دوسری شادی کے پروگرام میں ہے' اسے سمجھائیں کہ وہ دوسری شادی نہ کروائے' شیخ الحدیث فرمانے لگے' بی بی رب تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے: "مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ" دو کر لو' تین کر لو' چار کر لو' ہاں اگر تمہیں انصاف کی امید نہیں تو پھر ایک ہی کرو۔

میں تیرے خاوند کو کس طرح روک سکتا ہوں' یہ بی بی کہتی ہے' شیخ الحدیث صاحب اگر اللہ پاک نے سورۃ نور میں پردے کی آیات نازل نہ کی ہوتیں تو میں اپنا پردہ ہٹا کر تجھے دکھاتی کہ میں کتنی حسین ہوں' میں اتنی حسین اپنی شریک برداشت نہیں کر سکتی' اللہ والا بے ہوش ہو کر گر گیا' شاگردوں نے پانی پلایا' آپ کو ہوش آیا' شاگرد کہتے ہیں: حضرت! اس بی بی نے تو عام بات کی ہے' آپ کو کیا ہوا ہے' فرمانے لگے جہاں میں پہنچا ہوں تم نہیں پہنچے' اس بی بی کو اپنے حسن پر اتنا ناز ہے کہ یہ اپنی شریک برداشت نہیں کر سکتی' میرے اللہ نے اس طرح کے کروڑوں حسین پیدا کئے ہیں' اور اللہ تعالیٰ اپنا شریک کس طرح برداشت کر سکتا ہے۔

ایک نبی دنیا سے جا رہا ہے' (یہ خود نبی ہے' اس کا باپ نبی ہے اور اس کا دادا نبی ہے' انبیاء کی لڑی ہے علیہم السلام) اس کے بارہ بیٹے ہیں' ایک نبی ہے اور گیارہ ولی اللہ ہیں' جو

سامنے بیٹھے ہوئے ہیں' نبی بیٹوں سے کہتا ہے' ذرا مجھے اعتماد کا ووٹ دو' بیٹے کہتے ہیں: لبا جی! کیا بات ہے؟ نبی کہتا ہے:

أَمْ كُنتُمْ شُهَدَآءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ بَعْدِي قَالُوا نَعْبُدُ إِلَٰهَكَ وَإِلَٰهَ آبَآئِكَ إِبْرَٰهِيمَ وَإِسْمَٰعِيلَ وَإِسْحَٰقَ إِلَٰهًا وَٰحِدًا وَنَحْنُ لَهُۥ مُسْلِمُونَ ○ (البقرۃ:۱۳۲)

نبی نے بیٹوں سے یہ نہیں کہا کہ میرے بعد زمیندارہ کس طرح کرو گے' بکریاں کس طرح چراؤ گے' اپنے اونٹوں کو کس طرح سنبھالو گے' بلکہ آپ فرماتے ہیں' میرے بیٹو' مجھے یہ بتاؤ کہ میرے بعد عبادت کس کی کرو گے' بیٹوں نے یہ نہیں کہا کہ آپ کے باپ دادا کی پوجا کریں گے' بیٹے کہتے ہیں: جو آپ کا اور آپ کے اباؤ اجداد کا الٰہ ہے ہم اس کی ہی عبادت کریں گے اور اس کے لئے ہی مسلمان بنیں گے۔

ایک اور اللہ کا بندہ ہے' یہ اپنے پاس اپنے بیٹے کو بٹھا کر ایک وصیت کرتا ہے۔

وَإِذْ قَالَ لُقْمَٰنُ لِابْنِهِۦ وَهُوَ يَعِظُهُۥ يَٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ○ (لقمان:۱۳)

باپ کہتا ہے' بیٹا! اللہ پاک کے ساتھ شرک نہ کرنا' اس لئے کہ رب تعالیٰ نے مشرک کو معاف نہیں کرنا۔

اللہ کریم ہم کو شرک سے بچا کر رکھے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَٰلَمِينَ۔



دُعاء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ ۝

(المومن:٦٠)

ہر قسم! کی حمد و ثناء اللہ جل جلالہٗ کی ذات اقدس کے لئے' بے شمار اور ان گنت درود و سلام سید الاولین والآخرین' امام کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی پر۔

دوستو اور بزرگو! اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ہے کہ جس مالک نے اس گئے گذرے دور میں ہمیں اپنے گھر میں آنے کی توفیق عطا فرمائی' آپ کافی دیر سے قران وسنت کے مواعظ سن رہے ہیں اور ان شاء اللہ رات گئے تک سنیں گے' میرے ذمہ ''دعا'' کا موضوع لگایا گیا ہے' اللہ پاک ہمیں زیادہ سے زیادہ دعائیں مانگنے کی توفیق عطا فرمائے۔

میرے بھائی! بندہ خود بھی بڑھ چڑھ کر دعا کرے اور کسی سے بھی کرائے' چھوٹا بڑے سے دعا کروا سکتا ہے' بڑا چھوٹے سے کروا سکتا ہے' پڑھا ہوا ان پڑھ سے کروا سکتا ہے' ان پڑھ پڑھے لکھے سے کروا سکتا ہے' امیر غریب سے کروا سکتا ہے' حتیٰ کہ پیر مرید سے بھی دعا کروا سکتا ہے۔

سنن ابی داود کی روایت ہے' سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ میرے پیر و مرشد علیہ السلام سے اجازت مانگ رہے ہیں' آقا میرا دل چاہتا ہے کہ میں بیت اللہ کا عمرہ کر آؤں' مجھے عمرہ کی اجازت دی جائے۔

دیکھئے! عمرہ کرنا کتنی بڑی سعادت ہے' کائنات کے سردار نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص کو عمرہ نصیب ہو جائے تو اس کی زندگی کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اگر

کسی کو ماہ رمضان میں عمرہ نصیب ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو اتنا اجر عطا فرماتے ہیں جیسے اس نے میرے ساتھ مل کر بیت اللہ کا حج کر لیا ہے۔

اسی لئے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اجازت مانگ رہے ہیں' آقا اگر آپ اجازت دیں تو میں بیت اللہ کا عمرہ کرنے کے لئے جاؤں' آپ علیہ السلام نے بڑے پیار کے ساتھ فرمایا: عمر تجھے بیت اللہ کا عمرہ کرنے کی اجازت ہے لیکن ایک بات یاد رکھنا!

وَلَا تَنْسَانَا فِيْ دُعَائِكَ يَا اُخَيَّ۔

اے میرے چھوٹے بھائی! میں محمد ﷺ تجھے کہہ رہا ہوں کہ جب تو بیت اللہ کا عمرہ کرنے کے لئے جائے اور بیت اللہ کا غلاف پکڑ کر جہاں اپنے لئے دعائیں کرے تو وہاں مجھ محمد ﷺ کو نہ بھولنا اور اپنی دعاؤں میں ہمیں بھی یاد رکھنا۔

معلوم ہوتا ہے کہ دعا!

بڑا چھوٹے سے کرواسکتا ہے۔

مرید پیر سے کرواسکتا ہے۔

پیر مرید سے کرواسکتا ہے۔

اور اگر انسان ڈائریکٹ اللہ پاک کا دروازہ کھٹکھٹائے تو یہ اس سے بہتر ہے۔

اللہ پاک فرماتے ہیں:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ○ (المومن:۶۰)

یہ بات تمہارے رب نے خود فرمائی ہے' مجھے پکارو' مجھ سے دعائیں مانگو' میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا' جو دعائیں نہیں مانگتے' جو میری عبادت سے انکار کرتے ہیں تو میں ان کو ذلیل کر کے جہنم میں پھینکوں گا۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ دعا مانگنا بھی عبادت ہے بلکہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ:

اَلدُّعَآءُ هُوَ الْعِبَادَةُ۔

دعا ہی عبادت ہے۔ ایک اور حدیث میں آتا ہے:

اَلدُّعَآءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ۔

دعا تمام عبادتوں کا مغز ہے۔

اس لئے مانگنا صرف رب سے ہے اور کسی سے نہیں مانگنا' جھولی پھیلانی ہے تو صرف اللہ تعالیٰ کے سامنے پھیلانی ہے' سوال کرنا ہے تو اسی سے کرنا ہے' دروازہ کھٹکھٹانا ہے تو صرف عرش والے کا ہی کھٹکھٹانا ہے' کیونکہ اس کا اعلان ہے:

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ○(بقرہ:۱۸۶)

اللہ پاک فرماتے ہیں: میرے محبوب! جب میرے بندے آپ سے سوال کریں کہ اللہ تعالیٰ کہاں ہے' ہم نے اللہ تعالیٰ سے ملنا ہے' آپ ان کو بتا دیں کہ میں تو بالکل قریب ہوں' اللہ تیرے بندے پوچھتے ہیں۔

کیا تو راوی کے پل جتنا قریب ہوگا' اللہ تعالیٰ فرماتے نہیں۔

کیا تو مینار پاکستان جتنا قریب ہوگا' فرمایا نہیں۔

کیا تو اس پکی سڑک تک قریب ہوگا' فرمایا نہیں۔

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ○ (ق:۱۶)

فرمایا: اتنی تو تمہاری شہ رگ بھی نزدیک نہیں' جتنا میں قریب ہوں۔

میرے بھائی! تو ایسے ہی ادھر ادھر ٹکریں مارتا پھرتا ہے' بعض لوگوں کو رب ملتا ہی نہیں' وہ درباروں پر دھکے کھاتے پھرتے ہیں' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر تو نے مجھے تلاش کرنا ہے تو آ میں بتاؤں ع

ایویں لبھ نہ مینوں بیابان اندر
میں تے وس ناں ہاں تیری جان اندر

ذرا ویکھ تے مار دھیان اندر

پڑھو لا الہ الا اللہ

سارا جہان سو جاتا ہے---- بادشا سو جاتے ہیں---- فقیر سو جاتے ہیں---- امیر سو جاتے ہیں---- چھوٹے بڑے سب سو جاتے ہیں---- نبی سو جاتے ہیں' حتیٰ کہ اتنا سوتے ہیں کہ بعض انبیاء کرام علیہم السلام کو پتہ نہیں چلتا کہ ہم کتنی دیر سوئے ہیں۔

میں یہ بات اپنے پاس سے نہیں کہہ رہا' یہ اہل حدیث کا اسٹیج ہے' بات دلیل سے ہوگی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ وَّ هِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا۔ (البقرۃ:۲۵۹)

ایک اللہ تعالیٰ کا نبی علیہ السلام ایک بستی کے قریب سے گذرا' دیکھا کہ بستی ویران ہو چکی ہے' نبی بستی کی طرف مونہہ کر کے بیٹھ گیا اور عرض کرتا ہے۔

اَنّٰی یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ۔

(البقرۃ:۲۵۹)

یہ بستیاں پھر کیسے آباد ہوں گی' اللہ تعالیٰ ان کو کیسے آباد کرے گا' اللہ پاک نے اس نبی کو سو سال تک فوت کر دیا' وہ پوری صدی سویا رہا' ایک صدی کے بعد اٹھا کر اللہ پاک اس سے پوچھتے ہیں: کَمْ لَبِثْتَ۔ اے میرے نبی تو یہاں کتنی دیر سویا' نبی کہتا ہے:

لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ۔ یا اللہ ایک دن یا آدھا دن سویا ہوں۔

اللہ ذوالجلال کی قسم ہے' ولی بھی سو جائیں تو پتہ نہیں چلتا' پانچ سات نوجوان' اللہ تعالیٰ کے ولی' اصحابِ کہف غار میں سو رہے ہیں' اور سونا بھی کیسا ہے' جب اصحاب کہف غار میں لیٹے۔

اللہ کا قرآن کہتا ہے:

فَضَرَبْنَا عَلٰۤی اٰذَانِهِمْ فِی الْكَهْفِ سِنِیْنَ عَدَدًا (الکہف:۱۱)

جیسے ماں بیٹے کے کانوں پر تھپکیاں لگاتی ہے' اللہ پاک فرماتے ہیں' میں نے بھی

پنے ولیوں کے کانوں پر تھپکیاں لگانا شروع کر دیں' اور ساتھ فرمایا میرے ولیو سو جاؤ'
ب ان کو ایسی نیند آئی کہ انہوں نے تین سو نو سال سو کر ہی گذار دیئے' وہ تین صدیاں
وئے رہے۔

اللہ پاک نے تین سو نو سال کے بعد جگا کر فرمایا:

قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ۔ (الکھف:۱۹)

ان میں سے ایک کہنے لگا' اللہ کے ولیو! تم یہاں کتنی دیر سوئے ہو' تو یہ سب کہنے لگے۔

لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ۔

ہم ایک دن یا آدھا دن سوئے ہیں۔ لیکن رب کبھی نہیں سوتا۔

موسیٰ علیہ السلام عرض کرتے ہیں' یا اللہ تو بھی کبھی سوتا ہے یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے میرے موسیٰ! ایک شربت کا اور ایک پانی کا گلاس اپنے ہاتھ پر رکھ کر کھڑا ہو جا' موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہو گئے' تھوڑی سی نیند آئی تو گلاس آپس میں ٹکرا کر ٹوٹ گئے' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں' کیا اب تجھے سمجھ آئی ہے یا نہیں' اگر میں بھی سو جاؤں تو زمین و آسمان ٹوٹ جائیں گے' اس لئے ؏

رہواں جگدا میں کدی سوندا نئیں
راکھی جگ دی کراں انگ لاؤندا نئیں
تو فیر وی میرے بوہے آؤندا نئیں
پڑھو لا الہ الا اللہ

یہاں سوالیوں کو منت سماجت کرنا پڑتی ہے' چوہدری صاحب ایک روپیہ دے دیں' حاجی صاحب پانچ کا نوٹ دے جانا' کوئی آنکھوں سے آنسو بہا رہا ہے کہ میرے بچے کئی دن سے بھوکے ہیں' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں' یہاں تجھے آوازیں دینا پڑتی ہیں لیکن وہاں آدھی رات کے وقت میں خود آوازیں دے رہا ہوں۔

هَلْ مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ۔

میں عرش چھوڑ کر آسمان دنیا پر آ گیا ہوں' جس کو بخشش کی ضرورت ہو تو آئے مجھ

سے بخشش مانگنے میں بخشش لئے بیٹھا ہوں' جس کے پاس روزی نہیں وہ مجھ سے مانگ لے میں اس کو روزی بھی دوں اور اولاد بھی دوں ع

ماراں سد میں آپ سوالی نوں
دیواں دان نہ موڑاں خالی نوں
کیوں چھڈیا ای میرے در عالی نوں
پڑھو لا الٰہ الا اللہ
خالی ہتھ آویں جھولی بھر دیواں
تینوں مال اولاد تے زر دیواں
تیری ہر مشکل حل کر دیواں
پڑھو لا الٰہ الا اللہ

لاہور جانا ہو تو کرایہ لگتا ہے۔
شیخوپورہ جانا ہو تو کرایہ لگتا ہے۔
کسی پیر کے دربار پر جانا ہو تو کرایہ لگتا ہے۔
بابا بلھے شاہ جاؤ تو کرایہ لگے گا۔
دولے شاہ کے پاس جاؤ تو کرایہ لگے گا۔
علی ہجویری کے دربار پر جاؤ تو کرایہ لگے گا۔
جہاں بھی جاؤ گے' کرایہ لگے گا۔
لیکن اللہ پاک فرماتے ہیں میرے دربار میں آؤ تو کرایہ بھی نہیں لگے گا۔

مینوں ملن دا لگ دا کرایہ نئیں
تو فیر وی میرے بوہے آیا نئیں
اساں فیر وی تینوں بھلایا نئیں
پڑھو لا الٰہ الا اللہ

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مجھے پکارو' جب تمہاری کوئی بھی نہ سنے!

باپ بھی جواب دے دے۔

بیٹا بھی جواب دے دے۔

ماں بھی گھر سے باہر نکال دے۔

حتیٰ کہ نبی بھی واپس کر دے میرا دروازہ کھلا ہے' میرے دروازے پر آؤ اور مجھے آوازیں دو' میں تمہاری سنتا ہوں۔

ایک بی بی نے آدھی رات کے وقت جا کر نبی ﷺ کا دروازہ کھٹکھٹا دیا' ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' تم کبھی خیال بھی نہیں کرتیں' کس وقت آ کر دروازہ کھٹکھٹا دیتی ہو' یہ بی بی کہتی ہے' اے عائشہ! جو مجھ پر بیت گئی ہے تجھے کیا بتاؤں؟ اتنے میں نبی رضی اللہ عنہا کی آنکھ کھل گئی' آپ فرماتے ہیں اس وقت کون آیا ہے' یہ بی بی کہتی ہے آقا میں خولہ ہوں' آپ علیہ السلام فرماتے ہیں' خولہ اس وقت کیا ضرورت پڑ گئی ہے؟ سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں آقا' آج ہم میاں بیوی بیٹھے بیٹھے جھگڑ پڑے ہیں' میاں بیوی کا اختلاف ہو گیا ہے' میرے میاں نے جلدی میں آ کر کہہ دیا ہے' اَنْتَ عَلَیَّ کَظَھْرِ اُمِّیْ' خولہ تو اس طرح ہے جس طرح میری سگی ماں لگتی ہے' آج میرے خاوند نے مجھے ماں کہہ دیا ہے۔

آج بھی بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ تو میری ماں' تو میری بہن' پھر مولویوں سے مسئلہ پوچھتے ہیں' مولوی جی لڑکا غصے میں آ کر کہہ بیٹھا ہے' پھر ہم بھی کہتے ہیں: جاؤ دیگ پکاؤ اور بعض اتنے پاگل ہیں کہ وہ اپنی بیوی کو کہتے ہیں: جا تجھے تینوں طلاقیں ایک ہی دفعہ ہیں' اب اگر وہ ہمارے دوسرے بھائیوں کے پاس جائیں تو وہ کہتے ہیں: اس کا حلالہ کراؤ اور بعض حلالہ کرواتے کرواتے اپنی بیویاں گنوا بیٹھتے ہیں۔

سانگلہ ہل کے علاقہ میں ایک شخص نے اپنی بیوی کو تینوں طلاقیں اکٹھی دے دیں' صبح ملاں سے مسئلہ پوچھنے کے لئے گیا کہ اب کیا کریں' اس نے کہا اس کا کسی آدمی سے نکاح کر دے' وہ کہنے لگا ملاں جی لوگ تو اپنی بیٹیوں کے نکاح کرتے ہیں' بہنوں کے

نکاح کرتے ہیں' میں اپنی بیوی کا نکاح کیسے کروں؟ ملاں کہنے لگا تجھے کرنا پڑے گا' وہ آدمی کہنے لگا اگر میں نے کسی آدمی سے نکاح کر دیا تو وہ اسے طلاق دینے سے انکار کر دے گا' ملاں کہتا ہے میرے ساتھ کر دے میں انکار نہیں کرتا' اس نے ملاں سے اپنی بیوی کا نکاح کر دیا' اب وہ دو تین دن کے بعد آ کر کہتا ہے کہ ملاں جی میری بیوی کو طلاق دے دے' ملاں کہتا ہے ارے بیوقوف' بیوی تیری' طلاق میں دوں' وہ آدمی کہنے لگا چل اپنی کو دے دے' ملاں کہنے لگا کیا میں تیرے کہنے پر اپنا خانہ خراب کر لوں' اب اس کی بیوی کو ملاں اور بچوں کو وہ سنبھال کر بیٹھا ہوا ہے۔

اگر کوئی ہمارے پاس آئے تو ہم کہتے ہیں: جا مسلم شریف پکڑ کر لے آ' سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

كَانَتْ طَلَاقُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے پہلے دو سال تک ایک وقت کی تینوں طلاقیں ایک ہی رجعی طلاق شمار کی جاتی تھی' اس لئے ہم کہتے ہیں جا کر صلح کر لے۔

یہ بی بی خولہ میرے مصطفےٰ علیہ السلام کے پاس آ کر کہتی ہے' آقا آج میرے خاوند نے کہہ دیا ہے' خولہ تو مجھے اس طرح ہے جیسے میری ماں لگتی ہے' آپ علیہ السلام فرماتے ہیں' خولہ ابھی قانون پچھلا ہی ہے' اب تو اپنے خاوند کے گھر نہیں جا سکتی تو اس پر حرام ہوگئی ہے' بی بی خولہ کہتی ہے آقا اگر میں نہ گئی تو میرے چھوٹے چھوٹے بچے خوار ہو جائیں گے' ماں کے بغیر بچوں کا کوئی حال نہیں ہوتا اور اگر بچے ساتھ لے جاؤں تو کہاں سے کما کر ان کی پرورش کروں گی' اب میں تو یہاں دھرنا مار کر بیٹھی ہوں' میں آپ کا در چھوڑ کر نہیں جاؤں گی' اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ السلام فرماتے ہیں خولہ ابھی قانون پرانا ہی ہے' اللہ پاک نے نیا مسئلہ نازل نہیں کیا۔

اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: بی بی خولہ نے بیٹھے بیٹھے رب سے کال ملالی' اس

کی باتیں مجھے نہیں سنی‘ جو عرش والے نے سن لی ہیں‘ اس نے آہستہ آہستہ رب سے باتیں کیں‘ اللہ پاک نے جبرائیل علیہ السلام کو فرمایا‘ جبرائیل جلدی جا‘ یا اللہ کیا حکم ہے‘ فرمایا: میرے نبی کی صحابیہ اور میری بندی پریشان ہے‘ میں نے خولہ کی وجہ سے محبوب کی پوری امت پر احسان کر دیا ہے:

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا۔ (المجادلہ:۱)

میرے محبوب جو بی بی آپ سے جھگڑ رہی تھی میں نے اس کی باتیں سن لی ہیں‘ اب قانون سن لو!

اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا۔ (المجادلہ:۲)

”جو لوگ اپنی بیویوں کو ماں کہہ دیتے ہیں‘ ان کے کہنے سے وہ مائیں نہیں بنتیں‘ مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنا ہے‘ جو لوگ بیویوں کو ماں کہتے ہیں‘ یہ بات اچھی نہیں۔“

میرے محبوب پچھلی تو میں نے معاف کر دی ہیں اب آئندہ کے لئے قانون سن لو۔

”جو شخص اپنی بیوی کو ماں کہے گا‘ تو اس کو ساٹھ روزے رکھنے پڑیں گے یا اس کو غلام آزاد کرنا پڑے گا اور اگر وہ غلام آزاد نہیں کر سکتا اور ساٹھ روزے بھی نہیں رکھ سکتا تو وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے‘ یہ اس کا کفارہ ہو جائے گا۔“ ع

جدوں بنی خولہ سخت لاچار ہوئی
اگے نبی پاک دے عرض گذار ہوئی
نبی موڑ دتی دخیار ہوئی
پڑھو لا الہ الا اللہ

اونے غم تھیں حال بگاڑ دتا
ماری آہ تے چھت فلک دا پھاڑ دتا

سینہ جبرائیل دا ٹھار دتا

پڑھو لا الہ الا اللہ
اللہ کلی وی تے شاد کیتی
بے مدد دی آپ امداد کیتی
پڑھو لا الہ الا اللہ

اللہ پاک کا اعلان ہے---- مجھے جب دل چاہے بلاؤ---- دن کے وقت بلاؤ---- رات کے وقت بلاؤ---- اندھیرے میں بلاؤ---- سویرے میں بلاؤ---- جب بھی میرا دروازہ کھٹکھٹاؤ!

تم جنگلوں میں ہو میں تب بھی تمہاری سنتا ہوں۔
تم کوٹھیوں میں ہو تو تب بھی میں تمہاری سنتا ہوں۔
تم مساجد میں ہو تو تب بھی میں تمہاری سنتا ہوں۔
تم گھر میں بیٹھے ہو تو تب بھی میں تمہاری سنتا ہوں۔
تم بستر پر لیٹے ہو تو تب بھی میں تمہاری سنتا ہوں۔

نبی ﷺ فرماتے ہیں' جو شخص رات کو سو جاتا ہے اور پھر رات کے کسی حصہ میں بھی اس کی آنکھ کھل جاتی ہے تو وہ تین دفعہ پہلے یہ کلمہ پڑھتا ہے:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

اور پھر تین دفعہ پڑھتا ہے:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔

ایک حدیث میں ان کلمات کے ساتھ یہ الفاظ بھی ہیں۔

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ رَبِّ اغْفِرْلِیْ۔

پھر یہ شخص جو بھی دعا کرتا ہے' تو اللہ تعالیٰ قبول فرما لیتے ہیں۔

میرے بھائی! بوڑھے آدمی کی دعا قبول ہوتی ہے' فرضوں کے بعد دعا قبول ہوتی ہے' اذان اور تکبیر کے درمیانی حصہ میں دعا قبول ہوتی ہے' جو شخص سفر میں ہو اس کی دعا بھی اللہ پاک قبول فرماتے ہیں' یہ دیکھ لیں' ایک نبی سفر میں ہے' قرآن کہتا ہے:

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ۝ (القصص: ۲۲-۲۳)

ایک نبی نے آٹھ دن کا سفر طے کیا' درختوں کے پتے کھائے' جس سے ان کا رنگ زرد پڑ گیا' یہ نبی دوڑتا دوڑتا ایک جنگل میں پہنچا' وہاں دیکھا کہ ایک کنویں سے لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں' ایک طرف دیکھتے ہیں کہ دو عورتیں اپنی بکریوں کو گیلی زمین پر روک کر کھڑی ہیں' ان کی پیاسی بکریاں گیلی زمین پر اپنی زبانیں رگڑ رہی ہیں' نبی نے دیکھا تو حیران رہ گئے' فرماتے ہیں اے بیبیو! یہ لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں' تمہیں کیا ہے تم اپنے جانوروں کو پیچھے روک کر کیوں کھڑی ہو؟ یہ بیبیاں کہنے لگیں اے بھائی' یہ سب مرد ہیں اور ہم عورتیں ہیں' ہمارا بھائی کوئی نہیں اور باپ ویسے بوڑھا ہے' (اللہ تعالیٰ جن بہنوں کے پاس بھائی نہیں انہیں بھائی عطا فرما دے) آمین

میرے بھائی! وہ کہیں بارہ بارہ اکٹھے ہی عطا فرما دیتا ہے اور کہیں ایک کے مونہہ کی شکل دیکھنے کو ترستے ہیں لیکن نہیں دیتا' یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے اگر!

وہ نہ دے تو اسی سال تک ابراہیم علیہ السلام کو نہیں دیتا۔

وہ نہ دے تو ایک سو بیس سال تک جناب زکریا علیہ السلام کو نہیں دیتا۔

وہ نہ دے تو لوط علیہ السلام کو بیٹا نہیں دیتا۔

وہ نہ دے تو شعیب علیہ السلام کو بیٹا نہیں دیتا۔

اور اگر دینے پر آئے تو مریم علیہا السلام مانگتیں نہیں، کنواری کو ہی دے دیتا ہے ؎

بڈھا باپ شعیب تے پت کوئی نئیں، پیاں بیٹیاں بکریاں چار دیاں
بھلا نئیں شعیب دا دل کردا، چکھے لذتاں اس بہار دیاں
اونوں کون پچھے تو اے کی کرنا ایں، اے تے مرضیاں رب غفار دیاں
دراصل عقیدے دیاں گندیاں نے، شاناں سمجھیاں نئیں کردگار دیاں

میرے اللہ!

کتے پتر دے مونہہ نوں کوئی ترس دا اے، تو بیٹیاں ایں بیٹیاں چا دینا ایں
کتے بیٹی دا چا کوئی رکھ دا اے، تو منڈیاں دی میڑ پا دینا ایں
کتے پت دھیاں نالے مال دولت، فضل کرم دا مینہ ورا دینا ایں
کتے پت نہ دھیاں نہ مال دولت، ساری عمر ای ایداں لنگھا دینا ایں
دے کے یوسف نوں تاج پیغمبری دا، تخت مصر دے اتے بٹھا دینا ایں
چنگے بھلے وزیر اعظم تائیں، تو پھڑ کے اندر کروا دینا ایں
جدوں تیرے کولوں معافیاں منگ لیندے، جیاں نوں ککے پوچا دینا ایں
مولا تیری تعریف تے مکنی نئیں، میں اپنی گل ای مکا دینا ایں

دے یا نہ دے، یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے لیکن اس کا در نہیں چھوڑنا چاہیے، اللہ تعالیٰ سے مانگنا انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔

جناب موسیٰ علیہ السلام دیکھتے ہیں کہ دو عورتیں اپنی بکریاں روکے کھڑی ہیں، آپ فرماتے ہیں بیبیو! کیا بات ہے تم پانی کیوں نہیں پلاتیں؟ بیبیاں کہتی ہیں، جب تک یہ مرد یہاں رہے ہم پانی نہیں پلائیں گی، یہ اتنی گندی قوم تھی، انہوں نے بچا ہوا پانی بہا دیا لیکن اللہ کے نبی کی ان بیٹیوں کو نہیں پلانے دیا، یہ بیبیاں گندے پانی کے چلو بھر بھر کر بکریوں کے مونہہ سے لگا رہی ہیں، موسیٰ علیہ السلام نے جب یہ ظلم دیکھا تو ان سے برداشت نہ ہو سکا، جس پتھر کو دس آدمی کنویں سے پیچھے کرتے تھے، اللہ کے نبی نے پاؤں کی ٹھوکر لگائی یا چھڑی

سے ہلایا' تو دس آدمیوں والا پتھرا کیلے موسیٰ علیہ السلام ہی پیچھے کر دیا۔

نوجوانو! تم بھی اپنی جوانیاں لئے پھرتے ہو' پتنگ بازی کر کے' وسی آر اور ٹی وی کی محفلوں پر' چوکوں میں کھڑے ہو کر اور سڑکوں پر ڈاکے مار کر اپنی جوانیاں ضائع کر رہے ہو' کبھی کسی مظلوم کی بھی مدد کر دیا کرو' یہ نبی بھی جوان ہے' ان عورتوں کے لئے نبی کیا کر رہا ہے' آپ نے پتھر پیچھے کر کے ''بوکا'' (کنویں میں سے پانی نکالنے والا ڈول) کنویں میں لٹکا دیا' یہ عورتیں دیکھتی ہیں کہ یہ اکیلا نوجوان کیا کرے گا' قران کہتا ہے' اکیلے موسیٰ علیہ السلام بیس آدمیوں والا ڈول باہر نکال دیا' فرماتے ہیں' بیبیو گندہ پانی بہا دو اور صاف پانی پلاؤ۔

اللہ' اللہ یہ پانی والا صدقہ ایسا صدقہ ہے' بخاری شریف میں لکھا ہوا ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے' میں نے جنت میں نظر دوڑائی تو میں نے دیکھا کہ بنی اسرائیل کی ایک کنجری جنت میں پھر رہی ہے' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ کے رسول جنت اور کنجری کا آپس میں کیا تعلق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا' وہ ایک کنجری تھی' اس نے دیکھا کہ کنوئیں کے گرد ایک کتا پیاسا مر رہا ہے' اس نے اپنے دوپٹے کی رسی اور اپنی جوتی کا ڈول بنایا اور تھوڑا تھوڑا پانی نکال کر کتے کے مونہہ میں ڈالا' تو کتے کی جان میں آ گئی' عرش والے نے فرمایا اگر تو کنجری ہو کر میری مخلوق پر رحم کر سکتی ہے تو میں رب ہو کر تجھ پر رحم کیوں نہیں کر سکتا۔

اگر کتے کو پانی پلانے سے جنت مل سکتی ہے تو کیا کسی درویش کو پانی پلانے سے' کسی غریب مسکین کی خدمت کرنے' کسی محتاج اور حافظ قاری کو کھانا کھلا کر' اس کو راستہ بتا کر یا اس کو تعلیم دلوا کر جنت نہیں مل سکتی؟

موسیٰ علیہ السلام نے ایک ڈول نکال کر ان بیبیوں کی بکریوں کو جی بھر کر پلایا' اب موسیٰ علیہ السلام کہہ سکتے تھے کہ دو چار روٹیاں بھیج دینا'' میں اتنے دنوں کا بھوکا ہوں' لیکن موسیٰ علیہ السلام کا تقویٰ دیکھئے' آپ نے نہ ہی ان بیبیوں کو کہا اور نہ ہی بکریوں کے دودھ کا مطالبہ کیا'

آپ ان کی بکریوں کو پانی پلا کر ایک درخت کے نیچے جا کر بیٹھ گئے اور عرش والے کا دروازہ کھٹکھٹا دیا۔

رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ۝ (القصص: ۲۴)

کھوہوں کڈھ پلایا پانی' تے ول درخت دے دھایا
اوپر زمین دے رب بھروسے' جنگل ڈیرہ لایا

عرض کرنے لگے یا اللہ ! مجھے بھوک لگی ہوئی ہے' بتا تیرا در چھوڑ کر کہاں جاؤں؟

میرے بھائی جب اس طرح کا عقیدہ ہو جائے تو پھر رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

سفیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا' میرے آگے ایک آدمی طواف کر رہا تھا' اس کا نام لے کر اوپر سے آواز آئی' فَاخْرُجْ مِنْ بَیْتِیْ اے لبیک پڑھنے والے میرے گھر سے باہر نکل جا' میں نے اس سے پوچھا' بھائی جان' آپ کا نام کیا ہے؟ اس نے وہی نام بتایا جو اوپر سے آ رہا تھا' اب میں نے اس سے کہا' اس گھر والا کہہ رہا ہے کہ میرے گھر سے نکل جا' لیکن تو اونچی اونچی "لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ" پڑھ رہا ہے' وہ کہتا ہے حضرت جی' جو آپ سن رہے ہیں یہ میں بھی سن رہا ہوں' مجھے یہ بتائیں کہ میں یہ در چھوڑ کر کہاں جاؤں وہ کہتا ہوگا ؏

تیرا در چھڈ کتھے جاواں میرے مالکا
میرا تیرے بناں کوئی نئیں سچے خالقا
مینوں اپنے ایں در وچ کھلو لین دے
تیرے بوہے وچ پے کے اللہ رو لین دے
کالا عمل نامہ ہنجواں تھیں دھو لین دے

جب بندہ دل سے اللہ تعالیٰ سے مانگے تو پھر بات بن جاتی ہے' ہمیں تو اللہ پاک سے مانگنے کا ان فقیروں جتنا بھی طریقہ نہیں آتا' یہ بات کر کے کنجوس آدمی سے بھی روپیہ نکلوا لیتے ہیں' کیا ہم سخی شہنشاہ سے نہیں لے سکتے؟

مسند احمد کی روایت ہے' نبی ﷺ کا ایک صحابی رضی اللہ عنہ گھر آ کر اپنی بیوی سے کہتا ہے' اے اللہ والی روٹی لا' اس کی بیوی کہنے لگی' میں تو آپ کا انتظار کر رہی تھی کہ آپ آ کر کہیں سے آٹا لائیں' آٹا اور دانے ختم ہو چکے ہیں اور پیسے بھی پاس نہیں ہیں' صحابی رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں کہا' آٹا پڑوسیوں سے پکڑ کر اب تو وقت گذار لے' صحابی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ کتنا سچا ہے' کہتا ہے اچھا یہ بات ہے' یہ صحابی اپنی بیوی سے کہتا ہے' اے اللہ والی! کسی اور سے کیا کہنا ہے اس مالک سے ہی کہتے ہیں جس نے پیدا کیا ہے' تو بھی مصلہ بچھا کر رب سچے سے کہہ اور باہر اکیلے ہو کر میں بھی رب سچے سے کہتا ہوں۔

میری بہن! تو بھی سن لے' غریبی اور مہنگائی ختم ہو سکتی ہے' اللہ کا قران کہہ رہا ہے' اللہ پاک فرماتے ہیں:

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ۔ (الاعراف:٩٦)

اگر دیہاتوں' شہروں اور قصبوں والے مجھ پر ایمان لے آئیں اور مجھ سے ڈر جائیں تو میں زمین و آسمان کی برکتوں کے دروازے ہی کھول دوں گا۔

وہ صحابی رضی اللہ عنہ بیوی سے کہتا ہے تو بھی مصلہ بچھا کر اس کا دروازہ کھٹکھٹا اور میں باہر جا کر اکیلا بیٹھ کر رب سے کہتا ہوں' رب تعالیٰ بھی فرماتے ہیں' اے بندے تو کہیں اکیلا بیٹھ کر میرے سامنے رو' اس آنکھ سے ایک ہی آنسو کا قطرہ گرا کر دکھا دے' جہنم کی وہ آگ جو سات سمندروں کے پانی سے بھی بھسم نہیں ہوگی' میں تیری آنکھ کے ایک قطرہ سے ہی اس کو بھسم کر کے رکھ دوں گا۔

بخاری شریف کی حدیث ہے: رَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ اگر تو اکیلا بیٹھ کر رب کو یاد کر لے تو آنکھوں سے آنسو آ جائیں' (اللہ تعالیٰ ہمیں اس طرح کے مواقع نصیب فرمائے۔)

لاہور والو! غور کرنا' یہ رب سے مانگنے کے طریقے ہیں' اس کی بیوی نے گھر میں

مصلہ بچھا لیا اور وہ خود باہر چلا گیا' کہتا ہے یا اللہ' پیدا تو کرے اور مانگیں کسی اور سے یہ بات جچتی نہیں۔

یارو! مانگنے والوں سے کیا مانگنا' اس سے مانگا کرو جو شہنشاہ ہے۔

کائنات کے سردار ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو اس کا دروازہ کھٹکھٹا دو۔

یہ صحابی رضی اللہ عنہ روٹی مانگ رہا ہے' کہتا ہے یا اللہ' ہمارے گھر دانے اور آٹا نہیں ہے اور پیسے بھی نہیں ہیں' اس کا یقین تھا کہ میں نے کسی فقیر سے نہیں مانگا' سچے رب اور سخی شہنشاہ سے مانگا ہے' اس لئے بات ضرور بنے گی' صحابی رضی اللہ عنہ گھر آ کر بیوی سے کہتا ہے اے اللہ والی' بتا کوئی بہانہ بنا ہے یا نہیں' اس کی بیوی کہتی ہے' ابھی آپ نے گھر سے باہر قدم رکھا ہی تھا کہ ہمارے گھر میں پڑی ہوئی چکی اسی وقت خود ہی چلنا شروع ہو گئی تھی' مجھے پتہ تھا کہ آپ کو بھوک لگی ہوئی ہے' میں نے تنور میں آگ جلا دی ہے' آپ یہاں کھڑے ہو کر آٹا پیچھے کریں میں آپ کو جلدی جلدی دو تین روٹیاں پکا دوں' اس کی بیوی تنور کے پاس جا کر دیکھتی ہے تو تنور روٹیوں سے بھرا پڑا ہے' ادھر چکی چل پڑی اور ادھر تنور چل پڑا' اس نے آٹے سے تمام بوریاں بھر لیں' بہت سارا آٹا جمع کر کے بیوی سے کہتا ہے' آٹا بہت زیادہ ہو گیا ہے' اب اناج کا ڈرم پیچھے کر لیں' وہ دانے پھر کام آئیں گے' اس نے چکے کے ہتھے کو ہاتھ ڈال کر روک دیا' پڑوا اٹھا کر دیکھا تو نیچے کچھ بھی نہیں' وہ دوڑتا ہوا اللہ کے رسول ﷺ کے پاس گیا' عرض کرنے لگا اللہ کے نبی کام بن گیا تھا لیکن خود ہی گنوا بیٹھا ہوں' آپ نے فرمایا کیا بات ہے' عرض کرتا ہے سرکار گھر میں آٹا نہیں تھا' مالک سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے چکی چلا دی' پھر میں دیکھنے لگا کہ دانے کہاں سے آ رہے ہیں' جب دیکھا تو سارا انظام ہی خراب ہو گیا' میرے پیر و مرشد علیہ السلام فرماتے ہیں اللہ تجھ پر رحم کرے اگر تو صبر کر جاتا تو یہ چکی قیامت تک چلتی اور پورے مدینہ کو آٹا سپلائی کرتی ع

جو منگنا ایں رب توں منگیں نی

تے منگ دیاں مول نہ سنگیں نی
نہ اوناں دے راہ لنگیں نی
جیہڑے بھنگی تے بدکار اک دن مر جائیں گی

موسیٰ علیہ السلام عرش والے کا دروازہ کھٹکھٹا دیا' عرض کیا:

رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌo (القصص: ۲۴)

جد مال آون دا ویلا ہوئے حضرت اٹھ کھلووے
ہر بکری نوں شعیب پیغمبرؑ نال ہتھاں دے ٹووے
بکریاں ڈھیاں سور جیاں ہویاں' ہے پر جس دم لڑکیاں آیا
اوناں کولوں پچھن لگا' کتھوں جے اج رجایاں

بیٹیاں وقت سے پہلے پہنچ گئیں' نبی نے بکریاں دیکھیں تو یہ بھی سیر ہیں' اب نبی کو فکر پڑ گئی کہ کیا بات ہے؟

میرے بھائی! آپ بھی غور کیا کریں کہ میری ایک دن مزدوری کی اجرت سو روپے کی ہے لیکن میرے گھر میں دو سو کا گوشت کہاں سے پکا ہے' میری روزانہ پچاس روپے مزدوری ہے لیکن میری بیوی کا ہزار کا سوٹ کہاں سے آیا ہے' میرے بچے نے اتنے پیسے کہاں سے لئے ہیں؟

شعیب علیہ السلام کی بیٹیوں نے ساری بات سنا دی' ابا جی! ایک بڑا خوبصورت نوجوان ہے' اس اکیلے نے ہی ''ڈول'' نکال کر پانی پلایا ہے' آپ دعا والے ہاتھ اٹھا کر اس مسافر کو دعائیں دے دیں' نبی سمجھ گیا کہ اگر اتنی طاقت والا ہوسکتا ہے تو کوئی نبی ہی ہو سکتا ہے' آپ اپنی ایک بیٹی سے فرماتے ہیں' تم میں سے ایک چلی جائے' نبی نے دونوں کو نہیں بھیجا اس لئے کہ نبی نے اس کی طاقت دیکھ لی ہے' اب اس کا ایمان دیکھنا چاہتا ہے۔

فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِیْ عَلَی اسْتِحْیَآءٍ قَالَتْ اِنَّ اَبِیْ یَدْعُوْكَ لِیَجْزِیَكَ اَجْرَ مَا سَقَیْتَ لَنَا فَلَمَّا جَآءَهٗ وَ قَصَّ عَلَیْهِ الْقَصَصَ

قَالَ لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ○ (القصص: ۲۵)

یہ بی بی ایسی شرم اور حیا سے چلی' اس کا حیا اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند آیا' اللہ تعالیٰ نے اس بی بی کے چلنے کو قرآن بنا دیا' وہ بیبیاں کتنے حیا والی تھیں۔

ایک بی بی میرے مصطفےٰ علیہ السلام کے پاس آ کر کہتی ہے' آقا مجھے مرگی کے دورے پڑتے ہیں' دعا کریں اللہ کریم شفا عطا فرمائے' آپ ﷺ فرماتے ہیں' بی بی مجھے امید ہے اگر میں نے دعا کر دی تو رب شفا عطا فرما دے گا لیکن بہتر یہ ہے کہ دعا بھی نہ کروا۔

آج بعض مسلمان کہتے ہیں' ہمیں آرام آنا چاہیے چاہے کسی کھتری اور بھنگی چرسی سے آ جائے' وہ جادو سے دم کرتے ہیں اور یہ کہتا ہے' بابا بڑا پہنچا ہوا ہے' وہ ٹونے پھونک رہا ہے اور یہ اپنا ایمان ضائع کروا رہا ہے' وظیفے کئی قسم کے ہیں' ایک وظیفہ تو یہ ہے کہ آدمی الحمد شریف پڑھے۔

بخاری شریف کی حدیث ہے' ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے سانپ کاٹے ہوئے ایک آدمی کو دم کیا تو اللہ پاک نے آرام دے دیا' صحابی رضی اللہ عنہ چالیس بکریاں لے کر نبی پاک ﷺ کے پاس آیا' عرض کرتا ہے' اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے دم کر کے یہ چالیس بکریاں لی ہیں' آپ ﷺ نے فرمایا' بتا تو نے کیا پڑھا تھا' آپ کو فکر پڑ گئی' پتہ نہیں اس نے کوئی منتر وغیرہ نہ پڑھا ہو' صحابی کہتا ہے' اے اللہ کے رسول! میں نے سوائے فاتحہ کے اور کچھ نہیں پڑھا' صرف سورۃ فاتحہ پڑھی ہے' ایک یہ بھی دم ہے ع

کڑک علی کڑکا علی' دشمن نوں منجے پا علی

میں نے ایک آدمی کو دم کرتے ہوئے دیکھا' وہ اس طرح دم کر رہا تھا ۔

کالی کیری کالے روڑ' لیا جواناں مرغی ہور

کیا یہ بھی کوئی دم ہے۔

بندہ سورۃ فاتحہ یا قرآن کی کوئی اور آیت پڑھ کر دم کر لے۔

حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ع

فاتحہ کل بیماراں دا دارو تے دافع کل بلائیں

اسے پڑھ کر تو دیکھیں' اللہ پاک نے اس میں شفاء رکھی ہے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں بی بی مرگی سے شفا کی دعا بھی نہ کروا' یہ بی بی کہتی ہے آقا ٹھیک ہے' دعا نہ کرو' مجھے مرگی کے دورے پڑتے رہیں' مجھے مرگی کا دورہ پڑنے سے میرا پردہ کھل جاتا ہے' یہ دعا کردو' جب مجھے مرگی کا دورہ پڑے تو میرا پردہ نہ ٹوٹے' آپ ﷺ فرماتے ہیں یا اللہ تیری بندی یہ دعا کروا رہی ہے' یہ بی بی کہتی ہے اس کے بعد مجھے دورے تو پڑتے رہے لیکن کبھی میرا پردہ نہیں ٹوٹا تھا۔

اس بی بی نے دوہری چادر اوڑھی ہوئی ہے' موسیٰ علیہ السلام نے دعا والے ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں' اللہ روٹی' اس بی بی نے جا کر کوئی لمبی چوڑی بات نہیں کی' یہ نہیں کہا کہ آپ کا کیا حال ہے' آپ کہاں سے آئے ہیں' آپ کا علاقہ کون سا ہے' آپ کون ہیں؟ کہتی ہے' اِنَّ اَبِیْ یَدْعُوْكَ۔ بھائی تجھے میرے ابو جی بلاتے ہیں' آپ فرماتے ہیں بی بی' تیرا بابا مجھے کیا کہے گا وہ تو میرا واقف ہی نہیں ہے' یہ بی بی جلدی سے کہتی ہے لِیَجْزِیَكَ اَجْرَ مَا سَقَیْتَ لَنَا۔ آپ نے ہماری بکریوں کو پانی پلایا ہے ہمارے ابا جی وہ مزدوری دینا چاہتے ہیں' وہ اتنی بھی مزدوری نہیں رکھنا چاہتے ؏

موسیٰ اجر نہ لینا چاہے' پر بکھ نے بہت ستایا

اگے لگ کے او بی بی ٹر دی' موسیٰ سدھایا

موسیٰ علیہ السلام نے رب تعالیٰ سے دعا مانگی تھی' اللہ پاک نے فرمایا' اے میرے موسیٰ' تو روٹی مانگ رہا ہے' میں نے تیرے لئے بیوی کا بندوبست کر دیا ہے اور جب رب کی کرم نوازی ہو جائے تو یہی نبی آگ لینے گیا تو عرش والے نے فرمایا' تجھے نبی بنا دیا ہے۔

یہ بی بی کہتی ہے میرے ابا جی مزدوری دینا چاہتے ہیں' موسیٰ علیہ السلام مزدوری نہیں لینا چاہتا تھا لیکن بھوک بہت لگی ہوئی تھی' بی بی آگے آگے چل پڑتی ہے اور پیچھے پیچھے موسیٰ علیہ السلام چل پڑتے ہیں' ہوا چل رہی تھی' بی بی کا ٹخنہ ننگا ہو رہا ہے' موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ بی بی شرما رہی ہے' آپ فرماتے ہیں بی بی' تو میرے پیچھے ہو جا اور میں آگے ہو جاتا

ہوں ہمارا خاندان اس طرح کا نہیں ہم نے کبھی غیر محرم عورتوں کے ٹخنے بھی نہیں دیکھے۔

یہ نبی بڑی حیا والا تھا' نبی میں اتنا حیا تھا کہ کبھی اپنی قوم کے سامنے جسم سے قمیض نہیں اتاری تھی' موسیٰ علیہ السلام کے مقتدیوں نے کہنا شروع کر دیا' موسیٰ علیہ السلام کے جسم پر پھلبہری ہے' اس لئے آپ کپڑے نہیں اتارتے حالانکہ آپ حیا کی وجہ سے نہیں اتارتے تھے' اللہ پاک نبی کے ذمہ الزام نہیں رہنے دیتے۔

ایک دن موسیٰ علیہ السلام دریائے نیل میں نہانے کے لئے گئے' آپ نے کپڑے اتار کر ایک پتھر پر رکھ دیئے' آپ نہانے لگے تو اللہ پاک نے پتھر سے کہا' یہ ان کپڑوں سمیت تو دوڑ جا' اب پتھر بھاگنے لگا' موسیٰ علیہ السلام نے عصا پکڑا اور پیچھے دوڑ پڑے' آپ فرماتے ہیں۔

اے پتھر تو میرے کپڑے لے کر جا رہا ہے' جہاں بڑے بڑے یہودی بیٹھے ہوئے تھے وہ پتھر وہاں آ کر کھڑا ہو گیا' اللہ پاک نے فرمایا: دیکھ لو میرے نبی کے جسم پر پھلبہری ہے یا صاف ہے' نبی میں ویسے ہی حیا ہوتا ہے' نبی بے حیا ہو ہی نہیں سکتا' نبی اور ولی بنتا ہی وہ ہے جس میں حیا ہو۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے:

اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ۔

جب تیری غیرت ختم ہو جائے تو پھر جس طرح چاہے دھکے کھا۔

آپ فرماتے ہیں بی بی تو پیچھے آ جا' میں آگے ہو جاتا ہوں' تو ہاتھ میں کنکر پکڑ لے اگر میں راستہ بھول جاؤں تو تو اس طرف کنکر پھینک کر راستہ بتا دینا' میں غیر محرم عورت کی آواز سننا بھی پسند نہیں کرتا ع

چا پہنچے اس شہر دے اندر' جتھے شعیب نبی دی حویلی
شعیب موسیٰ نوں گھٹ کر ملیا' جیویں پرانے بیلی
مل ملا کے نبی اللہ' ونجنے' پچھدا اے شعیب ربانا
اے شخصا تو کتھوں آیوں' کیڑی طرفے جانا

موسیٰ کہے میں پردیسی' میرا دیس نہ کوئی
وچ پردیساں ٹردیاں پھر دیاں' تہاڈی زیارت ہوئی
تاں شعیب پیغمبر رب دے کہیا' آ آپاں رل بیئے
ہے تو بھی دکھیا تے میں بھی دکھیا' رل کے دکھاں نوں ونڈ لئے
نالے بکریاں میریاں چارن والا' لڑکا بھی کوئی ناہیں
تیرا لڑکی نال میں نکاح کریساں' بکریاں تو چرائیں

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ٥

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ○

اور نصیحت کیجیے کیونکہ نصیحت اہل ایمان کے لیے نفع بخش ہوتی ہے۔

مواعظِ یزدانی

شہید اسلام مولانا حبیب الرحمان یزدانی رحمۃ اللہ علیہ

جمع وترتیب

عبدالرؤف تابانی

ناشر
مکتبہ ربانیہ
فیض مارکیٹ منڈی عثمان والا تحصیل وضلع قصور

واحد تقسیم کار
مکتبہ محمدیہ
قذافی سٹریٹ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور
Mob.: 0300-4826023

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فن تقریر و خطابت کا شوق رکھنے والے طلباء کے لئے انمول تحفہ

خُطباتِ مُجاہد

جلد دوم

خطیبِ دلنشیں

حضرت مولانا قاری محمد خالد مجاہد

جمع و ترتیب

عبد الرؤف تابانی

ناشر

مکتبہ ربانیہ

فیض مارکیٹ منڈی عثمان والا تحصیل و ضلع قصور

واحد تقسیم کار

مکتبہ محمدیہ

نزد فیض الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

Mob.: 0300-4826023

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ○

اور نصیحت کیجئے کیونکہ نصیحت اہل ایمان کے لیے نفع بخش ہوتی ہے۔

خطباتِ

شیر پنجاب

حضرت مولانا منظور احمد

جمع و ترتیب

عبد الرؤف تابانی

ناشر

مکتبہ ربانیہ

فیض مارکیٹ منڈی عثمان والا تحصیل و ضلع قصور

واحد تقسیم کار

مکتبہ محمدیہ

قذافی سٹریٹ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

Mob.: 0300-4826023

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ○

اور نصیحت کیجئے کیونکہ نصیحت اہل ایمان کے لیے نفع بخش ہوتی ہے۔

خطباتِ یزدانی

دو جلد کامل کمپیوٹرائیڈیشن

شہید اسلام مولانا حبیب الرحمان یزدانی رحمۃ اللہ علیہ

جمع و ترتیب

عبدالرؤف تابانی

ناشر

مکتبہ ربانیہ

فیض مارکیٹ منڈی عثمان والا تحصیل وضلع قصور

واحد تقسیم کار

مکتبہ محمدیہ

غزنی سٹریٹ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

Mob.: 0300-4826023